

کتاب المصنف

# کشف المحجوب

از  
علی بن عثمان جویری سرفراز و تاج بخش  
(متوفی ۴۸۱ھ — ۵۰۰ھ)

از روی قدیم ترین نسخہ کہ بقلم خواجہ بہاؤ الدین زکریا ملتانی برہمنقول

و یکی از نسخہ گران جای کتاب خانہ یزد و فہرست مولوی محمد شفیع است

بسمت ترجمہ

پروفیسور ڈاکٹر مولوی محمد شفیع (ستارہ پاکستان)

ایم۔ اے (کیسٹب)، ڈی۔ او۔ ایل

نشانہ دانش درجہ اول و نشانہ پاس درجہ اول (ایران)

رئیس سابق قیمت و آراء المعارف اسلامی - پنجاب یونیورسٹی لاہور

پیشہ و مستقام

اسمذہبانی

ایم۔ اے۔ پاکستانی ریجمنٹ سکول

لاہور







۳۵۸	باب الحجج و ما يتعلق بها	۱۸
۳۶۵	باب المشاهدة	۱۹
۳۶۳	باب العجبة و ما يتعلق بها	۲۰
۳۶۶	باب آدابهم في العجبة	۲۱
۳۸۲	باب آدابهم في العجبة في الاقامة	۲۲
۳۸۶	باب آدابهم في السفر	۲۳
۳۹۰	باب آدابهم في الاكل	۲۴
۳۹۳	باب آدابهم في الشئ	۲۵
۳۹۵	باب ذمهم في السفر والحضر	۲۶
۴۰۰	باب آدابهم في الكلام والسكرات	۲۷
۴۰۴	باب آدابهم في القول و تركه	۲۸
۴۰۸	باب آدابهم في الترويح و الترفيه	۲۹
۴۱۲	باب سماح القرآن و ما يتعلق بها	۳۰
۴۵۰	باب سماح الشعر و ما يتعلق به	۳۱
۴۵۳	باب سماح الاصوات و الاطعام	۳۲
۴۵۷	باب احكام السماع	۳۳
۴۶۲	باب اختلافهم في السماع	۳۴
۴۶۴	باب مراتبهم في حجية السماع	۳۵
۴۶۶	باب الوجود والوجود و التوهم و المراتبه	۳۶
۴۷۱	باب الرقص و ما يتعلق به	۳۷
۴۷۶	باب الخرق	۳۸
۴۸۰	باب آداب السمع	۳۹

پیش لفظ

پیش لفظ

حال ہی میں ماسکو سے کثرت الحجاب کا ایک پروانا نمودار ہوا ہے۔ اس کے  
 ویسچر میں یہ مذکور ہے کہ دنیا کا قدیم اور بھیج تری نسخہ والدہ بزرگوار ڈاکٹر محمد شفیع  
 مرحوم و منقولہ کی ذاتی لائبریری میں موجود ہے۔ والدہ صاحبہ کے شاگرد مفید شیخ محمد اکرام  
 علی ایمن پی کے علم میں جب یہ بات آئی تو انہوں نے میرے طویع اور مشفق دوست  
 بید ہاشمی فرید آبادی کی وساطت سے مجھے کہلایا کہ اس اصول نسخہ کو چھپانا چاہیے۔ مجھے  
 بید ہاشمی مرحوم کا بے حد احترام تھا۔ چنانچہ میں نے اس کام کی حامی بھری۔ شیخ  
 محمد اکرام اس وقت حکر افغان کے عالم اعلیٰ تھے۔ چنانچہ انہوں نے خیریت غرض سے یہ  
 پیش کش بھی کی کہ حکر افغان اس گھر پر بنا کر چھپوانے کے لئے میری کچھ مالی امداد  
 بھی کرے گا۔ مجھے احترام ہے کہ اگر شیخ صاحب ہر شکل مرحلے پر میری مدد پر بکرستہ  
 دہوتے تو میں یہ عظیم کام کبھی اس کامیابی سے سرانجام نہ دے سکتا۔ اللہ تعالیٰ انہیں  
 جزائے خیر دے۔

سرکاری کام کی گونا گوں مصروفیات کی وجہ سے مجھے بہت کم فرصت میسر تھی اس  
 پر چھ سو صفحات کے قلمی نسخہ کا دوبارہ مرتبہ کرنا میرے لئے انتہائی دشوار اور مہربان  
 مسئلہ تھا۔ اس کام میں والدہ مرحوم کے ایک دیرینہ شاگرد مفتی محمد شفیع خوشنویس حکیم  
 عاذق نے میرا ہاتھ بٹایا یہ صاحب ان کی وفات کے بعد ۱۹۶۲ء سے میری کتابوں  
 کی کتابت کر رہے ہیں۔ انہوں نے میری بہت حوصلہ افزائی قرآنی بلکہ ذاتی مدد کرنے  
 کا یقین دلایا۔ بغیر کسی اجرت کے۔ اور بغیر کسی صلہ کے۔ محبت ہوا کہ اس زمانہ میں  
 بھی ایسے بہت کم اور علم دوست حضرات موجود ہیں جنہیں استاد کا حق ادا کرنے کا



بجائے ہے۔ منشی محمد شفیع صاحب نے تین سال اس نسخہ کا مسودہ تیار کرنے میں میرے ساتھ مسلسل کام کیا اور ہم دونوں نے اس نسخہ کو اول سے آخر تک کئی مرتبہ پڑھا۔ خدا انہیں عمر عطاء فرمائے اور اہل عظیم علم فرمائے۔ ان کی مدد کے بغیر یہ نسخہ میں مکمل نہ کر سکتا تھا۔ میں نے اس قدیم عربی تصنیف کو پیچہ منقش کرنے میں انتہائی ادبی و انتہائی کوشش کی ہے۔ اگر تاریخی حضرات میں سے کسی کو اس کتاب میں کوئی سقم نظر آئے تو اس میں میرا قلمی کوئی قصور نہیں، کتاب میں جو لکھا تھا وہ جیسے لکھا تھا۔ میں نے اس میں نقل کر دیا ہے۔ ہاں انسانی کمزوری کہ توفیق رکھتے ہوئے میری انتہائی کوشش اور احتیاط کے باوجود اگر کوئی غلطی ہوئی ہو تو میں غور کا طالب ہوں، میرا مقصد محض یہ ہے کہ یہ گوہر نایاب دنیا کے سامنے آجائے اور زمانہ کے انقلابات اور حادثات اس کو صفحہ ہستی سے نہ مٹا سکیں۔

محسن اتفاق دیکھئے کہ والد محترم نے اس نسخہ کا خود کسی وقت ریباچ لکھا تھا، وہ میں نے بہت تلاش کے بعد دوسرے نکالا، اس ریباچ کا پڑھ لینا بہت ہی دشوار تھا، الحمد للہ میں نے اسے کاپیابی سے اس کتاب کی اقتدار میں نقل کیا ہے۔ تاہم کے لیے بطور نمونہ دو صفحوں کی تصویریں بھی چھاپ دی ہیں کہ وہ خود اندازہ لگا سکیں کہ اسے صحیح نقل کرنا کتنا مشکل تھا، اس کام میں والد مرحوم کے اشیاء گرامر مولیٰ اور شاہ صاحب نے جو اس وقت ریوے میں ملازم ہیں، میری امداد کی، ان کا تہ دل سے مژدن ہوں۔

تاریخی کی دلچسپی کے لئے میں نے کثرت الجواب کے صفحہ اول و آخر کی اور بادشاہوں کی مہرول والے دو صفحوں کی تصویریں بھی چھاپ دی ہیں، انہی تصویر کے نیچے غالباً دانا سنگھ کے دستخط ہیں۔

اس نسخے کو مرحوم میر محمد ہاشمی خاں آبادی اور مسعود بنویدیشی کے پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے بھی ایک مرتبہ پڑھا ہے، اس کے لئے ان دونوں حضرات کا شکریہ میرے والد صاحب ہے۔ میں اپنے عزیز دوست ڈاکٹر محمد بشیر جی پروفیسر ادریش کالج

لاہور کا بھی ممنون ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کی اجاعت میں ہر ممکن مدد کی اور مجھے بعض مفید مشوروں سے نوازا۔

آخر میں ایک درجہ پروردہ واقعہ قلمبند کرنا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ اہل دین اس پر غور کریں اور ملاحظہ ہوں، حضرت بہاء الدین کریم کے عطا کا نمونہ دنیا میں ناپید ہے، ان کے مرید بے شمار ہیں غالباً والد مرحوم کو ڈر تھا کہ ان کا یہ نسخہ چھپی نہ ہو جائے اس لئے انہوں نے مرتبہ اسی ایک نسخے کو اپنے سیکرڈس نسخوں میں سے انتہائی امانی میں پیچھے چھپا کر رکھا، بڑا تھا جب میں نے شیخ محمد کلام کے کہنے پر کتاب چھپوانے کا ارادہ کیا تو مجھے اس بات کا علم نہ تھا کہ والد مرحوم نے اسے چھپا کر رکھا ہے۔ چنانچہ میں نے اس نسخے کو دوسرے کے لئے گھر کا کور کور چھان مارا، مگر ان کا کسی پتہ نہ پایا۔ حیرت ہوئی کہ کہاں غائب ہو گیا ہے۔ میں یہ تو خوب جانتا تھا کہ والد محترم اپنی کوئی کتاب کبھی کسی کو عاری بھی نہ دیتے تھے، اور قلمی نسخہ کا تو ذکر ہی کیا۔ سخت دل برداشتہ ہوا، اللہ بھیجا کہ وہ غائب ہو گیا ہے، ذمہ کوئی کوتاہی اور روحانی پریشانی میں رات کو سویا خواب میں حضرت قاتل گنج بخش تشریف لائے، ان کا جلال اور رتبہ مجھ پر اتنا طاری تھا کہ میں بیان نہیں کر سکتا، چنانچہ میں نے انہیں نظر اٹھا کر دیکھنے کی بھی ہر بات کی، بلکہ کثرت الجواب کا نسخہ ان کے سامنے کھول کر کھڑا ہوا اور کہا، "دانا، اس آدمی کو آپ سے کس قدر عقیدت ہوگی کہ اتنی خوبصورت کتابت کی ہے، صبح اٹھا تو طبیعت بگڑا، بگڑا تو طبیعت بگڑا، کدورت ہوئی اور میں نے جاکر بید میر محمد ہاشمی سے اپنا خواب بیان کیا، سہرت سے ان کے چہرے پر رونق آ گئی، انہوں نے کہا کہ یہ اشارہ ہے کہ نسخہ گھر ہی میں موجود ہے۔ چنانچہ میں نے اللہ کا نام لے کر اسے دوبارہ تلاش کرنا شروع کیا، میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی جب وہ مجھے انوکھا دوسرے قلمی نسخوں کے پیچھے رکھا، ہوا ل گیا۔

کچھ دنوں کے بعد اس کتاب پر کام شروع ہوا تو رات کو سوتے میں حضرت قاتل گنج بخش پھر خواب میں تشریف لائے، ان کے دست مبارک میں مفید کپڑے کی ایک



## مقدمہ

داتا گنج بخش کی زندگی کے حالات کم و بیش اتنے ہی مسلم ہیں جتنے انہوں نے خود  
استطراذ کشف المحجوب میں بتائے ہیں۔ شاید ہی اس سے زائد کوئی بات کسی اور مآخذ  
سے ملے۔ ان کے متعلق تفصیلات الانس میں ہے کہ علی بن عثمان بن علی بجلالی منزوی  
عالم و عابد تھے۔ شیخ ابو الفضل بن حسن خلی کے مرید تھے اور بہت سے اہل  
مشائخ کی صحبت سے بھی فیض اٹھایا تھا وہ کشف المحجوب کے مصنف ہیں جو اس  
فن (یعنی تصوف) کی مشہور معتبر کتابوں میں سے ہے، انہوں نے بہت سے لطائف و

حقائق اس کتاب میں جمع کر دیئے ہیں۔  
اپنے مرشد جناب اعلیٰ کے متعلق کشف المحجوب میں وہ لکھتے ہیں:

طریقت میں میں ان کا پیرو ہوں۔ وہ تفسیر و روایات کے عالم تھے اور تصوف  
میں جید کے منصب کے پیرو تھے اور جناب حصری کے مرید تھے، ساٹھ سال تک گشت نشین  
رہے اور گناہی اختیار کیے رہے، زیادہ تر وہ جیل لکھنؤ میں منزوی رہے۔ گوشہ نشین گوشہ میں رہے۔

۱۱ [یعنی جیل لکھنؤ میں جن کے متعلق ابن بطوطہ (۱۸۲: ۱۸۳)]

نے لکھا ہے کہ وہ دنیا کے نہایت سرسبز بیابانوں میں

بڑی سی گھڑی تھی اور زمانے لگے: یہ تھنے میں تھابے والد کے لئے لایا تھا، مگر  
اب تھیں دیتا ہوں: میں نے ان کی بھی ہر کر زیارت کی، جب میں نے اس گھڑی کو  
کھولا تو اس میں ایک بیش قیمت خوبصورت عقیدہ آؤنی پڑا تھا، داتاؒ نے کہا: مجھے پہن  
کر دکھاؤ، میں نے پہنا اور ان سے کہا: داتا دیکھئے یہ میرے طعنے تک آتا ہے، اس  
وقت میں خوشی اور انبساط سے دوبارہ ہوا ہوتا تھا، اس کے بعد میں نے گھڑی سے  
ایک اٹک کا گولا نکالا اور اپنی ایک عزیزہ سے جو میرے پاس گھڑی تھی راہ جو  
مجھے اب یاد نہیں، کہا: دیکھو، داتا میرے لئے آؤں گا، گولا لائے ہیں کہ تم جیسی  
بُن کر مجھے دو، اس پر داتا نے اشارے سے میری بات کی تصدیق کی، گھڑی میں  
تیسرا تختہ ڈور کا ایک گولا تھا جس سے لوگ پتنگ اڑاتے ہیں، اس گولے  
میں ڈور اوپر پیادہ رنگ کی تھی اور نیچے سفید! مجھے پتنگ اڑانے کا شوق  
ہے چنانچہ یہ تختہ دیکھ کر میں بہت خوش ہوا، داتا صاحب مجھے یوں خوش دیکھ  
کر بڑے دل فائدہ انداز میں مسکرائے۔

اس خواب کا ذکر پید ہاشمی سے دوبارہ کیا تو ان کی خوشی کا اندازہ لگانا  
مشکل تھا، کہنے لگے: خوش بہخت ہو کہ تھابے اس منصوبے کی تصدیق داتا صاحب نے  
فرمائی ہے۔ اب یقیناً تم یہ کام پایہ تکمیل تک پہنچاؤ گے تعجب ہے کہ مجھے ان تمام مشکلوں  
بجوریل اور مالی تکلیفوں کے باوجود اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی سعادت میسر آئی۔

کشف المحجوب حاضر ہے اسے پڑھیے اور زندگی کے رموز و اسرار سے پردہ  
اٹھا کر زندگی کی صحیح تصویر دیکھئے۔

کچھ ایسے روپ میں محجوب بے حجاب ہوا، کہ عین کشف نے بلا دل و نظر کا مزاج  
(محمد خان کلیم)

افتخار الہیاد

محمد رفائی

اسم سے پاکستان پبلشرس سوسائٹی

۲۱ اکتوبر ۱۹۶۸ء

۲۲ مئی ۱۹۶۸ء - لاہور



نہوں میں ہیں ہے اور میں شہر لہاور میں جو مٹان کے مقامات میں ہے انہوں  
کے دریاں گزرتے ہوں۔ اس جگہ سے ظاہر ہے کہ کشف المحجوب کا آثار کچھ حصہ لاہور  
میں مرتب ہوا۔

خلاصہ التاریخ میں ہے کہ جناب امیر علی بھیروی غزنی سے سلطان محمود کے ہمراہ آئے  
اور سلطان نے فتح لاہور کو ان کے برکات قدم کی طفیل سمجھا یہ بیان غالباً درست نہیں  
اس لیے کہ اگر قبول بعد الملیف سلطان محمود نے لاہور ۳۹۶ھ میں فتح کیا تھا غالباً  
داتا صاحب کے پچیس کا زمانہ ہے یا تو شاید اس وقت بھی پیدا ہوئے ہوں۔

ان کے درود لاہور کے متعلق قوائد الخواص رکستہ ۲۱۹۸ ص ۳۵ میں ایک  
دلچسپ گفتگو لکھی ہے حضرت نظام الدین اولیاء قدس اللہ سرہ العزیز نے ۹۰ ذوالقعدہ  
۷۰۸ھ کی مجلس میں لاہور کی قبروں کا ذکر کیا ہے آپ نے فرمایا بہت بزرگوں کی  
خواب گاہ وہاں ہے پھر جامع فوائد سے پوچھا "تم نے لاہور دیکھا ہے" عرض کیا گیا  
"دیکھا ہے" اور بعض بزرگوں کی (قبروں کی) زیارت کی ہے۔ مثلاً شیخ حسین زنجانی اور  
دوسرے اولیاء کی۔ فرماتے لگے کہ مخدوم علی بھیروی سے پہلے ان کے مرشد نے ان کے  
پیر بھائی خواجہ حسین زنجانی کو لاہور کا قلعہ منقرہ کیا ہوا تھا جب مخدوم صاحب  
کو لاہور ہا کر مقیم ہونے کا حکم ملا تو انہوں نے کہا کہ زنجانی وہاں ہیں ان  
کے ہوتے میرے بھیجنے میں کیا حکمت ہے؟ جواب ملا تم وہاں جاؤ تم کو حکمت  
پہنچنے سے کیا واسطہ؟ عرض جب یہ لاہور پہنچے تو رات کو شہر کے باہر ٹھہرے  
صبح جب شہر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ خواجہ زنجانی کا جنازہ آ رہا ہے۔ یہ جنازہ  
کے ہمراہ ہوئے اور دایہ پر شہر کے مغرب میں جہاں ان کا مزار مبارک ہے ہاتھ پر  
شیخ حسین زنجانی اور شیخ علی بھیروی دونوں ایک ہی پیر کے مرید تھے۔ وہ  
پیر قلعہ ہند تھا۔ حسین زنجانی مدت سے لاہور میں مقیم تھے کچھ عرصہ کے بعد خواجہ  
علی بھیروی کے پیر نے ان سے فرمایا کہ لاہور جا کر مقیم ہوں" عرض کیا کہ شیخ

حسین زنجانی وہاں ہیں" فرمایا "تم جاؤ تو سہی" جب علی بھیروی حکم کے مطابق لاہور پہنچے  
تو رات کا وقت تھا صبح ہوئی تو شیخ حسین کا جنازہ لوگ باہر لائے  
اس کے برعکس ملا محال نے سیر الاولیاء قلمی ص ۲۰ پر لکھا ہے کہ جب خواجہ  
لاہور پہنچے تو بھیروی کا اسی سال میں انتقال ہو چکا تھا مگر حسین زنجانی زندہ تھے۔ ان  
ہی دنوں میں دلی فتح ہوئی اور معز الدین محمد سام بطرف غزنی روانہ ہوا اور راہ  
میں مارا گیا۔ حالانکہ دلی ۳۹۶ھ میں فتح ہوئی اور محمد سام ۳۹۷ھ میں مارا گیا۔  
بھائی میں خواجہ بھیروی کی چلہ کشی پر مراد داتا صاحب کا ذکر نہیں البتہ ص ۸ پر ہے  
کہ جیل جو بغداد سے ۷ دن کی فاصلہ پر ہے وہاں شیخ عبد القادر جیلانی کے پاس ۵۰۰  
۷۰۸ھ کے دن رہے۔ ان کا جہز وہاں ہے۔ بھائی نے زیارت کی۔

شیخ حسین زنجانی کا حال لاہور کی تاریخوں میں ملتا ہے مگر ان کی تاریخ وفات کا  
صحیح پتہ ان سے نہیں ملتا اگر مل جائے تو پیر بھیروی کے درود لاہور کی تاریخ  
مل جائے۔ میر محمد ملیف نے یہ تاریخ ۱۰۱۰ھ دی ہے مگر ان کا مآخذ معلوم  
نہیں۔ اگر یہ صحیح ہے تو یہ زمانہ غزنیوں میں سے سلطان مسعود اول بن محمود  
غزنوی کی سلطنت کا تھا۔

داتا شکوہ نے سیر الاولیاء میں ان کی ایک کرامت کا ذکر کیا ہے جس  
سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ایک مسجد بنوائی تھی جس کی عراب اور مساجد لاہور  
کی نسبت مال بجاوب تھی اور عطاء وقت کے اعتراض پر خود امامت کرانی۔ تب  
منتدیان کو کہہ مسجد کے عطاء میں نظر آیا (دیکھیے تحقیقات چشتی)

اسی قسم کا قصہ حسن اتقان مرید خواجہ بہار الدین ذکر کیا کہ سیر الاولیاء صفحہ ۵۴ میں  
ہے کہ دہلی میں ایک مسجد بن رہی ہے لوگ شک میں تھے انہوں نے اشارہ کیا  
کہ وہ دیکھ کر کہہ۔

اس کے بعد صاحب سیر نے لکھا ہے ان کی قبر بھی ان کی مسجد کی



خواب کے مطابق ہے۔ ہمارے ایک فاضل معاصر نے اس مسئلہ پر توجہ دی ہے کہ سوائے شاہی مسجد کے وہ ان خطاط کی مساجد کا رخ صحیح سمت قبلہ کی طرف نہیں ہے پرانی مسجد کو چند مرتبہ از سر نو تعمیر کیا گیا اور مسجد قدیم اس وقت بعورت تعلیم موجود نہیں مگر ریاضین کے نقطہ نظر سے یہ مسئلہ تحقیق طلب ہے کہ مسجد اور قبر کی سمت میں کیا نسبت ہے؟ اور وہ سمت کیا ہے؟

داتا صاحب کے متعلق مولانا جاتی نے لکھا ہے کہ وہ عالم اور مارت تھے۔ صاحب غریۃ الامنیار نے لکھا ہے کہ وہ "جامع علوم ظاہری و باطنی" متورع متقی صاحب خوارق و کرامت اور حنفی المذہب تھے۔ لاہور میں دن کو تدیس و تعلیم اور رات کو تلقین میں مصروف رہ کر ہزار ہا جہاد کو عالم و فاضل اور مدد گم کردگان مارتی کو ماہِ رباعی بمالیٰ ان کی تاریخ وفات نفحات اور حاشیہ نفحات مآثر الکرام ریکرہ ۱۹۱۰ء ۶۱۱ میں نہیں دی ہے اور اکثر دیگر مآخذ میں اور مراد کے کتبوں میں شکستہ درج ہے اور لفظ سواد اس کو ظاہر کرتا ہے۔ صرف غریۃ الامنیار میں سفینۃ الاولیاء کے حوالے سے لکھا ہے کہ وہ ۴۶۰ء یا ۴۶۴ء میں فوت ہوئے۔ مگر دارا شکوہ کے خود ملاحظہ نسخہ میں جس کے مدو گرات پنجاب یونیورسٹی لاہوری میں ہیں سوائے چار صد اور نوادہ اور علامت زیادت کے اور کچھ درج نہیں۔ یعنی غرض اس نسخہ کی تحریر کے وقت آپ کے سن وفات کی تحقیق معصفت کو نہ تھی۔ ۴۶۵ء میں سلطان ابراہیم بن مسعود غزنوی کا جہد سلطنت تھا۔

داتا صاحب کی قبر کے متعلق اور افضل نے مکن لکھری میں تحریر نہیں کی صرف اتنا لکھا ہے کہ آپ کی خواب گاہ لاہور میں ہے۔ البتہ دارا شکوہ نے تفصیل دی ہے اور یہ کہا ہے کہ "قبر شہر لاہور کے درمیان قلعہ کے مغرب میں واقع ہے۔ یہ کچھ عجیب سا بیان ہے اس لیے کہ قبر شہر کی فصیل کے باہر ہے البتہ شہر کی بیرونی آبادی کے درمیان ہے اور قلعہ کے مغرب کی بجائے جنوب مغرب کہا زیادہ صحیح تھا۔





ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دارا شکوہ کے زمانہ میں قلعہ سے مغرب کو آتے تھے تو شاہی مسجد تران وقت تھی ہی نہیں پہلا قابل ذکر مقام دیارے سادی کا گھاٹ تھا۔ دیا اں وقت قلعہ کے نیچے سے بہتا تھا اس گھاٹ کو کابل جاتے والی سڑک عبور کرتی تھی اور گھاٹ کے بعد داتا صاحب کے مزار مبارک والا علاقہ ہی قابل ذکر تھا۔ چنانچہ ایک انگریز بیاح فنج نامی نے سلاطین جہانگیر بادشاہ کے عہد میں ۱۶۰۶ء کے قریب لاہور میں ٹھہر رہا اسی ترتیب سے ان مزاروں کا ذکر کیا ہے کہ وہ مسجد گنج بخش کے ہے۔

صاحب سینۃ الدلیہ (دارا شکوہ) نے لکھا ہے کہ خدم صاحب کے والد کی قبر غزنی میں ہے اور ان کی والدہ ماجدہ کی قبر بھی غزنی ہی میں اپنے بھائی تاج الدلیہ کی قبر کے متصل ہے۔ دارا نے آپ کے والدین اور ماموں کی اور لاہور میں خود ان کے مدفن مزار کی نیابت کی تھی۔ داتا صاحب کا مزار سنگ مرمر کا گل کار ہے اور سفید سنگ مرمر کے پتھر پر واقع ہے۔ سارا تعمیر ایک ڈال پتھر کا ہے اس مزار مبارک کے دائیں اور بائیں دو اور قبریں ہیں۔ بڑی چشتی ایک شیخ احمد قادری سرخسی کی ہے اور ہم معلوم کتاب میں مسخ شدہ ہے اور دوسری شیخ ابو سعید مجوسی کی رحمہم اللہ سرخسی کا ذکر کشف المحجوب میں خدم صاحب نے چند پانچ مرتبہ کیا ہے، یہاں مرقیائے متاخرین کی فہرست میں ان کو شامل کر کے لکھا ہے کہ وہ مدت تک میرے رفیق تھے۔ ایک دوسری جگہ تبیین سے کہا ہے کہ وہ اور اور پھر میں میرے رفیق تھے، مگر ان کے لاہور میں آنے کا ذکر نہیں کیا۔ شیخ ابو سعید مجوسی کا ذکر کتاب کے آغاز میں صرف ایک مرتبہ کیا ہے اور ان کا سوال بیان کر کے کتاب کو اس جواب سے شروع کیا ہے۔

تحقیقات چشتی میں ہے کہ مزار اور چھوٹا ابراہیم بن محمد غزنوی نے بنوایا واللہ اعلم پہلے قبر پر گندہ تھا۔ یہ ۱۶۰۸ء میں تعمیر ہوا اور پتھر چونی بنایا گیا اور اس میں آئینے لگائے گئے۔ حاجی فیروز دہلی نے اس پر پتھر کی بجائے سنگ مرمر کے ستون







قریب بہ صحت ہی ہے۔

وہا صاحب د عرفت عارف تھے بلا عالم اور محقق بھی تھے ان کی سب سے  
مشہور تصنیف کشف المحجوب ہے جس کی نسبت مولانا ہاشمی نے لکھا ہے کہ اس  
فی دینی نعمت کی معتبر اور مشہور کتابوں میں جس میں کتب نے بہت سے لطافت  
و خائن کر جم کر دیا ہے۔ کشف المحجوب کے علاوہ کم سے کم نو تصانیف ان کی اور  
تھیں جن کا ذکر دوسری طور پر اسی کتاب کشف المحجوب میں کیا ہے۔ اللہ عز و جل  
تائید میں۔ ان کشف المحجوب میں بعض مفسرین ان کتابوں کے اختصار سے بیان ہو گئے  
ہیں ان کتابوں کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ ایک دیوان: دیوان کا نام ہے "دیوان شمس"۔

۲۔ منہاج الدین: جس کا پورا مروج طریقت لغت ہے۔ اس میں مناقب اصحاب صفہ تفصیل  
میں کیے گئے اور حسین بن منصور حلاج کا کچھ حال بھی بتایا تھا۔ دیوان کی نسبت لکھا  
ہے کہ کسی نے مجھ سے مانگا۔ اس کا بار نسخہ نہ تھا۔ مانگے والے نے میر نام سر کتاب  
سے حذف کر کے اس کی نسبت پٹ دی اسی طرح دوسری کتاب بھی کسی نے اپنی طرف  
منسوب کر لی۔

۳۔ اسرار الفرق و لطائف: کشف المحجوب کے لاہوری ایڈیشن اور ایک عظیم نسخہ میں جو  
شیخ بہار الدین دکنی طائی کے قلم سے نقل شدہ اس کتاب کا یہی نام ہے مگر دوسری ایڈیشن  
میں اس کا نام اسرار الفرق و لطائف دقتیاد رکھا گیا ہے۔ پھر حال مضمون اس کا  
ظاہری و باطنی سے متعلق رکھتا ہے۔

۴۔ کتاب خا و باقا: لغات "الکتاب" اللہ ان کی پرورش جلال کا ذکر کر کے فرمایا  
ہے کہ کتاب شکر میں "ہوں کوئی" و "تیری" اول کے وقت ہم نے بھی اس قسم کا  
کلام لکھا ہے۔

۵۔ کتاب شرح کلام حسین منصور حلاج: یہ کتاب کا نام نہیں اس کا معنی ہے۔

۱۔ ایک دیوان: دیوان کا نام ہے "دیوان شمس"۔  
۲۔ منہاج الدین: جس کا پورا مروج طریقت لغت ہے۔ اس میں مناقب اصحاب صفہ تفصیل  
میں کیے گئے اور حسین بن منصور حلاج کا کچھ حال بھی بتایا تھا۔ دیوان کی نسبت لکھا  
ہے کہ کسی نے مجھ سے مانگا۔ اس کا بار نسخہ نہ تھا۔ مانگے والے نے میر نام سر کتاب  
سے حذف کر کے اس کی نسبت پٹ دی اسی طرح دوسری کتاب بھی کسی نے اپنی طرف  
منسوب کر لی۔  
۳۔ اسرار الفرق و لطائف: کشف المحجوب کے لاہوری ایڈیشن اور ایک عظیم نسخہ میں جو  
شیخ بہار الدین دکنی طائی کے قلم سے نقل شدہ اس کتاب کا یہی نام ہے مگر دوسری ایڈیشن  
میں اس کا نام اسرار الفرق و لطائف دقتیاد رکھا گیا ہے۔ پھر حال مضمون اس کا  
ظاہری و باطنی سے متعلق رکھتا ہے۔  
۴۔ کتاب خا و باقا: لغات "الکتاب" اللہ ان کی پرورش جلال کا ذکر کر کے فرمایا  
ہے کہ کتاب شکر میں "ہوں کوئی" و "تیری" اول کے وقت ہم نے بھی اس قسم کا  
کلام لکھا ہے۔  
۵۔ کتاب شرح کلام حسین منصور حلاج: یہ کتاب کا نام نہیں اس کا معنی ہے۔



اس میں دلیلوں اور تجزیوں سے علاج کے علم کلام پر گفتگو کی ہے۔  
 یہ کتاب اہل ایمان لابل ایمان: قرائت میں کہ میں نے حال ہایت میں یہ کتاب لکھی  
 در باب جمع و تفوقہ

۷۔ نور القلوب: اس میں اسی جمع و تفوق پر سیر حاصل لکھو ہے۔

۸۔ اربعۃ بحقوق اللہ تعالیٰ: ترجمہ کے معنیوں پر تقریباً اسی نام کی کتاب ان سے ۱۰  
 صدی سے زیادہ پہلے ابو جعد اللہ الحدیث بن احمد، اسی تفسیر سے لکھی جو چھپ  
 چکی ہے۔

۹۔ ایک کتاب روان کے موضوع پر انہوں نے لکھی جس کا نام نہیں بتایا۔

کشف المحجوب کتاب کے لئے لکھے گئے ہیں ایک دفعہ لاہور میں چھپی ڈاکٹر مکنس کا انگریزی  
 ترجمہ لاہوری ایڈیشن پر مبنی ہے۔ کتاب کا ایک نقیض ایڈیشن پروفیسر ڈکروسکی نے  
 ۱۹۶۷ء میں لینن گراڈ سے شائع کیا۔

کشف المحجوب تصوف کی اولین تصنیف ہے جو فارسی میں لکھی گئی۔ صوفیائے کرام کے ملامت  
 اور تبلیغات کے بارے میں اس سے پہلے عربی میں متعدد کتابیں لکھی گئیں۔ مثلاً ابو نصر  
 سراج کی کتاب الملح، ابو طالب کی کی ثروت القلوب، کلابازی کی کتاب الترقی، ابلی  
 کی طبقات الصوفیہ، ابو نعیم کی حلیۃ الاولیاء اور رسالہ تشریحی۔ مگر مخدم صاحب نے اس  
 کتاب کو لوگوں کی آسانی کی غرض سے سلیس فارسی میں لکھا۔ ایک جگہ وہ لکھتے ہیں کہ  
 میری مراد اس کتاب کے لکھنے سے اثبات اصول طریقت ہے۔ ایک دوسری جگہ کہا ہے  
 کہ مقصد تحریر کتاب سے یہ ہے کہ مراد طریقت کے مغلطات کو کھولا جائے۔ کتاب میں  
 تاریخی مختصر تقریباً مفقود ہے۔ کسی واقعہ کی تاریخ نہیں دی ہے۔ شاید ایک حد تک اس  
 کی وجہ یہ تھی کہ بقول ان کے لاہور میں جہاں کتاب مکن ہوئی ان کے کتابیں نہ  
 تھیں۔

اس کتاب میں معتقید علیہ الرحمۃ کی حیثیت ماہر اصول علم تصوف کی ہے۔

یوں سمجھیے کہ گویا کسی صوفی کا حال بیان کرنے لگتے ہیں تو اس کے دو چار اذکار بیان  
 کرنے کے بعد وہ ان مسائل کی حقیقت پر ایک ضمنی عنوان قائم کر کے ایک پوری  
 فصل لکھ دیتے ہیں۔

مقدمہ کتاب کے بعد فقرہ تصوف، مرتبہ روشنی، سلامت و غیرہ کی بحث کے بعد جو  
 ائمہ تصوف کے ملحقہ اول میں صحابہ کرام، اہل بیت، اور تابعین کا ذکر کرتے ہیں خصوصاً  
 اہل صفہ حضرت بلال اور حضرت سلمان فارسی کا، رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین میں سے  
 انہوں نے حضرت حسن بصری کا خصوصیت سے ذکر کیا ہے۔ حضرت حسن بصری کے وہ  
 کے بعد پیام تابعین سے لے کر عہد معتق کے قریب تک یہ صوفیائے کرام کا  
 ذکر ہے ان میں امام ابو نعیم، امام احمد بن حنبل، ابو جناب داؤد بن نعیم الطائی کو بھی  
 شامل کیا ہے۔ یہ صحابہ مذہب تھے۔ اکابر صوفیہ جن کا ذکر اس باب میں کیا ہے  
 ان میں قائلون بصری، ابراہیم بن احمد، بایزید بسطامی اور بلیغ و علاج ہیں۔

ان کے بعد معتق نے صوفیائے حاکمین سے پہلے دس اکابر کا ذکر کیا ہے۔ جن  
 میں ان کے پیر ابو الفضل محمد بن الحسن الحنفی بھی شامل ہیں۔ پھر ایک لمبی فہرست  
 شام و عراق، ایران، اندلس، النہر اور غزنین کے صوفیوں کی دی ہے جن کے متعلق ان  
 کے پاس عواد کافی تھے۔ ان فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب حضرات میں  
 تصوف کے عروج کا تھا۔ خود معتق نے فرمایا ہے کہ حضرات کے تمام صوفیہ کا شمار  
 میرے لیے دشوار ہے۔ میں صرف حضرات میں تین سو ایسے لوگوں سے ماہر کہ ان  
 میں سے ہر ایک کا الگ حشر تھا ان میں سے ہر ایک جہاں بھر کے لیے کافی ہے  
 اور یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ آفتاب محبت اور اقبال طریقت خراسان کے طالع  
 میں ہے۔

ملقات صوفیہ کو بیان کرنے کے بعد جو کتاب کی ایک چوتھائی سے کچھ زیادہ  
 ہے۔ جناب معتق نے صوفیوں کے ۱۱ فرقوں کے فرق پر ایک اہم باب بالذات



ہے۔ یہ فرق چنداں اہم محسوس نہیں ہوتا۔ اور یہاں گمان ہوتا ہے کہ جناب مصنف نے ان فرقوں کا ذکر کر کے تصوف کے اصول کی وضاحت کے لیے موقع تلاش کیے ہیں مثلاً پہلا فرقہ اسیبی رضا کو مقامات میں نہیں احوال میں شمار کرتا ہے، مصنف نے یہ بیان کرنے کے لیے حقیقت یہ ہے کہ ایک منکر تصور قرار دیا ہے۔ دوسری فرقہ علامتی تفسیر کا قائل ہے، اس کا ذکر کرنے کے لیے مصنف نے حقیقت روح پر مبنی گفتگو کی ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے۔

اصل سلام کی عزم تشبیہ کے لیے جناب مصنف نے یہ باب اور سرفہ کے اپنی کتاب کو ختم کیا ہے۔ ان کے لیے کہ ان کا عنوان کشف المحجوب اور کشف الہامی الثانی ہے۔ کشف المحجوب بخاری عشر رکع ہے۔ اور کشف الہامی توحید، ایمان، طہارت اور نجاست (تہذیب) فارسی زبان کا ہے۔ اور دوسرے بحث کی ہے۔ مگر سہروردی کی تشریح میں صوفیہ کا نقطہ نظر پیش کیا ہے۔ مثلاً غلطی کے متعلق فرماتے ہیں:

ہاں وہ کہ غلطی کسی عبادت ہے کہ ابتدا سے انتہا تک صوفیہ اس میں غلطی سمجھتے ہیں اور ان کے مقامات کا اکثریت ان میں ہوتا ہے۔ چنانچہ طہارت مریض کے لیے تہذیب کی جگہ لیتی ہے اور پیر پڑھنا قبل طہارت کرتا ہے اور قیام بجا ہے، مجاہدہ نفس ہے اور قرائت بجا ہے، ذکر و تہجد کے ساتھ ذکر و تہجد بجا ہے، تواضع اور سجدہ کرتا بجا ہے، معرفت نفس ہے اور تشہد بجا ہے، مقام ان بعد سلام پھینکا جوتا ہے سے گوشہ گیری اور بند مقامات ہے باہر نکل آنے کے بجا ہے۔

ج کے متعلق ارشاد ہوتا ہے:

”جہد طرح کا ہوتا ہے ایک غیبت، دلیلی میں اور دوسرا حضور (الہی) میں جو شخص کمر کے قرب اور غیبت میں ہے وہ رہا ہے گریا اپنے گھر میں غیبت میں ہے اس لیے کہ ایک غیبت دوسری غیبت سے بہتر نہیں ہوتی۔ اور وہ جو اپنے گھر کے اندر حضور میں رہے وہ ایسا ہے گریا کمر میں حضور میں ہے اس لیے کہ ایک حضور دوسرے حضور سے بہتر نہیں ہوتا۔ اس لیے ایک مجاہدہ ہے جن سے مقصود مشاہدہ ہے اور مجاہدہ مشاہدہ کی وجہ نہیں بلکہ اس کا اندیشہ ہے پس مقصود حج خاد کہہ کی زیارت نہیں بلکہ مشاہدہ کا حصول ہے۔“

اس سے کچھ پہلے داتا صاحب نے حضرت بابزید بسطامی کا قول نقل کیا ہے

فرماتے ہیں:

پہلے ج میں ہیں مگر دینی غلام کہہ کے سہا کچھ نہ دیکھا، دوسری مرتبہ مگر بھی دیکھا اور گمراہی کو بھی دیکھا، تیسری مرتبہ گمراہی کو دیکھا ہے اور گمراہی نہ دیکھا حقیقت بازار میں صوفیہ کے بوقت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک دلجوئی کہ میں نے پختہ خود بھال آندا، بھان میں دیکھا تھا کہ وہ چلتے پھرتے یہ شر لگتا ہے تھا۔

واللہ ما طلعت شمس ولا غربت	الادانت منی قلبی و بی سواسی
ولا جلست الا قوہ احمدا ثم	الادانت حدیثی بین جلاسی
ولا تنقصت معروفا ولا طریفا	الا جھک مقرون بانفا می
ولا هممت بشیء الا من عطش	الا رأیت خیالاً منک فی الکاس
فلو قلدت علی الایمان زدت کم	سبحاً علی الوجہ و مثلاً علی الواس



خدا کی قسم سورج کبھی طلوع نہ ہوا اور کبھی غروب نہ ہوا تجھوں کے کہ تم میرے دل کی آفتاب ہو۔

اور میں نے کبھی لوگوں میں بیٹھ کر بات چیت نہ کی بجز اس کے کہ تم میرے ہم نشینوں میری گفتگو کا موضوع تھے۔

اور میں نے کبھی غم یا غشی میں سانس نہ لیا بجز اس کے کہ تمہاری محبت میرے سانس کے ساتھ جاری تھی۔

اور میں نے کبھی پیاس میں پانی نہ چلایا بجز اس کے کہ تمہاری رحمت مجھے پانی کے پیالے میں نظر آئی۔

اگر مجھ میں طاقت ہوتی تو میں آکر تمہاری عیادت کرتا مگر اتنا دُعا کرتا کہ میرے دل چلتا ہوا۔

یہ شعر پڑھتے ہی اس کا دلگدلاؤ گیا تھوڑی دیر تک بیٹھا تھا ایک پتھر کے ساتھ پیچھے لگا لی اور دم سے دُعا۔

موقیہ کلام اہل علم میں ہم اہل قلوب کی حقیقت کو کیسے سمجھ سکتے ہیں مگر چونکہ صالحین کی محبت سے امید ہو سکتی ہے کہ خدا ہم کو بھی توفیق صلاح دے۔ ان بزرگوں

کے حالات کے مطالعہ سے فلاح و بہبود اور خیر و برکت کی توقع جائز طور پر کی جاسکتی ہے۔ ان بزرگوں نے خواہرین کی حقیقت تلاش کی اور لفظ کو سچے سے روشناس کرایا۔

روح کی گہریوں کے ممکنات کو ڈھونڈا اور چونکہ انہوں نے خود کو تمام عمل بنایا اس کی زندگیوں لوگوں کے لیے نمونہ بنیں اور ان کے کلمات میں وہ تاثیر پیدا ہوئی جس

سے ایک عالم کو ماہ ہدایت و صراط نظر آئی بلکہ اس پر چلنے کے لیے ایک قوی جذبہ برسرے کر آیا۔ انہی کی پاک زندگیوں نے ذہب اسلام کی بھیج تصویر دینا

کے سامنے پیش کی کہ جس سے اپنے اور بیگانے کشاں کشاں اس کی طوٹ آئے

اور شہرہ رعوں میں زندگی کی لہر دوڑنے لگی۔ جیسا نفس بزرگوں نے اس ملک کے لوگوں کو ولایت کا پیغام پہنچایا ان کی صفت اہل میں حضرت داتا گنج بخشؒ کا مقام ہے۔

مرثعہ



## حضرت داتا گنج بخش

حضرت داتا گنج بخشؒ کا نام علی احمد ان کے والد ماجد کا نام عثمان تھا۔ ان کا پیدا نسب اور ان کی نسبت یہ ہے: علی بن عثمان بن علی الجبلی ثم الجبیری النزاری۔ ان کی کنیت بالحن ہے۔ محدثی الخنیز میں ہے کہ آپ کا شجرہ نسب امام حنفیؒ تک پہنچتا ہے۔ ان کا تمام گھرانہ ذہب و قنوی کا گھرانہ تھا۔ سیفۃ الاولیاء میں ہے کہ حضرت داتا صاحب کی اصل افغانستان کے شہر خنیز سے ہے۔ جلاب اور مجیر غزنی کے دو محلے ہیں۔ آپ پہلے ایک محلے میں رہتے تھے۔ پھر دوسرے میں منتقل ہوئے۔ اس لیے انہیں کبھی جلابی اور کبھی مجیری کہتے ہیں۔ ان کے والد بزرگوار کی قبر غزنی میں ہے اور ان کی والدہ ماجدہ کی قبر بھی اسی شہر میں داتا صاحب کے ہاں تاج الاولیاء کی قبر سے متصل ہے۔ ان تمام قبروں کی زیارت شہزادہ دارا شکو نے خود کی رہبری صاحب کشت ہندوں نے ۲۷ اکتوبر ۱۹۵۹ء کو مجھے بتایا کہ یہ قبریں اب بھی موجود ہیں وہ غزنی گئے تھے اور انہوں نے ان قبروں کو موجود پایا۔ گنج بخشؒ جناب مجیری کا لقب ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ آپ کے مزار پر مسکرت رہے، جاتے وقت یہ مشہور شعر

گنج بخش فیض عالم مظهر نور خدا  
حاصل حال پیر کمال کا لای را رجا  
جس میں آپ کو گنج بخش کہا ہے، پڑھا۔ مگر بعض قرائی سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو آپ کی زندگی ہی میں اس لقب سے ملقب کیا گیا تھا۔

مختلف تذکروں میں داتا صاحب کا کچھ نہ کچھ حال دیا ہے۔ 'نفحات الانس' میں انہیں 'عالم

د عارف' کہا ہے۔ 'ناوید سیفۃ الاولیاء' میں ہے کہ ان کے خوارق و کرامات شہر مصر سے زیادہ ہیں اور محدثی الخنیز میں ہے کہ آپ 'اولیاء متقدمین' میں سے ہیں۔ جامع علوم ظاہری و باطنی، قاید تہذیب فنی، منظر خوارق و کرامات اور حنفی مذهب لیکن مفصل حالات پڑانے تذکرہ نویوں میں سے کسی نے نہیں لکھے۔ یہاں تک کہ ان کی تاریخ ولادت و وفات اور ان کے درود و لاہور کی تاریخ بھی قطعی طور پر معلوم نہیں۔ اندازے سے کہا جاتا ہے کہ ان کی ولادت پانچویں صدی ہجری کے شروع میں ہوئی ہوگی۔ اور وفات کی تاریخ مشہور شمس اور شمس کے درمیان بتائی جاتی ہے۔ مگر قیاس چاہتا ہے کہ ان کا جہاں اس سے بہت بعد ہوا ہوگا۔ اس کے دلیل بھی بیان ہوگی۔ مواد کی اس قلت کے باوجود داتا صاحب کی کتاب کشف المحجوب میں ان کی زندگی کے بعض گراف انفاذ ذکر ہو گئے ہیں۔ انہیں پہلا مقام ذکر کے چند باتیں عرض کی جاتی ہیں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید طریق تعویذ پر گلہزین ہونے سے پہلے داتا صاحب پر ایک دور رسا بھی گذرا جس میں وہ عراق میں مقیم اور دنیا طلبی اور فساد اہل میں بے بسی کے ساتھ مصروف رہتے تھے۔ اس زمانے میں نبول نے بہت ساری فتنیں بھی لے لی تھیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہر کسی کی بے ہودہ عزائش مجھے برداشت کرتا پڑتی تھی۔ لوگ میری طرف رخ کرتے تھے اور میں ان کی خواہشات کے سرانجام دینے کی شکل میں گذرتا تھا۔ اس وقت میدان وقت میں سے ایک کے مجھے یہ خط لکھا: 'کیوں بیٹا! جو بول نہا و بھوس میں مشغول ہے۔ اس کی خاطر سے تم اپنے دل کو خدائے عز و جل سے نہ ہٹاؤ۔' ان اگر تم ایسے دل کو پاؤ جو تمہارے دل سے گراوی تراجم نہ ہو تو اس دل کے باوجود دینے کی خاطر تم بے شک اپنے دل کو مشغول کرو۔ روز ترک جاؤ۔ اس لیے کہ بندوں کے لیے خدا خدا کافی ہے۔ داتا صاحب لکھتے ہیں کہ میں بات سے مجھے خدا سکون دل حاصل ہو گیا۔ خداوند متعال نے ان کو یہ بات سنائی۔ اور واقعہ بھی بیان فرماتا ہے۔ ایک دوسرے مقام پر آپ نے اپنی زندگی کا ایک اور واقعہ بھی بیان فرماتا ہے۔



میں خیال گدھا کہ جب کام تقدیر اور قسمت سے بنتے ہیں۔ تو کیا ضرور ہے کہ آزاد لوگ خود کو  
 برصوں کا غلام بنیں۔ شیخ نے مجھے مخاطب کر کے کہا: بیٹا، میں جانتا ہوں کہ تم نے کیا  
 سوچا ہے، تمہیں معلوم ہے کہ ہر حکم کا ایک سبب ہوتا ہے۔ جب خدا کو کوئی منظور ہوتا  
 ہے کہ وہ ایک نوان پچے کے سر پر تاج کرامت رکھے تو اسے قویہ کی توفیق دیتا ہے  
 اور اپنے دوست کی خدمت میں مشغول کرتا ہے۔ غرض یہ ہوتی ہے کہ یہ خدمت اس  
 کی کرامت کا سبب بن جائے۔ نوان دیوان سلطانی کے سرنگوں کو کہتے ہیں۔ اس قصے  
 سے گمان گزرتا ہے کہ داتا صاحب کے بزرگوں میں سے شاید کسی کا تعلق کبھی اس گروہ  
 سے رہا ہو، مگر اور کسی کا تعلق اس کی تائید نہیں ہوتی۔ دمشق کے قریب ایک گاؤں  
 ہے جسے "ثبیت الحق" کہتے تھے۔ جناب حق کا اقبال اس گاؤں میں ہوا۔ جب ان کا  
 وقت قریب آ پہنچا تو داتا صاحب کو یہ وصیت کی: "تمہیں معلوم رہے کہ ہر مقام پر  
 ایک دہریہ پیدا کرنے والا خدائے مود و جل ہے۔ تمہیں چاہیے کہ اس کے کام پر  
 جھگڑا نہ کرو اور دل کو بند نہ ہونے دو۔ اس کے سوا آپ نے اور کوئی وصیت  
 کی اور ہاں حق تسلیم کی۔"

"کشف المحجوب" داتا صاحب کی واحد تصنیف ہے جو ہم تک پہنچی۔ اس کتاب سے  
 معلوم ہوتا ہے کہ داتا صاحب نے تو (۱) کتبیں اور بھی لکھیں، مگر وہ سب کتابیں  
 اب ناپید ہیں۔

"کشف المحجوب" کے متعلق مولا جانی لکھتے ہیں کہ یہ کتاب ان تعویذ کی مشہور اور  
 معتبر کتابوں میں سے ہے اور اس میں مصنف نے بہت سے لطافت و خفا جمع کر دیے  
 ہیں۔ دارا شکوہ نے لکھا ہے کہ "کشف المحجوب" میں کسی کو جائے سخی نہیں۔ وہ ایک  
 کامل مرشد ہے۔ تعویذ پر جو کتابیں فارسی میں لکھی گئیں ان میں سے کوئی بھی اس  
 کتاب کی ٹوٹی کو نہیں پہنچتی۔

داتا صاحب نے یہ کتاب اپنی عمر کے آخری حصے میں تصنیف کی اور کم از کم

بظاہر ان کے دنیا کو ترک کرنے کے بعد واقعہ پیش آیا۔ وہ کہتے ہیں: "میں کہ علی بن  
 عثمان الجبلی ہوں گیانا۔ حال تک شادی کی آفت سے محفوظ رہا۔ مگر میری تقدیر میں تھا کہ  
 میں ازدائش میں پڑوں۔ میں نے طرف ثانی کو دیکھا بھی نہ تھا۔ مگر یہ صفت میرے سامنے  
 بیان ہوئی، میرا ظاہر و باطن اس کا اسیر ہوا اور میں کال طور پر اس میں بہک ہو گیا۔  
 تو دیکھا تھا کہ میرا وہ تیار ہو جائے۔ حق تعالیٰ نے اپنے کال نقل اور پوری ہوائی سے  
 اپنی نگہداری کو میرے ناچاروں کی حفاظت کے لیے بھیجا اور اپنی رحمت سے مجھے نجات دلائی۔  
 والحمد للہ علی جمیع نعمائہ علیکم السلام من بہت ذیلہ و کشش مرثیہ"

میں تو داتا صاحب نے بہت سے شاخ کی صحبت سے فیض پایا لیکن انہوں نے  
 حضرت ابوالیس شتانی کی نسبت لکھا ہے کہ: "مجھے ان سے کمال انس تھا اور وہ بھی مجھ  
 پر سچی شفقت فرماتے تھے۔ بعض علوم میں وہ میرے استاد تھے۔ یہ بزرگ نہ صرف  
 ان تعویذ کے بزرگان اجل میں سے تھے۔ بلکہ مختلف اصولی اور فروعی علوں میں ہم بھی تھے۔  
 یہ تو تمام علم ظہر۔ مود باطن میں داتا صاحب نے شیخ ابو الفضل محمد ابن حسن اقلی سے  
 فیض پایا۔ اقلی یا شکان برنشان کے مغرب میں دریائے ہیران کے دائیں کنارے پر ایک  
 علاقے کا نام ہے۔ کبھی اس نام کا اطلاق خراسان کے مشرق اور شمال کے تمام بلاد پر بھی  
 ہوتا ہے۔ جناب حق کی نسبت داتا صاحب فرماتے ہیں: "میں طریقت میں ان کا پیرو ہوں۔  
 وہ علم تفسیر و روایات کے عالم تھے اور تعویذ میں مذہب جلیہ کے پابند تھے۔ صغری  
 کے بہرہ اور ان کے بلاد میں تھے۔ پتلی گوشہ نشینی کی وجہ سے ساتھ سال تک گوشوں  
 میں چھپا کینے اور اپنا نام خلقت کے درمیان گم کر دیا۔ وہ اکثر جہل تکام میں رہا کرتے  
 تھے۔ جہل تکام سلسلہ کو ANTI-TAURUS کا یہ حصہ ہے جو اٹھائیکہ اور  
 مرقیہ کے متصل ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ جناب حق نے میری عمر پائی۔ وہ مرقیہ کے پاس  
 اور ان کی رسوم کے پابند تھے، بلکہ اپنی رسم کے ساتھ سختی سے پیش آتے تھے۔ ان کے  
 بعد داتا صاحب فرماتے ہیں کہ: "ایک دن میں ان کے ہاتھ دھواڑا تھا کہ میرے دل



اس کا ایک مختصر ملاحظہ ہی لکھا۔ وہ ایک جگہ لکھتے ہیں: "اس موضوع پر اس سے زیادہ لکھنا ممکن نہیں۔ اس لیے کہ کتابیں دارالسلطنت غزنی، سرسہ، لاہور، جہلم، پٹنہ میں لاہور کے شہر میں جو کتابیں کے تصانیف ہیں۔ ہے۔ ہاتھوں کے درمیان گرفتار ہوں۔ اس وجہ سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ تحریر کتاب کے وقت داتا صاحب کے پاس کوئی تحریری مواد موجود تھا۔ یہ تمام تصانیف کتابت شریفہ ۱۲۸۴ھ (۱۸۶۷ء) اور داتا عربی اشعار جو اس کتاب میں آئے ہیں ان کا قرابت لکھ لینا تو چنداں دشوار نہ تھا، مگر تقریباً تین سو اڑھائی مباحث اور ہیں انیس کتابوں کی عبارتیں جو بقیہ معنی کتاب میں درج ہیں ان کا جائزہ سے درج کرنا قریب قریب تیسرا نہیں۔

"کشف المحجوب" کی ترتیب یہ ہے کہ جناب بھجوری نے اپنے ہم وطن ابو سعید بھجوری کا ایک سول نقل کیا ہے۔ اس میں سائل نے تحقیق ولایت کا بیان داتا صاحب سے پایا ہے۔ انہوں نے مکتوبات کے جوابات اور ان کے مکتوبات کی تشریح آپ سے طلب کی جسے محبت خدا اور اس کے فضل میں ظاہر ہونے کی کیفیت پر بھی ہے۔ اس کی کتب و احیاء سمجھنے میں عقول پر جو حجاب چھوڑا جاتا ہے ان کا سبب دریافت کیا ہے۔ داتا صاحب نے ساری کتاب اس سوال کے جواب دیے کے لیے لکھی ہے۔ انہوں نے ائمائے اسلام سے شروع کر کے تعویذ کا پورا حل بیان کیا ہے۔ صوفیہ اہل بیت، تابعین، تابعین، اور متاخرین، صوفی اماموں کو، پھر عربیہ و ہندو کے رجسٹریں کو لگا ہے اور ان کا حال دیا ہے۔ اس کے بعد کتاب کا اہم ترین باب ہے۔ یعنی مختلف صوفی فرقوں کا فرق بیان کرنے کے بعد مکتوبات و حکایات۔ اس باب میں گیارہ صوفی فرقوں کا حال بیان کیا ہے اور اکثر فرقوں کا حال بیان کرنے میں تعویذ کے ایک یا زیادہ نمونوں کی مفصل تشریح کی ہے۔ اس باب کے بعد کشف و حجاب کے گیارہ باب دیئے ہیں۔ جن میں تعویذ کے نقطہ نظر سے اسلام کی تشریح کی ہے۔ محبت کے آداب و احکام بیان کیے ہیں۔ صوفیوں کی اصطلاحات کی تشریح

کی ہے۔ اور آخر میں سماج اور اس کے افواج پر بحث کی ہے۔ کشف المحجوب نامی میں تعویذ کی اولین کتاب ہے۔ مگر اس میں تعویذ کی تمام اصطلاحیں عربی میں دی ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تعویذ کی ابتداء عرب مالک میں ہوئی تھی۔ جناب داتا صاحب نے صوفی تعویذ کے نام میں۔ اسی حیثیت سے انہوں نے یہ کتاب لکھی ہے۔ ان کا اذکار نورانی نہیں ہے۔ ساری کتاب میں شاید ہی کوئی تلمیح دی ہو۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ تعویذ کے مسائل اور نکات کی تشریح کی جائے۔ وہ خود قائل ہیں:

"یہ کتاب براہ حق بیان کرتی ہے۔ کلمات کی تشریح کرتی ہے اور محنت پر ہے۔ کھولتی اور ہٹاتی ہے۔"

لاہور میں کشف المحجوب دو تین دفعہ چھپی ہے۔ ایک عدد ایڈیشن ایسی گراڈ اور ایک سمرقند میں طبع ہوا۔ اس کتاب کا اردو اور انگریزی ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔ داتا صاحب نے اپنی عمر کے آخری سال لاہور میں گذارے۔ یہ غزنیوں کا دور تھا۔ آپ نے یہاں اپنا وقت اشاعت اسلام، یقین اور تدبیریں عوم میں صرف کیا۔ اور یہیں آپ نے مقال فرمایا شاید یہ سلطان ظہیر الدین ابراہیم غزنوی کا زمانہ تھا جس نے سلاطین کے ساتھ تک حکومت کی۔ کہتے ہیں کہ ان کی سبب مرہ کی قبر اسی سلطان نے بنوائی تھی۔ مگر مجاور کسی کو یہ پتہ رکھتے نہیں جیتے جس سے ممکن ہے قیاسات میں کچھ مدد ملے۔ فائدہ افراد میں لکھا ہے کہ مشہور کے آخر میں حضرت نظام الدین اویانہ کے سامنے ایک شخص نے ذکر کیا کہ میں نے لاہور میں داتا صاحب کے حجاز کی زیارت کی ہے۔ دارالہکوکہ نے سفینۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ "داتا صاحب کی قبر شہر لاہور کے بیچ میں قلعے کے مغرب کی طرف واقع ہے۔ جمعہ کی رات کو نمازین کا ہجوم ہوتا ہے۔ میں نے خود بھی ان کے مزار کی زیارت کی ہے۔ یہ تو دارالہکوکہ کے خطبے کا حال تھا۔ بعد کے صدیوں میں بھی اس جگہ نمازین بکثرت زیارت کے لیے آتے رہے ہیں اور آتے رہیں گے۔ اور حضرت کا قبضان جاری ہے۔" مگر کچھ سال آپ کا حال ہوتا ہے۔



حضرت داتا گنج بخشؒ کی قدیم ترین بزرگوں میں سے ہیں جنہوں نے پنجاب میں اسلام کا پیغام پہنچایا۔ یہ پانچویں صدی ہجری کا زمانہ تھا۔ پنجاب میں سلطان محمود غزنوی کے حواری حملوں کی وجہ سے اگرچہ مسلمانوں کی مسکوت و ہجرت کا ہنگامہ دوں میں بیٹھ چکا تھا، لیکن میں اسی وجہ سے اور دیگر وجہ سے بھی، غیر مسلموں کا رد عمل مسلمانوں کے سخت خلاف تھا۔ اور ان کے دل اسلام دشمنی کے جذبات سے لبریز تھے۔ ایسے زمانے میں اس ملک میں پہنچ کر انہیں لوگوں کے درمیان تبلیغ اسلام کرنا کسی معمولی فرد بشر کا کام نہ تھا۔ اس مطلب کے لیے ایک ایسے شخص کی ضرورت تھی جو عالم و عارف ہو، جس کا یقین اور ایمان پہاڑ کی طرح محکم ہو، جس کا مدق و صفا قلبیت اور بے غرضی، یعنی جس کا فقر کامل ہو، جس میں نہ ایک مدح و نہ اسلام سے متوہ کرنے کا بے پناہ جذبہ موجود ہو، جس میں جذب اور مقناطیسیت بے حساب ہو، جس کی روحانی قوت ایسی ہو کہ دشمنی کو دوست بنا دے جو آٹھنی عوم کا مالک ہو اور حالات کا غلام نہیں ان کا اتنا ہر جیسے اپنے بند مقصد کے حصول کے مقابلے میں اپنے آرام و آسائش کی کوئی پروا نہ ہو۔ ایسا بزرگ کمال اور کامل کا درجہ وہ ہیں اللہ اور منعم الشان بزرگ تھا۔ جس کے ہر فکر و نظر سے ہم و غصہ دنیا کی کوئی دولت برباد نہ دیتے ہیں۔

انہوں سے کہ جناب شیخ کے شخصی حالات بہت کم محفوظ رہے ہیں۔ آپ کی تاریخ ولادت معلوم نہیں اور تاریخ وفات جو مشہور ہے وہ بھی یقینی نہیں۔ ان کے لائے آنے کا زمانہ ان کے قیام لاہور کی مدت ان میں سے کوئی بات وثوق کے ساتھ نہیں کہی جا سکتی، بعض باتیں جو انہوں نے اپنے متعلق اپنی کتاب "کشف المحجوب" میں لکھ دی ہیں صحت انہیں پر اعتماد ہو سکتا ہے۔ یہاں تک کہ ان کی تاریخ وفات کے سلسلے میں بھی ایسی کتاب سے حوالہ لینے کی ضرورت ہے۔

"سفینۃ الاولیاء" سلیمان میں دارا شک نے لکھا ہے کہ: ان کی وفات کی تاریخ ۷۵۶ھ ہے اور ایک دیگر روایت کی رو سے ۷۶۵ھ ہے مگر خزینۃ الاصغیاء میں

ہے کہ "سفینۃ" میں ۷۶۵ھ اور ۷۶۶ھ ہے اسی طرح "خزینۃ الاصغیاء" میں ہے کہ "وفات الانس" میں آپ کی تاریخ وفات ۷۶۵ھ دی ہے۔ مگر "وفات" کے ملبوسہ اور قدیم نسخوں میں جو میں نے دیکھے ہیں کہیں آپ کی تاریخ وفات درج نہیں ہے۔ بہر حال آپ کے احاطہ مزاج میں مدد ملے گی۔ لاجوری کے بعد تعلقات تاریخ میں شکوکہ ہی تاریخ دی ہے اور یہی تاریخ "آثار اکرام"، ضائق لطیفہ اور ترجمانہ الخواطر میں اختیار کی گئی ہے مگر بعض تواتر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شیخؒ سے کچھ قبل بعد تک زندہ رہے۔ منتقل بحث کا یہ مقام نہیں صحت یہ کہنا کافی ہے کہ حضرت داتا صاحبؒ نے کشف المحجوب میں متعدد معاصر شیوخ کا ذکر بصیغہ ماضی کیا ہے۔ مثلاً کہا ہے کہ "قال بزرگ زہد و تقویٰ اور صلاحیت میں ایسے ایسے تھے۔" "راہب ان بزرگوں کی وفات کی تاریخیں کہیں تو وہ شکوکہ سے شکوکہ تک پہنچتی ہیں۔ تو ظاہر ہے کہ وہ حضرت شیخ کی زندگی ہی میں فوت ہو گئے۔ اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ جناب ہجیری کی وفات ۷۶۵ھ یا اس کے بعد ہوئی ہوگی۔

ایک اور دلیل یہ ہے کہ کشف المحجوب میں جو فراموشی میں کرنا چاہتے ہیں کہ جناب حجاب شفی کی وفات کے وقت وہ ان کی خدمت میں حاضر تھے۔

جناب شفی کی وفات زمینی کی تاریخ الاسلام کی رو سے شکوکہ میں بیت الحن کے مقام پر ہوئی یہ مقدم و مشفق سے کچھ فاصلے پر تھا۔

اگر وہاں سے روانہ ہو کر حضرت شیخ شکوکہ میں بھی لاہور پہنچ گئے ہوں اور ۷۶۵ھ میں فوت ہو گئے ہوں تو ان کے قیام لاہور کی مدت صرف ۴ سال کے قریب بنتی ہے۔ جب دارا شکوکہ یہ کہتا ہے کہ بہت سی بیاحت کے بعد وہ لاہور پہنچے اور یہیں مقیم ہو گئے۔ اور دارا لاہور کے لوگ سب ان کے مرید و متقہ ہو گئے۔ تو اتنا علیکم الشان کام سرانجام دینے کے لیے جو غیر زمان غیر مذہب اور مذاہب متعصب و متعصب لوگوں میں سرانجام دینا گیا، بہت اہم ہے۔



پیر ابو الفضل بن حسن تھکی تھے (م۔ ۷۴۰ھ) اور تھکی ایک واسطے سے شیخ ثانی کے اور  
حضرت بنید کے مرید تھے۔ ابو الجاس احمد بن محمد اشعری (م۔ ۷۴۹ھ) بعض علوم میں جناب بھیری  
کے استاد تھے "دکشت الفیض" بہاول پور میں (۱۸۸۱ء) ان کے بے شمار بزرگوں سے  
حضرت شیخ نے مختلف مسائل پر گفتگو کی اور ان کے اقوال کا قیمتی اور نایاب  
ذخیرہ اپنی کتب میں جمع کیا۔

ہیں اگر حسبِ نیابان بالا ان کی تاریخِ ولادت معلوم ہو اس کے بعد تھی تو ان  
صاحب سے قوی قیاس ہے کہ ان کی ولادت بھی پورے صدی بھیری کے اواخر یا پانچویں  
کے اواخر میں ہوگی۔ علامۃ التواریخ کا یہ بیان درست معلوم نہیں ہوتا کہ جناب شیخ سلطان محمود کے  
ساتھ ان ملک میں آئے۔ اس لیے کہ سلطان کے حملوں کا زیادہ بقول میں بدل سلطان  
۳ شنگہ سلطان محمود تھا۔ پس اگر جناب بھیری شنگہ میں بھی لاہور  
آئے ہوں تو ان کی عمر اس وقت ۲۰۱۵ سال کے قریب ہوگی جو ان کے کارناموں کے لیے  
مردوں کی عمر نہیں ہے۔  
"دکشت الفیض" میں ہے کہ وہ ابو سعید ابی الخیر (م۔ ۷۴۰ھ) کی قبر پر پہنچے۔ یعنی ۷۴۰ھ  
یا ان کے بعد کسی سال وہ خراسان میں تھے۔ پس اگر وہ ۷۴۰ھ یا ان کے بعد  
خراسان میں تھے اور ۷۴۰ھ میں دمشق کے قیام میں تھے تو وہ یا تو لاہور ۷۴۰ھ  
کے بعد آئے یا ایک سے زیادہ دفعہ یہاں آئے۔

حضرت شیخ نے بہت سفر کیا۔ اس زمانے کی مشکلات سفر اور ان کی بے سامتی کو  
تذکرہ رکھتے ہوئے عقل بھیران جوتی ہے کہ "انہما طول طویل سفر کیں طرح  
ممکن ہو سکا، مگر اس میں شک نہیں کہ تجربہ اور توکل کے قدم پر حضرت  
شیخ نے عالم اسلام میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک گردش کی۔ حدود  
شام سے مشرق ترکستان تک اور بحیرہ خور سے لاہور تک پہنچے اور بے شمار  
صوفیائے کرام اور مشائخ عظام سے استفادہ کیا۔ چنانچہ بقول ان کے تین سو بیوش  
سے صوف خراسان میں ملاقات کی رکشت احوال ماسرین، کہیں سے حدیث سنی، کہیں  
سے اور باطنیہ کے نکتے جمع کیے، جی اکابر سے ان کی ملاقات ہوئی ان میں مشائخ  
ذیل بھی شامل تھے: شیخ المشائخ ابو القاسم گرگانی (م۔ ۷۴۲ھ)، ابو القاسم قشیری صاحب  
"رسالہ قشیرہ" (م۔ ۷۴۵ھ) شیخ ابو سعید ابی الخیر (م۔ ۷۴۰ھ)، جناب بھیری کے



## حضرت بہار الدین زکریاؒ

چھٹی صدی ہجری رابعیوں صدی ہجری میں شیخ اشیرخ عالم شہاب الدین سہروردی، صاحب ثوارت المعاری نے جو شیخ سعدی کے استاد تھے، بغداد میں اس صحیح عقیدہ تعارف کی بنیاد رکھی جسے سلسلہ سہروردیہ کہتے ہیں۔ شیخ الاسلام بہار الحق و الدین زکریا ثانی قدس اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان سے بیعت کی اور ان کے خلیفہ کی حیثیت سے ان سلسلہ کو ہمارے ملک میں رواج دیا۔ اس سلسلے کی خصوصیت یہ تھی کہ باطن ہویت میں مصروف رہے اور ظاہر شریعت و طریقت میں۔ اب ہم سہروردیہ ہند کے سمر سلسلہ شیخ الاسلام بہار الدین زکریاؒ بن وجہ الدین محمد بن کمال الدین علی کی زندگی کے حالات مختصر طور پر بیان کرتے ہیں گو آپ کے حالات بہت کم محفوظ ہوتے ہیں۔ آپ کا ولادت رجب ۱۰۲۰ھ میں شیخ بہار الدین کے پوتے شیخ رکن الدین سے متاثرہ ان کا بھائی علی محمد بن قاسم قرشی اس شکر میں میری ہو کر سند پہنچا جو محتاج ابن یوسف نے بھیجا تھا۔ اور فتح سند میں شامل ہوا اور فتح کے بعد سند ہی میں بس گیا اور اسے اللہ نے بہت سی آل اولاد دی۔ شہر مدایت کے مطابق شیخ الاسلام زکریا کا دادا مولانا کمال الدین علی کہ گورہ سے آکر خوارزم میں آہوا ہوا۔ وہاں سے ملتان آیا اور ملتان کی سکونت اختیار کی۔ گویا کچھ افراد اس خاندان کے سند سے حجاز کو واپس ہوئے اور وہاں یہاں آئے۔ تحصیل یتیم میں ایک قدیم قصبہ کوٹ کرڈ ہے۔ ایک ہاجرہ ملک مولانا حاتم الدین ترمذی خدیج تہار کی وجہ سے رہا وطن چھوڑ کر وہاں آئے۔ ان کی بیٹی سے مولانا کمال الدین علی نے اپنے بیٹے وجہ الدین محمد کی شادی کی اور ۵۶۵ھ (۱۱۶۹ء) یا بروایت ۵۵۸ھ (۱۱۸۶ء) میں ان کے گھر شیخ بہار الدین پیدا ہوئے۔ ابتدائے شہاب ہی

میں آپ نے تحصیل علم کے لیے سفر اختیار کیا۔ پہلے خراسان کے بزرگوں سے بعض کتابیں پڑھیں۔ پھر ترمذ کا رخ کیا۔ یہ وہ وہاں ہے کہ وسط ایشیا میں خوارزم شہاب کا تعلق تھا۔ پہلے کشک اور اس کے بعد علامہ ابن محمد خوارزم شاہ تخت نشین ہوا۔ بخارا اور سمرقند میں اس دور میں فقہ و حدیث کا پھر نظام موجود تھا۔ چھٹی صدی کے مشہور ترین علماء اس دور میں ترمذی تھے۔ مثلاً قاضی خاں دہجدی زقانی، علی مرغینانی صاحب "ہدایہ"، نجم اللامع بخاری، نور الدین وغیرہ، وغیرہ، اسی بزرگوں اور ان کے شاگردوں اور ماصول کی کشش ہو گیا۔ شیخ بہار الدین زکریاؒ کو بخارا اور سمرقند کی طرف لے گئی۔ اور جب وہ اسلامی دنیا کے طویل سفر کرنے کے بعد ملتان واپس آئے تو اس مقامیت مستند ذہنیہ بطریقہ کی روایت سے ان دنوں ادوار۔ انہیں پیدا ہوا تھا اپنے بچہ اپنے وطن میں لائے۔ انہوں نے بخارا میں ۱۰۵۰ھ میں اپنی تعلیم کو مکمل کیا بلکہ ۱۵ سال تدریس اور افتادہ علوم میں بھی مصروف رہے۔ پھر وہ غیارت ہجری شریفین کے لیے گئے، اور جہاد و قیادت نے فارغ ہو کر پانچ ہجری تک مدینہ منورہ میں مقیم رہے، اور شیخ کمال الدین محمد یعنی سے جو بہت بڑے محدث تھے، اور ۵۳ برس سے مدینہ میں حدیث پڑھا رہے تھے، کتب حدیث پڑھ کر اہوازہ حاصل کیا۔ مدینہ منورہ سے دو بیت المقدس گئے۔ بعد مسجد اقصیٰ اور شاہد اویار کی ولایت کی سعادت حاصل کی۔ پھر بغداد پہنچے۔ اور شیخ اشیرخ عالم شہاب الدین عمر سہروردی سے بیعت کی، اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔ شیخ نظام الدین اویار سے روایت ہے کہ غلط بتو دن میں آپ نے خرقہ حاصل کیا۔ پیر روشن ضمیر نے آپ کو مداح کرتے وقت تباہ کے قیام کا حکم دیا۔ اور اس علاقے کی ہدایت و ارشاد آپ کے سپرد کی۔ آپ ایک مہینے کے بعد سے بغداد سے خوارزم ہوتے ہوئے ملتان پہنچے۔ متاثر ہوئے اور خدا نے انہیں رشید اور صالح اولاد عطا فرمائی۔

علم ظاہر و باطن کی خاطر اس زمانے کے مسائل نقل و حرکت کے اعتبار سے اتنا مہول ایک مشکل سفر ہجرت تک دل لے اور ہند لے اور شوق اور جفاکشی پر ولادت ہوئی







ہی میں خود بخود تھا۔ ہندوستان بھر میں اس گندہ کی فز و فحیر کا دوسرا نمونہ صرف ایک اور ہے جو سنی پتہ میں ہے۔ عمارت کا بیچے کا حصہ مرقع ہے۔ اس کے اوپر ہفت پلو عمارت ہے اور اس کے اوپر نیم کردی گندہ۔ مشرقی رخ کاشی کار ہے باقی تین طرفوں پر کاشی کا کام اب باقی نہیں رہا۔ سنگلہ میں جب انگریزوں نے قلعہ کا محاصرہ کیا تو گوردادی سے قلعہ کا میگزین اڑ گیا۔ اور قلعے کی عمارتوں کو بہت نقصان پہنچا۔ چنانچہ اس منیرہ کی عمارت کو بھی نقصان پہنچا۔ مگر مخدوم شاہ محمود نے چندہ کر کے مرمت کرا دی۔

اسی زمانے میں یلانی مولیٰ راج حویلیہ دار فانی تھے۔ بیان کیا کہ قیوم الیاسم سے بہت سلاطین و حکام دیگر دستور تھا کہ جب سرکار سے یا حویلیہ دار متیقن ہو کر تہائی آتا تو حویلیہ دار منقول بہود صوبہ دار منصب غائب شیعہ بہار الہی پتہ حاضر ہوتے۔ اور کلید قلعہ کے حویلیہ دار کو دیاں دی جاتی اور یہ امر طریق کے لیے باعث برکت تصور ہوتا۔

جناب شیخ الاسلام کو قلعہ سے حال و احوال سے بھی ملتی کہ وہ قلعہ سے نکلتے۔ یہاں نماز کے و ایشیائہ فی الشافعیہ حسیۃ و ایشیہ فی الاخذۃ نین الصالحین۔ ان کی عمر کے آخری سالوں میں تاتاریں آئے تھو کے شکاکات کو گھبرا دیا۔ تو آپ نے لاکھ دینار اپنے خزانے سے خولے کر اہل شہر کی مگر خلاص کرائی۔

اگرچہ تذکرہ علانیہ ہند میں لکھا ہے کہ جناب شیخ الاسلام کی متعدد تعانیف خصوصاً علم سلوک میں ہیں، لیکن دنیا کے مشہور کتب خانوں میں ان کا ذکر نہیں ملتا۔ صرف ایک اوراق کی کتب پنجاب، لائبریری میں ملے ہیں۔ اس کے دیباچے سے اور بعض

سے بعض روایتیں ہیں اس قلعے کی یہی صورت ہے مگر پٹنوی صدی ہجری کا تو رخ یعنی ہری پٹی کتاب تاریخ نامہ بہت طبع کلکتہ ۱۸۵۴ء میں لکھا ہے کہ شیخ الاسلام حکیم فانی کی موت سے ساتویں سے مات جیت کرنے کے یہ گئے اور اے کی کہ تاتاریوں کو حکم شہر لاکھ دینار دے دے تو وہ شہر سے چلے جائیں گے۔ دوسرے دن شیخ اسلام لاکھ دینار دے کہ شہر سے باہر گئے۔ مگر یہ نہیں کہا کہ وہ قلعہ سے اپنے خزانے سے آئے ہ:

کتبوں سے آپ کے چند احوال آپ کو متا ہوں:

اولاً میں فرماتے ہیں راحت و آسائش کا دار و دار اپنے آپ پر بند کرنا چاہیے، خلقت کی طرح و رحم سے بے نیاز نہ ہونا چاہیے۔ خدا سے خدا کے سوا کچھ نہ ماننا چاہیے، گنگو کم کر دینے کا انداز علم نہ پڑھو، کیا نہ ہو گا جلا جو۔ ہونا حضرت طلب میں جائز، تقسیم اذات اس طرح سے کہ کہ صبح کا وقت بیکار نہ کھو جائے اللہ میں اور نہیں غافوں کی بند سے بیزار کرے و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

آپ کی وصیتوں میں ہے: بندے پر واجب ہے کہ اللہ کی عبادت صدق اور اخلاص سے کرے وہ اس طرح سے کہ اطہار کو گود کر دے اور عبادات و انکار میں انگوں اور پیروں کے خیال کو نہ دے۔ یہ مرت اس طرح سے ہو مکتا ہے کہ احوال کو نیک بنائے اور قتل و قتل میں نفس کا علم کرے، غیر ضروری قتل و قتل سے پرہیز کرے، دوسرے قتل و قتل سے پہلے اللہ سے اجازت کرے اور ان سے ہر گز نہ کہ اللہ اسے اچھے عمل کی توفیق دے۔

ایک خط میں ایک مرید کو لکھتے ہیں: بدن کی سلامتی کم کھانے میں ہے اور روح کی سلامتی لوگوں کو ترک کر دینے میں ہے، اور دین کی سلامتی خیر حق چھل پر دود بیچنے میں ہے۔

شیخ محمد کربخش نے، جو سلسلہ نہ ختم کے بانی ہیں، نویں صدی ہجری دہندہ میں صدی بیسویں میں شیخ الاسلام بہادریی زکریا کے متعلق جو پاکیزہ خیالات ظاہر کیے ہیں، وہ ہیں: وہ شیخ الاسلام، ایسے مرشد تھے جن سے اولاد کے بہت سے طریقے منفرع ہوتے ہیں۔ لوگوں کو کفر سے ایمان کی طرف گناہ سے طاعت کی طرف، نفسانیت سے روحانیت کی طرف راہنمائی کرنے میں آپ کو بڑی مرتبہ حاصل تھی۔

بھارت میں جناب کا تسلیم میں مشہور تھے تو اہل ایمان ان کی عظمت اللہ جل جلالہ سے متاثر ہو کر انہیں بہادریی زشت کہا کرتے تھے۔ باوجود الہر سے آپ حج و زیارت کے لیے



حزین شریفین گئے۔ اور مدینہ منورہ میں پانچ سال تک مقیم رہ کر ملائکہ کمال الدین محمد بنی سے جو پچاس سال سے بیمار و عجز تھے مدینہ پڑھی اور وہاں سے خیر حاصل کر کے لیے بھی جاتے رہے۔ پانچ برس کے بعد مدینہ پر واپس آئے کا اجازت نامہ حاصل کر کے آپ بیت المقدس گئے اور مقامات مقدسہ کی زیارت سے مشغول ہو کر جہاد کرتے رہے اور سلطان رشاد شریف شہاب الدین غرہ سہروردی صاحبہ بخارا و طبرستان کے مرنے پر تھوڑے ہی دنوں میں پیر مدینہ منورہ گئے انہیں غزوہ خلافت عطا فرمائی اور ان میں حاکم بنی ہوئے کا حکم دیا۔

انہوں نے کہ آپ کے علم و فضل کے ثمرات اوراق میں بہت کم محفوظ رہے۔ آپ کے چند اقوال اور روایات ہیں جو متفرق کتابوں میں ملتے ہیں اور آپ کی صرف کتاب کتاب الادوار ہم تک پہنچی ہے جس کا ذکر ابھی آتا ہے۔ آپ کے روایات کے ایک دو نمونے ملاحظہ فرمائیے لکھتے ہیں:-

"بہرے پر واجب ہے کہ اللہ کی عبادت صدقہ و اخلاص سے کرے۔ اس طرح سے کہ عبادت و اذکار میں اختیار کہ غور اور اشخاص کو غور کرے۔ اس کی کوئی سیل سوائے اس کے نہیں ہے کہ احوال کو درست کرے۔ اور اقوال و افعال میں نفس کا مجاہد کرے۔ سوائے ضرورت کے قول و فعل سے احتیاط کرے اور ہر قول و فعل سے پہلے اللہ سے اتھا کرے اور امانت طلب کرے کہ اللہ متوکل ہو۔ اس کو بہترین عمل کی تلقین دے:-

ایک امر کہ نہایت فراموشی ہے:-

"ذکر یعنی اللہ کی یاد کی مداومت اپنے اوپر لازم کر دے ذکر سے ملابہت تک پہنچتا ہے اور محبت آگ ہے جو ہر میل کو جلا دیتی ہے اور جب محبت میجھ اور درست ہو جائے تو ذکر کرنے والے کا کیفیت یہ ہے کہ جاتی ہے کہ اسے ذکر کے ساتھ مشاہدہ ذکر دینی میں کیا ذکر کیا جائے؟ وہ بھی نصیب ہو جاتا ہے اور یہی ذکر کشیز ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے نجات کا وعدہ فرمایا ہے۔ یہ فرما کر

کہ: **وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ** اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرو تاکہ تمہاری نجات ہو۔

علم ادبیہ اور ادوار میں آپ کی ایک گراں پایہ تصنیف ملتی ہے۔ اس علم کا شمار فروع حدیث میں ہے اور اس میں دعاؤں اور اذکار کے کلمات کا ضبط اور ادوار کی روایت کی تفصیل وغیرہ احمد سے تحت ہوتی ہے۔ متعدد ائمہ اسلام نے ادوار جمع کیے چنانچہ شیخ بہار الدین ذکریا کے پیر شیخ شہاب الدین سہروردی نے بھی ایک مجموعہ ادوار کا ترتیب کیا جس میں شیخ کبار اور مجدد ہاکان طریقت کی جمع کردہ روایات جمع ہیں۔

اپنے پیر کے طریقہ یہ شیخ الاسلام بہار الدین ذکریا نے بھی ادوار جمع کیے۔ جو صدیوں تک علماء کے معمولات میں شامل رہے، ان کے متعدد اقتباسات پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہیں اصل ادوار کے کئی نسخے رام پور لائبریری میں اور ایک نفیس قدیم خط نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں ہے۔ یہی کتاب غنائے میں کتاب الادوار کے بعض اجزاء کا حامل ملتی فارسی ترجمہ بھی ہے جو غالباً آٹھویں صدی ہجری میں تراجمہ رشکرام کے ترتیب کیا گیا۔ اصل کا مترجم نے ارادۂ شیری اور دل آویز القاب اور زیادہ دیگر جملات میں ترجمہ کیا ہے۔ تاکہ غارت اور ادوار پڑھنے والا جو جہالتیں پڑھے، انہیں سمجھے اور ان کے معنی میں آئے۔

ایک طرح کتاب الادوار کی نہایت نفیس اور مستر فارسی شرح "کنز الہاد" کے نام سے علی بن محمد الخوری نے دو ضخیم جلدوں میں نہایت فاضلہ طریق سے لکھی۔ "کتاب الادوار" میں مختلف نمازوں اور ان دعاؤں کا ذکر کیا ہے جو مختلف تقریبات میں پڑھی جاتی ہیں۔ یہ تقریبیں سونے، جاگنے، کھانے، پینے، آنے، جانے، غرض زندگی کے ہر چہ سے تعلق رکھتی ہیں۔

فقیر اللہ نے ناگ دیک میں جناب شیخ الاسلام کو مہران سبقتی میں شہد کیا ہے اور کہا ہے کہ امیر خسرو کی طرح انہوں نے بھی چند ناگ اور راگیاں ایجاد کیں۔ مثلاً



ثانی دھامسری انہی کی ایجاد ہے جس میں دھامسری اور المہری کو مخلوق کیا گیا ہے آپ نے چند کا لفظ پر کئی نئے اعتراض کیے ہیں جن میں خدائے واحد کی تائید اور منافقانہ حیل اور ہندو کے طریق پڑھنے پر انکار کی کیفیت بیان کی۔

اپنے پیر کے ارشاد کے مطابق شیخ الاسلام بہار الدین زکریا نے خان کو تعلیم و ارشاد کا مرکز بنایا اور خلق خدا کو ہدایت کا پیغام پہنچایا اور اپنی عمر کے ساتھ شریا اس سے بھی زیادہ سال آپ ان اشغال میں منہمک رہے۔

دارالمنکر و النہی اللہ بآلہ میں لکھتا ہے کہ نہایت سی غفلت نے ان کے مقلدان میں تشریف لانا ہونے کی حرکت سے ہدایت پائی اور کچھ کل بھی اس ملک میں سب اب کے ہوئے ہیں۔ آپ کے فیضان کا دُر دُر دُر دُر ملک پہنچا۔ دیرستان کے مرکز کافی گرام میں بھی آپ کے مرید تھے۔ ایک طرف تو اس دُر دست علاقے تک آپ کی دعوت و تبلیغ پہنچی دوسری طرف "تحفۃ الکرام" (۱۳۶۰ء) میں ہے کہ وہ سہان تشریف لائے۔ کراچی سے چند میل کے فاصلے پر منگ پیر کے پاس ایک پہاڑی ہے جسے کتابوں میں "لوق منگ" لکھتے ہیں۔ اس کی چوٹی پر نشانات موعود ہیں۔ مقامی لوگ یہ مشہور ہے کہ شیخ بہار الدین اور ان کے تین رفیق یہاں آکر بیٹھے تھے۔ یعنی آپ کی تبلیغی مساعی کی پہلی حد یہ تھی۔ غرض کم و بیش اس سارے علاقے میں جو اب "مغربی پاکستان" کہلاتا ہے، شیخ بہار الدین نے تبلیغ کے ذرائع انجام دیئے۔ غریبوں کے زمانے میں بہت سے غیر مسلم راجپوت قبیلے ہندوستان کے صوبوں سے ہجرت کر کے پنجاب میں آئے۔ ان میں کھول، ٹوالوں گیہوں اور پٹوار سیالوں کے اجداد بھی شامل تھے۔ شیخ بہار الدین زکریا اور شیخ فرید الدین گنج شکر رحمہما اللہ کی تبلیغی کوششوں اور ان کا جہاد اور نفوس تدبیر کی تاثیر سے یہ غیر مسلم قبائل مشرف باسلام ہوئے۔ بعض اقوام میں اب تک آپ کے بعض مددگار کی یاد باقی ہے۔ قلع جہم کی بلا ترم کے لوگ برابر آپ کی خانقاہ پر زیارت کے لیے آتے ہیں۔ گڑگانوں کے میراثی آپ کو پتا پیر مانتے ہیں۔ شاہ پور اور ملتان کے پاپو جو جاٹ ہیں

آپ کی اولاد کے سوا کسی دوسرے کے مرید نہیں ہوتے۔ ملتان گنڈیہ میں ۱۳۴۹ء میں ہے کہ آپ کی کرامت کی وجہ سے پنجاب اور سندھ کے قلع شکر پڑنے پر آپ کو پکارتے ہیں۔

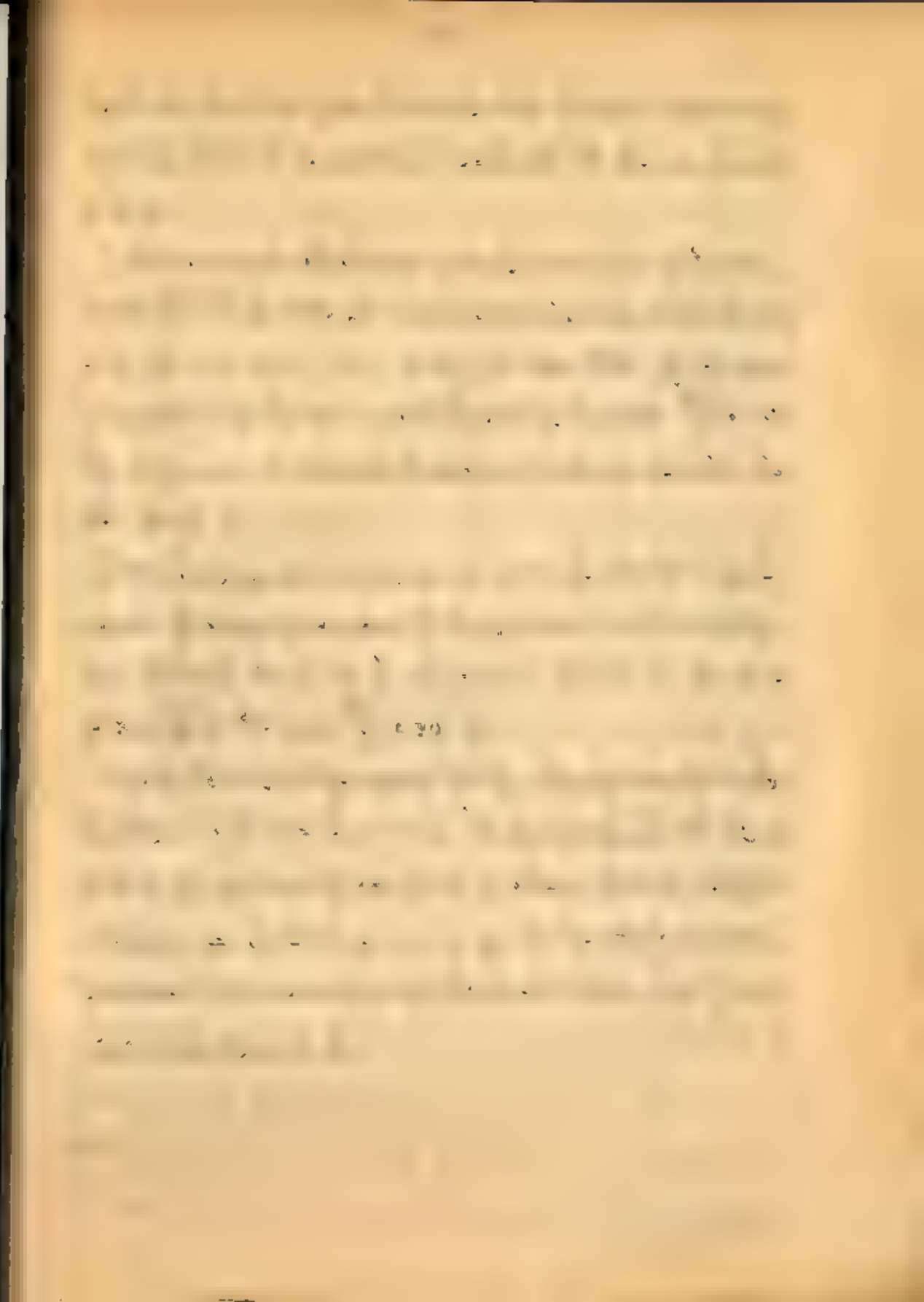
ملتان اور سندھ میں پچھٹی صدی ہجری کے آخر میں قریلوں کا فساد تھا۔ محمد غزنی نے ملتان فتح کر کے اپنی سلطنت میں لایا اور غالباً اسی کے ہاتھوں سندھ کے قلعی حکام کا فساد ختم ہوا۔ انہوں نے پھر سر اٹھایا تو محمد غزنی نے سندھ (دکن) میں پھر سندھ اور ملتان ان سے بھیجا۔ مگر حکومت چھو جانے کے باوجود لوگوں کے عقائد کی تصحیح کا کام ابھی باقی تھا یہ وہ کام تھا جو جناب شیخ الاسلام اور شیخ فرید الدین جیسے بزرگوں کے ہاتھوں انجام پایا۔

ان لوگوں کی آپ نے تربیت کی ان میں بہت سے نامور لوگ شامل تھے۔ مثلاً آپ کے فرزند بزرگ شیخ مدد الدین، نید جلال بھٹی، شیخ فرید الدین حوائی، ہراتی شاعر مشہور، امیر حسینی صاحب "نزع اللوح" وغیرہ وغیرہ۔ ان لوگوں نے اپنے پیر کی تعریف میں جو کچھ لکھا ہے اس سے جناب شیخ کی عظمت دل پر نقش ہو جاتی ہے۔

آپ کی تبلیغی مساعی کی شہرت بیرون ہند تک پہنچی۔ چنانچہ نیر صدی ہجری میں شیخ محمد نور بخش جو "نور بخشہ" ذہن کے "سرسلسلہ" میں لکھتے ہیں: بہار الدین زکریا ملتان قلع منو بلا ہند میں رئیس لاہور تھے۔ عظیم ظاہر کے علم اور کاشفات و شہادت میں صاحب احوال و مقامات۔ وہ ایسے مرشد تھے جن سے بہت سے اولیاء کے سلسلے چلے۔ کفر سے ایمان گماں سے طاعت، لغایت سے وحدانیت کی طرف لوگوں کی رہنمائی کرنے اور لوگوں کو ہدایت دینے میں آپ کی شان بہت بلند تھی۔



عکس اسود قیاسی









آن کتاب بخود کند و مقصود مصطفی اذان بر نیاید که مراد از جمع و تالیف و تصنیف  
 کردن بجز آن نباشد که هم مصطفی بدان کتاب زنده باشد و خوانندگان و مستفان  
 وی را دماء یکه کنند که مرا این حادثه افتاد بود یار یکی اگر دیوان شوم کسی  
 بخواست و باز گرفت و اصل نسخه بجز آن نبود آن جمله را برگردانید و تمام من  
 از سر آن بیگفتد و رنج من ضایع گردانید تا ب الله علیه و دیگر کتابی تا بیعت  
 کردم هم اندر طریق تقوی عزرا الله تمام آن مندرج الیهی کردم یکی از تدبیران  
 بیک که گرای گفتار او نمک تمام من از سر آن پاک کرد و نزدیک عوام چنان  
 نمود که آن وی کرده است هر چند فراق بر آن قول وی خندیدند و نشانه قتل  
 بی بختی آن بدو رسیده و نماند و دیوان مطالب و نگاه خود پاک گردانید اما  
 آنچه نصیب خاق بود آنست که چون کتابی میشد و دانست که بوقت آن بدین وقت  
 و علم عالم بوده است و معنی رعایت حقوق آن بهتر کنند و بر خواندن آن  
 و یاد گرفتن آن بهتر باشد و مراد خواننده و صاحب کتاب اذان بهتر بدو را  
 و الله اعلم

به سبب ضعف  
 بجزیرت و بیخبریت  
 بجهایا حقیر  
 مار یک

فصل

و آنچه گفتم که طریق استخاره پیروم مراد اذان حفظ آداب خداوند بود عز و  
 جل که مر پیغمبر خود را علی علیه السلام و متابعت وی را بدین فرمود و گفت فاذا استأذنت  
 القرآن فاستمعوا له یا الله من الشیطان الرجیم و استأذنت و استغاثت و استعانت جمله  
 بمعنی طلب کردن و تسلیم بود خود بخداوند و من سبحان و تعالی باشد و نجات  
 از آفتای گوناگون و صحابه پیغمبر صلی الله علیه و سلم و رضی الله عنهم روایت آورده  
 اند که پیغمبر صلی الله علیه و سلم ما را استخاره آموخت چنانکه قرآن پس چون بنده  
 بداند که خیریت است یا بدی است و بخواهد بداند که صلاح یا فساد است بخداوند تعالی  
 بهتر داند و خیر و شری که به بنده رسد متقدم است بر تسلیم چه بدی باشد یا خیر

ص ۲

تعا را و یاری خواستن از وی تا آنکه نفس و باطنی آن از بنده رفع کند اندک کل  
 احوال وی و خیریت و صلاح وی و بدی و بدی و بدی و بدی که اندر آید و همه  
 ایشان بنده استخاره کند تا خداوند تعالی وی را از خیر و غفلت و آفت آن نگاه دارد  
 و الله بالتوفیق

فصل

و آنچه گفتم که اغراضی که بعضی باری گشت از دل مستورم مراد آن بود که  
 اند هر کدی که غرض نفسانی اندر آید برکت اذان کار بر خیزد و دل از طسیر  
 مستقیم بحق اوجاج و مشغولی اندر افتد و آن از دو بیرون نباشد یا غرضش بر آید  
 و یا بر نیاید اگر غرضش بر آید بپاک دی اندران بود و در دوش را بکشد بجز  
 حصول مراد نفس نیست و اگر غرض بر نیاید باری وی را بیشتر از دل بپوشد و  
 که نجات وی اندران بود و کلیه در بهشت بجز مرغ نفس از اغراض وی نیست  
 چنانکه خداوند تعالی گفت وَ نَحْنُ النَّفْسُ عَنِ النُّفُوسِ فَإِنَّ الْبَاطِنَ هُوَ الْكَذُوبُ وَ الْغَرَضُ  
 نَفْسَانِیٌّ اَمَّا اَمْرٌ بَعْدَ اَمْرٍ اَمَّا اَمْرٌ بَعْدَ اَمْرٍ اَمَّا اَمْرٌ بَعْدَ اَمْرٍ اَمَّا اَمْرٌ بَعْدَ اَمْرٍ  
 تعالی باشد و نجات نفس از عقوبت طلب کند و در جو روحیات نفس را حدی  
 پیدا نباشد و تمیضای وی اندران ظاهر نبود و ندان کتاب بهایگاه خود بانی اندری  
 معنی بیاید انشاء الله تعالی

ص ۳

فصل

و آنچه گفتم که بحکم استدعا تو یقین کردم و بر تمام کردن مراد ازین  
 کتاب عزوی تمام کردم و مراد اذان این بود که مرا اهل سوال ویدی و حافظه خود  
 از من بپرسیدی و این کتاب اندر خاستی و مراد اذان قایده بود و لا محاله بر من  
 واجب شد حق عنوان تو گذاشتن و چون اندر حال بخواهی حق سواست زبیرم و عزوی تمام



بایدست و نیتی که تمام کنم تا اندر حال ابتداء کتاب و نیت تمام کردن آن حکم و  
جواب آن را ادا کرده باشم و قصد بنده چون بابتدای عمل دی به نیت متولی بود  
اگرچه آنکه تا آنکه در آن عمل پیوسته آید بعد از آنکه محض باشد از آنکه بود که  
پیغمبر صلی الله علیه و سلم گفت که نیت المؤمن خیر من عمله نیت کردی بابتدای عمل  
بمتر از ابتدا کردن عمل بی نیت و نیت را اندر کارها سلطان عظیم است و برهان  
مصدق که بنده یک نیت از حکمی حکم دیگر شود بی زاکر بر ظاهرش هیچ تاثیر پیدا  
آید چنانکه یک چندی بی نیت بود کسی گرسنه باشد دی ما بدان هیچ ثواب نباشد  
و چون بدل نیت بود و متولی گردد بی زاکر بر ظاهرش اثری پیدا  
آید چون سازگی بشمار ۱۶ در آید و دقتی نباشد مقیم گردد تا نیت اقامت نکند  
و چون نیت اقامت کرد مقیم گردد و باشد این بسیار  
سنت پس نیت حیرت اندر ابتدای عمل گذاشتن حق آن باشد و الله اعلم

## فصل

و آنچه گفتیم که بر این کتاب را کشف المحجوب نام کردیم مراد آن بود که تمام  
کتاب ناظر باشد بر آنچه اندر کتاب است هر گوی که بعیرت بود چون نام کتاب  
بنویسد دانند که مراد از آن چه بوده است و بدانکه هر عالم از لطیف تحقیق محجوب  
اند بهر اولیای خدای عز و جل و عزیزان در گامش چون این کتاب اندر بیان راه  
حق بود و شرح کلمات تحقیق و کشف حجاب بشریت بود این نام او را اندر  
نه بود و بحقیقت کشف باک محجوب باشد چنانکه حجاب باک کاشف معنی چنانکه  
نزدیک طاقت دوری اندر دوری طاقت نزدیکی اندر دوری چون عالمی که از سرکه  
نیزد اندر هر چه افتد بیرون و آنچه از چیزهای دیگر بیرون اندر سرکه باک شود  
و طریق سپردن معانی و شواهد باشد چنانکه در آنکه از آنکه آفریده باشند و  
پیغمبر گفت صلی الله علیه و سلم جعل المؤمن لنا خلقا له و خدی عز و جل هر کسی

ما برای چیزی آفریده است و طریق آن بر وی سهل گردانیده اما حجاب دو است  
یکی حجاب زبانی و این هرگز بر نخیزد و دیگر حجاب غیبی و این بندد بر خیزد و بیان  
این آن بود که بنده باشد که ذات وی حجاب حق باشد تا کسان باشد بنزدیک وی  
حق و باطل باشد و بود که صفت وی حجاب حق باشد و پیوسته طبع بود  
سروش حق می طلبد و از باطل می گزید پس حجاب ذاتی که آن بیش است هرگز  
بر نخیزد و معنی این و نعم و طبع یکی بود چنانکه خدای تعالی گفت کَلَّا بَلْ دَانَ  
عَلَىٰ تَلَوْنِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ آنکه حکم این ظاهر کرد اِنَّ الْاَوَّلِينَ كَثَرًا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ  
ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ آنکه علقش بیان کرد خَتَمَ اللهُ عَلَىٰ تُلُوتِهِمْ  
و نیز گفت طَبَعَ اللهُ عَلَىٰ تُلُوتِهِمْ و حجاب صفتی که آن غیبی بود و باشد که  
دقتی دون دقتی بر نخیزد که تبدیل ذات اندر حکم غیب و برحق باشد و اندر این  
تا ممکن اما تبدیل صفت چنانکه هست و باشد و مشایخ ما در معنی این و بین  
اشارت لطیف است چنانکه میشد گوید رحمة الله علیه الذين من جملة الموطئات و الذين  
من جملة الخططات این از جملة وطئات است و بین از جملة خطرات و این پایدار بود و  
خطر مادی چنانکه از هیچ سنگ آئینه نتوان کرد اگرچه مثلاً این پیدا بجمع کردند و از  
چون آئینه رنگ گیرد مستقله صافی شود از آنچه تاریکی اندر سنگ اصلی است و نشانانی  
اند آئینه اصلی چون آئینه اصل پایدار بود آن صفت حایتی را بقا باشد پس این  
کتاب مر آن را ساخته که مقال دلبا بود که اندر حجاب غیبی گرفتار باشد و مایه  
نور حق و قلب نشان بر وجه باشد اما بحکمت و عافیت این کتاب آن حجاب را بر میزد  
بحقیقت معنی راه یابند و باز آنکه هستی ایشان را بخت از آنکه حق و از  
از کتاب باطل بود هرگز در ۱۸ راه نیابد بشواهد حق و از این کتاب هر ایشان را هیچ  
قائده نباشد و الحمد لله على تكملة الصالحين

فصل

و آنچه گفتیم مقصود معلوم شد و سخن بذر غرضت اندین کتاب مقصود شد مراد  
 ازین قول آن بود تا منزل را مقصود سایل معلوم گردد مراد سایل محمول نگردد که  
 سوال از اشکال کنند و چون بکواب اشکال حل نشود نایده نمید و حل اشکال جز  
 بصرف اشکال تواند کرد و آنچه گفتیم سخن اندر غرضت مقصود شد یعنی سوال بر محمد  
 را جواب بر جمله باشد چون سایل بر جمله درمات و اخوات سوال خود عالم بود و  
 از جمله ای را تفصیل حاجت باشد و اقسام بیان و حدود آن غامض که غرض تو  
 اسعدك الله تعالى اندین آن بوده است که تا تفصیل دهم و کتاب سایل از سوال  
 تو باشد التوفیق

فصل

و آنچه گفتیم که می دانند تعالی توفیق و استعانت خواهیم مراد آن بود که  
 بنده را ناصر بجز خداوند نباشد که وی را بر غیرت نصرت کند و توفیق نصرت و حدیث  
 و حقیقت و توفیق موافقت تأیید خداوند بود با فعل بنده اندر اعمال صواب و کتاب  
 و سنت بر وجود تحت توفیق نافع است و اتم جمیع مجز و گروهی از مستزله و  
 قدیان که لفظ توفیق را از کل معانی خالی گیرند و گروهی از مشایخ این طریقت گفته  
 اند که التوفیق هو الله ما على الطاعة لا استعماله بكونه متعده فاعلموا  
 ملحق باشد از خداوند بنده نیروی زیادت باشد و توفیق از وی باشد و آنچه پیش  
 از آن بوده باشد و در جمیع احوال علی آنچه می باشد از سکون و تحولات بنده و  
 فعل و خلق خدای است تان پس آن توفیق ملحق که بنده بدان طاعت کند توفیق  
 خوانند و این کتاب جایگاه این مسئله نیست که مراد ازین چیزی دیگر است و باز گشتم  
 بر مقصود تو پیش از آنکه بر سر سخن شوم نخست سوال ترا بینه بایم و از آنجا ابتداء

کتاب پرده و بشارت توفیق

السؤال

قال السائل وهو ابو سعيد السجوي بيان كن مراد  
 تحقيق طريقت معرفت و كيفيت معاملات ايشان با بيان خواص و مقالات آن و البته  
 كن مراد معرفت و اشارات ايشان و چگونه بجهت خلافت عز و جل و كيفيت اظهار آن بر  
 ده و سبب حجاب عقول از حقيقت آن و معرفت نفس از حقيقت بطن و آرام روح و  
 صفت آن و آنچه بدين تنقيل دارد از معاني آن قال المستمل و هو عن زبدة عباده  
 المخلصين راجع عليه چه اگر اندین رسالت با این علم و حقیقت بنده گشته است غایب  
 ندین بلکه حق جلد مشمول صواب گشته اند و بر حق از طریق رفعا و حلافت عفا و بزرگان  
 وقت آمدن ائمه طریقت معرفت بر خلاف اصل آن رسالت است پس بنایید حجت پیغمبری که  
 دست اهل بیته با شما اندین کوتاه بود و بجز خواص حضرت حق و مراد هر اهل راهادت از آن  
 منقطع و معرفت همه اهل معرفت از معرفت آن مراد بجز خواص حضرت حق خاص و عام  
 خلق از آن راهادت آن پسند رسالت کرده اند و مراد حجاب آن که بجان و دل تو پیرایه  
 گشته و کار از تحقیق بتلبیه افتاده و تحقیق بدوی خود از روزگار ایشان پانزده و روان  
 بدان پسند کرده گویند که با حق را همی بشناسیم و خواص بدان خرمند شده که اندر دین  
 توفیق یابند و اندر نفس حاجی و اندر همدری بدان سوی از سر مشغولی گویند این  
 شوق و هوس است و معرفت حقیقت و بدین بدوی خود از کل معانی از مانده و مریدان  
 از جهادت دست باز داشته و خلق معلول خود را مشاهده تمام کرده و من و پیش  
 ازین کتب سائتم اندین معنی جمله شایع شد و تدبیران کاذب بعضی سخن از آن سر  
 مید خلق را به پیچیده و دیگر با پشتند و ناپایدار کردند و آنچه صاحب طبع بر سرینا  
 حقا و کلام نعمت خداوند باشد و گروهی دیگر نشسته اند و خواهند و من و پیش  
 و بهمانست آن پسند کردند که تا بزرگند و یاد گیرند و گیرند که عالم تصرف و  
 معرفت می گوئیم و ایشان اندر این نکوت اند در این جمله از آن بود که این معانی  
 کبریت احر است و آن عینیت باشد و چون پیانندش که یک و دوازده و دوازده سنگی از





با بیانی لطیف مر آن ... بسط گردانم و مجادلات اهل مناجات را شرح دهم و لطفی از  
 کلام مشایخ بدان پیوندم و از نوره حکایات مر آن ... مدی و هم ... مودت بر آید و آنکه  
 نیز اندرین گرو از علماء ظاهر و باطنی بدانند که طریقه تعقیب را اسی قیست و فری مشر  
 و جمله مشایخ ایشان از اهل علم بوده اند و جمله مریدان ... بر آموختن علم باعث بوده  
 اند و بر مددست کردن بدان ایشان را ... داشته اند و هرگز مشایخ او و هرگز مریدان او  
 نبوده اند و میرقی نو سپرده اند از پس آنکه بیدری از مشایخ طریقت و علماء ایشان  
 از امان سخانی تصانیف ساخته اند و به چهارابت لطیف از غوطه سخانی خود بران نموده اند  
 و باشد التوفیق

۱۴۷

# باب اثبات العلم

خداوند تعالی گفت اندر صفت العلم إِنْ شَاءَ اللَّهُ يَخْتَصِي اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الْمُتَّقِينَ و پیغمبر  
 گفت صلی الله علیه و سلم طلب العلم فريضة علی کل مسلم و مسلمة و نیز گفت  
 صلی الله علیه و سلم اطلبوا العلم و لا یالصلین و بدانکه علم بسیار است و عمر کوتاه و  
 آموختن جمله علوم بر نوزده فریضه نیست چون علم نجوم و طب و علم حساب و صناعات های  
 بدیع و آنچه بدین نام مگر ازین هر یک بدان مقدار که بشریت عقل داد و از نجوم  
 مرشحاتن اوقات اندر شب و طب مر احتمالا و حساب مر فزایش را و دست عدت  
 را و آنچه بدین نام پس فزایش علم چند است که بدان عمل دست باشد که حق تعالی  
 بدان نعم گرد گشائی ما که علم بی حقیقت سوزند غم و عز و جل و یَتَقَرَّبُونَ مَا يَفْتَرِقُهُ  
 وَلَا يَنْفَعُهُمْ و رسول صلی الله علیه و سلم زینهار خواست و گفت اعدوا بک من علم لا یفسح  
 پس بانکه از علم عمل بسیار توان کرد و باید که علم مقبول عمل باشد که رسول صلی الله  
 علیه و سلم گفت المستبد بلا قتله کالسار فی الحاسونة متعبدان فی قته بخر خواص مانند  
 کرد هر چند می گویند بر بی نختین باشند و شیخ راه نشان مده نیاید و از حوام و بیم  
 گرد می که علم را بر عمل فضل نموده دهنده و گروشی عمل را بر علم و آیت هر دو باطل  
 است از آنکه عمل بی علم غرض عمل نباشد که عمل انگاره عمل گردد که غرض علم به تمام  
 بند بدان مر ثواب حق را متوجه گردد چون نماز که تا نخست علم امکان عبادت نمود

ص ۱۵



و علم شائق آب و علم معرفت قبله و علم کیفیت نیست و ارکان نماز نبود چون عمل  
 بعین علم علی می گردد چگونه جلال را ازین جدا کند و آنکه علم را بر عمل افضل  
 نماند هم محال است که علم بی عمل علم نباشد چنانکه خداوند تعالی می گوید **قَدْ فَرَّقَ**  
**بَيْنَ الَّذِينَ تَوَكَّلُوا عَلَيْنَا وَلَّذِينَ لَمْ يَتَوَكَّلُوا عَلَيْنَا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ** و اینست  
 از حلال نفی کرد از آنچه استواری و یاد داشتن و یاد گرفتن این جمله نیز عمل بود و اینست  
 که بنده بدان متابعت و اگر علم عالم بغض و کسب آورد بودی او را بدان هیچ ثواب  
 ندادی و این سخن دو گدازست یکی آنکه نسبت به علم کند مرجاه خلق را و طاقت  
 محاسن آن ندارند و تحقیق علم نرسیده باشد عمل را ازین جدا کنند نه علم دانند و نه  
 عمل تا جاهلی گوید که قائل نباید کار باید و دیگری گوید که علم باید عمل نباید و از  
 ادریم ادریم یعنی الله عزه می آورد که گفت سگی دیدم در راه افتاد و بران  
 نوشته بود که مرا بگردان و بخوان پس گردانیدش بران نوشته بود که نت کا قتل  
 بما تعلم فكيف تطلب العلم ما لا تعلم و ترجمه خود عمل به کنی حال باشد که  
 ندانسته را طلب کنی یعنی کار بند آن باش که دانی در ۱۱۶ تا بركات آن ندانسته نیز  
 بدانی و این مالک گوید یعنی الله عزه که **هَمَّةُ الْعُلَمَاءِ الدَّلَالِيَّةُ وَ هَمَّةُ السَّعْيِ**  
**الدَّلَالِيَّةِ** از آنچه اخوات جمل از علماء مشتقی باشد آنکه از علم جاه و عز دنیا طلب نه عالم بود  
 که طلب جاه و عز دنی از اخوات جمل است و هیچ درجه نیست اندر مرتبه علم اثال بلندتر  
 که اگر علم نباشد هیچ لطیفه خداوند را نشانند و چون علم نبوده باشد همه مقامات و  
 شواهد و مراتب را سوار بود به الله اعلم بالصواب

فصل

بدانکه علم دو است یکی علم خداوند تعالی و دیگر علم خلق و علم بنده الله جنب علم  
 خداوند تلاشی بود نمیرد که علم او صفت نیست به تعلیم و اوصاف او را  
 نهایت نیست و علم ما صفت است به تعلیم و اوصاف ما قیاسی است و خداوند

تعالی گفت **وَمَا أَوْفَيْتُمْ قَوْلَ الْوَعْدِ إِلَّا قَلِيلًا** و به علم از صفات رحمت و بخشش  
 احاطه معلوم است و تبیین الموعود دیگر ترین حدود است که العلم حفاة یصبر الحی به  
 عالم و خداوند تعالی گفت **وَاللَّهُ يَحْكُمُ بِالْحَقِّ وَاللَّهُ يَكُونُ شَهِيدًا**  
 بخیر و علم او یک علمست که بدان می داند همه موجودات و معدومات را و خلق را  
 و بدان پادشاه مشارک نیست و تخری نه در این دیه و در این به طبع ترتیب  
 نفس است که فعل حکم علم قائل اتفاقا کند پس علم دی بهر لائق است و به  
 انعام محیط طالب با باید که با عمل انعام متابعت دی کند چنانکه در ۱۱۷ می داند  
 که دی بود و انعام او بی نهایت است **الْحَكَمُ** یعنی آرد که انعام بصورتی بود  
 بهمانی خود رفته بود چشمش بر حسن زن بنزدگر خود افتاد مرد را بشکل فرستاد و زن را  
 گفت در این در بند زن گفت همه در حال بستم مگر یک در که نمی توانم بستم گفت  
 آن کدام در است گفت آن دری که میان پا و ... خداوند است فی توانم بستم  
 مرد پشیمان شد و استغفار کرد و عاقب الامم گفت یعنی الله عزه که چادر علم اختیار کردم  
 و از همه علماء عالم برستم گفتم که کدام است پس گفت یکی آنکه بدانستم که مرا  
 مدتی است مقوم که زیادت و کم نشود از طلب زیادت بر آسودم و دیگر آنکه دانستم  
 که خدای را بر من حقی است که جز من کسی دیگر نمی تواند گذارد با داد آن مشول  
 گشتم بیدم آنکه دانستم که مرا طایبی است یعنی مرگ که از او توانم گزینیت آن را بر ما ختم  
 و چه در آنکه دانستم که مرا خداوندی است مطلع بر من از وی شرم داشتن و از آن  
 کوفی دست باز دانستم و چون بنده عالم بود که خداوند بود مظهر است کلامی که بیست  
 ازین شرم دارد

فصل

اما علم بنده نباید که انعام او را معرفت دی باشد و فریضه بر بند علم  
 وقت باشد و آنچه به موجب وقت بخار آید ظاهر و باطن و آن بود نسبت یکی

ص ۱۷

قسمت اهل است و دیگر قسمت فروغ ظاهر اهل قول شهادت و باطنش تحقیق معرفت  
 و ظاهر فروغ درونش معالمت و باطنش تصحیح نیت و ایام هر یک ازین بی دیگری  
 رسد. حال باشد ظاهری بی حقیقت باطن اتفاق شود و باطن بی ظاهر زنده شود  
 ظاهر شریعت بی باطن نقص بود و باطن بی ظاهر صحت پس علم حقیقت را سه رکنی  
 است یکی علم ذات خداوند تعالی و وحدانیت وی و نفی تشبیه از وی و دیگر علم  
 بمصافات خداوند تعالی و احکام آن و سوم علم بافعال و حکمت وی و علم شریعت را  
 نیز سه رکن است : یکی کتاب و دیگر سنت و سوم اجماع است و دلیل بر علم با اثبات  
 ذات و صفات و افعال خدای عز و جل قول اوست فَاَعْلَمُوْا اَنَّهُ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ  
 نَزَّلَتْ فَاَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ مُوَلِّدٌ وَ نَزَّلَتْ اَلَمْ تَرَ اِلٰی نَزَّلَتْ كَيْفَ مَدَّ الْوَلَدَ  
 وَ نَزَّلَتْ اَنَّمَا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ اِلٰی اَوَّلِ كَيْفَ خَلَقَتْ وَ مانند این آیات بسیارست که جمیع  
 دلایل بر نظر کردن اندر افعال وی تا بدین صفات قائل را بشناسی و نیز رسول گفت  
 صلی الله علیه و سلم عن علی بن ابی طالب ان الله تعالی ربه و اقی نیته حرّم الله تعالی لحمه و  
 دمه علی الناس انا شرط علم بذات خداوند تعالی آنست که مایل اجماع بداند که حق  
 تعالی موجود است بعد بقیه ذات خود و بی مدد و بی ضرورت و اندر محال و  
 محتمل نیست و ذاتش موجب آفت نیست از خلقش مانند نیست و وی را زن و  
 فرزند نیست و از هر چه اندر او علم از هر جهت باشد و اندر خود اندازد بعد از وی آفریدگار  
 آنست و دارنده و پروردگار آن قوله تعالی یَقْنُ كَيْفَ شَاءَ وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ  
 و اما علم بصفات وی آنست که بدانی که نیکی با صفاتی است بعد موجود که آن  
 درست و ع در مس ۱۱۹ بر وی بعد موجود و بعد قیامت و وی را دیم است آن صفات  
 چون علم و قدرت و بزرگی و امانت و وسیع و بعد و کلام و پناهی چنانکه خدا تعالی گفت  
 اِنَّهُ عَلِیْمٌ بِذَاتِ السُّجُودِ وَ نَزَّلَتْ وَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَ نَزَّلَتْ  
 وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ وَ نَزَّلَتْ فَتَعَالٰی لِمَا یُرِیْدُ وَ نَزَّلَتْ هُوَ الْغَنّٰی لَا اِلَهَ  
 اِلَّا هُوَ وَ نَزَّلَتْ قَوْلُ الْحَقِّ ذَلَالَةُ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ اَنَا علم با اثبات افعال وی آنست که

۱۸ ص

۱۹ ص

بدانی که وی آفریدگار خلقان است و افعال ایشان عالم ناپیدا پسلی وی رحمت  
 شده است. مقدمه خیر و شرست و افعال نفع و ضررست چنانکه گفت الله خَلَقَ کُلَّ  
 شَیْءٍ وَ دَیْنٌ بِرِ اِثْبَاتِ احکام شریعت آنست که بدانی که از خداوند تعالی با رسولان  
 آمدند با مجروحای تافه عادت و رسول با عهد معطی صلی الله علیه و سلم حق است  
 و کلام را مجروحات بسیارست و آنچه با را خبر و امانت از غیب وی پس بعد حق  
 است مکن اول از شریعت کتابست چنانکه گفت عز من قائل فِیْ اٰیٰتِ تَحْکَمٰتِ  
 هٰذَا اَمْرٌ اَلِکِتَابِ وَ دِیْنِ سُنَّتِ اَمْرٌ چنانکه گفت وَ مَا اَشْکُرُ النَّبِیَّ اِلَّا بِمَا  
 تَعَلَّمَ عَنْهُ فَاتَّقُوا وَ یوم اجماع آنست است چنانچه رسول گفت صلی الله علیه و سلم  
 لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتٌ عَلٰی اِجْلَالَةٍ عَلَیْکُمْ بِالسَّوَادِ الْاَعْظَمِ وَ در جمیع احکام حقیقت بسیارست  
 و اگر کسی خواهد تا بعد را جمع کند تواند از آنچه لطایف خداوند را در این  
 نهایت نیست

### فصل

بر آنکه گروهی از طایفه معتمد الله که ایشان را در این سؤالاتین گویند  
 و از مذهب ایشان آنست که هیچ چیز علم درست نگیرد و علم خود نیست گوئیم ما ایشان  
 که این دانش که می دانند که هیچ چیز علم درست نیست در دست نیست یا نه اگر  
 گویند که هست پس علم ما اثبات کردند و اگر گویند که نیست پس چیزی که  
 درست نباشد آن را معارضه کردن محال باشد و سخن ما آن کس گفتن از خود نبود  
 و گروهی از طایفه که تعلق بدین طریق دارند همین گویند که علم با هیچ چیز درست  
 نیاید پس ترک علم را تمام تر از اثبات آن باشد و این از حق و بحالت  
 ایشان بود که ترک علم از هر بیرون نبود و با عقل بود یا با عقل پس علم بر علمی  
 ما نمی گویند و شد نیاید و علم ترک علم محال بود مانند اینجا جمل و چونی درست  
 شد که نفی علم جمل بود و ترک علم با عقل بود و با عقل لازم باشد و جمل قریب

۲۰ ص



کفر و باطل بود که حق را محض تعلق نبود و این خلاف جود شیخ است و چون این قول را به مردمان بشنیدند و بدین ازکاب کردند و گفتند که مذهب جده اهل تقوی نیست و روش ایشان چنین است! اعتقادشان مشوش گشت و از تمیز کردن حق از باطل باز ماندند و ما امروز بمل را بخندوند تسلیم کردیم تا اندر خلاصت خود می باشد اگر دین گریبان ایشان گیرد و تفرق بیشتر ازین کفندی و حکم رعایت ما از دست برداردی و الحمد لله در میان حق بدین چشم نگردی و احتیاط روزگار خود نکوتر ازین کندی. اگر آدمی در طایفه تعلق به حقین احوال گرداند تا بهمان ایشان از استیفاء خود رستگار گرداند و آنگاه در حق ساید عزت ایشان در مقامی کند چرا باید که هر را با ایشان قیاس کند و اندر سائده ایشان مکابره میان بردست گیرند و قدر ایشان اندر زیر پای آورند و معصفت گوید را یکی از منتسبین علم که کلاه ریاضت را عزت نام کرده بود و متابعت سوا را ملکت رسول و موافقت شیطان را سیرت الله مناظره می رفت. بعد از این گفت طایفه دوازده گروه گشتند یک گروه از ایشان در میان متفوتند اند. گفتم اگر یک گروه در میان ایشان اند یا زده گروه اندر میان شما اند و ایشان از یک گروه خود را بهتر بدان توانست نگاه داشت که غلامان یا زده گروه. اما این جمله از نتیجه سترش حاشی زده است. اما آفت سحابی که پیدا آمده است و خداوند تعالی بیوسه اولیای خود را اندر میان آن قوم منقذ داشته است و آن نام را از جهت ایشان اندر میان خلق مجید داشته و نیکو گفته است آن پیر پیران و آفتاب مریدان علی بن بنیاد العیفری رحمه الله علیه شاهد القلوب علی حبیب قساص الزمان و اهله اکنون با تعلق از نقادین ایشان میایم تا تسبیحی بود آن را که در کار او از حق تعالی عیاضی صادر است از مکران بدین عایقه و بالله التوفیق.

## فصل

محمد بن فضل ابلیس گوید رحمه الله علیه رحمه الله و سلمه العلوم ثلثة علم من الله

و علم مع الله و علم بالله. علم بالله علم معرفت بود که همه انبیاء و اولیاء او به بدو یافته اند و تا توفیق و معرفت دی نبود ایشان نمی دانستند. از چرخ علم ابلیس اکتساب دس (۱۲) مطلق از حق تعالی منقطع است و علم بنده معرفت حق را طاعت گوید که طاعت معرفت دی هم هدایت و اعظم دلی بود و علم من الله علم شریعت بود که که این از دی بما فرمود و تکلیف است و علم بحج الله علم مقامات و طرق حق و بیان وجهت ادبیا بود پس معرفت بی پذیرفتن شریعت در دست نیاید و در روش شریعت بی اظهار مقامات راست نیاید و ابو علی تفسیری گوید رحمه الله علیه العلم حقیقة القلب من المجهول و المعلوم من الظلمة علم زندگی دست از مرگ جمل و نه چشم یقین است از ظلمت کفر که هر که را علم معرفت نیست دلش بهیچ موه است و هر که را علم شریعت نیست دلش بنادانی چهار دست پس دل کفاره موه باشد که بخنداند تعالی جاهل اند و دل اهل غفلت بیمار باشد که بفرمان وی جاہل اند. الذکر در ترقی ترمذی گوید رحمه الله علیه من اکتفی بالکلام من العلم دون الزهد فقد تلوذق و من اکتفی بالفقه دون الودع فقد تطلت. هر که از علم تجوید بجهت آن پندد کند و از انداد آن روی گرداند زنیق شود و هر که به علم شریعت و فقه بی درج پندد کند قاصد گردد و مود ازین ایست که بی مصلحت و وحدت تجرید تجوید بجز باشد و موقد جبری قول و قدری فعل باشد تا روش دی اندر میان قد و ببرد دست آید و این قول حقیقت آنست که آن پیر گفته رحمه الله علیه التوید مع الجبر و فوق القدر پس هر که از علم تجوید بی مصلحت بجهت آن پندد کند و از انداد دس (۱۳) آن روی گرداند زنیق شود اما فقه را شرط اعتقاد و تقوی بود و هر که به علم فقه و شریعت بی درج پندد کند و در خص و تکلیفات خود تعلق شیهات مشغول گردد و بدون مذهب گردد مجتهدان گردد مر اهرانی را زود باشد که بسوق اندر اند و این جمله از غفلت پدید آید و نیکو گفت آن شیخ الشافعی یحیی ابن معاذ الرازی رحمه الله علیه اجتنب حصبة ثلثة اصناف من الناس: العلماء (الفاصلین و اسقراء المدهائین و المتصوفة الجاهلین) اما علماء غافل آنان باشند که دنیا را قبله دل خود

گردانیده باشد و از شرع آسانی اختیار کرده و پندش ملایم و ظلم بر دست گرفته و درگاه ایشان را خلوات گاه خود ساخته و جای خلق را محجوب نمود گردانیده و انجور و نیرنگی خود فریخته شده و بدقت کلام خود مشغول شده و اندک آیه و امتداد آن زبان طعن دراز کرده و بقهر کردن زندگان دین و بعضی زیادتی مشغول شده آنگاه اگر کوفین را در یک ترازوی ادنی نمی پندارند آنگاه معتقد و حسد را در صلب گردانیده و در همه این علم نباشد و علم صفتی باشد که انواع جمل از نوعی آن منتفی شود اما تمام دامن آن باشد که چون کسی قبل بر عواقب عباد وی کند اگرچه باطل بود آن فعل وی را مدح گوید و چون کسی بر مخالفت عباد او کاری کند اگرچه حق بود وی را بدین ختم کند و از خلق بمحاکمت خود براه طع داده و بر باطل رس ۱۲۴ مرقع را در اهنت کند اما مستوفات حاصل آن بود که در محبت پیروی نموده باشد و از بدی ادب بخافد باشد و خود را در میان خلق نگذارد و گوشمال زدن نیز پیشند و بنامینی که وی در پوشیده و خود را در میان ایشان افکند و به بی حرمتی طریق انسانی می بخیزد و از محبت ایشان و حق وی دلی ملاحظه داشته باشد که بعد از این خود پندارد و آنگاه طریق حق و باطل بر وی پوشیده بود پس این سه گروه با که آن بسر مرتقی یاد کرد و مریدان را از محبت ایشان اراض فرمود و آن بود که ایشان اندر دعای خود کاذب بودند و اندر روش ناقص و لا یزید پستای رجت الله علیه گوید علمت فی المجاهدۃ ثلاثین سنة فما وجدت شیئا اشد علی من العلم و متابعتی گفت سی سال مجاهده کردم بر من هیچ چیز سختتر از علم و متابعت آن نیامد و در جمله قدم بر آتش نهادن بر طبع آسان تر ازان بود که بر عاقبت هم رفتن و بر صراط عزاد یار گذاشتن بر دل باطل آسان تر ازان بود که یک مثل از علم آموختن و اندر دوزخ خیز نهادن دوستر ازان بود بر فاسق که یک مثل از علم به کار بستن پس بر تو یاد به علم آموختن در اندران کامل طبع و کامل علم بنده من بود به علم خلوت و تعلل و باید که چندان بدانی که بدانی که نمی دانی و این آبی سختی بود

که بنده بر علم بدگی نتواند دانست و بدگی حجاب اعظم است از خداوندی و اندرین معنی گوید - شعر

الجز عن صرک الادمارک الامارک

والوقف فی خلق الایضارک

آنگه نیامد و بر جمل خود مقرر گردد مشترک بود و آنکه بیاموزد و اندر کامل علم خود وی را معنی ظاهر شود و پندار علمش بر خیزد و بهاند که علم وی بجز عجز اندر علم عاقبت وی نیست که نسبت را اندر حق تعالی تاثیر نباشد این بحر لد ادبیات علم و دیانت علم باشد



## باب اثبات الفقر

بدانکه حدیثی را اندر راه حق مرتبه عظیم است و درویشان را خوری بزرگ  
چنانکه خدای عز و جل گفت إِنَّ الْفُقَرَاءَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ  
مَنْدَبًا فِي الْأَرْضِ يَنْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ و نیز گفت ضَرَبَ اللَّهُ  
مَثَلًا حَبَدًا مَمْلُوكًا لَا يَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ و نیز گفت تَقَبَّأْتُمُ اجْنُوبَهُمْ  
عَنِ الصَّالِحِينَ يَدْعُونَ دَرَجَتَهُمْ خَوْفًا وَ طَمَعًا و نیز رسول صلی الله علیه و سلم فقر  
اقبله کرد و گفت اللهم احسني مسكيتا و امتني مسكيتا ما حشرني في زمرة  
المساكين و نیز گفت در روز قیامت خداوند تعالی گوید ادعوا مني اجتنای فمقول  
من اجنالك فيقول الله فقلوا المساكين مانند این کلمات و اخبار بیاید است تا  
حدی که اند مشهوری آن باثبات آن حاجت نیاید مرصحت و لایل را - و اند  
وقت پیغمبر صلی الله علیه و سلم فقر را مجرب بوده اند آنان که اندر حکم آداب  
مردیت حق تعالی و صحت متابعت پیغمبر صلی الله علیه و سلم نشسته بودند اندر مسجد  
وی و از اشغال همه احوال کرده و ترک معاشرت بگفته (ص ۱۲۶) و خداوند تعالی  
را بدادن مدتی خود باور داشته و توکل بر حق کرده تا رسول صلی الله علیه و سلم  
ماور بوده بصحبت و قیام کردن به حق ایشان چنانکه خدای گفت عز و جل وَ لَا  
تَكُنْ مِنَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ و نیز گفت

ص ۳۸

و لا تعد هبتك عنهم توريد ذبينة الحياة الدنيا تا رسول صلی الله علیه و سلم هر کجا  
کی را از ایشان بدیدی گفتی مود و پدر خدای آنان باد که خداوند از برای ایشان  
این عقاب کرده پس خداوند هر فقر را مرتب و درجه بزرگ داد است و فقر  
را بدان مخصوص گردانیده تا بزرگ اسباب ظاهری و باطنی گفته اند و بحقیقت  
بموجب رجوع کرده تا فقر ایشان فقر ایشان گشت تا برفتن آن نادان شدند و  
بافتن شانان شدند و مرایشان را در کنار گرفتند و بجز اوقات آن را بکار غار  
گرفتند و اما فقر را رسمی است و حقیقی و ریش اقل است و اضطرار است و حقیقی

اقبال و اختیار - آنکه رسم دید با نعم بیاراید و چون مراد یافت از حقیقت برسد  
اگر حقیقت یافت روی از موجودات بر تافت و بشاء کل اندر روی کل  
شافت من لا یحوت روی رسمه له یسمع سوف اسمعه پس فقیر آن بود که  
هیچ چیزی نباشد و اند هیچ چیزی نخل نیاید بستی اسباب نمی گردد و نیستی وی  
سبب احتیاج او نه شود و وجود و عدم اسباب نیز یک فقرش یکسان بود و اگر اند  
نیستی خرم تر بود (ص ۱۲۶) و انداچه مشایخ گفته اند که هر چند درویش  
تنگ دست تر بود معا بود که حال بر وی گذشته تر بود زیرا که وجود معلوم مر  
درویش را شوم بود تا حدی که هیچیز را در بند نکند الا بدان مقدار اندر بند  
شود پس زندگانی دوستان حق یا الطاف حق و اسرار مبری است با حق نه بالامت  
و نیاز قدام و سرای قیام پس مترع مترع باشد از راه بقا - حکایت آورده اند  
که حدیثی را با یکی ملاقات افتاد ملک گفت از من حاجتی بخواه و درویش گفت  
من از بنده بزرگان خود حاجت نخواهم گفت این چگونه باشد گفت مراد از بنده  
اند که آن هر دو خداوندان تو اند یکی محض و دیگر اهل و رسول گفت صلی  
الله علیه و سلم - الفقر نوعی لایله پس چیزی که اهل را عز بود مرنا اهل را ذل  
بود و درویش است که فقیر محض الجوارح بود از ذل و محض الجاهل از خل نه  
برتمش معیشت و ذلت بود و بر ماش خل و آفت گردید از آنچه ظاهرش

ص ۲۶

منتزق نعم ظاهر بود باطنش منبع نعم باطن تا نقش مدعای و دیش ربانی بود خلق را بدو حالت نماند و آدم را بدو نسبت و تا از حوالت حق و نسبت آدم فقیر باشد ملک این عالم غنی گردد اندین عالم و ملک آن عالم غنی گردد اندر آن عالم و کونین اندر بقیه ترازوی فقرش برپشته نبندد و یک نفس دی اندر هر دو عالم بگذرد

## فصل

قوله دین ۱۲۸ که اندر مشایخ پیغمبر الله این فقیر را اندر فقر و بیخا ۱۳ کلام فاضل تر است. اندر صفات خلق از آنچه خداوند تعالی غنی بر حقیقت است و کمال باشد کلام اوصاف غنی را است. بیکی این معادله ازادی و احدی این ای الحادی و حادث الماسی و از ابیاس این عطا و بیکم و از الحن این شمول و از متاخرین شیخ المشایخ ابو سعید فضل الله بن محمد البیضاوی رحمه الله علیه برانند که غنا فاضل تر است از فقر و دلیل کنند که غنا صفت حق است تعالی و تقدس و فقر بر وی روا نباشد پس اندر دوستی منفی که مشرک باشد میان بنده و خداوند تعالی تمام تر بود از آن که بر خداوند تعالی و آن صفت روا نباشد گوئیم که این شرکت اندر اسم است و در معنی که شرکت معنی را مماثلت باید چون صفات دی تقیم است و اذان خلق بحث این دلیل باطل بود و من می گوئیم که علی بن عثمان الجلابی اسم رضی الله عنه که غنا مرقی را نامی بزمناست و خلق مستحق این نام نباشند و فقر مرقی را نامی بزمناست و مرقی را این نام روا نباشد و آنکه بجهاد هر کسی را حق نباشد و چنانکه مذکور شد غنی و حقیقت بود و نیز دلیل واضح تر آنکه غنا را با وجود اسباب بود و ما مسبب باشیم اندر حال قبول اسباب و دی مسبب الاسباب است و غنا وی را سبب نیست پس شرکت اندرین صفت باطل بود و نیز چون اندر عین ذات شرکت نیست کسی را

۲۸ ص

با دی اندر صفت هم بود و چون اندر صفت روا نباشد اندر اسم هم روا نبود ماند این جا دین ۱۲۹ تسبیح و تسمیه نشانی است میان خلق و آن عدای پس غنا بر حق تعالی است که وی را هیچ کس نیاز نیست و هر چه خواهد کند سوادش را داغ فی و نقدش را مانع فی و بر قلب و بیان و آفرینش حدین توانا و همیشه بدین صفت بود همیشه صفت و غنا خلق مثال میبشی با وجود مرتقی یا رستن از آفتی یا آرام بمشاهدتی و این جمله حدث و تفسیر بود و باید طلب و تحمیر و مرفوع و متقل پس این اسم بنده را بجا بود و حق تعالی را حقیقت بود قوله تعالی یا ایها الناس انشئوا لله ذللا و الله هو الغنی الغنی و نیز گفت و الله الغنی و انتم الفقراء و نیز گوی از حوام گویند که توانگر را فضل تبیم بر حدویش نیاید که خداوند عزوجل او را اندر حد جهان میدهد آفریده است و وقت توانگری بیاید وی را داده و این گرده اینجا از غنا کثرت دنیا و یافتن کام بشریت و دانستن شهور خواهد و همین دلیل کنند که بر غنا شکر فرمود و اندر فقر مبر پس مبر اندر بلا بود و شکر اندر نما بود و بحقیقت شما فاضل تر از بلا بود. گوئیم که بر نعمت شکر فرمود و شکر را علت دیات نعمت گردانید و بر فقر مبر فرمود و مبر ما علت دیات قربت گردانید. و گفت یخا شکرتکم لا یبیدنکم و نیز گفت لا اله الا الله مع الشاکرین هر که اندر نعمتی که اصل آن غفلت شکر کند غفلت بر غفلتش دیات کتیم و هر که دین ۱۳۰ اندر فقری که اصل آن بیعت است مبر کند قربتش بر قربت دیات کتم اما آن غنا که مشایخ مر آن را فضل نمند و بر فقر مرادشان از این باشد که حوام مر آن را غنا گویند که این غنا یافت نعمت بود و آن یافت نعم پس یافت و ملت چیزی دیگر بود و یافت غفلت چیزی دیگر و شیخ المشایخ ابو سعید گویند رحمة الله علیه الفقر هو الغنا بالله مراد ازین کشف ابدی باشد بمشاهدت حق گوئیم کاشف ممکن المحجوب باشد پس اگر این صاحب مشاهدت را محجوب گرداند از مشاهده محتاج آن مشاهده گردد یا نه اگر گویند مگرود

۱۲۱ ص

۱۳۰ ص



حاصل باشد و اگر گریه گردد گریه چون احتیاج آمد اسم غنا ساقط شد و نیز غنا  
 بحدی که کسی را نیازی نباشد که تقایم الصفت و ثبات المانع باشد و با اقامت خود و  
 اثبات اوصاف آرزیت غنا دوست نباید که عین این مرخص را قابل نیست  
 از آنچه در وجود بشریت عین نیاز باشد و علامت حدیث عین احتیاج پس باقی الصفت  
 غنی باشد و قانی الصفت مرسل اسم را شایسته و پس انحنی من اختار الله  
 از آنچه غنی باشد قائل بود و اختار الله مقول و قائل بود تقایم بود و قیام مقول  
 بمقابل بود پس اقامت خود صفت بشریت بود و اقامت بحق صفت خود بود و عینی  
 می گویم که علی بن عثمان الجلالی هم مدعی الله است که در بندگی چون دوست شد که  
 غنا بر حقیقت بر بقاء صفت دوست نباید که بقاء صفت علی ملت بود و موجب  
 است بدلائل مذکوره و غنا در ۱۳۱ صفت خود غنا باشد و هر چه بود  
 باقی باشد آن را نای د و صد پس غنا را بقاء صفت نام باید نهاد و چون  
 صفت غنی شد مثل اسم ساقط شد برین کس و اسم فقر افتاد و اسم غنا و  
 باز بعد مشایخ و بیشتری از مقام فضل نهند فقر را به غنا از آنچه کتاب و سنت  
 بفضل آن مطلق است و بیشتری از است بران مجمع و اندک حکایات یافتیم که  
 مدعی میان چنین و این عطا رحما الله این مسئله می رفت این عطا دلیل آورد بر  
 آنکه افتخار فاضل ترند که با ایشان یتیم است بر آن حساب کنند و حساب شنوانیدن  
 کلام بی واسطه باشد الله مثل عتاب و عتاب از دوست دوست باشد چنین گفت  
 اگر با افتخار حساب کنند با او دوستشان خدا ما خواهد و خدا فاضل تر است از حساب  
 و این با طبعه محب است گریه اندک تحقیق محبت خدا بیگانی بود و عتاب مخالفت  
 و دوستی اندک محلی باشد که این همه دوستی اندک اهل ایشان وقت نماید از آنچه  
 مدد بر موجب تقصیری بود که اندک حق دوست کرده باشد اندک فزونی دوست چون  
 دوست حق خود از وی طبع این از وی خدا خواهد و عتاب بر موجب تقصیری بود که  
 رفته باشد اندک فزونی دوست آن گاه دوست بدان تقصیری را عتاب کند و این

ص ۲۱

هر دو محال باشد و در بعد مطالب باشد فقر بصیرت اغیا بگر و اندک تحقیق دوستی  
 دوست از دوست چیزی طبع بود و دوست از ۱۳۲ فزونی دوست عتاب کند پس ظلم  
 من حق این اندک امیرا و خدا عطاء ربه فقیرا آن را که نامش از حق فقیر است  
 اگر چه امیر است فقیر است و خدا عطاء ربه فقیرا آن را که نامش از حق فقیر است اگر چه  
 جایگاهش تحت و سرپرست است و این افتخار صاحب مدد باشد و فقر صاحب مدد و  
 هر که صاحب مدد چون صاحب مدد باشد پس اندک حقیقت فقر اهلان چون غنا  
 سلطان باشد از آنچه الوب را اندک شدت عبرش گفت نعم الله انی سلطان بود و  
 استقامت مکش گفت نعم الله انی چون رفای حزن حاصل شد فقر سلطان را چون غنا  
 سلطان گردانید

ص ۳۲

الحکایة مصنف گوید از استاد ابو القاسم قشیری رحمه الله علیه شنیدیم که گفت مردی  
 اند فقر و غنا سخن گفته و خود را ایتیاری کرده اند و من آن اختیار کنم که حق  
 مرا اختیار کند و مرا اندران نگاه دارد اگر تو اگر دارم غافل باشم و اگر درویش  
 دارم حریص و معرفت باشم پس غنا نعمت و غنفت اندک دی آفت و فقر نعمت و  
 معرفت اندک دی آفت سخنانی بود نیک و مصلحت و روش الله دی غنفت و فقر فراغت  
 دل از ما دون و غنا شغلی دل بغیر چون فراغت آمد فقر از غنا اولی تر بود و  
 غنا فقر اولی تر بود غنا کثرت متاع فقر قلت متاع فقر اولی تر بود و  
 چون طالب تبرک خاکه گفت شرکت از میان برخواست و از هر دو اسم فادخ شد

فصل

و از مشایخ طریقت هر یک را اندرین معنی درجست و حق بمقدار ۱۳۳  
 امکان اتایل ایشان درین کتاب بیارم انشاء الله تعالی یکی از متاخران گوید پس الفقیر  
 من خلا من اللذات الفقیر من خلا من اللذات الفقیر من خلا من اللذات الفقیر من خلا من اللذات  
 متاع و نداد خالی بود بلکه فقیر آن بود که طبعش از مراد خالی بود چنانکه اگر نخواهد

ص ۱۳۳

تعالی باری دهد دی را اگر مژده حفظ مال بود غنی بود و اگر مژده ترک مال هم غنی بود که هر دو تصرف است امر ملک غیر و فقر ترک حفظ و فقرت بود بیعی بی سلا الزامی گیرد علامه الفقر موت فقر علامت فقر است که بقدر اندک مال ولایت و بیام مشاهدت و قنای صفت می ترسد از اضمحلال و تطبیقت پس به کمال آن حال رسد که ترسد از تطبیقت و سلیم ابن محمد گوید رحمة الله علیه من نعت الفقیر حفظ سوره و صیانة نفسه و احاد فوالله نعمت فقیر است که پیش از اغراض محدود باشد و نفس از آفت مستون و احکام فرایض بر دی جاری بود چنانکه آنچه بر اسرار گذرد افسرد با مشغول گرداند و آنچه بر ظاهر گذرد همراه با مشغول نگرداند و غلبه آن از گزافان امر باز ندارد و این علامت از اذلت بشریت بود که کل بنده مرافق حق گردد و این معنی هم بجای گردد بشر حافی گوید رحمة الله علیه انقل انتقامات اعتقاد الصبر علی الفقر لی القدر اعتقاد کردن بر طاقت صبر بر عذوبی و این صبر کردن و اعتقاد کردن از جمله مقامات باشد بود و فقر (ص ۳۲) تمام مقامات بود پس اعتقاد صبر بر فقر علامت سعادت است اعلی و افعال بود و همت تمام اوصاف و اما معنی ظاهر این قول تفصیل فقر است بر نفا و اعتقاد کردن هرگز از طریق فقر روی نگردانم شلی گوید رحمة الله علیه الفقیر من لا یستغنی بشئ عن الله فقیر بدون شیء چیز آرام نگیرد از آنچه جز دی مراد و کام نباشدش و ظاهر لفظ است که جز بهد تو انگری نیایی و چون او را یافتی تراگر شدی پس حتی تو دون دی است و چون تو انگری جز به ترک طاعت نیایی تر حجاب تو انگری گشتی و چون تو از راه بر نیازی تراگر کی باشی و این سخن سخت نامحسوس و لطیف است بزرگ احل حقیقت و حقیقت معنی این کن بود که الفقیر لا یستغنی عنه یعنی فقیر آن بود که مراد او با هرگز نفا نباشد و این آن معنی است که آن پیر گفت یعنی خواه بعد الله انصاری رحمة الله علیه که آمده با ابدی است هرگز همت با مقصود را باید و نه کفایت را نیست گردد

ص ۳۲

امر دنیا و آخرت از آنچه یافتن چیزی عا مجانست باید و دی جنس و و اعراض از حدیث دی در غفلت باید و درویش غافل و پس کاری افتاده همیشه و سامی پیش آمده مشکل و آن دوستی است با آن که کسب را بریدار دی راه و واصل دی از جنس مقدور خلق و و از نفا بتقل صورت و و بر بقا تغییر بود و هرگز قانی باقی شود تا و همت بود و باقی باقی شود تا فقرت بود (ص ۳۰) کار دوستان دی سرسبز عزت است تنی دل تا جماعتی موزون ساخته اند و آرام جان نوا مقامات و مقامات و طریق صیوان گردانیده جمادات ایشان از خود بود و مقامات ایشان از جنس جنس و حق تعالی منزله از اوصاف و اعمال خلق و از آن کنی گوید رحمة الله علیه نعت الفقیر السکون عند الضر و البذل عند الوجود و کان یبضا الاضطراب عند الوجود چون نیاید خاموش باشد و چون بیاید دیگری را از خود دوری و بجز کند چنین آن را که مراد فقر بود چون از مراد باز باشد دلش ساکن بود و چون آن فقر پذیرد آید آن تا که اولی تر از خود داند بعد دهد عظم کاری بود و در الدین قول بود معنی است یکی سکونش در حال عدم رضا بود و بدش در حال وجود محنت و از آنکه معنی رضای تقابل غلظت بود و از غلظت غلظت تقابل فقریت بود و محبت متارک غلظت بود که اندر غلظت نشان فقرت بود و سکونش اندر عدم اعتقاد دهد بود و چون موجود گشت آن دهد غیر دی بود و دی را با غیر آرام نبود بزرگ آن گیرد و این معنی قول شیخ الشیخ ابو القاسم بن محمد بن محمد ان المجتهد است که گفت الفقیر خلق القلب عن الاشغال چون نفس از اندیشه شکل عالی بود و وجود شکل غیر بود بجز انداختن چه روی داند و لا شلی رحمة الله علیه الفقیر یعجز البلاء و یلاذ کل عثم فقر در نیایی با صفت و با صافی او بجز عو است و عو نصیب غیر است از آنچه مبتلا در عین با صفت دی عا از عو به خبر (ص ۳۱) تا آنگاه که از با بیکی کرد آنگاه بلاش جمله عو گردد و عویش جمله وقت و وقتش جمله محنت و محنتش جمله مشاهدت تا دماغ طالب جمله عقل و عا شود از تعبیه خیال تا بی و عا بیننده گردد

ص ۳۰

ص ۳۱



و بی گوش شونده پس عویز بنده باشد که بلا بدست کشد که بلا عویز بحقیقت  
 است و نماز حق بر حقیقت از آنچه متوکل بود که بنده با حق حاضر کند و دل  
 آنکه غایب کند از حق و بلا فقر نشان حضور است و راحت نما نشان غیبت پس  
 حاضر بحق عویز باشد و غایب از حق ذیل - برای ما که سعی کنی مشاهده است و دیدارش  
 انس تعلق بدان هر صفت که باشد غیبت بود و عیید گوید رحمة الله علیه یا معشر  
 الفقراء انکم انما تدرکون بالله و تکرمون الله فانظر و کیف تکلون مع الله اذا  
 خلونم چه ای شما که دوست دارید شما را بخورند شما را از برای این که صفت کنند  
 بگریه تا الله غلامی بگریه باشد معنی چون غل غم شما را در پیش خواند و حق  
 شما را بگوید شما حق در حقیقت در پیش بگریه خواهید گریه و اگر غل شما تمام  
 دیگر خواند بخلاف دعوی شما آن از ایشان می پندید که شما نیز انصاف دعوی خود می  
 ندید که باز پستون مردمان است که خلق از آن باز دارند و او خود از آن باز باشد  
 خاک آنکه خلق از آن باز دارند و او از آن باز باشد و عویز ترین است که خلق او را  
 و از آن باز دارند و او از آن باز باشد مثل آنکه حق خلق از آن حق دارند  
 و از آن باز دارند و او از آن باز دارند و او از آن باز دارند و او از آن باز دارند  
 کند و چون خود بیمار شود طبیب دیگری بایش تا داری او بداند و مثل آنکه خلقش  
 از آن حق دارند و او از آن باز دارند چون مردی بود که دعوی طبیبی کند و بیماران را  
 داند کند اما خود بیمار ببار شود طبیب دیگر بایش تا داری خود بداند و مثل آنکه  
 خلقش از آن حق دارند و او از آن باز دارند چون مردی بود که دعوی طبیبی کند و بیماران  
 علم از او بر خونی خلق فارغ خود را بپندارد و موافق و شریعت می مفرج و  
 حواهای معتدل یکی داند تا بیمار نگردد و چشم خلق بطل از حال او فرو ریخته باشد  
 و معنی این متواتر آنکه الله الفقر عدم بلا وجود و عبادت ازین قول منقطع است  
 زیرا که معدوم شیء نباشد و عبادت جو از شیء نتوان کرد پس اینجا بعین صدمت گیر که  
 فقر هیچ چیز نبود و عبادت او و عبادت او بی عبادت بلا عبادت نباشد که آن باشد

ص ۳۷

عین خود ثانی و معدوم بود و اینجا ازین بدست از عدم عین خواهند که عدم آفت خواهند  
 از عین و کل اوصاف آدمی آفت نبود و چون آفت نفی شود آن تمام صفت بود و تمام  
 صفت آلت رسیدن و تا رسیدن را از پیش ایشان بگریه که مرخص عدم مدخل  
 ایشان را بین نفی عین غایب و از آن هلاک کردند و من گریه مییم از هلاکتان  
 که صدمت این معنی را معلوم کرده و برین خندیدند که این سخن منقول نیست و گریه  
 مییم از مدعیان ص ۳۸ که این سخن نامستول را قبول کرده بودند و اعتقاد داشتند  
 کرده و اصل این قصه معلوم ایشان نبود و می گفتند که الفقر عدم بلا وجود نه  
 مرده گریه به خطا بودند یکی از ایشان سخن مرخص را منکر شد و دیگری جل ما حال  
 ساخت و بدان پدید آمد و مراد از عدم و فنا الله عبادات این طایفه پیری شدن  
 آلت ندیم بود و صفت تا ستوده الله طلب صفت محمود و عدم معنی بوجود آلت طلبند  
 و در علم در پیشی اندک معانی فقر عاریت است و الله کل اهل اصل بی گداز  
 تا گذرگاه اسرار ربانی است تا امور دی مکتب دی بود فعل دی را نسبت برده  
 بود معانی را اضافت برده بود و چون امور دی از بند کسب رها شد نسبت فعل از  
 منقطع بود آن گاه آنچه بر دی گذرد او ماه آید نه ماه برده پس هیچیز را نبود  
 نکند و از خود دفع نکند همه از آن غیر است آنچه بر دی نشان کند و دیدیم  
 گریه را از مدعیان ادبای الهی که نفی کمال ایشان از ادراک این قصه نفی وجود  
 می نمود و این خود صدمت عویز باشد و معتقد گوید دیدیم که نفی مراد نشان  
 از حقیقت فقر نفی صفت می نمود اندر عین فقر و دیدیم که نفی طلب حق و حقیقت را فقر  
 و صفت خوانند و دیدیم که اثبات مواثبات نفی کل می نمود و هر کسی اندر دهر از  
 حجب فقر اندر مانده بودند از آنچه پندار این حدیث بود ما علامت کمال دلالت بود و تولا  
 و تمت این حدیث قایمة الطیبات است بعین این معنی قوی کردن عقل کمال است  
 پس طالب این فقر را چاره ص ۳۹ نیست از راه ایشان رفتن و مقامات شان  
 بیرون و عبادات ایشان دانستن تا عامی نباشد الله عمل خصمیت که حواس احوال از

ص ۳۸

ص ۳۹

امول معوض بود و عواقب فروع از فروع معیوب کسی که از فروع باز ماند باطلش نیستی  
 بود چون از اموال باز اند هیچ جایز نیستش تا آنکه در این فروع باشد این گفتیم تا آنکه  
 این معنی سببی و بعایت حق این مشغول استی باکون خلق و اموال و روزه اشکات این طایفه اند  
 باب التفرق پیدا کنم و آنگاه اسامی الرجال بیام و آنگاه اخلاص مذاهب مشایخ متفرقه  
 ما بیان کنم و آنگاه احکام حقایق و معارف و شرایع بیام و آنگاه آداب و رموز  
 مقامات ایشان بقدر امکان بیام تا بر تیر و خوانندگان حقیقت این کشف گردد و باشد  
 التوفیق

## باب التصفی

خدای گفت عز و جل و عباد الرحمن الذین یستوفون علی الارض هونا و اذا  
 خاطبهم الجاهلون كانوا سلافا و رسول گفت صلی الله علیه و سلم من سمع صوت  
 اهل التصفی فلا یومن علی دعائهم کتب عند الله من الثوابین و هرمان الله تحقیق  
 این اسم بسیار سخن گفته اند و کتب ساخته گروهی از آن گفته اند که معنی به از  
 برای آن معنی خوانده اند که بهر صوت دارد و گروهی گفته اند که برای این و معنی  
 تواند که اندر صف اول باشد و گفته اند بدان معنی گویند که تلی یا صاحب صف رضی  
 الله عنهم کرده و گروهی گفته اند که این اسم از صفات شریف است و هر کسی را در  
 ۱۰۰ اندرین معانی اندر تحقیق این طریقت لطایف بسیار است اما به مقتضای احوال  
 اندرین معانی باید باشد پس صفا در جمله محمود باشد و صفت آن که در اول و رسول  
 گفت صلی الله علیه و سلم ذهب صنو الدنيا و بقی کدرها و تمام لطایف چیز صاف  
 آن چیز باشد و نام کثایت که آن چیز بود پس چون اهل این قلم اخلاق و  
 صفات خود را متذکر کرده اند و از آفات طبیعت تیرا بستم بر ایشان بهر معنی  
 خوانند و این اسمی است که هر آن گروه بهر از اسما و اعلام اندرین خط اهل آن  
 اهل اذان است که صفات ایشان را بتوان پرشید تا اسم ایشان را اشتقاق یابید  
 اندرین زمانه بیشتر خلق به حق تعالی اندرین قلم و اهل این محجوب گردانیده است و



لیکن این قصه بر دلهای ایشان پندارند و گرومی پندارند که این درزش صلاح ظاهر  
ست بخود بی مشاهدت باطن و گرومی پندارند که ای است بی حقیقتی و اصلی تا مدی  
که برویت اهل منزل و علم ظاهرین کیست این را انکار کرده اند و بحجاب این قصه  
خود شده تا عوام بدیشان تقلید کرده اند و طلب صفای باطن را از دست آورده و مذنب  
سلف و صحابه را بر طاق نماده شعور

ان الصفا صفة الصديق ان لدوت صديقاً على التحقيق

از آنچه صفا را اصل و زمری است جلسه اقتطاع دل از اغیار و فرض غلظت دل  
ست از دنیا غدار و این هر دو صفت صديق اکبر است ابو بکر بعد الله بن ابی  
طاهر رضی الله عنهما از آنچه امام اهل این طریقت گویند و در ۱۴۱۱ اقتطاع دل وی  
از اقیانوس این عالم که در صحابه برقی پیغمبر صلی الله علیه و سلم بحضرت امیر المؤمنین و مکان محقق  
نیکوترین دل گشته بودند و عمر رضی الله عنه شمشیر بر کشید که هر که گوید که پیغمبر صلی الله  
علیه و سلم بمروء سرش را بر سر هدایت اکبر بیرون آورد و آواز بلند برداشت و گفت بلا  
من عبد محمد فان محمد قد مات و من عبد رب محمد فانه حي لا يموت  
آنکه بر او امر و ما محمد و لا رسول قد خلت من قبله الرسل اذ ان قلت اذ قیل  
القلب على اعقابكم آنکه بود وی محمد بود وی رفت و بگو خدای محمدی پرتیبند وی  
زنده است که هرگز نمیرود آنکه دل در فانی بند فانی فنا شود و در بیج وی جلد لها  
شود و آنکه همان محضرت نهانی فرست چون نفس فنا شود وی باقی بماند پس آنکه  
از محمد پنجم آریست نگریده است چون وی از دنیا باشد تعظیم محمد از دل وی با وی  
باشد و هر که اندر وی یمن حقیقت نگویست رفیق و بودن وی هر دو در او با  
یکسان بود زیرا که اندر حال باقی بماند و باقی دید و اندر حال فنا فاش است حق  
دید از محال اغراض کرده و محال اقبال کرده قیام محال محال و بعد از انکه حق وی را  
تعظیم کرد سبیدی دل اندر کس نیست و سرادین بر خلق کشاد از آنچه من نظر الی  
الخلق هلك و من رجع الی الحق ملك كما نظر بنحو نشان ملک بود و در

ص ۱۴

بخت نشان ملک بود تا خوت وی از دنیای غدار آن بود که هیچ داشت از بل دل  
۱۴۱۱ و مثال و مرالی جمله بدار و گویی پیوسته و نزدیک پیغمبر صلی الله علیه و سلم آمد و در  
صلى الله علیه و سلم گفت ما خلفت ببيالك فقتل الله و رسول الله مریدان خود را چه  
با گذاشتی از مال خود گفت دو غریبه بی نهایت و در گنج بی غایت گفتا چه چیز گفت  
بخت خودت تاملی و دیگر متابعت رسول چون دل از تعلق منو دنیا آزاد گشت  
دست از کد آن غالی کشید این جمله صفت صوفي صادق بود و انکار این جمله انکار  
حق و محاربه ایمان بود و گفتیم که صفا فدا کرده بود و کدر از صفات بشر بود و بحقیقت  
صوفی بود آنکه او را از کد گذر بود چنانکه اندر حال اشتراق مشاهده یوسف علیه السلام  
و لطیف حال وی زمان مصر را بشریت غالب شد و آنی قلبه بکس باز گشت چون  
بغایت رسید بنهایت رسید و چون بنهایت رسید ایشان را بدان گذر افاد و بقاء بشریت  
ایشان را نظر افتاد گفتند ما هذا بشرنا نشان وی را کردند و جرات از حال خود  
کردند و اذعان بود که گفته اند مشایخ این طریقت رحمهم الله بیس اصناف من صفات  
البشر لان البشر ملذذ و المملذ لا يفهم ما اكده صفا از صفات بشر نیست زیرا که  
دار مرد جز بر کد نیست و بر بشر را از کد گذر نیست پس مثال صفا بافعال  
باشد و آن مدی مشاهدت امر بشریت با احوال بماند و صفت صفا را نیست  
بافعال و احوال بماند و اسم آن را تعلیق با اسمی و انساب از الصفات صفة الاحجاب  
و هم شعور بلا مصحاب از آنچه صفا صفات دوستان است و آنکه در ۱۴۱۱ از صفات  
خود فانی بود و بصفت دوست باقی بود دوست آنست و احوال ایشان نزدیک ارباب  
حال چون بقیاب میاست چنانکه حبیب خداوند محمد مصطفی صلی الله علیه و سلم را پریدند  
از حال مدبر گفت جلد نور الله قلبه بالایمان او ینده نیست که دلش از نور ایمان  
نور مست تا پیش از تاثیر آن منورست و او نور ربانی معورست و گفته اند  
که:

ص ۱۵

ضياء الشمس والقمر اذا اشتد كما انموذج من صفاء الحب والتوحيد اذا اشتد كما

جمع نه آفتاب و نه چون بیکدیگر مقرون شد مثل صفای محبت و توحید که با یکدیگر مقرون شد و نور ما و  
 آفتاب ما چه مقدار بود اینجا که نور محبت و توحید بجای باشد تا این ما به کنی اضافه کند تا در دنیا هیچ  
 نور نیست ظاهر آنرا این دو نور که دیده با کمال برهان نور آفتاب و ماه را نتواند دید الله سبحانه  
 آفتاب و ماه آسمان را ببیند و دل به معرفت و توحید و محبت عرش را ببیند و بر عقلی مطلع  
 شود اندر دنیا و علم مشایخ این طریقت مجتبی اند بر آنکه چون بنده از بند مقامات رسته  
 شود و از کده حول غالی گردد و از غل تغییر و تلویح آزاد شود و همه احوال محمود  
 موهبت گردد و وی از همه بوملک جدا شود یعنی در بند هیچ صنعت محموده خود نگردد و  
 مر آن را نه بیند و بدان موجب نگردد حاش از ادراک عقل غایب گردد و درنگارش  
 از لغت فلون منزله گردد و حضورش (ص ۱۳۳) در ذهاب نباشد و درودش را ابواب  
 لا اقل الصفا حضور بلا ذهاب و دیو بلا اسباب حاضری بود بی قیمت و  
 داعی بود بی سبب و علت زیرا که آنچه قیمت بود صورت گیرد حاضر نباشد و آنکه  
 سبب علت وجودی شود و دهبانی شود و دهبانی در چون بدین درجه برسد الله دنیا  
 و عینی فانی گردد و اندر پیش انسانیت ساقی شود نزد و کلوح نزدیک وی یکسان  
 بود و آنچه بر خلق دشوار بود از حفظ احکام و تکلیف بر وی آسان شود چنانکه حارثه  
 نزدیک پیغمبر صلی الله علیه و سلم آمد و رسول گفت کیف أصبحت یا حارثه قال أصبحت  
 مؤمنا بالله حقا فقال انظر ما تنزل یا حارثه قال حکت شئ حقیقه فما حقیقه  
 ایمانک فقال حرمت نفسی عن الدنیا فاستوی عندی حبیروها و ذهبها و فضتها و  
 علبها فاسهرت لیل و اظلمات نهاری حتی صرت کأنی انظر الی عرش سرف  
 بسترنا و کأنی انظر الی اهل الجنة یتخللون فیها و کأنی انظر الی اهل النار  
 یتعذبون و فی رواية یتغادلون الحديث - بعداد چگونه کردی یا حارثه گفت بهداد کردم  
 و من مومنی بودم و حق پیغمبر گفت صلی الله علیه و سلم نیک نگاه کن یا حارثه تا چه  
 می گویی که هر حقیقی را حقیقتی و برهانی بود برهان این گفتار تو چه چیز است گفت  
 آنکه تن را از دنیا گسستم و نشان این آنست که نزد سنگ و سیم و کلوح آن نزدیک

ص ۱۳۳

من (ص ۱۳۵) یکسان شد و چون از دنیا گسسته قدم بیستی پیوسته قدم تا بهشت و  
 دوزخ و عرش را می بینم گفت عرفت فالزمر قال ه ثلثا شایخی یا حارثه لازمست  
 کن بر آن که جزو آن نیست - و موفی تالی است مر کاطان ولایت را و متقن ادب را  
 بدین نهم خوانند و خواند الله و یکی از مشایخ گوید که من صفای الحب فهو صاف و  
 من صفای الجیب فهو صوفی آنکه محبت صفا شود صافی بود و آنکه مستغرق دوست شود  
 و از غیر دوست بری شود موفی بود و بر متقنی نعمت اشتیاق این اسم را دوست  
 نگردد از هیچ چیزی از آنکه معنی عظیم تر از آن است که این را بشناسی بود تا از آن جا  
 شستن بود که اشتیاق شی از شی مهارت خواهد و هر چه هست هست صفا است  
 اشتیاق شی از خدا کند پس این معنی ظاهر من انش است عند الله و حاجتند بجات  
 نشود و محتاج اشارت نگردد لا اله الا الله ممنوع عن الشهادة و الاشارة چون موفی از  
 کل بجات منزوع است بعد عالم از متبرون دی باشد اگر داند یا نه داند مر اسم  
 ما چه خطر باشد در حال حصول معنی پس اصل کمال ایشان را موفی خوانند و متفان و  
 طابان ایشان را متفوت و تعوت اندر تغل بود و تغل شکست افتد کند و این  
 زرع اصل باشد و زرع این معنی از مکلف است و معنی ظاهر است الصفاء و کلاية لها  
 آية و رواية و التصوف حکایة للصفاء بلا تشکیک پس صفا معنی تنهایی (ص ۱۳۶)  
 و ظاهر است و تعوت حکایت از آن معنی و ال آن معنی اقلین درجه است  
 سه قسم اند یکی موفی بود و دیگر متفوت و یکی مستفوت - پس موفی آن بود که  
 از خود فانی بود و بحق باقی داند قبضه طایع برسم و بحقیقت خالق پیوسته به  
 حقوت آنکه بهما همت این درجه را علمی طلبد و اندر طلب خود را بر مصلحت  
 ایشان در دست علمی کند و مستفوت آنکه از برای مال و مثال و جاه و حظ دنیا خود  
 را مانند ایشان کرده بود و این هر دو هیچ خیر ندارد تا مدتی که گفته اند  
 المستفوت عند الصوفیة كالذباب و عند غیوهم كالذباب مستفوت بنزدیک موفی  
 و حقیری بود چون مگس و آنچه این کند بنزدیک دی موی بود و بنزدیک دیگران چون

ص ۱۳۵

ص ۱۳۶



گردد و گفتار بی اعتبار بود که همه همتش خلق مراد بود پس مونی صاحب و مول بود و  
 تصورات صاحب احوال و تصورات صاحب قنول - آن را که نصیب واصل آمد بیافتن مقصود  
 و رسیدن مراد از مراد بی مراد شد و از مقصود بی مقصود و آن را که نصیب اصل  
 آمد بر احوال و رفقت ننگین شد و اندک لطایف آن عاکف و معکف شد و آن را که  
 نصیب قنول آمد از جمله بد ماند و در نگاه نظر فرو نشست و بهیم از همتی محجوب  
 گشت و محجوب از واصل و اصل محبوب شد - و شایع این قصه را اندرین مونی روز  
 بسیار مدت تا حدی که کثرت آن را احصا توان کرد با بعضی از مرید ایشان در ۱۵۷  
 اندرین کتاب بیارم ۳ فایده تمام تر شود یاد کنم ان شاء الله تعالی و بالله التوفیق -  
 ذو النون مصری رحمه الله علیه گوید الصوفی اذا نطق بالی لفظه من الحقایق و لب  
 سکت لفظت عنه الجواهر بقطع المصیق - مونی آن بود که چون بگوید بیان نفقش  
 حقایق حال او بود یعنی چیزی نگوید که او آن نباشد و چون خاموش باشد محاطش میسر  
 حال وی شود و بقطع ملاقات حال وی تعلق شود یعنی گفتارش همه بر اصل صحیح باشد  
 و گزارش بحد تجرید صفت - چون می گوید قولش همه حق بود و چون خاموش باشد  
 فعلش همه فقر - و جلید گوید رحمه الله علیه التصوت تحت اقیوم العبد فیه قیل نعمت  
 للعبد امره الحق فقال نعمت الحق حقیقته و نعمت العبد و صفة - یعنی تصوت  
 نعمتی است که تمامت بنده اندر آن است گفتار که نعمت حق است یا نعمت خلق - گفت  
 حقیقتش نعمت حق است و درخش نعمت خلق یعنی حقیقتش نعمت صفت بنده افتقار کند و تمام  
 صفت بنده بقا صفت حق بود و این نعمت حق بود و درخش دوام مجاهدت بنده افتقار  
 کند و دوام مجاهدت صفت بنده بود و چون بعضی دیگر مانی چنان بود که اندر حقیقت  
 تجرید هیچ بنده را نعمت درست نیاید از آنچه نعمت بنده مراد ما داریم نیست و نعمت  
 خلق جز بهیم نیست که نعمت خلق مانی نبود و ملک و فعل حق باشد پس بحقیقت اندکی  
 حق باشد و مونی این آن بود که خداوند تعالی بنده را فرمود پس آنرا که روزه دارد و

ص ۳۷

ص ۳۸

پای از روی حقیقت اذنان حق چنانکه خداوند تعالی گفت و رسول ما را خبر داد که الصوم بی  
 و انا اجعل به روزه اذنان مذمت از آنچه از مفولات وی است جمله ملک و است  
 و نسبت و اضافت خلق سر هر چیزی را نمود رسم و مجاز بود نه حقیقت - و ابو الحسن  
 نوری گوید رحمه الله علیه التصوت تلك كل حظ النفس - تصوت دست بازداشتن از جمله مخلوقات  
 نفسانی بود و این بر دو گونه باشد یکی رسم و دیگر حقیقت و این مونی آن بود که اگر  
 وی تا آنکه حفظ دست ترک حفظ هم خلقی بود و این رسم باشد و اگر حفظ تا آنکه وی باشد  
 این خاص حفظ بود و تعلق این مونی بحقیقت مشاهده بود پس ترک حفظ فعل بنده بود و خواه  
 حفظ فعل خداوند و فعل بنده رسم و مجاز بود و فعل حق حقیقت و بدین قول میبین شد  
 قول مجید که پیش ازین رفت و هم ابو الحسن نوری گوید رحمه الله علیه الصوفية هم  
 الذين صفت العاصم فسادوا في الصفت الاقل بين يدي الحق موفيان اكانند که  
 ماهضای ایشان از کدورت بشریت آزاد گشته است و از آفت نفسانی مانی شده و از  
 موا خلاص یافته تا اتم صفت قول و درجه اعلی با حق بیادیدند و نه غیر حق رسیدند  
 و هم او گوید الصوفی الذي لا يملك ولا يملك - مونی آن بود که هیچ چیز اتم بنده  
 دی نباشد و (ص ۱۵۹) - هم در بنده هیچ چیزی نباشد و این بهر آن است که مانی تا بود  
 که فانی صفت ملک نبود و ملک در از آنچه صفت ملک بر موجودات درست کرد و  
 مراد ازین آنست که مونی هیچ چیز را از متاع دنیا و تربیت عجبی ملک نکند که خود را  
 اندر تحت ملک و حکم نفس خود نباشد - سلطان ارادت خود از غیر بگسلد تا غیر طبع  
 بندگی از وی بگسلد و این قول لطیف است مر آن کرده که فانی گویند و ما غلامان  
 ایشان اندرین کتاب بیاریم تا ما موسم شود ان شاء الله تعالی و این الحقا گوید التصوت  
 حقيقة لا نعم له - تصوت حقیقتی است که او را نعم نیست از آنچه رسم نصیب خلق  
 باشد اتم مملات و حقیقت آن خامه حق بود چون تصوت از خلق اراض کردن بود  
 لا محاله مراد ما رسم نبود - ابو الحسن دمشقی گوید رحمه الله علیه التصوت حقيقة الكون بعين  
 النقص بل غنى الخلق عن الكون - تصوت آن بود که اندر کون مغروری جز بعین نقص

ص ۳۹

و این دلیل بقای صفت بود بلکه چشم فزاد کنی از کن و این دلیل تنای صفت بود از آنج نظر اندر کن باشد چون کن نماید نظر هم نماید و غرض طوط از کن پی بقای بصیرت بقای بود یعنی هرگز بخود نماند شود بقی بیا شود از آنچه طالب کن هم طالب بود و کار وی از وی ای باشد وی را از خود بیرون راندی بود پس یکی طوط را بیند و لیکن ناقص بیند و یکی چشم از خود فزادند و بینند و آنکه ی بیند اگرچه ناقص بیند دیده دی جهاست در ۱۸۰ و آنکه می بیند به بینائی محبوب بود و آنکه می د بیند به بینائی محبوب نیاید و این اصل قوی است اندر طریق متقوت و از باب معانی آگاهی جایگاه شرح این حدیث نیست و در دیگر شبلی گوید رحمة الله علیه التصوت شرك لانه حبيابة القلب عن دوية النير ولا غير - تقوت شرکست از آنچه آن حیانت دل بود از دعوت غیر و وجود غیر نیست بقی اندر اثبات توحید دعوت غیر شرک بود و چون اندر دل غیر را توحید بود حیانت کردن مراد از ذکر غیر محال - و شخصی گوید رحمة الله للتصوت صفاء السوء من كدرة المخالفة - تقوت عقلا دل بود از کدورت مخالفت و معنی این آن بود که ستر را از مخالفت بی نگاه دارد از آنچه دوستی موافقت بود و موافقت ضد مخالفت بود و دوست هر همه عالم بجز حفظ قرآن دوست نیاید و چون مراد یکی باشد مخالفت از کجا دعوت گیرد و محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب گوید رضی الله عنهم التصوت خلق نمن نلذ عليك في الخلق ناد عليك في التصوت - تقوت یک نوعی باشد هر که یک نوع تر او معنی تر و نوعی یک بر دو گود باشد یکی با حق و یکی با خلق یک نوعی با حق و معنی بود بقضای او و یک نوعی با خلق محال تلقین محبت ایشان از برای حق و این هر دو وجه بطالب باز گردد و حق تعالی را صفت اشتیاق است از بقا و حفظ طالب و این هر دو صفت اندر تقایف و صداقت دی نموده است و در شرح گوید رحمة الله علیه الصوفي لا يسبق همته خطوته البتة - معنی آن بود که اندیشه وی با قدم وی برابر بود - یعنی همه حاضر بود دل آنجا که حق و حق آنجا که دل قول آنجا که هم و قدم آنجا که قل و این نشان

م

م

حضور بود بی غیبت بر غلاف آنکه گریند از خود غایب است و بقی حاضر لا بل که بقی حاضر بود حاضر و این حدیث از جمیع الجمع بود از آنچه تا دعوت خود بود و غیبت نبود از خود و چون دعوت بر خاست حضور بی غیبت بود و تحقق این معنی بقول شبلی است رحمة الله علیه که گفت الصوفي لا يدعى في البداية مع الله غير الله - معنی آن بود که اندر دو جهان هیچ چیز نیستند بجز فدای عز و حق و در عالم هستی بنده غیر بود و چون غیر نیستند خود را نیستند و از خود بیکت فارغ شود اندر حال تقی و اثبات خود - و بعینه گوید رحمة الله علیه التصوت معنی علی ثمان خصال السقاء و الرضاء و الصبر و الافتقار و القویة و لبس الصوت و السباحة و الفقر و اما السقاء فلا يلهيهم و اما اوضاع فلا تسلط و اما الصبر فلا يلهيهم و اما الاشياء فلا يلهيهم و اما الغربة فليجى و اما لبس الصوت فليجى و اما السباحة فليجى و اما الفقر فليستند صل الله علیه و علیهم اجمعین - گفت بنای تقوت بر هشت خصلت است انذار - نخست پیغمبر سخوت با دل هم و آن چنان بود که پسر خدا کرد و رضای اهلل که بفرمان خدا رضا داد و تبرک جان عزیز خود بگفت و بعبر ایوب که اندر در ۱۵۲ برای کردن و غیرت رخن صبر کرد و اثبات ذکر را که خدا تنای گفت اَلَا تُحَكِّمَةُ النَّاسِ ثَلَاثَةً اَيُّكُمْ اِلَّا دَمًا و هم اندرین صورت گفت اِذْ نَادَى رَبَّهُ يَدَّاءَ خَطِيْئًا و بزرگ بیعی که اندر وطن خود غریب بود و اندر میان خویشان از خویشان بیگانه و بیاحت میسی که اندر بیاحت خود چدن بخود بود که بجز کاسه و شانه نداشت چون دید که کسی بود مشیت خود آب می خورد کاسه بیاحت و چون دید که کسی با شستن خلال می کرد شانه بیاحت و بلبس صوت موسی که هم جامهای دی پشین بود و بقدر هکل صل الله علیه و سلم که حق تعالی بکیده همه گنجهای روی زمین بود فرستاد و گفت محنت بر خود مت و ازین گنجها خود را بخل ساز گفت نخواهم بار هدایا مرا یک روز میرد از یک روز گزیده - و این اصول اندر مسائل سخت نیکوست شخصی گوید رحمة الله علیه الصوفي لا يوجد بعد عدمه و لا يعدم بعد وجوده معنی آن



بود که معنی وی را نیستی ببرد و نیستی وی را هستی نه یعنی آنچه بیاید مرگ آن را هرگز  
گم کند و هر چه گم کند آن را هرگز نیابد و دیگر معنی آن که یا قتل را هرگز نیاقت  
باشد و نایاقت را هرگز یافت نه یا اثباتی بود بی نفی و یا نفی بود بی اثبات  
و مراد از جمله این مجازات آنست که حال بشریت موثقی ساقط شود و شواهد همسانی  
از حق وی قایت شود و نسبتش از کل منقطع گردد تا ستر بشریت اندوه حق کسی  
ظاهر شود و یا تعاقب وی اندوه عین خود بفتح گردد و از خود ببرد قیام یابد و صورت  
این اندوه و پیغمبر ظاهر توان کرد یکی موسی علیه السلام که اندوه وجودش عدم بود تا گفت  
ربّی اشرح لی صدیقی و دیگر رسول ما علیه الصلوة و السلام که اندوه عدش وجود نمود تا  
گفت اَلَمْ تَشْرَحْ لَکَ صَدِّقُکَ یکی ادبش خواست و تربیت طلب کرد و دیگر را بیارائند  
و وی را خود خواست نه علی بن ابدار العیصری انیسابری گوید رحمة الله علیه التصوّف  
استقاط المویة للحق ظاهراً و باطناً تصوّف آن بود که صاحب آن ظاهر و باطن خود  
را نبیند و همه مرئی را بیند از آنچه اگر بظاهر نگری به ظاهر نشان توفیق یابی و  
چون نگاه کنی معالمت ظاهر اند جنب توفیق حق پر پیشه نشیند ترک ریت ظاهر بگوئی  
و چون باطن نگری بر باطن نشان تأیید حق یابی چون نگاه کنی معالمت باطن اند جنب  
تأیید حق بنده گرای بزک باطن بگوئی همه مرئی را بینی پس چون همه حق را  
بینی خود را هیچ نبینی محمد بن احمد انثری گوید رحمة الله علیه التصوّف قلعة الاحوال  
مع الحق تصوّف اقامت احوال است با حق یعنی احوال مرست موی ما از حل گردد اند  
و باحوال اند نهنگند از آنچه کسی را که دل حید مزل احوال است احوال او را  
از درجه استقامت نیکنند و از حق باز ندادش با

ص ۵۳

### فصل در بیان صفات و احوال

الله آنچه معالمت گفته اند: در خلق خدا نیابری گوید رحمة الله علیه التصوّف  
محلّه ادب نکل وقت ادب و نکل مقام ادب و نکل حال ادب فمن لزوم ادب

ص ۵۴

الافتات بلغ مبلغ الرجال و من ضیّع الادب فهو یبذل من حیث یطعن القرب و هروود  
من حیث یطعن البیوت تصوّف بجز ادب است که هر وقت و مقامی و حالی را ادبی  
بود که هر که ملازمت ادب لغات کند بدرجت مردان رسد و هر که ادب ضایع کند  
او دور باشد از پندار و یزدکی و مرده باشد از گمان کردن بقول حق و این معنی  
نزدیک است بقول در الحزن لری رحمة الله علیه که گفت لیس التصوّف رسوماً و لا علوماً  
و گفته اخلاق تصوّف رسوم و عظم نیست لیکن اخلاق است یعنی اگر رسوم هدی مجاهدت  
حاصل شوی و اگر علوم هدی تعلیم بدست آندی پس اخلاق است تا حکم آن از خود  
اند خواهی و معاملات آن با خود درست نه کنی و انصاف آن از خود ندی حاصل  
نگردد و فرق میان رسوم و اخلاق آن بود که رسوم فعلی بود بتکلف و اهاب چنانکه  
ظاهر معاملات باطن بود فعلی از معنی غالی و اخلاق فنی بود محرومی بتکلیف و اهاب  
ظاهر موافق باطن از دعوی غالی در ترش گوید رحمة الله علیه التصوّف حسن الخلق ص ۵۵  
تصوّف حق نیکو است و این بر سه گز باشد یکی با حق بگذاشتن احوال دی بی بیا  
و دیگر با خلق ب حفظ حرمت محضون و شفقت بر کسرتان و نصیحت هم جنسان و از  
جمله خواص اخلاق تا طبعین و عامه دیگر با خود متابعت تا گردان صفا و شیطان و هر  
که اندرین سه معنی خود را درست کند او از نیک خویشان باشد و این که یاد کردم  
موافق است بدانکه یکی از عائشه صدیقه رضی الله عنها پرسید که ما را از خلق پیغمبر  
علیه السلام خبر ده گفت از قرآن به خوان که خدای تعالی خبر داده است آنها که گفت  
خُذِ الْعَفْوَ وَ أْمُرْ بِالْعَدْلِ وَ اجْزِئْ عَنِ الْجَاهِلِیَّتِ وَ هم ترش گوید رحمة الله علیه هذا  
مذهب کله عیلة فلا تغلطوه بشی من المیزان این مذهب تصوّف امر به دست و آن  
ما با حل میبیزید و اندوه معاملات مترجمان میادیزید و از اهل تعلیم بدان بگریزید و  
چون علوم اند تمام گزینند و مر مترجمان متعزیه اهل علمند بگریزید و بر پای گرفتن  
و سرود گفتن و بهنگاه سلاطین رفتن و از برای جلست و فقر تصوّف کردن ایشان  
شرف نشدند اعتقاد بجهل بر کردند و گفتند که اصل این طریقت همین است و متقدمان

ص ۵۵

هم باین رفته و معلوم کردند که زیاد خیرت است و بزرگوار بالا - لامحال چون حرم  
مر سلطان را بجز آنکه و طبع سر عام را بشوق و زنا آنگاه و بیا مر زاهد را بتفاتی  
آنگاه حوا نیز مر صوفی را بپای کوفت و سرود (ص ۵۱) گفتن آنگاه و بزرگ اهل طریقت  
تیاه شوند اهل طریقتا تیاه نشود و بزرگ اگر گردی از اهل عزل که عزل خود را  
اندر حد احوال بچنان کنند چه رشان عزل نشود و در علی قزوینی گوید رحمه الله علیه التصوف  
هو الاخلاق المرضیة - تصوف اخلاق برپا است و کمال پندیده آن بود که بنده اندر همه  
اعمال از حق پند کمال باشد که شقی را نمی بود و از الحسن نوری گوید رحمه الله علیه  
التصوف هو المحیة و الفتوة و ترک الکلف و الضحاک و بدل لدنیا تصرف آزادی بود  
که بجز از بند حوا آزاد گردد و خیرت آن بود که از دیدن توفیق مجز شود و  
ترک تکلف آن بود که اندر متعلقات و نصیب نکوشد و سخاوت آن بود که دنیا را  
اهل دنیا بگذارد و از الحسن بدشیر گوید رحمه الله علیه التصوف ایوم اسم و لا حقیقة  
و قد کلام حقیقة و لا اسم - تصوف امروز نامست بی حقیقت و پیش ازین حقیقتی  
بود بی اسم یعنی در وقت صلاه و سجد و تحمید الله این اسم نبود و معنی آن در هر کس می  
بود اکنون اسم هست در معنی و معنی اصوات صورت بود و دعوی محمول اکنون دعوی  
معروف شد و اصوات محمول اکنون این مقدار تحقیق مقالات مشایخ اندین باب بیاید و  
در باب تصوف تا به تدریج اسدک اند طریق این کشاده گردد و هر حکیم این را بگوید که  
مراد از این چیست (ص ۵۲) با کمال تصوف اگر اسم بود در انکار کنند پاک نیست که معانی  
اندر حق نیست بجا باشد و اگر عین این معانی را انکار کنند انکار کلی نیست بپایان  
صلی الله علیه و سلم و تحصیل نتود باشد و مر تدریج اسدک الله بهار بعد به نولیا و اندین  
و نیست کنم که تا شقی این معانی کنی و انصاف بدی تا دعوی کوتاه کنی و با اهل این  
نیکو اعتقاد باشی و بالله التوفیق

ص ۵۱

ص ۵۲

## باب لبس المرقعات

بدانکه شهادت متصوفه لبس مرقع است و لبس مرقعات حقیقت است از آنجا که رسول صلی  
الله علیه و سلم گفت علیک بلبس لباس الصوف بخدمت خلافة الانبیاء فی قلوبکم و نیز  
کی گوید از صحابه کسان التی صلی الله علیه و سلم یلبس الصوف و یوکیب المسار و نیز  
رسول صلی الله علیه و سلم گفت مر عایشه را رضی الله عنها لا تفتنی الثوب حتی توفیقیه  
گفت بر شما باد بهار پیشین تا خلوتی لکان بیابید و معایت کرده اند که پیغامبر  
صلی الله علیه و سلم بهار پیشین پوشید و بر سر نهشت و نیز گفت مر عایشه را رضی  
الله عنها یا عایشه سر بهار را شالنج کن تا پیوسته با بدن کنی و از عمر خطاب  
ی آید رضی الله عنه که وی مرقع داشت سی پاره بران گذاشته بود هم از عمر خطاب  
رضی الله عنه می آید که گفت بهترین جامه آن بود که خونت آن میک تر بود و  
هم از عمر خطاب رضی الله عنه می آید که پیرامنی (ص ۵۳) داشت که آستین آن  
با انگشتان برابر بود و اگر دقتی پیرامنی دوازده پوشیدی سر آستین آن نو دیدی و  
نیز رسول را علیه السلام فروان آمد از خدای عز و جل بتقصیر جامه چنان که گفت  
و یتأبک قطیع ای فقطع و من بصری رحمه الله گوید صفاد یار بدی را دیدم که  
هر ما چهار پیشین بود و متعلق اکبر اندر حال تجرید جامه موت پوشیده و هم حسن  
بصری گوید که رحمه الله علیه که سلطان را دیدم رضی الله عنه میگی ! رتبه پوشیده را

ص ۵۳



امیر المؤمنین عمر رضی الله عنه و امیر المؤمنین علی کرم الله وجهه و هم بن جعفر رضی الله عنه  
 بعد روایت کردند که ایشان مراد پس کرنی ما با جامهای پیشین دیدند و آنها بران گذاشته  
 و حسن بصری و مالک و دیگر و سنین ثوری و محمد بن اسماعیل صاحب مرقه موفی بود اند  
 و از امام عالم ابو حنیفه کوئی رحمة الله علیه روایت کرده و این روایت اندر کتاب  
 تاریخ المشایخ که محمد بن علی حکیم ترمذی کرده است کتب است که در ابتدا دی  
 موفی پوشیده و قصد سواد کرد تا پیغمبر را صلی الله علیه و سلم بخواب دید گفت ترا اند  
 میان خلق می باید بود از آنچه موجب ابرائی بدست من بخونی نگاه دست از سواد  
 بداشت و هرگز جامه پوشیده که آن را غیبتی بودی و دادی طاعتی رحمة الله علیه پس  
 موفی فرمود و او یکی از متفقان متفق بود رحمة الله علیه و ابی نعیم ادریس و ۱۵۹  
 نزدیک ابو حنیفه رحمة الله علیه آمد با مرقه موفی صاحب دی را بچشم تغییر نگریستند  
 و حنیفه گفت بهتر است بر ابراهیم بن ادریس صاحب گفته به زبان امام حسن نرود  
 دی این بیادت بچرا یافت گفت بخودت به مقام که دی بخودت خداوند تعالی جل  
 و جلال مشغول شد و ما بخودت تن ای خود تا دی پیدا ما گشت و اگر اکنون بعضی  
 از اهل بیاد ما مراد از پس مرقه و خلق جاه و حال خلق سبب به بدل  
 موافق ظاهر نیستند ما باشد که اندر بهادر لشکر کی باشد و در هر طریقت حق ازک  
 باشد تا ما به دست ما ایشان کند هرگاه بیک چیز شان با ایشان عادت بود از  
 احکام پس از ایشان باشد و اول گفت صلی الله علیه و سلم من تشبه بقوم فهو منهم هر که بفرمی تنی  
 که بفرمادی یا با مقادری دی ازان قوم است اما گروهی را چشم به رسم ظاهر  
 معاملات ایشان اند و گروهی را به بهر مرقه صفای باطن ایشان در جمله هر که قصد  
 صحبت متفقند کند از چهار مرقه پیرون نباشد گروهی با صفای باطن و بهای ظاهر و  
 لطافت طبع و اعتدال مزاج و صفت بهریت با امراء ایشان دیدار دهد تا به قربت  
 متفقان و رفعت کبروی ایشان بنیند و انوار آن همه دران گیر رضای گردد و تعلق  
 بدیشان کنند به بصیرت و ابتدای حالی ثبات بر کشف اعمال و تجرید از همه من ۱۶۰

صفحه ۵۹

صفحه ۶۰

و احوال از نفس باشد و گروهی دیگر را صلاح تن و عفت دلی و سکون و احوال  
 بعد به ظاهر ایشان دیدار دهد تا به روش شریعت و حفظ آداب و احسن معاملات  
 ایشان بیند و قصد صحبت ایشان کند و اندرین صلاح به دست بگیرد و ابتدای جان  
 ایشان بهر محاسن و اخلاص معاملات نمود و گروهی دیگر بهر مرقه نبیند و رفیق بهر است  
 و حسن میرت باطن ایشان راه نماید تا از گمانی ظاهر ایشان ببیند که باطن مرقه با  
 معزین صورت و اما کثران مرقه که از افزاین خود عشرت آسوده از طلب حیلات و آسوده  
 با اوقات قصد صحبت ایشان کنند و طریق بهر و تنبیه دنیا بهر خود آسان کنند و خود کما  
 بهر وقت از بهر میان کنند و گروهی دیگر بهر کس هیچ بهر و عفت نفس و طلب ریاست  
 بی اکت مراد و قصد صد بی نفس و بختن تقصیر بی علم راه نماید باطن ایشان و پندارند  
 که به این ظاهر دیگر هیچ کار نیست قصد صحبت ایشان کنند و ایشان بخلق و کرم و دینا  
 مارات و ماصحت صبی کنند و بکرم ماصحت با دی زنگانی صبی کنند و از آنچه اندر  
 و لهای ایشان از حدیث حق هیچ نباشد و بهر تنهای ایشان از محاسن طب طریقت  
 هیچ چیز و باید تا خلق ایشان را رحمت دارند چنانکه عفتان را در ایشان بشکوند  
 چنانکه از خواص خداوند تعالی و بصیرت و تعلق بدیشان آن خواهند که از آفات  
 خود را اندر صلاح ایشان پنهان کنند و ۱۶۱ و جامه ایشان اندر پوشند و آن  
 جامهای بی محاسن بر کتب ایشان می خورند که آن ثواب ندر باشد و لباس طهر  
 و صبر مدد حشر و نشر قوله تعالی سَلِّ اللَّهُ عَلَيْهِ سَلَامًا اللَّهُمَّ أَنْتَ الْأَعْلَى الْأَعْلَى  
 یَحْمِلُ أَسْفَارًا بِإِذْنِ اللَّهِ الْغَوْرُ الَّذِي كَتَبُوا بِأَيَاتِ اللَّهِ كَلَامًا لَا يَنْصِبُ الْقَوْمُ  
 الظَّالِمِينَ و اندرین زمان این گروه بیشترند پس به تر یاد که تا هر چه ازان تواند گردد  
 تو قصد آن کنی که اگر هزار بار تو بقبول طریقت بکوشی چنان نباشد که یک لحظه  
 طریقت ترا قبول کند که این کار بمرور نیست بخودت و آشنا با قبا بهر چون  
 که در این طریقت آشنا بود دی با قبا بهر چون بها بود و چون کسی بکوشد بهر مرقه  
 دی رفته ادبار و نشود متفاوت و هم انشور باشد چنانکه آن پیر بزرگ را گفتند که

صفحه ۶۱

ثم لا تلبس الرقعة؛ قل من التفتاح ان تلبس لباس التفتاح ولا تدخل في حبل التفتاح  
 الفتوة چرا مرقد نجوشی گفت از تفتاح بود که لباس جانمندان پوشی و اندر تحت ثقل  
 مصالحت جوافوی اند نیستی که لباس جانمندان با ترک کل جوافوی منافعی باشد پس اگر  
 این لباس از برای آنست که تا خداوند ترا بشناسد که تو خاص آدمی بی لباس هم نشاند  
 و اگر از برای آنست که بخت نانی که من ادا کنم اگر هستی بیا و اگر نیستی تفتاح  
 و این ماله معصوب و پدر خطر است و اهل معرفت حق اهل از آمدن که بهایم معروف  
 گوهر الصفا من الله تعالى العار و الحول و الصوت لباس الاتصاف صفا از خداوند تعالی  
 با بند نصیحت (ص ۱۰۵) و کرامتی چون بود و فوت لباس تنومدن بود پس صحبت جملت نبود  
 گدیمی جملت ما قربت می کنند و آنچه در ایشان است بجای می آید ظاهر می گویند  
 امید آن که ما که تا از ایشان گویند و مشایخ این قله مریدان ما خلیت و زیت مر  
 برقصان بفرمودند و خود نیز بگرفتند تا اند میان خلق طاعت شوند و جمله خلق پاسبان ایشان  
 گویند که اگر یک قدم بر خلاف نمند همه زبان طعن و طاعت بدیشان دواز کنند و اگر خواهند  
 که اندکان جامه معصیت کنند از شرم خلق نتواند کرد و در جمله مرقد زینت اولیای خداوند  
 است حاتم بدان حویج گویند و خواص اندکان ذیل شوند و مرقع عام آن بود که چون  
 آن پوشند خلق شان حرمت دارند و خلق خواص که بدو که چون آن پوشند خلق اندر ایشان بجز  
 شان نگزیند و مر ایشان ما بدان طاعت کنند پس لباس التمس لیس و جوشن اهل  
 لخواص حوام را مرقد لباس نما بود و خواص ما جوشن بلا بود و از آنچه بیشتری از حوام  
 اندکان مفسر باشد چنانکه دست یکبار دیگر نهند و مر طلب بهاء ما جوشن دیگر ندارند  
 بدان طلب سیاست کنند و مر آن در بهیج جمع قیمت کنند و باز خواص  
 بزرگ بیا و ریاست بگویند و خلق ما بر عزت بگویند و بلا بر نعمت اختیار کنند تا  
 این قسم را آن بلا بود و آن قسم در تمام الرقعة فیص الموقد لاهل الصفاء  
 و سبیل السوء لاهل الغصا مرقد پیراهن و قبا است و اهل صفا را در لباس سرور  
 مر اهل طور را اهل صفا پوشید و اهل صفا را آن از گویند مجرور شوند و از

ص ۱۰۵

ص ۱۰۳

بانات منقطع شوند و اهل طور بدان از حق محجوب گردند و از صلاح باز مانده و  
 در محله هر چه را سمیت صلاح و سبب قارح است و مراد جمله اداکن به حصول یکی  
 را صفا بود و یکی را عطا بود و یکی را خطا بود و ایشان امید داریم که بمن صحبت و محبت  
 یکدیگر همه رنگار باشد از آنچه رسول گفت صلی الله علیه و سلم من لعبت قوما فعد منهم  
 دوتان هر گدیمی بقیامت با ایشان باشد و اندر دمر ایشان تا باید که باطنیت طلب  
 تحقیق کند و از رسوم معرض بود که هر که اظهار چیزها پسند کار باشد مرگد تحقیق  
 زید و بدانک وجود آویخت حجاب روییت بود و حجاب خود بود اعلان و درخش اندر  
 مقامات فانی گردد و بمقام نام آن قیامت و فانی بصفت در لباس اختیار کردن محال  
 بود و با شکست خود را ازینتی باعتن نامکن پس چون فانی صفت پیدا آمد و آنست  
 طبیعت بر قیامت اگر لایق هوئی خوانند یا نامی دیگر بزرگ بود و تعدادی بود  
 احنا شراند بر مقامات آنست که از برای خفت و فراغت سازد و چون اصل باشد  
 هر کجا که پاره شود رفته بدان گذارد و مشایخ را رضی الله عنهم اندرین دو قول  
 است گدیمی گویند که دوخت رفته را ترتیب نگاه داشتن شرط نیست باید که از آنها که  
 سوزن سر بر آید بر کشد و اندکان شکفت (ص ۱۰۵) بکنند و گدیمی دیگر گویند که دوخت  
 رفته را ترتیب و راستی شرط است و نگاه داشتن ترتیب و شکفت کردن اندک راستی  
 آن از مصالحت فقر است و مستحب سلامت دلیل صفت اصل باشد و من که می این  
 عثمان الجلابی ام رضی الله عنه از مشایخ ابو القاسم گرگانی رحمة الله علیه به طوس پریم که  
 درویش را کترین چه چیز باید تا بهم فقر را سزادار گردد گفت سه چیز باید که کم اداکن  
 شاید یکی آنکه باند که باده ریاست چکود باید به دوخت و دیگر سخن ریاست داند شنید  
 و دیگر پای ریاست بر زمین خانه دد و گدیمی از درویشان با من حاضر بودند که این بگفت  
 چون بدوانه باز آیدیم هر کس اندرین سخن تصریح می کوند و گدیمی را از جمله اندرین  
 شری پدید آمد گفتند که فقر خود همین است و بیشتری ایشان اندر خوب دوختن پاره و  
 بر زمین زدن پای ریاست می شناسند و هر کسی را پندار آن بود که در سخنان

ص ۱۰۵



در وقت بداییم و بحکم اگر مدی دل من بدان مید بود نخواستیم که سخن دی بر زمین افتد گفتیم  
بیا بید تا هر کسی اندرین سخن چیز بگیریم هر یک صورت خود بگفتند چون وقت بمن رسید  
گفتم پاره دست آن بود که بقدر دوزخ بودیت چون رفته بقدر دوزخ اگر چه دست راست  
دو روزی سلامت آید و سخن سلامت آن باشد که محال شود که بگفتند لا یحق ائمه ان  
تصرف کنند و بحول و بزرگانی مر آن را فهم کنند و عقل و پای دست آن باشد  
که بعد بر زمین نهند و بگویند و برسم و بعضی این سخن را بر آن مید نقل کردند و من  
۲۸۵ آری گفت اصابت علی علیه السلام پس مراد از پوشیدن مرقه مزین طایفه است  
تحقیق در وقت دنیا و صدق خبر بخداوند تعالی بوده است و اندر آنکه مسیح آمده  
است که عیسی بن مریم صلوات الله علیه مرقه داشت که دی را آسمان بردند و یکی از  
شاخ گشت که او را با خواب دیدم با آن مرقه موت و از هر مرقه نوری می درخشید گفتم  
ای مسیح این ائمه چیست برین جامه تو گفت ائمه اطهار است که هر پاره را اذن  
بعضی بر مرقه ام خدای عز و جل هر هر یکی را که دل من رعایت کرده است و امر  
آن را نوری گردانیده است و نیز پیری دیدم از اهل طاعت با دروازه انصر که هر چیزی  
که کسی را در آن نمیبوی بودی خودی او پوشیدی و خودش چیزهای بودی و اگر مردمان  
ببنداختی چون نزهت بوسیده و کدوی تلخ و گندبه بپا شده و پنجه برین ماند و پوشش از  
خزقانی ساختی که از راه بر پییده بودی و نازی کرده اذن مرقه ساختی و شنیدم که  
امو المود پیری بود الله متعالی اطلب صافی قوی فعل و یکه سیرت بود از پس رقصا  
بنی تکلف که بر سجاده و کلاه دی بود کزوم اندران بچه کرده بود و شیخ من رضی  
الله عنه پنجاه و شش سال یک جامه داشت که پارچه های بی تکلف بر آن بود گذشتی و  
اهم حکایات سزاوارت یافتیم که در دوشش بودند یکی صاحب مشاهدت و دیگر صاحب جاهدت  
آن یکی که صاحب مشاهدت بود در هر عمر خود پوشیدی و اگر آن پارچه که در ایشان  
را اندر حال سماع خرقه شدی و آن یکی که صاحب جاهدت از ۲۷ بود پوشیدی  
گر آن پارچه که اندر حال استقامت کردن در ایشان بود جامه های ایشان خرقه شدی

ص ۲۸

ص ۲۷

۲۹ زنی ظاهرشان موافق سیرت باطن بودی و این پاس داشتند حال باشد و شیخ محمد  
بن خیف رضی الله عنه بیست سال پستی داشت پوشیده و هر سال چهار پهل کتیدی  
و اندر هر پهل روز تعینتی کردی از طراش صوم خانی و اندر وقت دی پیری بود  
از معتمد علای حقیقت و ولایت نزدیک پارس نشستی دی را محمد بن زکریا خوانندی مراد  
مرقه پوشیده بود و از شیخ محمد پرسیدند که شرط مرقه چه چیز است و داشتن آن هر  
کدام مسلم است گفت شرط مرقه آنست که محمد بن زکریا اندر بیان پیران سینه های  
می کرده داشتن آن مردانها مسلم است و

### فصل

اما ترک عادت این طایفه شرط طریق ایشان نباشد و آنچه ایشان ندیدین حال  
جامه پوشین کمتر می پوشند و معنی داشت کی آنکه پیشها شوریده شده است و  
پیران بیان اندر جامه های این جامه های افتاده اند و دیگر آنکه اگر دی از جلد جامه  
پوشین را شعله کرده و غلات شعله میزدند اگر چه غلات بخت بودی مقدور بود اما  
تکلف اندر دوختن آن بیان سبب ما دارند که جامه ایشان اندر بیان خلق بزرگ  
گفته است هر کسی که ما مانند ایشان گردانیده و مرقه اندر پوشیده و اصل تا غلب  
از ایشان پیدا آمد و مر ایشان را از صحبت امتداد رنج بلاد زنی ساخته اند جز از ایشان  
کسی آن را ندانست و من ۲۷ دوخت و مر آن را علامت شناخت یکدیگر گردانیدند  
و شعار یافتند تا حدی که دیدی نزدیک بعضی از شاخ اندر آمد و رفته را  
که بر جامه دوخته بود و خود به بنا آورده بود آن شیخ او را مجبور کرد و معنی این آن  
بود که اصل صفا رقت طبع و بخت مزاج است و البته کثرتی اندر طبع نیک نباشد  
و چنانکه شر تا راست اندر طبع خوش نباشد فعل تا درست هم صبی نپذیرد و یاد  
گرمی اندر هست و نیست باس تکلف کردند اگر خودشان زبان همانی داد پوشیدند و اگر  
تجانی داد پوشیدند و اگر برهنه داشت بپوشند و در بندگی اذن بودند و من که

ص ۲۷

علی بن عثمان الجعفی ام رضی الله عنه این طریقی را پوشیده اسم و اندر اشعار خود همین کرده اسم و اندر حکایات مست که چون احمد بن حنبل و رحمة الله علیه بزیارت بوینید رحمهم الله بقا داشت و چون ابن شماع بزیارت ابو حصص آمد رحمهم الله بقا داشت و آن لباس محمود ایشان بود که اندر لقاقت نیز مرقه داشتندی و وقت بودی نیز که جامه پشمین و یا پیراهن سفید پوشیدندی چنانکه آمدی از آن چه نفس آدمی معاد مست و یا عادات مر آن را الهی بخود چون مر آن را عادت شد طبیعی شود و چون طبع شد حجاب گردد و از آن بود که پیغمبر گفت صلی الله علیه و سلم خیر الصیام صور اخی داده علیه اسلام بختری روزها روزه بردارد من است داد و گفتند یا رسول الله آن چگونه باشد گفت اگر یک روز روزه داشتی در ۱۷۸ و یک روز بخوردی تا نفس را عادت نشود روزه داشتن یا کشادن تا دی بدان موجب گردد و اذین معنی درست تر از جامه دوستان مرونی بوده است رفته الله علیه که جامه بود و پوشانیدندی مریدان دی آن گاه که کسی را بدان حاجت بودی زلفت می جفتی چون غالی بودی آن جامه از دی بر کشیدی دی را مر پوشانده ما گشتی که چرا پوشانی و نه مر کشده ما گشتی که چرا بر کشی و اذین وقت بازپیری هست بغیرین حرمه الله که دی را بقلب مویذ گیرند رحمة الله علیه که دی را در لباس اختیار و تمیز نباشد و اندام پایه درست است اما معنی آنکه بیشترین جامعی شان بگوید باشد یکی آن است که اصل حرقت ایشان به بیاحت و سفرها نموده اند و جامه سفید اندر سفر به محل خود نموده و شستن آن دشوار گردد و هر کس نیز بدان طبع کند و دیگر آنکه بگوید پوشیدن شعار اصحاب زنت در مصیبت بود و جامه اندر عیالان و دنیا دار محنت است و سراپوده مصیبت و غمزه اندوه و پیچیده فراق و گمراه یا و مریدانی چون مقصود دل اندر دنیا حاصل نمیدند بگوید پوشیدند و بر سوگ وصال نژو نشسته و گریهی دیگر اندر محاللات جزو تفسیر نمیدند و اندر دل بجز خرابی نه و اندر روزگار بجز وقت وقت در بگوید اندر پوشیدند که وقت اندر موت است یکی بر موت

ص ۷۸

مردی بگوید پوشد و دیگر بر وقت مقصود بگوید پوشد و یکی در ۱۷۹ از مریدان بی علم پوشی ما گفت این بگوید چرا پوشیدی گفت از پیغامبر صلی الله علیه و سلم سه چیز ماند یکی قر و دیگر علم و دیگر شمشیر شمس سلطان یافتند در جای آن کار فرمودند و علم خلا اختیار کردند با مومنان پندیده کردند و فقر گره فقر اختیار کردند و آن را آلت غنا ساختند من بر مصیبت این حرمه گره بگوید اندر پوشیدم - و از مرتضی می آید که الله خلقی از محتسای بنده می رفت تشنه گشت بدی نواز آمد و آب خواست یکی بیرون آمد با کوزه آب دی بست بخورد در مدتش گریت دیش مید جمال ساقی شد گفته اند حکای بکسک مشغول همانچه فرو نشست تا خنوده خانه آمد گفت ای خواجه دلم بشرتی آب سخت نگران بود مرا از غلظت شرابی آب دلازد دلم بیرونه مو گفت آن دختر منست تو بزنی وادش مرتضی بطلب دل بخانه آمد آمد نقد بکردند و این صاحب البیت از متعان بنده بود دی را بگواه فرستادند و جامه خوب اندر دی پوشانیدند از دی مرقه برقه بر کشیدند چون شب آمد مرتضی به ناز ایستاد تا صبحا بجا آورد و بوقت مشول شد اندام بمان باگ بر گرفت که هاتوا مستحق مرقه من بیابید گفتند چه بود گفت بستم زو خواندند که بیک نفر که محلات با نگهستی جامه ملاح و مرقه صفت از ظاهرت بر کشیدم اگر بنظر دیگر بگری لباس آشنائی از باحت بر کشیم لباسی که بسبب پوشیدن آن خنده باشد و به مرافقت اولیا (ص ۱۷۰) خداوند اندر پوشیده باشند ملامت رضا بدان بحدک بود اگر بجای آن زندگانی توان کرد و اگر نه دین خود را میانت باید کرد و اندر جامه بویا خیانت روا نباید داشت که مسلمان بر تحقیق باشی بی دعوی دیگر بمحتر اندانک دل بر تکذیب تا پوشیدن مرقه مرد گره را دامت آید یکی منقطعان دنیا را و دیگر مشتاقان مولی را و الله عادات مشایخ رضی الله عنهم چنان رفت است که چون مردی بکلم ترک تسبیح روی پوشیدن که مردی را به سال اندر سه معنی صپ کنند اگر بکلم آن معنی قیام کند فضا و آلا گویند که طریقت مزین را قبول

ص ۷۹

ص ۸۰



حق کند یک سال بخدمت خلق و دیگر سال بخدمت حق و دیگر سال بمرامات حق خود  
خدمت خلق تواند کرد که خود را اندر درجه خداوند خود و هر خلق اندر درجه خود و هر  
ایلی بی تمیز و تمیز از خود و داند و خدمت بخلق واجب دارد و چنانکه  
خدمتی می کند و خود را از آن بگذارد خدمت خداوند و فضل می دهد و این  
خسوفی ظاهر و غیبی واضح بود از آنکه اندر توبه یکی نیست و خدمت  
حق عز و جل آن گاه تواند کرد که همه عظمای خود را دنیا و غنی منقطع کند  
و مطلق موقوف کند به تملی پرستش کند و الهی وی که تا وی را  
برای چیزی نمی برد و خود را به حق می بندد و از مرادات دل آن گاه تواند کرد  
که در گفتش مجتمع شده باشد و هم از دلتش بر خاسته اند حضرت انس دل  
را از حوائج دنیایی و غلبه بگماهی داد و چون چنین شد شرط افتاد مرید حاصل  
شد پوشیدن مرقه تحقیق دین تقلید او را مسلم شود اما آن پوشاننده که مرید  
را مرقه پوشانند باید که مستقیم الحال باشد که از جلد نراند و نیشب طریقت گذشته  
باشد و صدق احوال چشیده و مشرب اعمال یافته و قهر جلال و تلف مال دیده و دیگر  
باید که مشورت باشد بر حال این مرید خود که وی اندر نهایت بکجا خواهد رسید  
از صاحبان یا از دوستان یا از باطنی اگر داند که مدتی ازین طریقت باز خواهد  
گشت بگوید تا ابتدا نکند و اگر بایستد وی را معالمت فریاد و اگر برسد او را  
پیش قدم و مشایخ این طریقت طیبون دله اند و چون بصیبت بعلت بیچاره حاصل  
بود بیچاره را بطلب خود صلاک کند از آنچه پدرش وی نداند و خطرگاه های وی نشاند  
و غذا و شربت از مخالفت عقلت از سازد و رسول گفت علی الله طیه و سلم الشیخ  
فی قومه کاتبی فی امتی پس ایضا که خلق را دولت کردند بر بصیرت کردند و هر  
کسی را بدرجه وی بداند و شیخ را نیز بر بصیرت باید کرد و هر کسی را غذا  
و باید داد و مراد دعوت حاصل شود پس چون باطنی اندر کمال دلالت خداوندی  
مرید را از پس این سه سال تربیت کند همه ریاضت مرقه پوشانند و در

ص ۷۱

بود و شرط پوشیدن مرقه پوشیدن کنن بود که امید اند لذات بجات منقطع گرداند  
و دل را از مرادات دنیایی (ص ۷۲) پاک کند و هر خود را بر خدمت حق  
وقت نکند و بیکت از حوائج خود تبرا کند و نگاه پیر خود را پوشیدن آن خدمت  
و لذات عوین گرداند و حق این قیام کند بگذاردن حق آن جسدی تمام کند  
و تمام خود را به حوائج بگذارد و اشارات اندر مرقه گفته اند بسیار شیخ و مسم  
و مصاحف و آئین کتابی باختر و عوام متفکر را ایشان علی غلات بسیار است  
و مراد ازین کتاب نقلی گفتا نیست که کشف مخلص است از مراد این طریقت  
و بهترین اشارات اندر مرقه آنست که تیره مرقه از هیر باشد و دو آستین از  
زیت و رجا و دو تیریز از تفض و اسط و کرگاه از غلات نفیس و دو خشک  
از صفت یقین و زاریه از اخلاص و ازین نیکوتر اگر چه از غنا موانست و دو  
آستین از صفت و عصمت و دو تیریز از فقر و صفت و کرگاه از اقامت اندر  
مشاهدت و کرسی از آن اندر حضرت و فرایین و خشک از قهر اندر عقل و دولت  
چون باطن را چنین مرقه ماضی ظاهر را نیز یکی بپایه ماضی و مراد ازین باب  
کتابی است مفرد که تمام آن اسرار الخرق و الموانع است و نسخه آن امر  
باید تا چون مرید این مرقه پوشد اگر اندر ظلمت حال و قهر سلطان وقت بدرست مسلم  
است و مضمر و چون با اختیار و تمیز داند اندر شرط این طریقت پیش او را  
مسلم نیست مرقه داشتن و اگر بداند چنین بود که یکی از مرقه داران زمانه وی نیز  
یکه چون از ایشان بود (ص ۷۳) با ظاهر بی باطن پسند کار شده و حقیقت این معنی  
آنست که اشدت اندر تحریق ریاض ایشان آن بود که چون ایشان را در مقامی  
بمقام دیگر نقل افتد اندر حال ازان بیچاره بپیران آیند مرشد و بعد از مقام را و  
جامعای دیگر لباس یک مقام و مرقه لباس جامع است مرکب مقامات طریقت را و  
قهر و صفت را و بپیران اعلان ازین جمله تبرا کردن تبرا بود از همه و هر چند که  
این د جای این مسئله بود است که اندر باب خرق و کشف حجاب باب السماع

ص ۷۲

ص ۷۳





بجهان و در همه اولیا بجای برسد که محل نماز و عبادت و مقامات عالی گردد و عبادات  
 اذن معنی منقطع گردد چنانکه در مشرب ماند و در ذوق نه قبح و نه قهر ماند و سر  
 ماند و در صحرای نور آنگاه ایشان نای طبع صوری تا بران سنی پوشند که اند  
 تحت اسم نیاید و مستعمل صفت نگردد آنگاه هر کسی نای را که معظم تر باشد نزدیک  
 ایشان بران معنی پوشند و اندرین اس تقدیم و تاخیر روا باشد که کسی گوید که آن  
 معظم یا این مقدم که تقدیم و تاخیر اندر مسیبات واجب کند پس گردی ما نام فقر  
 مقدم تر نمود و بر دل ایشان معظم تر بود از آنچه خلقشان بدان نگذاشت و توضیح بود  
 و گردی را نام صغیر مقدم نمود بر دل ایشان معظم تر بود و از آنچه بدیع کدورات  
 و قنای (ص ۷۶) مقامات نزدیک تر بود و مراد ایشان ازین دو تسمیه اعلام خواستند  
 و نشان اذن معنی که عبارت از اذن منقطع بود و تا با یکدیگر بدان اشارت  
 سنی می گفتند و کشف وجود خود را یا تمامی اعلام کردند مرین گروه را اختلاف  
 نیفتاد اگرچه عبارت آن معنی از فقر کردند یا از صغیر یا از اهل جودت و ادب  
 سان را که از تحقیق آن معنی بی خبر بوده اند اندر مجز جودت سنی رفت یکی  
 را مقدم کردند و یکی را مؤخر این هر دو عبارت بود پس آن گروه رفتند با تحقیق  
 این معانی و این گروه ماندند اندر ظلمت جودت و در ظاهر چون کسی را آن معنی  
 حاصل بود و هر آن را قبیل دل خود گردانید باشد اگر او را فقر نهند یا صوفی  
 این هر دو هم اضطراری بود هر آن معنی را که اندر تحت اسم نیاید و این  
 اختلاف از وقت ابو الحسن سمنی باز است راجع الله علیه که دی گاه اندر کشفی  
 بودی که تعلق بقا داشتی فقر بقا به صغیر مقدم نهادی و باز چون اندر محلی  
 بودی که تعلق بقا داشتی صغیر مقدم نهادی ابواب صوفی اندر آن  
 وقت او را گفتند که چرا چنین می کنی گفت چون ملح را اندر فنا و گونشادی  
 مشرب تمام است و اندر بقا ملو کمال و نیز هم چنان چون من اندر محلی  
 باشم که تعلق آن بقا باشد صغیر را مقدم گویم بر فقر و چون اندر محلی

ص ۷۷

باشم که تعلق آن بقا باشد فقر را مقدم گویم بر صغیر نام فقر است و صغیر  
 درین بقا تا اندر بقا از خود (ص ۷۷) نای کنم و اندر فنا درویش فنا از خود  
 نای کنم تا طبع از فنا شود و از بقا هم فنا و این سخنان از روی جودت  
 قرب است اما بقا با فنا باشد و بقا با فنا باشد هر نای که باقی شود  
 از خود باقی بود و فنا یکی است که عبارت از آن حال باشد تا کسی گوید که فنا  
 فنا گردد این عبارت از لقی اثر وجود آن معنی تواند بود و فنا و تا اثری  
 مانده است هنوز فنا نیست و چون فنا حاصل آمد فنا میجیز باشد بجز تعجب  
 اندر جودت بی معنی و این ترجمات ابواب صغیر است اندر وقت پیش از جودت  
 و ما را ازین بخش سخن است اندر کتاب فنا و بقا و آن اندر وقت  
 صوفی کدکی و تیزی احوال کردیم اما اندرین کتاب بحکم احتیاط احکام آن بیایم  
 انشاء الله عز و جل اخصیت فرق میان فقر و صغیر صغیر اما صغیر و فقر  
 صغیر از روی تجرید دنیا و محلی دست اذن و آن خود چیزی دیگرست و صغیریت  
 آن بفقیر و مسکنت باز گردد و گردی گفته اند از شایخ که فقیر فاضل تر از مسکین است از آن  
 جا که خدای عز و جل گفت لِلْفَقِيرَةِ الَّذِينَ أَحْسَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَنْتَظِعُونَ حَسْبًا  
 فِي الْآخِرَةِ إِلَّا نَظِيرُ مَا كَانَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَفَقِيرٌ سَأَلَ عَنْ فَقْرِهِ فَقَالَ فَقْرُهُ  
 مَسْكَنَتُ ذُلٍّ وَ مَا حَبَّ مَسْجُومٌ أَنْدَرُ مِلْقَيْتِ ذُلٍّ بَاشَدَ كَمَا يُنْفِخُ عَنْهُ صَلَواتُ اللَّهِ عَلَيْهِ  
 و سلم تسبیح عبد الله ص ۱۷۸ و تسبیح عبد الدنیر و تسبیح عبد الغنیة و القلیة  
 و تبارک المعلوم عزیز باشد که اعتماد صاحب المعلوم بر معلوم بود و اعتماد بی معلوم بر  
 خداوند عز و جل و چون صاحب معلوم را تشکی افتد بمعلوم بود و تبارک معلوم بنماید  
 رود باز گردد باز گردی گفته اند که مسکین فاضل تر از آنجا که پیغامبر گفت صلی الله  
 علیه و سلم اللهم اجبني مسکینا و امتی مسکینا و احشونی فی ذممة المساکین چون  
 پیغامبر صلی الله علیه و سلم مسکین می یابد کرد و گفت یا رب مرا برگ و دهگانی از  
 مسکین دار و چون فقر می یابد کرد گفت کاد الفخران یكون کفنا بدین معنی فقیر

ص ۷۷

ص ۷۸

آن بود که متعلق سببی باشد و مسکین آنکه منقطع الالباب باشد و اندر شریعت نزدیک  
گروهی از فقرا فقیر صاحب بلد بود و مسکین مجرد و نزدیک گروهی مسکین صاحب بلد بود  
و فقیر مجرد پس اینجی اهل مقامات مسکین را صریح خوانند و این خلایق با اختلاف فقرا  
رضی الله عنهم منقطع است نزدیک آنکه فقیر مجرد بود و مسکین صاحب بلد فقر فاضل تر  
بود از صفت و نزدیک آنکه مسکین مجرد و فقیر صاحب بلد بود صفت فاضل تر از فقر  
ست اینست احکام اختلاف نشان اندر فقر و صفت بر سبیل اختصار و الله اعلم بالصواب

## باب الملامة

گروهی از مشایخ طریقت طریق طاعت سپرده اند و مرطامت را اعمد خلوص  
بجست تاثیر عظیم است و در شرعی تمام و اهل حق غفرمند در (۷۹) ملامت خلق  
از جمله عالم خاتم بزرگای این امت و رسول صلی الله علیه و سلم که تقدیر اہم اهل حق  
و پیشرو جهان تا زمان حق بود وی پیدا نیامده بود و دگر بدو پیوسته بود و نزدیک  
همه یک نام بود و بزرگ و چون فعلت دوستی بر سر دی نگرفت خلق زمان طاعت  
پد دراز کردند گروهی گفتند کاصح است و گروهی گفتند شایسته است و گروهی گفتند مجنون  
ست و گروهی گفتند کاذب است و مانند این و مانند عجز و جل صفت مؤمنان  
را یاد کرد و گفت ایشان از طاعت طاعت کنندگان ترسند و لَا يَخَافُونَ وَ مَعَهُ لَا إِلَهَ  
ذَلِكَ فَقُلِ اللَّهُ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَ اللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ و سنت پاد خدای چنین رفته  
است که هر که حدیث وی کند عالم را بجله طاعت کننده او گرداند و ستر وی را  
از مشغول کردن بملامت ایشان نگاه دارد و این بخت حق باشد که دوشانی خود را  
از لاحتلا غیر نگاه دارد تا چشم کس بر جمال حال ایشان نیفتد و از رؤیت ایشان  
مر ایشان را نیز نگاه دارد تا جمال خود قیمنند و بخود موجب نشوند و بآفت عجب  
و تکبر اندر نیفتند پس خلق را به ایشان گماشته است تا دلبانی طاعت بر ایشان  
دراز کنند و نفس را اندر ایشان مرکب گردانیده تا مر ایشان را به هر





بود که روایت کرده اند که امیر المؤمنین عثمان ابن عفان رضی الله عنه مدعی از  
 مومنان خود می آمد اندر حال خلافت و خدمت می نمود به سر نهادن و دی چهار صد  
 غلام داشت گفته یا امیر المؤمنین این چه حالت است گفت ای اجوب نفسی  
 مرا غلامان هستند که این کار بکنند و لیکن می خواهم که من نفس خود را تجربه کنم  
 تا جاه خلق او را از هیچ کار رس ۸۳ باز نه دارد و این حکایت صریح است  
 بر اثبات طاعت و اندرین معنی حکایتی کند از امام اعظم ابو حنیفه رحمه الله علیه  
 و آنجا که ذکر دی آید اندرین کتاب باید طبیب انشاء الله تعالی و نیز از ابو یزید  
 می آید رضی الله عنه که از سفر حجاز می آمد اندر شمرزی باگ در افتاد که  
 با یزید آمد مردان شمر جمله پیش دی باز رفتند تا با کرم دی را بشمر اندر آورد  
 و دی بر اعانت ایشان مشغول دل شد و از حق باز ماند و پرانگه گشت چون  
 بهانند اندر آمد قرضی از آستین برد آورد و خوردن گرفت جمله از دی برگشتند  
 و دی را تنها گذاشتند و این اندر ماه رمضان بود تا مردی که با دی بود  
 دی را گفت که دیدی که یک مسئله از شریعت کار بهتم هر خلق مؤمن کردند  
 و من می گویم که علی بن عثمان الهلایی ام رضی الله عنه که اندران زمان طاعت  
 را فعلی می بایست مستنکر و پدید آمدن بجزی بر خلاف عادت اکنون اگر کسی خواهد  
 که مراد ما طاعت کند گو دو رکعت نماز تطوع کن در روز و یا دین را  
 بتامی بود هر خلق یک بار مر ترا منافق و مرانی خوانند اما اگر طریقت ترک  
 باشد و بخلاف شریعت چیزی بر دست گیرد و گوید که این طریق طاعت می برزم آن  
 مذلت واضح باشد و آفت ظاهر و عوس صدق چنانکه اندرین زمان بسیاری هستند که  
 مقصد شان از رذ خلق قبول ایشان بود از آنچه نخست باید که کسی مقبول باشد تا  
 قصد رذ ایشان کند و بغضی پدید آید که ایشان او را رذ کنند رس ۸۴ قبول  
 ناکرده را مکتف رذ کردن بحد باشد و مصنف گوید رحمه الله علیه که وقتی مرا  
 با یکی از مومنان مصلح صحبت افتاد مدعی دی بمخالفتی خواب پدید آمد و عذر

۸۳

۸۴

آن معنی طاعت آورد یکی مراد را گفت که این بجزی نیست دی ما دیدم نفسی  
 بر آورد گفتم ای خدا اگر دعوی طاعت می کنی و اندرین مدتی انکار این جوانمرد  
 را فعل ترا تاکید مذهب تست و چون دی با تو اندر راه تو موافقت می کند این  
 شعوت چه چیز است و این خشم چرا این قضا تو بدوی مانده تر از طاعت است و  
 هر که خلق را دعوت کند بامری از حق مر آن را برضائی باید و برضائی آن حفظ  
 ملت باید چون از تو ترک تزییه می بینم و تو خلق را بدان دعوت می کنی این  
 کار از دائرة اسلام بیرون می باشد.

### فصل

بر آنکه مذهب طاعت را اندرین طریقت آن شیخ زمانه خود ابو محمدان قصار رحمه  
 الله علیه نشر کرده است و دی را اندر حقیقت طاعت لطایف بسیار است و از  
 دی می آید که گفت الملاحه تولا السلاعة طاعت دست برداشتن از سلامت بود  
 و چون کسی قصد بزرگ سلامت خود بگوید و مر بلاصا را بیان اندر بندد و از  
 مالقات و راحت های خود بترک کند مر امید کشف جلد و طلب مال را تا برود  
 خلق از خلق نوید گردد و طبعش الفت خود از ایشان بگسلد هر چند از ایشان گستر  
 بود بحق پیوسته تر بود پس آنچه روی همه خلق عالم بدان رس ۸۵ بود و آن  
 سلامت است مر اهل طاعت را پشت بدان باشد تا هم شان خلاف محرم بود و  
 همت شان خلاف هم اندر اوصاف خود دهانی باشد چنانکه احمد بن فاکک روایت آورد  
 از حسین بن منصور که او را پرسیدند که من الصوفی قال وجهانی الذوات و هم از  
 ابو محمدان پرسیدند از طاعت دی گفت که راه آن بر خلق مغلق است و دشوار  
 اما طریقی بگویم رجاء المرجیة و خوف القریة ترس تدبیران و رهای مریبان هفت طاقی  
 بود و اندر تحت این صفاتی بر مریست بدانکه هیچ چیز این طبع از درگاه خداوند تعالی  
 نورد تر ازان نکرده که بجهاد خلق و آدمی را بدان مقدار پندیده باشد که چون کسی دی



را بستند وی جان و دل بدو دهد و از خدای عز و جل بدو باز نماند پس غایب پیوسته  
می کوشد که از قتل خطر دور باشد و اندرین کوشش مرطاب را در خطر پیش آید یکی  
خوف مجاب حق و دیگر مخ فاعلی که خلق بدان فعل وی بدو یوه کار کردند و بدان  
سلامت بدو دوازده کشته شد روی آنکه با ماه ایشان بیارند و نه برگ آنکه ایشان را  
سلامت خود بدو کار کند پس لامتنی را باید که تحت غصوت دشانی و حقانی از خلق  
متقیان کهد و بدرجه او را گویند و هر نجات دل را فعل کند که آن را اندک شریعت  
کبیره باشد و نه صغیره تا مردمان او را بد کنند تا خوش اندر معاملات چون خوف

قدریان و بهایش اندک معاملات سلامت کنندگان چون رهای مریبان رص ۱۸۶ بود  
و اندک حقیقت دینی میبیز خوشتر از سلامت نیست از آنچه سلامت دوست را بر دل  
دوست اثر نباشد و دوست را جز بر سرکوی دوست نگذرد و ایجاب را بر دل دوست  
خطر نباشد لکن الملامة دعة العاشقین و نزهة المحبتین و راحة المشتاقین و مسود  
المهملین و خصوصت این طایفه از ثقلین با اختیار کردن سلامت حق از برای سلامت دل  
و هیچ کس را از غلایق از منزلمان و کردیایان و مدعیان این دهر نیست و از اتم  
پیشین نیز از تقاد و بناد و امان و طمان حق که بدو اندک این مرتبه و بدو مجز  
گرمی را این امت که سالکان طرق انقلاص دل باشند اما بنزدیک من طیب سلامت  
بین میا بود و براین بین نفاق از آنچه مرانی به تکلف به راهی بود که خلق را در  
تعلل کند و لاجنی به تکلف به راهی بود که خلق وی را بد کنند و هر دو گرده  
اندر خلق مانده اند و از ایشان بیرون گذرد ندارند تا یکی بدین معاطت پدید آمده  
است و یکی بدان معاطت و درویش را خود حدیث هیچ خلق بر دل نگذرد و چون  
دل در خلق گسته بود ازین سر دو معنی فارغ باشد و میبیز پای بند دی بنایه دینی  
را با یکی از لامتنیان مادراء التفرصت افتاد چون منبسط شدم اندر صحبت گفتیم ای  
اشی مرادت اندر افعال شوریده چه چیز است گفتا سپری کردن خلق اندر خود گفتیم این  
رص ۱۸۷ خلق بیارند و تو عمر و مدگار و مکانست آن بنایی تا خلق را اندر حال

ص ۸۶

ص ۸۷

خود سپری کنی تو خود را اندر خلق سپری کن تا ازین همه مشغولی باز رهی و گویی  
باشد که با خلق مشغول بود و ندارند که خلق بدیشان مشغول پس هیچ کس نداند  
تو خود را مبین چون آفت روزگار تو از دین تو باشد ترا با غیر بکار کسی را  
که شفا از احتیاج باید طلبید او از تشاؤل طلبد از مردمان بپاشد و باز گروهی بیایست  
نفس را لامتنی اختیار می کنند تا بجزای خلق نفس نشان لایب گیرد و داد خود را  
وی بیاید که خوشتر دینی مر ایشان را آن بود که نفس خود را اندر بلا و خواری  
بیاند از ابراهیم ادم رحمة الله علیه حکایت می آید که یکی را با ما پرسید که هرگز  
خود را برادر خود رسیده دیده گفت بلی و در باز دیده ام یکبار بار در کشتی بودم و  
کس مرا اندران چهار مرا تماشاقت چندر حامد غرق خلق داشتم و لوی و دوازده و در  
حالی بودم که اهل آن کشتی بود بر من نفوس و فتنه می کردند و اندر کشتی  
با من سخن می گفتند که هر نشان بیامی و روی من بکشیدی و بگویی و با من  
بودر سخن گفتن کردی و من خود را برادر خود می رفتمی و بدان دل نفس  
خود شاد می بودی تا آمدی آن شادی بنایت رسیده و سبب آن بود که مسخر  
به عاست و بر من بدل کرد و دیگر بار اندک پادان عظیم بر دمی قراره بیدم و  
سرای زمستان مرا غلبه کرده بود و مرتبه بر من تر شده بود و بیهوشی قراره شدم رص ۱۸۸  
و مرا اندک آنجا گذاشتند و بر یکدی و به دیگری و سه دیگر مسخر چنان فایز شدم و  
سرا بر دل من قوت گرفت تا با آن گریه اندک آدم و دامن خود بدان آتش اندک کشیدم  
و خود آن بر تن من برآمد و جامه و رویم بپا شد آن شب نیز برادر خود رسیده  
بودم و من که علی بن عثمان الجلالی اسم رضی الله عنه دینی واقعه افتاد و بسجاده  
بجاهت کرم امید آن را که واقعه حل شده شد و دینی پیش ادای مرا اذان مجلس  
واقعه افتاده بود بگذاشتند و بیدید رحمة الله علیه مجاور شدم و دوم تا حل شد این بار نیز  
قصه آنجا کردم و سه ماه بر سر تربت او مجاور شده بودم تا حل شد و هر روز  
به غسل می کردم و سی طهارت امید گفتن این واقعه را البته حل شد بر عاستم و

ص ۸۸

قصه سفر خراسان کردم اندکای ولایت ششی به کیش و بی فغان رسیدم که آنجا خانقاهی  
بود و جماعتی از متصوف و من رفته خشن داشتم بخت و از آن اهل رسم با  
من هیچ چیز بود بجز عصا و روزه بپوشم آن جماعت سخت حقیر نمودم و کس مرا  
نداشت ایشان بکلمه رسم می گفتند که این از ما نیست و راست چنان بود که ایشان می  
گفتند که از ایشان بوم اما آن شب لابد بود آمد آن های بدون مرا به پای  
بنشاندند و خود به نام بدتر از من بر نهند و من بر زمین خشک تان سبز گشته  
پیش من نهادند و من بوی از آنها که ایشان می خوردند می کشیدم و با من سخن بطرف  
(من) می گفتند که نام چون از طعام فاسد شدی خوردن می خوردند و بدست  
آن به من می آمدند می انداختند به وجه بخت حال خود و اشتیاق من و من به دل خود  
می گفتم که به خدا یا اگر نه آنست که همه دوستان تو دارند و آقا من ایشان این  
نکبیزی و هر چند که آن طعن ایشان بر من زیادت می شد دل من اندک  
خوشر می گشت تا بکشیدن آن به آن دانه به من ملل شد و اندک وقت  
برانستم که مشایخ بمقابل را از برای چه اند بهمان خود راه داده اند و به  
ایشان از برای چه می کشند ایست احکام امت تمام می تحقیق آن که پیدا کردم  
به توفیق الله تعالی و الله اعلم

ص ۸۹

## باب فی ذکر ائمتهم من الصحابة رضی الله عنهم

اکون طرفی یاد کنم از احوال ائمه ایشان و از صحابه که پیشرو ایشان بوده اند  
ائمه معصومات و قدوة ایشان سادات انعام و قدوة ایشان ائمه احوال از پس انبیاء  
از سابقان اولین از صحابه و ائمه تا سیکدی بود مر اشیات مراد ترا انشاء الله عز  
وجل

مهم شیخ الاسلام و از بعد ایمیای غیر الانام غلیظه پیغمبر و امام و سید اهل  
تجرب و شاه شاه اذاب تزیید و از آفات انسانی بید امیر المؤمنین ابوکر بعد از  
بن عثمان المصطفی رضی الله عنه که وی را کرامات مشهور است و کیات و دلایل  
ظاهر اند معصومات و حقان و ائمه بابا تفوت طرفی از مدکار دی گفته شده  
است و مشایخ ص ۱۹۰ دی را مقدم ادبای شادانت داشته اند مر قلت  
حکایت و مدائش را و عمر را رضی الله عنه مقدم ادبای مجاهدت نهند مر  
صلابت و معائنش را و اندک اخبار صحاح مسطور است و اندک بیان اهل علم  
مشهور که چون وی بشب نماز کردی قرآن نرم خواندی و چون عمر نماز کردی  
بند خواندی رسول صلی الله علیه وسلم از ابوکر رضی الله عنه پرسید که چرا نرم  
طرازی گفت اسمع من اتاجی و آنچه می دانم که از من غایب نیست و نزدیک

ص ۹۰



صبح دی نرم خواندن و بلند خواندن هر دو یک است و از عمر رضی الله عنه پرسید  
گفت لفظ الوستان ای اناسم و اهل الشيطان این نشان از مجاهدت داد و آن  
نشان از مشاهدت و مقام مجاهدت اندر جنب مقام مشاهدت چون قطره بود اندر  
بحری و از آن بود که پیغمبر صلی الله علیه و سلم گفت هل انت الا حسنة من حسنات  
ابی بکر چون عمر حاضر بود از حناش او بگریه که عوا اسلام بود نظر کن تا  
عالمیان بگرد باشند از وی می آید که گفت حارثا ثابته و احوالنا عادية و الناسنا  
معدودة و کسبنا موجد سرای ما گذشتن است و احوال ما اندر وی عاريت و  
نفسای ما بشمار و کاهل ما تا هر پس سعادت سرای غانی از بمل باشد و افتاد بر  
حال عاريتی از بمل و شول را به انفس معدود تحول از غفلت و کاهل ما دین  
خواندن از بقی که آنچه عاريت بود باز خواهند دین ۱۹۱ و آنچه گذشته بود تواند  
و آنچه در عدد آید آید برسد و کاهل را خود داردی نیست نشان داد و از رضی  
الله عنه که دنیا و دنیائی را چندان خطر نیست که خاطر را بدیشان مشغول باید کرد  
که هرگاه که بقانی مشغول شوی از باقی محبوب گردی چون نفس و دنیا محجب  
طالب آید از حق دوستان او از هر دو اعراض کردند و چون دانستند که عاريت  
ست و عاريت از آن کسان بود تعرفت از ملک کسان کوتاه کردند و علم از  
وی می آید که گفت اندر بنماش اللهم البسط لی الدنیا و تعدنی لبعثت  
گفت که دنیا پر ما فراخ گردان آنگاه مرا از آفت آن نگاه دارد و اندر تحت این  
دست است یعنی تحت دنیا پر تا شکر آن کنیم آن گاه توفیق آن ده تا از برای  
تو دست از آن بایم و روی از آن بگردانم تا هم صبر شکر و اتفاق داشته باشیم  
و هم مقام صبر تا اندر فقر مضطر نباشیم که فقر مرا با اختیار باشد و این راه  
ست بران پیر سعادت که گفت آنکه فقرش با مضطر بود تا متر از آن که  
با اختیار بود اگر با مضطر بود این صنعت فقر بود و اگر با اختیار بود فقر صنعت  
وی بود و چون کسب وی از طلب فقر منتقل بود محتر از آن که بتکلف خود

ص ۹۱

با درجی سازد گریم که صنعت فقر ظاهرتر آنگاه بود که اندر حیل غنا اداوت فقر بر دوش  
مستولی شود و چندان عمل کند که با از محبوب آید و در فقرت او باز نتواند  
آن دنیا ست نه آنکه باشد حاج فقر خواست غنا بر دوش مستولی شود چندان فعل کند  
که با از برای دفع بخت و بدگاه قله و سلاطین باید شد صنعت فقر آن بود که  
از غنا فقر افتد نه آنکه اندر فقر طلب بیاست کند و صديق اکبر رضی الله عنه مقدم  
هیچ غلابی ست از پس انبیا صلوات الله علیهم اجمعین و روا باشد که کسی قدم  
اندر پیش وی نهد و وی مقدم گرداند فقر با اختیار را بر فقر با مضطر و جمله  
شیخ متعزز برین منصب اند الا آن یک پیر که یاد کردیم و بخت و متلاش  
ما و مذ بر وی بیاموزیم آنگاه موکد گردانید این را بقول صديق اکبر رضی الله عنه  
و دلیل واضح کرد و زهری از وی روایت می آید که چون وی را خلافت بیعت  
کرد وی بر مبر شریه خلیفه کرد و اندر بهمان خلیفه گفت و الله ما کنت بحریصا  
على الامامة يوما و لا ليلة قط و لا کنت یحبا داعیا و لا سألها الله قط فی مسود  
علانية و مالی فی الامامة من حاجة بخدی که من بر دارم و حق نیستم و نبودم  
و هرگز روزی و شی را داده آن بر ولم گذر نکرد و مرا بدان رغبت نبود و از  
غای تعالی اندر خواستم بستر و علایه و مرا راحت اندران نیست و چون بنده را  
ندای حق و حق بکمال صدق برساند و بمل تمکین مقرر کند دین ۱۹۲ و منتظر دارد حق  
باشد تا بر چه صفت آید وی بران صنعت می گذرد اگر قران آید فقیر باشد و  
اگر قران باشد امیر باشد اندرین فقرت و اختیار کند چنانکه صديق رضی الله عنه اندر  
ابتدا و اندران نیز بجز تسلیم نه دردد چنانکه وی رضی الله عنه اندر انتها پس اقتدای  
این طایفه تجرد و تمکین و حوس بر فقر و تنفی بزرگ بیاست بدست از بود آنکه  
امام دین هر مسلمان دینست عام و امام اهل این طریقت دینست و خاص رضی الله عنه  
و بنعم سرهنگ اهل ریان و صعلوک اهل احسان امام اهل تحقیق و اندر  
بحر جنت غرق او حص عمر الخطاب رضی الله عنه بود که دی را کرامات مشهور

ص ۹۲

ص ۹۳





و تسلیم امور و اغراض اندر عبادت بولیت و دی بر حقیقت امام حق است اندر حقیقت و  
و شریعت و تربیت و دی - الله دوستی حق ظاهر است رضی - الله عنه از خواه  
و منعم و نیز برادر مصطفی و غریق بحر بلا و حریق نار و ملا و مقتضای علم اولیا  
و اصفا ابرار حسن علی بن ابی طالب کرم الله وجهه او را اندرین طریقت نشان عظیم  
و درجه رفیع بود و الله دقت عبارات از اصول حقایق حلی تهم داشت تا حدی که  
همیند رحمت الله علیه گوید در حق وی شیخنا فی الاصول و البلاء علی المرتضی رضی الله عنه  
شیخ ما الله اصول و اندر بلا کشیدن علی مرتضی است (ص ۹۷) یعنی امام ما الله علم  
و معالجات این طریقت علی است از آنچه علم این طریقت را اصل این اصول گویند و  
معالجات طریقت بجمعه خود بلا کشیدی ست می آرند که یکی بزرگبک دی آمد و گفت  
یا امیر المؤمنین مرا وصیتی کن دی گفت لا تجس کنه شغلک باهلك و ملوک فان  
یکون اهلك و ولدک من اهلک الله تعالی غای اهلک لا یصلح العیالیه طاعت  
کافرا. اعداء الله فاما هتک و شغلک لا عداد الله مگر تا شغل زن و فرزند را مهم ترین  
اشغل نگردانی که اگر ایشان از دشمنان خدا خدایتان خود را مانع نکند و اگر  
دشمنان خدایتان اعداء دشمنانی دی چرا داری و تعقیب این مسئله انقطاع دل بود از  
دین حق تعالی که دی بندگان خود را چنانکه خواهد می دارد هرگاه که یقین  
تو صادق بود چنانکه موسی صلوات الله علیه و خضر شیب را به حالتی هر چه  
موجب تر بگذاشت و بخداوند تسلیم کرد و ابراهیم هاجر و اسمعیل را به  
داشت و برادری غیر ذی نفع بود و بخداوند تسلیم کرد و مر ایشان را اکبر  
شغل خود تساختند و همه دل اندر حق بستند تا مراد دو جهانی بر آمد الله  
حال بی مراد تسلیم امور بخداوند عز و جلی و مانند صفت این سخن چنانکه  
علی گفت کرم الله وجهه مر سالی را که از دی پدید بود که پاکیزه ترین  
کسب صا بهیت گفت غناء انقلب باق به هر دل که بخداوند تعالی توانگر باشد  
نیستی دنیا دی را در پیش نکند و به هستی دنیا شادی (ص ۹۸) نیاید و حقیقت

ص ۹۷

این فقر و صفت باز گردد و ذکر آن گذشته است پس اصل این طریقت اقتضا کند  
بدو اندر حقایق عبارات و دقائق - آثار و تجرید از معلوم دنیا و آخرت و نظاره  
اندر تفسیر حق و لطایف کلام دی بیش اذان ست که بعد از اندر آید و در صوب  
من اندرین کتاب اختصار ست و الله اعلم.





بنده مختار است اندر کسب خود بمقدار استطاعت الهی خدای عز و جل و باین میان  
قدر و جبر است و مراد من ازین نام بیش ازین یک کلمه نبود اما جمله بیادرم که سخن  
سخت فصیح و نیکو بود و این جمله را بدان بیادرم که دی کرم الله وجهه اندر علم  
حقایق و اصول هدایتی بوده است که اشارت در (۱۰۱) حسن بصری رضی الله عنه بهمانش  
الله عظیم بود بوده است و اندر حکایت یافتیم که اروای اندر آمد از بادیه و حسن رضی  
الله عنه بر در سرای خود نشسته بود اندر کوزه و حسن را دهنم داد و مادر و پدرش  
را نیز و وی بر عاقبت و گفت یا اروای اگر گریه گشته و یا انشته شده یا ترا چه  
ربیده است و وی می گفت تو چنین و او و پدرت چنین حسن رضی الله عنه غلام  
را فرمود تا یک باره نیم بیرون آورد و بداد و گفت یا اروای صدود داد  
که اندر خانه بود این نامه است و الا ان تو در هیچ نه باشی چون اروای این  
سخن بشنید گفت اشهد انک ابن رسول الله صلی الله علیه و سلم من گرامی می دهم  
که تو پسر پیغمبری و من اینجا بقره علم تو آمده ام و این صفت معتقدان  
مشایخ باشد که مدح و ذم خلق بنزدیک ایشان یکسان بود و بجفا گفتن متغیر  
نشود

و هشتم و نیز شمع اهل علم و از جمله علایق مجتهدین زمام خود را به عبد الله  
الحسین بن علی بن ابی طالب رضی الله عنهما از مشتقان بویا بود و قبلاً اهل معنا  
و قلیل کلام و اهل این قصه بر درستی حال دی اتفاق شد که تا حق  
ظاهر بود مرستی را شایع بود و چون حق مفقود شد شمشیر بر کشید و تا جان عزیز  
خدای خداوند کمالی نکرد نیامید و رسول را صلی الله علیه و سلم اندر وی نشان های بود  
که او بدان مخصوص بود چنانکه عمر بن الخطاب رضی الله عنه روایت در (۱۰۲) کرد که  
روزی بنزدیک پیغمبر صلی الله علیه و سلم اندر آدمی دی را دیدم که حسین را بر پشت  
برادر خود نشاند و او را رفته اندر دکان خود گرفته و یک نفر رفته بدشت حسین  
داده تا حسین می نامد و وی از عقب حسین می رفت بر اوها چون آن دیدم

ص ۱۰۱

ص ۱۰۲

گفتم نعم اجعل جملک یا ابا عبد الله پیغمبر گفت صلی الله علیه و سلم نعم لولاک هو یا  
حمد و وی را کلام لطیف است اندر طریقت حق و درود بسیار و معانیات نیکو و  
از وی می آید که گفت اشفق الاخوان علیک و ینک شیفن ترین بداران تو می تو  
دین تست از آنچه نجات نمود اندر متابعت دین بود و عاقلش اندر مخالفت آن پس  
مرد خود مدد آن نمود که بفرمان مشتقان بود و شفقت ایشان بر خود بیاید و بر  
متابعت ایشان نرود و بمقادیر آن بود که نصیحت نماید و بر شفقت بحدود خود اندر  
حکایات یافتیم که روزی مردی بنزدیک دی آمد و گفت یا پسر رسول خدای من  
مرد درویشم و اطفال دایم مرا از تو وقت امشب می بایه حسین دی را گفت  
بنشین که تا ما در باری در راه است تا بیاریم بسی به نیاید که پنج خمره از دنیا  
بیارند از نزد حاکم اندر هر خمره هزاره دینار و گفتند که حاکم از تو بپرسد  
می بخواهد و می گوید که این مقدار اندر او چه کمتران صرف باید کرد تا به او اثر بماند  
نیکوتر داشته آید حسین رضی الله عنه اشارت بدان درویش کرد و آن هر پنج  
خمره بداد و از وی قدر خواست که بس ویر نامدی و این بس و بی خطر  
عطائی بود در (۱۰۳) که یافتی اگر من دانستی که این مقدار است تا انتظار نرودی  
ما را مدد بخار که تا از اهل بلائیم و از هر راحت و دنیا باز نماند و مرادهای  
خود گم کرده و زندگانی برادر دیگران می باید کرد و مناقب دی از آن مشهور تر  
است که به هیچ کس از امت پوشیده باشد رضی الله عنه

و نهم و نیز داشت نبوت و چرخ امت بیده مظلوم و امام مرموم و بن  
عبد و شمع الاتقاد ابو الحسن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب کرم الله  
وجهه اکرم و اجد اهل زمانه خود بود و وی مشهور است بکشف حقایق و نطق  
دقیق و از وی پرسیدند که سید ترین دنیا و دین کیست گفت من اذا رضی لعل  
بجمله دهاء علی الباطل و اذا سقط لعل یختره من خطئه عن الحق آنکه بر باطل  
راضی نمود چون راضی بود و خشمش از حق بیرون نیاید چون به خشم بود و این از

ص ۱۰۳

اوقات کمال منتظران بود از آنچه رضا دادن بیاصل باطل بود و دست داشتن از حق زهر  
 حال خشم هم باطل و مومن مبطل نه باشد و نیز می آمد که چون حسین بن علی را  
 با فرزندان وی رضوان الله علیهم اندر کر بلا بکشند و بجز وی کس نماند که بر طوالت  
 یقیم بودی و بلا نیز بکای بود و امیر المؤمنین حسین رضی الله عنه را علی اصغر  
 خواندی و چون ایشان را در آتشوزان برهنه برشتی الله اکبر و پیش از بزیار من  
 مبارک اخوانه الله در آن ایام یکی گفت او را کیست اصیحتکم یا علی و یا اهل بیت  
 الرحمة (ص ۱۰۴) حال اصیحتا می توانی تذکره قور مومنی من آل عربی پس بقوت  
 انبادهم و یستقیم نسادهم فلا ندی صابحا من مسونا و هذا من حقیقة بلاهنا  
 بامداد تان پیکر بود یا علی و یا اهل بیت رحمت گفت بامداد ما از بجای  
 قوم خود چون بامداد قوم موسی از برای قوم فرعون که فرزندان ایشان را بکشند  
 و بکاین ایشان را بزدند کردند تا به بامداد می شناسیم و به شایگاه و این  
 از حقیقت بلای است و ما مر خداوند را شکر کنیم بر نعمت های وی و  
 صبر کنیم بر بلاهایش و اندک حکایت است که هشتم بن بعد الملک بن مردان  
 سالی حج که خاور را طواف می کرد بواسطه تا جو الاسود را بپوشد از رحمت  
 خلق راه یافت آن گاه راه را می رسید و غلبه کرد اندکان همان زمین العابدین علی  
 بن الحسین رضی الله عنهما مسجد الله آمد با روی مغرور و خدی مژور و جامه معطر و  
 ابتدای طواف کرد چون بزرگیک حجر الاسود فرا رسید مردمان سر تعظیم او را حوالی  
 حجر را خالی کردند تا وی مر آن را بپوشد مردی از اهل شام چون آن هیئت  
 بدید با هشام گفت یا امیر المؤمنین ترا بجز راه ندادند که امیر المؤمنین تویی آن  
 جوان توب روی که بود چون پیاده مردم بزم از حجر الله رسیدند و آن حجر مر  
 و را خالی کردند هشام گفت من وی را شناسم و مراد وی بدین آن بود که تا  
 اهل شام مر او را نشاند و بدو تویی گفتند و بامارت وی رغبت نمایند  
 (ص ۱۰۵) فرزدق شاعر آنها استاد بود گفت من او را یک شناسم گفت

ص ۱۰۴

ص ۱۰۵

آن بکست یا ا لزل ما را تجربه کرد سخت میباید جوانی دریم فرزدق گفت شما  
 غرض دارید تا من غل و صفت و نسبت وی بگویم فافشاء فرزدق بقول  
 هذا الذي تعرفون البطاء وطائفة هذا البيت يعرفه قال لعل وللمرور  
 هذا ابن خيرة عباد الله كلهم هذا التقى التقى الطاهر العلم  
 هذا ابن فاطمة الزهراء و يحكم و ابن الوصي على خيركم قدوم  
 یعنی الى قمره العز التي قصرت عن تعلمها عرب الاسلام والهم  
 اذا دلته قريش قال فاشلها الى مكاهر هذا ينتهي الكور  
 من بعده و ان فعل الانبياء له فضل الله و انت له الاسم  
 ينفق نور الدجى عن نور طلعته كاشش ينجاب عن اشراقها الظلم  
 يحكاه بمسكه عرفان داحته ركن الخطير اذا ما جاء يستلم  
 يغضى حيل و يغضى من مهائنه شما يصكلم الا حين يتبشتر  
 في حقه خبيرات و يحما عبق من كفا اسروح في عريشه ششم  
 مشتقة من رسول الله تيمنه طابت عناصمها والقيم والشيم  
 فليس قولك من هذا بضاد حارة العرب تعرف من الكوت والهم  
 كلتا يديه غياث هم لنفسهما لستوكفان ولا يعرفوننا السلام  
 هم البقية بالاحسان فانتشمت عنه النهاية والاملاق والظلم  
 لا يستطيع جواد بعد غايتهم ولا يدانهم قور و ان كرموا  
 هم البقية اذا ما انزمت والاسد اسد الشرق والياس يعجزون (ص ۱۰۶)  
 مهمل الحقيقة لا يفتشى بواذرة و فيه اثنان عن الخلق والشيم  
 من معشر جهم دين و بعضهم حكاه و قربهم مفعلا و مستعم  
 ان عذ اهل التقى كانوا الشهم اوقيل من خير اهل الارض قيل هم  
 لا ينقص الجسد بسطا من انهم سببان ذلك الشور اذان عذ صوا  
 الله فقتله قورما و شتره جوى يذلك في لوجه العتلم

ص ۱۰۶



لَا يَسْتَطِيعُ جَوَادُ بَدَا غَايَتِهِمْ      وَلَا يَمَانِيهِمْ قَوْمُ دَانِ كَبِيرِ  
 مَقْدَمُ بَعْدَ ذِكْرِ اللَّهِ ذِكْرُهُمْ      فِي كُلِّ بَدْوٍ غَنَوْرَةً إِلَى كَلِمَةٍ  
 مَنْ يَعْرِفُ اللَّهَ يَعْرِفُ أَوْلِيَتَهُ      هَذَا الَّذِينَ مِنْ بَيْتِ هَذَا مَالَهُ الْهَمِ  
 إِلَى الْقِيَامَتِ لَيْسَتْ فِي نَقَابِهِمْ  
 لَدَائِلُهُ هَذَا أَوَّلُهُ نَعَمْ

و الله این و الله روح دی بیتی چند گفت دی را و اهل بیت پیغامبر را علی  
 الله علیه وسلم بسیار بنمود هشتم با دی خشم گرفت و فرمود تا در را بسفین مجوس  
 کردند و آن حالت میان کتب و دی و این عمر بعینه چنانکه بود بدان سید  
 زین العابدین نقل کردند دی فرمود تا داداده هزار دهم بدو بروند و گفت او  
 را بگوئید یا فراس ما را معذور دار که ما محتاجیم و بیش ازین چیزی معلوم نداریم  
 که تو فرستادیم فردق آن یسم باز فرستاد و گفت ای پسر پنهان خدای من از برای یسم  
 برای سلاطین و امرا اشعار بسیار گفته ام و اندران بدایع دروغ آورده این ابیات فر  
 کفایت بعضی را اذان گفتم از برای خدا و دوقی فرزندان رسول چون پیغام باین العابدین  
 میرد گفت باز گوید و این یسم باز برید و بگوئید دس ۱۱۰۷ یا با فراس اگر ما را  
 دوست داری پسند که ما باز کردیم بدان چیزی که براده باشیم و از ملک خود بیرون  
 کرده آنگاه فردق آن یسم بشد و پذیرفت و مناقب آن یزد پیش اذان ست که  
 آن را جمع قرآن کرد

و منعم و نیز محبت بر اهل ماملت و برهان ارباب مشاهدت امام اولاد بنی  
 و گوید نسل علی (ع) و جعفر محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب الهامی فی  
 الله ختم و نیز گویند که کینست دی ابو جبر الله بود و بختب دی را باقر خوانندی  
 مخصوص بود بدقیق علوم و لطایف اشعار اندر کتاب خدای عز و جل دی را  
 کرامات مشهور بود و کیات از هر و براین اند و گویند که دوقی ملک یزد قصد  
 هلاک دی کس فرستاد و دی را بخواند چون بنزدیک دی اندر آمد از دی فر

ص ۱۰۷

خواست و هدیه داد و بنیکوئی باز گردانید گفتند ایها الملك قصد هلاک دی داشتی  
 کنن ترا با دی دیگر گود دیدیم حال چه بود دس ۱۱۰۸ گفت چون دی بنزدیک  
 من آمد آمد دو شیر دیدم یکی بر دست دی و دیگری بر چپ دی مرا می گفتند  
 که اگر تو بدو قصد کنی ما ترا هلاک کنیم و از دی روایت کردند که دی  
 گفت اندر تفسیر قول خدای عز و جل قَتْلُ يَكُونُ بِالسَّاهُوِّ وَ يُؤْتَى بِاللَّهِ فَتَقْتُلُ  
 اسْتَيْسَرَ لَكَ طَالَمَا كُنْتَ عَنْ شَتَاكَ عَنْ مَخَالَةِ الْحَقِّ فَهُوَ طَائِفُكَ بَارِ وَارِعُهُ تُو از  
 مطالعه سوت طاعت تست بگر تا بچه چیز عجوبی بدان حجاب از دی باز مانده  
 ترک آن حجاب بگری تا بکشت اندر دسی و محب و ممنوع نه باشی و ممنوع  
 ما نباید که دوی تربت کند و از خواق دی یکی روایت کند که چون از  
 شب لغتی بشدی و دی از او داد فارغ گشتی آواز بلند بر گرفتی بناجات  
 گفتی الهی و بشدی شب اندر آمد و ولایت تصرف ملک بر سر آمد و شایگان  
 بر آسمان صویبا شدند و خلق بجهل بختند و تا پیدا شدند صورت مردمان پیار امید  
 و چشم نشان بخت و مردمان از در خلق دیدند و بر اقیه آرمیدند و باستانی  
 خود نمفتند و با اقیه در های خود اندر بستند و باساتان بر گماشتند و آسمان  
 که بدیشان حاجتی داشتند حاجات غریب خود گذاشتند تو بار خدایا زنده و پائیده  
 و پینده و داننده و خودون و خواب بر تو روا نیست و آنکه ترا  
 بدین صفت تشابه هیچ شمت را سزاوار نیست ای آنکه چیزی مر ترا از چیز دیگر  
 باز ندارد و شب و روز اندر بقای تو خلل نیارد و در های رحمت تو گشاده  
 است بر آنکه دس ۱۱۰۹ ترا وفا کند و غرضیات و جمل خدای است که بر تو  
 شایع گوید تو آن خداوندی که در سایل بد تو روا نباشد آنکه دعا کند اند مومنان  
 بر درگاحت سایل ما باز دارند نباشد از خلق زمین و آسمان بار خدایا چون  
 مرگ و گور در حجاب را یاد کنیم چگونه دل را دنیا شاد کنیم و چون خواندن  
 نامه را یاد کنیم چگونه ما چیزی از دنیا قرار کنیم و چون ملک الموت را یاد

ص ۱۰۸

ص ۱۰۹

کنیم چگونگی از دنیا بخواهیم برگردیم پس از تو خواهیم انداخته ترا دانم و از تو بخواهم انداخته  
 ترا می توانم راجع انداخته حال من بی عذاب و عیشی اندر عذاب بی عقاب گرامت  
 گردان این همه می گفتی و می گفستی تا شبی او را گفتم یا سیدی و بیله آگاهی  
 چند گری و تا که خودی گفت ای دوست یعقوب را یک پسر گم شد چندان بگریست  
 که چشم صافش سفید گشت و من هرزه کس با پدر خود یعنی حسین و قتیان که گم  
 کرده ام کم ازان باری نباشم که اندر فراق ایشان چشمها سفید کنم و این مناجات بر حضرت  
 سید الفصح است اما ترک تطویل را معافی آن بیادرم تا مکرر نشود و  
 باز بجای دیگر **الحمد لله رب العالمین**

و منعم و نیز یوسف است و جمال طریقت و معبر معرفت و مژگان معرفت  
 ابو محمد جعفر صادق بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی الله  
 عنهم اجمین عالی حال و بیکو سیرت اوداده آراسته ظاهر و آحادان معرفت و دی  
 را اشارت جمید است در ۱۱۰ اندر همه علوم و مشهور است بدقت کلام و دقت  
 معانی اندر بیان مشایخ رضی الله عنهم و دی اما کتب معروف است اندر بیان  
 این طریقت از وی روایت می آید که گفت من عرفت الله اعرفی مما سواه  
 عارف معرفت بود از غیر و منقطع از اسباب انداخته معرفت وی عین نکریت بود که  
 نکریت جو وی از معرفت وی بود و معرفت جو وی نکریت وی پس عارف از  
 از خلق و خلقت وی گشته باشد و بعد پیوسته بغیر علی اندر دلش مقدار آن نباشد  
 تا ندیشان التفات کند و با وجود ایشان چندان خلوه نه که اندر خاطر ذکر ایشان  
 را معتد کند و علم از وی روایت می آید که گفت لا یصلح العبادۃ الا بالتوبة  
 لان الله قد غفر التوبة علی العبادۃ قال الله تعالی انکافوا لی الذین یؤمنون بالمعادۃ  
 بتوبه راست نیاید تا خداوند مقوم کرد توبه را به عبادت انداخته توبه عبادت مقامات  
 است و عبادت مقامات آن در چون خداوند تعالی ذکر عابدان یاد کرد بتوبه فرمود  
 و گفت لا یصلح العبادۃ الا بالتوبة رسول الله صلی الله علیه و سلم یاد کرد عبادت

ص ۱۱۰

یاد کرد و گفت فادعی الی عبده ما ادعی و اندر حکایات یافتیم که داد و حالی چنه  
 الله علیه بنزیک دی آمد و گفت ما پسر رسول خدا می آمدیم که سولم بیاه  
 شد دست گفت یا ابا سلیمان تو شاهد امانت خویشی ترا به چند حاجت باشد  
 گفت ای فرزند پیاپی شما ما بر همه خلایق فضل است و چند در ۱۱۱ دادن  
 تر هر چه را واجب است گفت یا ابا سلیمان من اذن می توهم که بقیامت  
 بد من اندر آید که چرا حق متابعت من نگذاردی و این کار به نسب  
 میج و نسبت قوی نیست این کار بمعاملت خوب است اندر حضرت حق تعالی  
 داد و حالی فرا گریستن آمد و گفت یا خدا یا آنکه بخون یلینت دی از آب  
 بروت است و ترکیب طبیعت وی از اصول برهان و حجت هدایت رسول است  
 و مادرش بتول است وی برین جبرانی است داد که باشد که او بمعاملت خود  
 موجب شود و هم از وی می آید که مدعی نشسته بود با نوالی خود و مر ایشان  
 را می گفت بیایید تا بیعت کنیم و عهد گیریم که هر که از بیان ما رستگاری  
 یابد اندر قیامت همه را شفاعت کند گفتند یا ابن رسول الله صلی الله علیه  
 و سلم ترا شفاعت ما چه حاجت است که بعد از شفیع هر خلقان است وی گفت  
 من با این افعال خود شرم دارم که به قیامت اندر وی بد خود مگرم و این  
 جمله رویت یعقوب نفس خود است و این صفت از اوصاف کمال است جمله  
 مشکلمان حضرت خداوند برین اوصاف از انبیا و اولیا و رسل که رسول گفت صلی الله  
 علیه و سلم اذا امد الله بعد خیرا یقتضی بحیوب نفسه و هر که از روی تواضع  
 عبادت سر فرود آورد خداوند تعالی کار وی اندر دو جهان بلند به آورد و اگر  
 جمله اهل بیت ما رضی الله عنهم یاد کنیم و مناقب هر یک بر شمریم این  
 کتاب عمل آن کند این مقدار کفایت است مر هدايت قوی ما که عقل ایشان  
 ما لباس ادراک باشد از مریدان و مکرران این در ۱۱۲ طریقت اکنون ذکر  
 اصحاب مقدم رسول صلی الله علیه و سلم بیایم بر سبیل ایجاز و اختصار اندین کتاب

ص ۱۱۱

ص ۱۱۲



و ما پیش ازین کتابی ساخته ایم و مر آن را محتاج الیین نام کرده است. ان شاء الله  
مقابله هر یک آمده تفصیل آید اینجا اسامی و کتابی مقدم شان بیاریم که مقصود  
تر از آنکه الله به حصول پیوندد و الله اعلم و بالله التوفیق.

## باب فی ذکر اهل الصفة

بدانکه است مجتمع اندر یک پیغامبر را صلی الله علیه وسلم گویی بودند  
از صحابه که الله رسوله و الامم بعده اند و بیتی از هدایت با و دست از  
دنیا داشته بودند و از کسب احوال کرده و خدای عز و جل از برای ایشان  
عقاب کرد و گفت وَلَا تَحْزَنُوا الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدُوَّةِ وَالْقَنُوتِ يُبَيِّنُ اللَّهُ  
دَرْجَتَهُمْ وَ كِتَابُ هَذَا بَعْثَ إِلَيْهِمْ إِيَّانَ تَالِقِ سِتِّ وَ پِغَامِبِرِ رَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
اندر ایشان اخبار بسیار است که با رید است و ما طریقی از ذکر ایشان انداخته  
ازین کتاب گفته ایم و این بواسطه رضی الله عنه روایت کند از پیغمبر صلی الله علیه  
وسلم گفت رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَصْحَابِ الصِّفَةِ فَرَأَى خُفْرَهُمْ وَجْهَهُمْ  
وَ طَيَّبَ قُلُوبَهُمْ فَقَالَ ابْشَرُوا يَا أَصْحَابَ الْحَقَّةِ فَمَنْ يَقِي مِنْ أَسْتَقَى عَلَى الْمَنَةِ الَّذِي  
اسْتَقَرَّ عَلَيْهِ وَاضِيًا بِمَا فِيهِ فَاقْلَهُ مِنْ نَفَقَاتِي فِي الْحَقَّةِ مَعْنَى إِنْ تَبَرَّأْتَ أَنْ يَكُونَ  
بِغَيْرِ صِلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّانَ مَكْشُوفَةً وَ مِنْ إِيَّانَ مَا بَدِيءَ بَالِيَتُو وَ خَرَمِي  
دل ایشان آمد فقره در ۱۱۳ و مجاهدت بدید و گفت بشارت مر شما را و آنکه  
از پس شما بیایید بصفت شما و الله فقر خود بوضی باشند و ایشان نیز از  
رفیقان من باشند

از ایشان یکی منادی حضرت جبار و گزیده عهد مختار طالع ریح رضی الله عنه و دیگر دوست خداوند داور و محرم احوال پیغمبر صلی الله علیه و سلم ابو عبد الله سلمان الفارسی رضی الله عنه و دیگر سرهنگ مساجر و انصار و متوجه رضوان خداوند جبار ابو حمزة بن عامر بن حمد الله الجراح رضی الله عنه و دیگر گویده اصحاب و تربیت ابواب ابو ایمنان عامر بن یاسر رضی الله عنه و دیگر گنج علم و خزانة علم ابو مسود حمد الله بن مسود القدلی رضی الله عنه و دیگر متکبر درگاه حرمت و پاک از عیب و آفت عقبه بن مسود برادر حمد الله رضی الله عنه و دیگر سالک طریق عزت و مرضی از معایب و زلت مقداد بن الاسود رضی الله عنه و دیگر داعی مقام تقوی و راضی بیلا و بوی جناب بن الارث رضی الله عنه و دیگر قصه درگاه رضا و طالب بارگاه بقا اندر فی شعیب بن عثمان رضی الله عنه و دیگر حویر درج سعادت و بحر قناعت عقبه بن غزوان رضی الله عنه و دیگر برادر فادق عرض از کرمین و مخلوق دید بن الخطاب رضی الله عنه و دیگر خداوند مجاهدات الله طلب مشاهدات ابو کبشه عمل پیغمبر صلی الله علیه و سلم و رضی الله عنه و دیگر عویذ و تائب و از کل خلق بحق تعالی آتش دهن ۱۱۳ ابو المرثد کتاه بن الحصین القندی رضی الله عنه و دیگر عامر طریق تواضع و سپرده محمد تقاطع سالم مولی عذیقه الیمانی رضی الله عنه و دیگر غایت از عقوبت و عارب از طریقت مخالفت سکاشه بن الحصین رضی الله عنه و دیگر زین مساجر و انصار و یزد بنی قار مسود بن ریح المقاری رضی الله عنه و دیگر اندر زهد مانند عیسی و اندر شوق بدرجه مولی ابو ذر جندب بن جنادة القفاری رضی الله عنه و دیگر حافظ اناس پیغمبر صلی الله علیه و سلم و مر خیرات ما در خود برادر حمد الله بن عمر رضی الله عنه و دیگر اندر استقامت یقیم و اندر متابعت مستقیم صندوق بن یحیی رضی الله عنه و دیگر صاحب همت و خالی از قناعت ابو دردا عبید بن عامر رضی الله عنه و دیگر متعلق درگاه رجا و گزیده رسول پادشاه ابو بنایه بن جند الله رضی الله عنه و دیگر یکمای بحر اشراف

در تزلزل ما صحت حمد الله بن بدر الجعفی رضی الله عنهم و من یحبهم رضی الله عنهم و اگر حمد ایشان را یاد کنیم کتاب دوازده و شیخ ابو عبد الرحمن محمد بن یحیی السلی رضی الله عنه که نقال طریقت و کلام مشایخ بوده است تالیفی کرده است مر اهل صفه را رضی الله عنهم مقد و مناقب و فضایل و اسامی و کنای ایشان بیآورده اما مسلح بن اثاث بن بناد ما از جمله ایشان گفته است و من بدل او را دوست تمام که ابتدای الکاب اسم المأمینن عایشه رضی الله عنها وی کرده بود اما ابو هریره و ثوبان رضی الله عنهما و معاذ بن الحارث و سائب بن زیاد و ثابت بن دویله و ابو جیس عوفیم بن ساعد و مسلم بن عبید بن ثابت و ابو الیسر کعب بن عمرو و حبیب بن منفل و حمد الله بن انیس و حجاج بن عمرو الاسلمی رضی الله عنهم همچنین از جمله ایشان بودند گاه گاه بسببی تعلق گردیدی اما همه در یک درجه بودند و بحقیقت قرن مصابه غیر قرون بود و اندر همه درجه که بودند از دقتی بهترین و فاضل ترین همه خلق بوده اند از بعد از آنکه خداوند تعالی ایشان را محبت پیغامبر صلی الله علیه و سلم الهادی داشته و اسرار ایشان از جمله محبوب نگاه داشته چنانکه پیغامبر گفت صلی الله علیه و سلم خیر القرون قری فی الدین یونهم ثم الذین یونهم الحديث و خداوند گفت وَاشَاقُونَ الْاَكْلُونَ مِنَ الْمُطْلُوعُونَ وَ الْاَشْمَاءُ الذِّیْنَ اَشْبَهُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ و اکنون ذکر بعضی از تابیین اندین کتاب اثبات کنیم فایده تمام تر شود و قرون یکدیگر متصل باشد این شد الله تعالی.



## پایب فی ذکر ائمتهم من التابعین

آنگاه است و صبح دین و وقت اربعین رضی الله عنه از کعبه مشایخ  
اهل بیت بود اندر محمد رسول الله صلی الله علیه و سلم بوده تا منزه گشت از  
دیدار پیغمبر صلی الله علیه و سلم بود چیز یکی بخله حال و دیگر حق والده و پیغمبر صلی الله  
علیه و سلم گفت مرصاه را رضی الله عنهم مردی است از قرن اوین نام که او را  
بقیامت هم چند گوسفندان در ۱۱۱۴ ربیع و محضر شفاعت خواهد بود ائمه ائمت  
من و مردی بمراد علی کرد رضی الله عنهما و گفت شما او را بپیشینید و دی مردی است  
پست و بیاد بالا شرفانی و بر پهلوی چپ دی چند یک دم سپیدی است که آن  
و پیشی است و برکت و دلش هم چنان و دی بود گوسفندان رسیدن محضر  
شفاعت باشد اندر ائمت من چون به پیشینش سلام می دهد برسانید و بگویند تا  
ائمت مرا دعا کند و چون عمر رضی الله عنه بعد وفات پیغمبر بمکه آمد و امیر المؤمنین  
علی کرم الله وجهه با دی بود اندر میان خلیفه گفت یا اهل بخت قوم اهل بخت  
بر خاستند گفت از قرن کسی هست میان شما گفتن بی قوی را بود فرستاده عمر  
رضی الله عنه خبر اوین از ایشان پرسید گفتند و ایست اوین نام که اندر زاد اینها  
نیاید و با کس صحبت نکند و آنچه مردان خوردند او نخورد و غم و شادی نداند

ص ۱۱۶

چون مردان بخندند او بگریه چون بگریه او بخندد عمر گفت دی را می خواهم گفتند  
بعوض است بنزدیک اشتران یا امیرین رضی الله عنهما بر خاستند و بنزدیک ای شدند  
دی را یافتند اندر نماز بنشستند تا قلم بر خاستند و در ایشان سلام گفتند  
نشان پهلوی دست چپ بر ایشان نمود تا ایشان را علوم گشت و از دی دعا  
خوانند و سدوم پیغامبر صلی الله علیه و سلم بود رسانیدند و بدعای ائمت دیمت  
کردند و زمانی پیش دی بودند تا گفت بنزد گشتید اکنون باز گردید که قیامت نزدیک  
ست آنگاه او را آنجا دیدند در ص ۱۱۷ که مر آن را باز گشتی نباشد من اکنون  
بر امتن بگم راه قیامت مشغولم چون اهل قرن باز گشتند او را حرمی و هاشمی  
پدر بهار آمد اندر میان ایشان دی از آنجا رفت و بگفت آمد و حرم بن میان ویرا  
روزی برید و از پس آن هیچ کس ندیدش تا بوقت نفن و حرم امیر المؤمنین علی  
کرم الله وجهه آن گاه بیاید و بر موافقت امیر المؤمنین علی کرم الله وجهه با اهلای  
دی روز حرم صغیر جنگ می کرد تا روز صغیر شهادت یافت عاشر حیدر و مات  
شهیداً رضی الله عنه از دی عدایت آمدند که گفت السلامه فی الوحدة سلامت  
اندر تنهایی بود از آنچه دل کسی که تنها بود از اندیشه غیر رسته باشد و اندر  
بجای احوال دلش از خلق زبید گشته تا از جمله ائمت ایشان سلامت یافته باشد  
دی از جمله ایشان بر تافته اما اگر کسی پندارد که وحدت تنها دینش بود حاصل  
باشد که تا شیطان را بلا دل کسی صحبت بود او نفس را اندر عدد دی سلطان  
تا دنیا و عقبی را بر نکرست دی گلد و اندیشه خلق را بر سردی کند بود  
هنوز وحدت نباشد زیرا که این چیز آرام باشد و با اندیشه آن هر دو یکی  
باشد پس آنکه دیده بود اگر صحبت کند محبت مزاحم وحدت دی نباشد و اگر مشغول  
بود و اگر دولت کند دولت سبب فراغت دی نگردد پس انقطاع از انس جز با انس  
نباشد آن را که با حق انس بود مخالفت انس دی را مضرت نکند و آن را که  
موانست انس بود انس را دلش در او گدازد نباشد و دی را اندر انس

ص ۱۱۷

ص ۱۱۸

حق خبر در کلام الودعة صفة جدا صاف سمع قوله تعالى آتيت الله بهنكم عتداً  
 و منعم و تيز شمع صفا و معدن دقا هرم بن بجان رضی الله عنه از بزرگان  
 طریقت بود و آنکه محالست حفظ وافر داشت و با صحابه کرام صحبت کرده بود قصد  
 کرد تا ابدین راه زیارت کند چون بقرن شد وی از آنجا رفته بود تا امید گشت  
 و بگر باز آمد خبر یافت که وی بکوفه می باشد بیاورد بپایانش تا آنکه دراز  
 آنجا بود و چون خواست که از آنجا به سوی مصر رود راه وی را یافت به  
 کاره فرات که طهرت می کرد مرتبه پوشیده بپوشش چون از کتافه بود بر آمد و  
 پیش شام کرد هرم پیش آمد و وی را سلام گفت وی گفت بیگ اسلام یا  
 هرم بن بجان گفت مرا بچه شناختی که من حرمم گفت عوفت صبی و صفا جان من  
 جان ترا شناخت زمانی بنشیند و مراد را نیز باز گردانید حرم گفت پیشتری با  
 من سخنان امیر چون گفت یعنی عمر و علی بنهم الله عنهما و روایت کرد مرا از عمر  
 و عمر از پیامبر صلی الله علیه و سلم که وی گفت انما الالحاح بالیقین و الحق امری  
 ما فی من کانت لهجته الی الله و رسوله فمجتبه الی الله و رسوله و من کانت هجته  
 الی دنیا لم یصحبها الی الاخرة یلتذ بها فیهجته الی ما هاجر الیه آنگاه مرا گفت عهک  
 بقلک بر تو باد بنگاه داشت دل از اندیشه غیر و این رس ۱۱۹ سخن را در معنی  
 بود یکی آنکه دل را متابع حق گردان بجاهدت دیگر آنکه خود را متابع دل گردان و  
 این دو اصل قوی است دل را متابع حق گردانیدن کار مریدان بود که از مکاره  
 تقوی و موانست هوا باز بماندش و اندیشهای نا موافق بدرجه از وی منقطع  
 گردانند و آنکه تدبیر صمت و حفظ امور و نظر اندک آیات حق بمنند تا محل محبت  
 بشود و خود را متابع دل گردانیدن کار کاظمان بود که حق تعالی دل ایشان را بند  
 بحال بنزد گردانیده است و از همه اسباب و همل برهانیده و بدرجه اعلی رسانیده  
 و خلعت قرب در بر ایشان افکنده و الطاب خود بران تجلی کرده و بمشاهدت و  
 قرب بدان نلی کرده آن گاه او تن را موافق دل گردانیده پس آن گروه پیشین

صاحب القلوب باشد و این گروه دیگر مغلوب القلوب و آنکه صاحب القلوب بود مالک  
 القلوب و باقی الصفة و آنکه مغلوب القلوب بود قانی الصفة باشد و حقیقت این  
 مسئله بدان باز گردد که خداوند عز و جل گفت إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمْ الْمُتَخَلِّصِينَ و  
 اندین ده قزات مست تعلیمین خوانند بکسر لام و تعلیمین خوانده اند بفتح لام و محض  
 قاعل بود باقی الصفة و محض مقول بود و قانی الصفة و این مسئله بجای دیگر  
 مشروح تر ازین بیایم انشاء الله تعالی و بحقیقت آنکه قانی الصفة باشند بزرگان  
 تر باشند که تن را موافق دل گردانند که دل های ایشان اندر حضرت حق محول  
 بود و اندر مشاهدت وی تعلیم اذن کرده که باقی رس ۱۲۰ الصفة باشند دل را  
 بتکلیف موافق امر گردانند و بنای این مسئله بر اصول صمد و مکر و مشاهدت و  
 مجاهدت باشد و الله اعلم بالصواب

و منعم و نیز نام معصود فرید دهر ابو علی الحسن بن ابی الحسین البصری رحمه  
 الله و گردشی کنیتش ابو محمد گویند و گردشی را سید دی با خدی و خطری  
 بزرگ است بنزدیک اهل طریقت و لطیف الاشارة بحدیث است اندر علم و محالست  
 و اندر محالست یا قلم که اعرابی بنزدیک دی آمد و وی را از صبر پرسید گفت  
 بر ده گون باشد یکی صبر اندر مصیبات و اندر بیایات و دیگر صبر از چیزهای  
 که خداوند تعالی ما را اذعان باز گشتن فرموده است و از متابعت آن نمی کرده  
 است اعرابی گفت انت شاهد ما دایت الاهد منک یعنی تو زاهدی که من زاهد تر  
 از تو تدبیر و صبر تر از من گفت یا اعرابی آنا زهد من بکار ریخت است  
 میر من بزرگ اعرابی گفت تفسیر این سخن مرا بگو که استفهام مشوش گشت  
 گفت صبر من اندر ما را اندر طاعت ناطق مست تبری من از آتش دوزخ و  
 این من بزرگ بود و زهد من در دنیا ریخت است و این من ریخت بود  
 بخ بخ آنکه نصیب خود را از دوزخ برگیرد تا بهشت حق را بدو و مر  
 این تن خود را از دوزخ و آتش مرئی تا بهشت حق را بدو و بهشت و



این علامت صحت اخلاص است و هم از وی روایت کرده اند رحمة الله علیه که  
گفت الله صلی الله علیه و آله و سلم لا یزال یحیی من یحیی الله بالحق و لا یموت من یموت الله بالباطل و این  
طایفه صحت کند به یگانگی آن طایفه بدگمان شود و این قول صحت متقن است  
و اندر خود متکاثر اهل این راه اند که جمله مکرر می گویند حضرت حق تعالی و  
این ائمه افتاده است که با این متصفان اهل بهم صحت کنند و فعل شان بر  
نیانت بیند و زبان شان بر دروغ و فیث و گش ایشان بر اشاع دو پستی بر  
هزل و مبالغت و چشم شان بر لغو و شحات و همت شان بر جمع کردن حرام و شتم  
پندارند که متقون را مبالغت همین است و یا مریان را مذهب همین لایه که فعل شان  
هم طاعت است و زبان ایشان بر کلام حق و ثمر صحت حق و متر ایشان عمل  
صحت و گش ایشان عمل سماع حق اندر حقیقت و چشم ایشان موضع جمال مشاهدت  
و همت ایشان هم جمع اسرار اندر عمل و ذویت اگر قوی پدیدار آید که اندر ذمه  
ایشان و رفتار ایشان نیانت بر دست گرفته نیانت طالبان پایشان باز گردد و بدان  
احزاب جهان و سادات زبان پس کسی که به اشرار قوی صحت کند آن از شر وی  
باشد که اگر اندر وی غیری بودی صحت با انکار کردی پس لامبت آن کسی مر  
خود راست که صحت تا سزا و غیر کفو خود کند و مکران ایشان اشرار و اراذل  
خلق و عداوت ایشان با اهل صحت ایشان به اشرار و اراذل ایشان بوده است با  
نیافته اند پس ایشان مکرر شده اند و اینها افتدا ایشان و مکرر افتدا و یا صراحت ایشان  
مملکت شده اند و افتدا ایشان کرده اند و این ۱۱۲۲ سواي رکن انجاء و عویدان خداوند  
که بچشم رضا اندر اخبار ایشان نگریسته اند و هر صحت ایشان را در جهان و در دل خود  
و از کل عالم طریق ایشان را برگزیده و برکات ایشان مقتصر دو جهانی رسیده و از  
کل جهان رسیده و از زمین معنی گفته شعرا

فلا تحقرن انفسی و انتا جیبها

فکنت امری یصلو الی من یجانب

و منهم و نیز رئیس علا و فیه الفی سید این السیب رضی الله عنه که عظیم ایشان  
و دفع القدر و عوید القل و عید العبد بود و وی را عتاب بسیار است اندر فتن از علم  
قد و توجه و خلاق و تفسیر و شر و نعت و غیر آن و گویند که مو یقار نمای پادشاه  
طبع بود و پادشاه را بیار طبع و این طریق منور است و محمد نزد جمله شایخ رضی  
الله عنهم و از وی رعایت آید که گفت اسحق بن اسیر من لایا مع سلامة دینک  
کما رضی قهر بکشیها مع عهاب دینهم رضی شو بانک از دنیا با سلامت دینت  
چنانک رضی شدند قوم بپیدی آن با رفتن دین ایشان از ایشان یعنی فقر با سلامت  
بمتر از غنای با غفلت که فقیر چون اندر دل نگرد اندیشه زیادت نیاید و اندر  
دست خود نگرد قناعت یابد و غنی اندر دل نگرد اندیشه زیادت نیاید و اندر دست  
نگرد دنیا یابد پند شصت پس رضای دستان بخاوندی خداوندی غفلت بهتر از  
رضای فاقان بدینای پند طرد و آت پند صحت و نداشت بهتر از رقت و معصیت  
پس چون در ۱۱۲۳ یا بیاید فاقان گویند الحمد لله که بر تن نیاید و دستان گویند  
الحمد لله که بر دین نیاید اگر تن اندر بلا بود چون اندر دل غنا بود بلا بر تن  
خوش گردد و چون دل اندر غفلت بود اگرچ تن اندر نعمت بود آن نعمت فقرت  
بود و بحقیقت رضا بقیل دنیا کثیر دنیا بود و رضا بکثیر دنیا قلیل دنیا بود از آنچه  
قیل او نه چون کثیر است و هم از وی می آید رضی الله عنه که اندر مکر  
نشته بود مردی نزد یک وی آمد و گفت مرا خبر ده از حلالی که اندر حرام نباشد  
و حرامی که اندر حلال نباشد وی گفت ذکر الله جل جلاله پس بیه حرام و حلال  
غیر حرام پس بیه حلال یاد کردن وی حلالی است بی حرام و یاد کردن دیگران  
حرامی است بی حلال از آنچه اندر ذکر دی نجات است و اندر ذکر غیر دی هلاک و  
الله التوفیق

## باب فی ذکر ائمتهم من تبع التابعین الی یومنا

و منعم شجاع طریقت و شگفت اندر شریعت حبیب الهی رضی الله عنه بلند حمده و  
با قیمت بود و اندر مزید گاه سروان خضر عظیم داشت توبه وی را ابتدا بر دست  
حسن بصری بود رحمة الله علیه و اندر اقبل بخدمت برادر وی و از هر نفس خدا کردی  
خداوند تعالی وی را توبه الهی داشت تا پدر گاه خداوند باز گشت و لغت از علم  
و مهارت از حسن در الله پیاموخت و دانش بجای بود بر عزیمت جاری گشته بود خداوند  
تعالی وی را کمالات بسیار موصوفه کرده بود تا بدینجای رسید که غایب شای دهن (۱۲۱) من  
بصری بر در صومعه وی میگذشت وی قامت گاه شام گفته بود و اندر گاه ایستاده  
حسن اندر آمد و اقتدا بود کرد و آنچه زبان وی بر عویت و بر خواندن قرآن جاری  
بود چون شب بخت خداوند تعالی را بخواب دید گفت یا خدا یا خدا تو را اندر  
چه چیز است گفت یا حسن رضای ما یافتن بودی قدش عافیت گفت یا خدا یا آن  
چه بود گفت تو اگر دوش از پس حبیب نمازی کردی و صحت نیست وی تمام از  
اکار جادش باز تداستی من از تو رضی شدمی و اندر بیان این طایفه صورت هست که  
چون حسن بصری از کربل حاج بگریخت اندر صومعه وی شد ایشان بیامند و گفتند یا حبیب  
حسن ما اینجا جای دینی گفت ای گفتند کجا شد گفتا اینجا وی اندر صومعه  
من است بصومعه اندر شدند کس را ندیدند پنداشتند که حبیب بریشان استغزای کند

ص ۱۳۶

وی را بجا گفتند که بدست نمی گزینی و وی سوگند یاد کرد که راست می گویم دیگر  
باز در شدند و سر بار دیگر بار اندر شدند و نیافتند و باز گشتند چون بیرون آمد و  
گفت یا حبیب دلم که خدای تعالی مرا ببرکت تو بدین نالمان نمود چرا گفتم یا ایشان  
که دوی - اینجا است و گفت ای استاد من ببرکت من بود که ترا نمودند بریشان بلکه  
ببرکت راست گفتی من ترا ندیدم اگر ددوخ گفتی مرا و ترا هر دو خطا کردی

ص ۱۳۵

وی را از این جنس کرامات بسیار است از وی برآمد که خدای خداوند اندر دهن (۱۲۵)  
چه چیز است گفت فی قلب بیس فیہ غیاس الشقاق اندر دلی که اندران اخبار نفاق باشد  
اندر نفاق خلایق وفاق باشد و رضا بین وفاق و محبت را با نفاق هیچ تعلق نیست  
در محبت رضا است پس رضا صفت دوستان بود و نفاق صفت دشمنان و این سخنی  
صفت بزرگ است و بهای دیگر بیان کنیم انشاء الله تعالی و باشد التوفیق و الامان

و منعم نقیب اهل انس و دین جلا بجا و انس مالک بن دینار رضی الله عنه صاحب  
من بصری بود رحمة الله علیه و از بزرگان این طریقت و وی را کرامات مشهور است  
و اندر ریاضات خصال مذکور و دیوار بنده بود و موجود وی اندر حال موجودیت پدر بود  
و ابتدای توبه وی آن بود که شبی اندر میان گردشی بطرف مشغول بود چون جمله  
بخفتند آن گاه اندر خودی که می نهند آواز آید مالک آن لا یحب ای ملک تا چه بود که توبه چه

بود است که توبه نمی کنی دست از بند داشت و بنویک من آمد و اندر توبه قدم درست کرد و منزهتش تا  
بجائی رسید که وقتی اندر کشتی بود جوهری اندران کشتی غایب شد دی مجهول تر از علم  
بود وی را ببردن آن تحت کردند سر بوی آسمان کرد اندر جماعت هر چه  
اندر دنیا مایه بود اندر سر آب آمدند هر یکی جوهری اندر دهان گرفته یکی از آن  
بلا بخت و بران مود داد و خود کدم بر سر آب نهاد و بر وی آب دنیا رفت  
تا باطل بیرون شد از وی می آید که وی گفت احب الاعمال علی الاطلاق (ص ۱۲۶)  
فی الاطلاق بدترین کردارها بر من اتمام است اندر کردارها آنچه عمل یا خلاص عمل گوید  
و الاطلاق هر عمل را بدترین بدج بود هر چند ما چنانکه جمعی بی روح بنمادی بود



علی بن اعلی ایمن بود اما اعلی از جمله اهل باطن است و طاعت از جمله اعمال ظاهر و اعمال ظاهر با اعمال باطن تمام شود و اعمال باطن با اعمال ظاهر قیمت گیرد چنانکه اگر کسی هزار سال بدل غص باشد تا عمل ظاهر باطل وی نه پیوندد اعلی نباشد اما اگر کسی هزار سال بظاهر عمل می آورد تا اعلی باطن وی پیوندد آن عمل وی طاعت نگردد

و منعم فقیر خلیف و برادر امیر ابو یوسف حبیب بن یوسف الراجی رضی الله عنه  
الله بیکان مشایخ منزلی بزرگ دارد وی را کتبات و براین بسیار است اندر جمله احوالش و صاحب ملکان قادی بود و روایت کند اندر پیغمبر صلی الله علیه و سلم که گفت نیتة الامم خیر من عمله حبیب صاحب گوسفندان بود بر کتابة ذات نشستی و طریقتی عزالت بود یکی از مشایخ روایت کند که دقتی من بود بر گذشتن وی را با نغمه اندر نماز و گرگ مرگوسفندان وی مانگاه می داشت گفتیم این پیر را نیاقتی کنم که علامتی بزرگی می بینیم بعد وی زمانی بودم تا از نماز فارغ شد بر وی سلام گفتیم گفت ای پسر بچه کار آمدی گفتیم بزرگوار تو گفت خیر الله گفتیم ایها الشيخ گرگ با میش موافق می بینیم گفت اندر این میش با حق موافق است این گفت و کاسه چوبین اندر زید سنگی داشت دو چشم از آن سنگ بکشاد در ۱۲۶ کی شیر و یکی عمل گفتیم ایها الشيخ این درجه بچه بافتی گفت بزمایت محمد رسول الله صلی الله علیه و سلم گفت ای پسر قوم موسی با آنکه مرگ را مخالفت کردند سنگ خاره ایشان را آب داد و موسی نه بدرجه محمد بود چون من محمد را صلی الله علیه و سلم متابع باشم سنگ مرا آنگین و شیر نه دهد و محمد صلی الله علیه و سلم بهتر از موسی بود گفتش مرا پندی ده گفت لا تبطل قلبك مستدوق المحرم و بطنك و حام المحرم دل را قتل از کن و شکم را موضع حرام کن که هلاک خلق اندرین دو چیز است و نجات اندر حفظ این دو چیز و شیخ مرا از وی رضی الله عنه روایات بود اما اندر وقت پیش ازین ممکن نشد که کتب من بحضرت غزنین حرمها الله مانده بود و من اندر دیار هند در میان تپستان گرفتار شده و اله

ص ۱۲۷

الله علی المرتضی و القضاة

و منعم پیر صالح ابو حازم اندلی رضی الله عنه مقتدی بعضی از مشایخ بود و وی را اندر معاملات عقلی و فقهی بزرگ است و اندر فقه فقهی صادق و اندر مجاهدت روش تمام و حمود بن عثمان الکی رضی الله عنه اندر امر وی پیچید باشد و کلام وی اندر هر دلیله مقبول است و در پیش کتب مسطور است و این حمود بن عثمان از وی روایت کرد که وی را گفته ما مالک قال لرضا عن الله و القضاء عن الناس ال تو چیت گفت مال من رضای خداوند است و بی نیازی از خلق و لا محاله هر که بحق راضی بود از خلق مستغنی بود و خویزه بزرگتر در ۱۲۸ مرد را رضای خداوند باشد و اشارت بخدا به خدای است حق و جل پس هر که بدو غنی بود از غیر وی مستغنی بود و راه میز بدرگاه وی نماند و اندر خلا و طابو او را نماند یکی گوید از مشایخ که نبویک وی اندر آدمی را با یاقم خفته زانی بپوش تا بیدار شد گفت اندرین ساعت پیغامبر را صلی الله علیه و سلم بخواب دیدم که مرا بسوی تو پیغام داد و گفت که حق باور نگاه داشتن بهتر از حج کردن باز گرد و دل وی را بجوی من از اینجا باز گشتم و که رفتم و از وی پیش ازین مسوع ندیدم

ص ۱۲۸

و منعم داعی اهل مجاهدت و تالیم اندر عمل مشاهدت محمد بن واسع رضی الله عنه اندر وقت وی چون وی نبود و صحبت بسیار از تابعین کرده بود و گوی را از مشایخ متقدم یافته و اندرین طریقت بهره تمام داشته و اندر ختایی طریقت انقاس حالی و اشارات کمال از وی آمده است که گفت ما قللت مشیبا الا و رایت الله ینه هیچ چیز ندیدم که نه حق را اندر آن ندیدم و این تمام مقام شهادت باشد که بنده اندر غلبه دوستی قائل بدربستی رسد که چون اندر فعل وی گردد فعل نبیند که جله قائل را بیند چنانکه کسی اندر صورتی نگردد محسوس را بیند و حقیقت این بقول ابراهیم پیغامبر صلی الله علیه و سلم باز گردد که ماه و آفتاب و ستاره را گفت که حله و قریح و این اندر حال غلبه شوق بود که هر چه میزدید جمله بصفت محبوب خود میدید

ص ۱۲۹

و در ۱۱۲۹ نیز آنچه چون در زمان نگاه کنند عالمی بینند مقهور قهر وی و امیر سلطان دی  
 و درود موهبات الله جنب قدرت قائل آن تلاش بیند و در ضمن تکوین تا چیز  
 چون چشم اشتیاق اندران گرد مقهور نبیند بلکه قاهر بیند مفعول نبیند بلکه قائل  
 بیند مفعول نبیند بلکه خالق بیند و این را الله باب الشاهدت میایم ان شاء  
 تعالی و این ها هر گزهی را فعلی افتد که گویند گفته است آن مرد رأیت  
 الله فیه این مکان و تجریت و حلول انقضا کند و این کسر محض باشد از آنچه  
 مکان بنسب شکلی بود اگر تقدیر کند کسی که مکان مخلوق است باید که با شکلی نیز  
 مخلوق بود و اگر تقدیر کند که شکلی قدیم است باید که مکان نیز قدیم بود و  
 این قول دو فساد حاصل آید یا خلق را قدیم باید گفت یا خالق را حادث  
 و این هر دو کفر باشد پس این روایت او اندر چیزها یعنی کلمات و دلایل  
 و برامین وی بود اندران چیزها بدان معنی که قول گفتیم و اندرین روز لطیف  
 است که بهای گاه بیایم ان شاء الله تعالی

و منعم اہم امان و مقتضای بیان ثمرات نقضا و عزما الی حقیقہ لہام الی  
 ثابت الخوار رضی الله عنہ وی را اندر مجاہدت و جہادت قدیم درست بوده است و  
 الله اصول این طریقت ثانی عظیم داشت و الله ابتدای حال قصد حولت کرد و از  
 خلق به محله تبرا کرد و خواست که در ۱۱۳۰ از میان خلق بیرون شود که دل را  
 از ریاست و جاه خلق پاکیزه گردانید بود و مراد حسب حق را ۱۳۱ تا نشی  
 به خواب دید که اشتران های پیغمبر را علی الله علیہ وسلم از لہو او گرد می کرد و  
 بعضی را از بعضی اختیار می کرد از حیث آن از خواب بیدار شد و از یکی از  
 اصحاب محمد بن سیرین پرسید او گفت تو اندر علم پیغامبر و حفظ سنت دی بدرستی  
 بزرگ می چنانکه اندران متعرف شوی و صحیح را از بقیع جدا کنی دیگر باره پیغامبر را  
 علی الله علیہ وسلم بخواب دید که او را گفت یا ابا حنیفہ ترا سبب زنده گردانیدن  
 سنت من گردانید اند قصد حولت کن و وی استاد بسیار کس بود از مشایخ چون

ص ۱۳۰

ابراہیم آدم و فہیل بن یحیٰی و ذاد طائی و بشر عافی و مجز از ایشان و الله میان علما  
 مسدود است و مشخص که الله وقت از جعفر المنصور تدبیر کردند که از چهار کی ما قاضی  
 گردانند اذان یکی ابو حنیفہ بود و دیگر سہان ثوری و سوم مسمر بن کلام و چہدم شریح  
 رحمة الله علیہم و این هر چهار از قول علما بود کس وقت تا بعد از  
 آنجا حاضر گردانند الله را می کردی رفتند ابو حنیفہ گفت رحمہ الله من الله هر کی از  
 ما بفرستی چیزی بگویم اندین رفتن ما گفتند صواب آید گفت من بجای این نقضا ما از  
 خود دفع کنم در ۱۱۳۱ د مسمر خود را و دہان سازد و سہان بگریزد و شریح قاضی شود  
 سہان الله راہ برگزیت و کشتی الله شد و گفت مرا پنهان کنید که مسمر بخواند بید  
 بتبادل این خبر که پیغامبر گفت من الله علیہ وسلم من جعل تاجعاً نقضا فاجعلہ مضیہ  
 مستحقین طارح وی را پنهان کرد و این هر سه را نزدیک منصور برد و تحت الو  
 حنیفہ را رضی الله عنہ گفت ترا نقضا باید کردی گفت ایضا الامیر من مری ام  
 نہ از عرب بلکه از مولی ایشان و سادات عرب بکم من را می نباشد ابو جعفر  
 گفت این کار را با نسب تعلق نیست این را علم ی باید و تو مقدم علما  
 ند گفت من تشیم این کار را و اندین قول که گفت من تشیم این کار را اگر راست گویم خدا تشیم و اگر  
 مدخ گویم مدخ زن مرا قضاای مسلمان را نشاید و تو که خلیفہ خلائی مدخ عار که مدخ گوی  
 را خلیفہ خود کنی و افتاد دما و امرل و فروز مسلمان بر وی کنی این گفت  
 و نجات یافت هنگام مسمر پیش رفت و دست منصور گرفت و گفت تو چگونه و  
 فرزندان و ستوران تو چگونه اند منصور گفت بیرون کنید کراپی دیوانہ است هنگام شریح  
 را گفتند ترا نقضا ببايد کرد گفت من مری سودا می ام و دماغم نجیف است منصور  
 گفت معاشرت کن خود را بصیرت های موافق و نبیذ های شلت تا عقل تو کامل شود  
 هنگام نقضا به شریح در ۱۱۳۲ دادند و ابو حنیفہ رحمة الله علیہ دیار مجور کرد و نیز  
 هرگز با وی سخن نگرد و این نشان کمال حال ویت مری معنی ما یکی صدق  
 فراستش الله هر کی و دیگر سپردن راه صحت و سلامت و خلق را از خود دور

ص ۱۳۱

ص ۱۳۲



کردن و بجا برداشتن مزدور ناگشتن و این حکایت دلیل قبولیت مرصحت و سلامت با  
 که آن چنان سه پیر بهجت خلق را از خود دور کردند و امروز جمله علمای مرین جنس  
 معاشرت را منکرند از آنچه با خود آورده اند و از طریق حق بریده فاسد خاذا امراء  
 را قبل خود ساخته و برای قاتمان را بیت المهور خود گردانیده و بساط جباران را  
 با قلاب قوسین از آذنی برآورد و هر چه بر خلاف آن بود هر را منکر شوند و حق  
 اند حضرت غزین سوسا الله یکی از بجهان امامت و علم گفته بود که مرتقه پوشیدن  
 بدعت است من گفتم جامه حشیش و دینی که بجا از ابرشیم است و بین آن بر  
 مردان حرام و کفر است آنگاه از قاتمان بسته بالخرج کردن و الحاح حرام و ملک  
 علم مطلق آن را پوشید و گوید که بدعت است چرا جامه حلال از های حلال خریده  
 بسم حال آن بدعت بود اگر نه رعوت طبع و فطانت عقل بر شما سلطانیتی سخن  
 ازین پخته تر گویندی امام گفت مردان را ابرشیم پوشیدن حلال باشد و بر مردان  
 حرام اگر بدین هر دو مترید معذریه فتوح بالله من رص ۱۱۳۳ جلد اول الانصاف  
 و امام ابو حنیفه رضی الله عنه می گوید که چون زنی بپوشان دفات یافت رضی الله  
 عنه خواب دیدم که قیامت قائم شده است و جمله خلق اند حسابگاه قائم اند و پیغامبر  
 را صلی الله علیه و سلم پیش من ایستاده بر حوض کوثر و بر راست و چپ وی مشایخ  
 دیدم ایستاده و پیری دیدم نیکو بدی و بر سر وی سیف گذاشته و خدا بر خدا  
 پیغمبر صلی الله علیه و سلم ضاده و اندر برابر وی زلف را دیدم ایستاده و چون مرا  
 بدید بسوی من آمد و سلام گفت گفتم مرا آب ده گفت از پیغمبر دستور  
 خواهم صلی الله علیه و سلم باگشت اشارت کرد تا مرا آب داد من ازان آب بخوردم  
 و مر اصحاب خود را بدادم که ازان جامه هیچ چیز کم نگشت گفتم با زلف بر راست  
 پیغمبر آن پیر گشت گفت ابراهیم خلیل صلوات الله علی بیتا و علیه و دیگر بر چپ  
 دی او بر صیق رضی الله عنه هم چنین می پریم و بر انگشت می گرفتیم تا از هفده  
 کس پریم چون بیدار شدم هفده عدد بر دست عقد گرفته بودم و یکی بن معاذ

ص ۱۳۲

الارزی رضی الله عنه گوید پیغمبر را صلی الله علیه و سلم خواب دیدم گفتند یا رسول الله  
 این اعلیٰ قال عند علمای حقیقة مرا نزدیک علم دینی حنیفه جوی و دی را رضی  
 الله عنه اندر دوح طرق بسیار است و مناقب مشهور پیش ازین این کتاب محل آن  
 کند و من که علی بن عثمان الجلالی ام رضی الله عنه بشام بودم بر روضه بلال  
 مؤذن پیغمبر رص ۱۱۳۳ صلی الله علیه و سلم خفته بودم خود را بکشد دیدم اندر خواب  
 که پیغامبر صلی الله علیه و سلم از باب بنی ثبیبه اندک و پیری را در کنار گرفته  
 چنانکه اطفال را گیرند بشفتی من پیش دی رفتم و بر پشت پایش بوسه دادم و  
 اندر تعجب آن بودم با آن پیر گفتم ای برکم اجاز بر باطن و اندیشه من مشرف  
 شد مرا گفت این امام است و اهل دیار تو یعنی ابو حنیفه و مرا پیش خواب  
 امید بزرگ است و به اهل شهر خود هم و درست شد ازین خواب مرا که  
 دی یکی ازان بوده است که از اوصاف طبع فانی بودند و با حکام شرع باقی و  
 بدان قائم چنانکه برنده دی پیغامبر صلی الله علیه و سلم بود و اگر دی خود رفتی باقی  
 اصفت بودی و باقی الصفة یا خطی بود یا مصیب چون برنده دی پیغامبر بود صلی  
 الله علیه و سلم فانی الصفة باشد بتای صفت پیغامبر صلی الله علیه و سلم و چون بر پیغامبر  
 صلی الله علیه و سلم خطا صورت نگیرد بر آنکه بود قائم بودیم نگیرد و این برزی  
 لطیف است و گویند که چون جادو طائی رضی الله عنه علم حاصل کرد مصیبه و مقتدای  
 عالمی شد نزدیک ابو حنیفه رضی الله عنه آمد و گفت اکنون بچشم با حنیفه گفت عینک  
 بالعسل فان العسل بلا عمل کالجسد بلا روح بر تو باد بخار بستی علم از آنکه هر  
 علمی که آن را عمل نباشد چون تنی بود که آن را جان نباشد باقی فدیگ تا علم  
 پس مقرون نباشد صافی نه گردد به روزگار فخص و و هر که بسم مجتو قیامت  
 رص ۱۱۳۵ کند دی عالم نباشد که عالم را بجزو علم قیامت نبود از آنچه بین علم  
 متقاضی عمل باشد چنانکه بین هدایت مجاهده تقاضا کند و چنانکه مشاهده بی مجاهده  
 نباشد علم بی عمل نباشد از آنچه علم موازیست علم به و تخریج علم کشف علم و شمعیت

ص ۲۴

ص ۱۳۵

آن بركات مل بود و هیچ معنی علم را از عمل پیدا نتوان کرد چنانکه از آفتاب را  
 از بین آن و اندر ابتدای کتاب اند علم باب مختصر بیامده ام و بالله التوفیق  
 و منعم بید زهاد و قایم نواد عبد الله بن مبارک الموزنی رضی الله عنه از  
 معتکف این قوم بود و عالم بکمال احوال و اقبال و اسباب طریقت و شریعت و اندر  
 وقت خود بایم دقت بود و مشایخ بزرگ را دریاخته بود و با ایشان صحبت  
 وی را تعانیات مذکور و کلمات مشهور است اند هر فقی از علم و ابتدای قوم او  
 را سبب آن بود که بر کینزکی فقه شده شی از میان متان بر غایت و یکی را با  
 خود برود و اندر تلمیذ دیوانه مشتاق استاد و دی بر بایم بر آمد تا امداد هر دو اند  
 مشاهده یکدیگر ایستاده می بودند و حمد الله چون بامگ نماز امداد بشیبه پنداشت که نماز  
 ختم است و چون روز روشن شد دانست که هر شب مستغرق مشاهده می بود است  
 ازین بود را تبصیری پیدا آمد و با خود گفت شرم باد ای پسر مبارک امشب هر  
 شب بر صحرای خود بر پا باشی و کلمات طلبی و اگر اعم اندر نماز مودع دراز تر  
 خواندی دیوار گردی کز دعوی مؤمنی اندر نبردی آن دعوی اذان در ۱۳۴۰ قمر  
 کرد و با علم و طلب آن مشغول شد و زهد و دیانت پیش گرفت تا بدرجی رسید  
 که مادرش اندر بارش شد وی را یافت غنچه و مای دید عظیم شایخ ریحان اندر  
 دهان گرفته و گس از وی می ماند آنگاه از مرو رحلت کرد و در بغداد مدتی  
 اندر صحبت مشایخ بود و بکثر چند گاه مجاور بود و باز برود شد مرم نهر جبه  
 بد قوی کردند و دی را درین و مجلس نهادند و اندران وقت در مرو می موان  
 بر متابعت حدیث رفقندی و غیر طریق رای داشتندی علم چنان که تا امروز دی  
 را رضی القریین خوانند بکم موافقت با هر یکی از ایشان و هر دو فرق اندر دی دعوی  
 کردند و دی آنجا بود ریاض بر ساخت یکی مر اهل حدیث را و یکی مراهل مای را  
 و تا امروز آن هر دو بر جا است بر قاعده اصل و اذان با بجا بود باز آمد  
 و مجاور شد و دی را پذیریدند که از عجایب ها چه دیدی گفت سلامی و بیستم

ص ۱۳۹

از مجاهدت نزار شده و از ترس خداوند دوتا گشته پریزش که یا ملخب کیف الطريق  
 الی الله فقال لو عرفت الله لعرفت الطريق الیه فقال ابعده من لا اعرفه و تعمی  
 من تعرفه گفتند ماه بخدای چه چیز است گفت اگر او را بشناسی راه بدو علم بدانی  
 آن گاه گفت من می پرستم آن که دی را نمی دانم و نمی شناسم و تو عاصی می  
 شوی آن را که می شناسی یعنی معرفت خودت اتقا کند و ترا این می بینم و کفر  
 جعل اقتضا کند و خود را غایت می بایم گفت این مرا پند شد و مرا از بیماری  
 نا کردنی در ۱۳۷۰ هج داشت و اندر بدایت آمد که گفت السکون حرام علی  
 کلوب الیاضه دل دوستانش هرگز ساکن نگردد که سکونت بر آن قوم حرام است اندر دنیا  
 مضطرب اندر حال طلب و اندر حقی مضطرب اندر حال طرب در دنیا بیغیت از حق  
 سکونت بر ایشان روا نه و اندر حقی مضطرب حق و تجنی و بدیعت قرار بر ایشان  
 روا نه پس دنیا مر ایشان را چون حقی و حقی مر ایشان را چون دنیا از آنچه  
 سکونت دل دو چیز تقاضا کند یا یافت مقصود و یا غفلت از برادر یافت دی  
 اندر حقی و دنیا روا نه تا دل از خفتان بجهت ساکن شود و غفلت بر دوستانش  
 حرام تا دل از حرکات طلب ساکن شود و این اصل قویست اندر طریقت تحقیق  
 و الله اعلم  
 و منعم شاه اهل حضرت و بادشاه درگاه وصلت از علی الفضیل بن یحیی  
 رضی الله عنه از علماء صابیک این قوم بود و کبار ایشان و دی را اندر معالمت  
 و تحقیق حقی وافر است و نصیب تمام و از مشهوران طریقت یکی دیست ستوده اند  
 بیان مل و احوالش محمود بمصدق و اندر ابتدای وی یقادی کردی و راه ندوی  
 میان مرو و با دود و هر وقت میل بمصالح داشتی و پیوسته توتی و همتی اندر  
 طبع دی بودی چنانکه اندر هر قافه که زنی بودی بگرد آن گشتی و کسی که برایت  
 اندک بودی کلاهی بودی نندی و با هر کسی بمقدار برایت چیزی بگذاشتی در ۱۳۸۰  
 تا دقتی که بازگانی از مرو رحلت دی را گفتند که بدرقه بگیر که فضیل بر



سر راحت گفت شنیده ام که دی مروی خدای ترس است قاری را مرده گرفت  
و بعد از آنکه نماز را تمام کرد و شب را در آن قرائت می خواند تا آنکه بختی رسید  
که قبیل کین داشت با اتفاق قاری می خواند آنکه بجان یلذت افتاد آن شخص نزد  
ربوب الله دی را رتقی اندر دل پدیدار آمد و عایت انی سلطان خود بر دل و  
جان او ظاهر گردانید و از شغل کوبه کرد و خصمان را تمام زشته بود بعد را  
غشود گردانید و بگر شد و مدتی آنجا عمار بود و بعضی از اولیای خداوند را  
بیافت و بکوفه باز آمد و با امام ابو حنیفه مدتی صحبت کرد و دی را دروایت  
عالی است و مقبول اندر میان اهل صفت حدیث و کلام رفیع اند حقایق تصوف  
و معرفت از وی می آید رحمة الله علیه که گفت من حرف الله حق معرفت  
حقانیت بصحت طاعت هر که خدای را بحق معرفت دی بشناسد بحق طاعت پرورش  
از آنجا آنگاه بشناسد با امام و احسان به شناسد و به رافت و رحمت چون بشناخت  
دو تنش گیرد و چون دوست گیرد طاعت دارد تا طاعت دارد از آنجا قرآن و دوستان  
کردن دشوار نباشد پس هر که دوستی زیادت بود حوس بر طاعت زیادت بود و  
زیادت دوستی از حقیقت معرفت بود چنانکه عایشه روایت کرده رضی الله عنها که  
شی (ص ۱۳۹) پیغامبر صلی الله علیه و سلم بر غایت و از من غایب شد مرا معرفت  
بست که روی بخود برگرد رفت بر عاقبت و بر اثر حسن دی می رفتم تا اندر  
مسجد آمد و دی را یافتیم اندر نماز ایستاده و همی گریست تا بلال بیاید و باگ  
نماز بامداد بگفت دی اندر نماز بود و چون نماز بامداد بکرد بخود آمد یافتیم  
هر دو پایش آلوده و سر آفتاب گرفته و در باب اذان همی رفت بگوئیم و  
گفتم یا رسول الله ترا گناه اول و آخر عفو کرده اند بخیرین سنج بر خود چوای  
نمی بگذارد تا این کسی کند که مومن العاقبة نباشد دی گفت صلی الله علیه و سلم یا  
عایشه این بعد فضل و جنت خداست حق و جل آنلا آنکوی عبدا شکوفا نباید که  
من بنده شکر باشم چون او کم و خداوندی که چه گوئی مرا بندگان باید کرد و

ص ۱۳۹

بمقدار طاقت به شکر با استقبال نعمت نه باید شد و تیر دی شب مراجع پنجاه نماز  
قول کرد و آن را گران نداشت تا بگفتار مولی باز گشت و نماز پنج باره  
آورد زیرا پنج اندر پنج دی قرآن را هیچ مخالف بود کلام المحبة فی الموافقة و هم  
از دی روایت کنند رضی الله عنه که گفت الدنيا دار المرضی و الناس فیها مجانین  
و للمجانین فی دار المرضی الخلل و الفقد و نیا بیارتان صحت و مردان و دان برون  
دیوگانند و دیوانگان را اندر بیارتان غل و قید باشد و یا حوای نفس با غل  
ماست و معیت یاقید (ص ۱۴۰) قبیل بن ربیع روایت کرد که من با حاکم ابن الرشید  
بگره شدم چون حج بکردیم مرا گفت اینجا هیچ مروی هست از مردان خدا تا وی  
را زیارت کنیم گفتیم بی بعد الزمان صحنی اینجا است گفت مرا نزدیک دی بر  
چون نزدیک و شدیم زمانی سخن گفتیم چون قصد باز گشتن کردیم حاکم من اشارت  
کرد که از دی پرس تا هیچ و ام داده پرسش گفت بی بفرمود تا دانش  
بگردد و از آنجا بیرون آمد گفت یا فضل دلم هنوز تعاضی می کند که مروی را  
به بنیم بزرگ تر ازین گفتیم سیفان بن یحیی اینجا است گفت برو تا نزدیک  
دی شویم چون اندر آمیم و زمانی سخن گفت چون قصد باز گشتن کردیم دیگر باره  
اشارت کرد تا از دام پرس پرسیم گفت بی و ام دایم بفرمود تا دانش را  
بدادند و از آنجا بیرون آمد و گفت یا فضل هنوز مقصود من حاصل نشده  
است گفت یادم آمد که فضیل بن یحیی رضی الله عنه این جا است دی را  
نزدیک فضیل بروم و دی اندر غرق بود و آیتی از قرآن بر می خواند در بزم  
گفت کیست گفتیم امیر المؤمنین است گفت مالی و لایم المؤمنین ما را با  
امیر المؤمنین چه کار گفتیم سبحان الله نه خبر است صلی الله علیه و سلم که گفت ایس  
للهدی ان یدل نفسه فی طاعة الله قال بی اما الضاع عذایع عند الله نیست  
روا مر بنده ما اندر طاعت خدا ذل طلب کند گفت بی اما رضا خود داریم  
بود ذل من می بینی (ص ۱۴۱) و من خود بوجه رضا بکم خداوند تعالی

ص ۱۴۱

آنگاه فرود آمد در بکشد و چراغ بکشت و اندر زد و باستاند تا حادون گرد خانه  
درای حجت تا دشت بریدی باز آمد گفت آه از دشتی که از وی نوم تر ندیم  
اگر از عذاب خدای تعالی بدهد نیک بجنب باشد حادون فرا گریستن آمد چندان  
بگریست که بی هوش شد چون بوحش آمد گفت یا فضیل مرا بپدی بده گفت  
یا امیر المؤمنین پدرت علم مصطفی بود از وی در خواست که مرا امیر قومی کن  
گفت یا حاتم بک نصیب ترا بر تن تو امیر کردم یعنی که یک نفس ترا در طاعت  
خدای بخت ترا هزار سال طاعت خلق ترا کائن الامم و یوم القيمة الدائمة  
از آنچه امیری بود قیامت بجز نداشت بنامد حادون گفت اندر چند زیادت کن  
گفت چون عمر بن محمد العزیز را بخلاف نصیب کردند سالم بن محمد الله و بار  
بی جوده و محمد بن کعب القرظی را رضی الله عنهم بخواند و گفت من بنام ششم  
بدین بلیات تدبیر من چه چیز است که من این را بلا می شناسم اگرچه مردمان  
نعمت دانند یکی گفت اگر می خواهی که فرود ترا از عذاب خدای تعالی نجات باشد  
پیران مسلمانان را بپند تویش دان و بمانان ما چون برادران و کودکان ما چون  
فرزندان آنگاه با ایشان معاشرت چنان کن که اندر خانه با پدر و برادر و فرزند  
کنند این همه اسلام چون خدا تست و اهل آن بجا تو ند ایات و اکو اخاک  
و احسن علی ملک دس ۱۱۴۲ زیادت کن پدر ما و کرامت کن برادر ما و  
نیکی کن بجهای فرزند آنگاه فضیل گفت من می ترسم یا امیر المؤمنین آن روی  
خوب تو به آتش دوزخ گرفتار شود از خداوند بترس و حق بخت ازین بگذارد  
پس حادون گفت ترا وام هست گفت بی وام خداوند تعالی در گردن من  
است و آن طاعت وی است اگر مرا بدهای آن بگیرد وی بر من گفت  
فضیل وام خلق می گویم گفت حمد و پاسبان خدای را عز و جل که مرا از وی  
نعمت بسیار است و هیچ گاه ندادم از وی تا با بندگانش بکنم آنگاه حادون متوجه  
هزار دینار بیرون کرد و پیش وی نهاد گفت این در اندر دیر از و بود خود

ص ۱۴۲

بجا بر فضیل گفت یا امیر المؤمنین این پندهای من ترا هیچ سود نداشت و هم  
ازینجا بود اندر گرفتی و بپداد گری را به پیشه کردی گفتا چه بپداد گری کردم گفت  
من ترا بجات می خوانم و تو مرا اندر بلا می آگهی این بپدادی نبود حادون و فضیل  
هر دو گریان از پیش او بیرون آمدند و مرا گفت یا فضیل بن الریح نیک بحقیقت فضیل  
است و این جمله دلیل موت و نیست بدینا و اهل آن و سخاوت نیست آن نزدیک  
دل وی و ترک تواضع مرا اهل دنیا را از برای دنیا و دی را مناقبه بیشتر  
ازین است

و منعم سیند تحقیق و کرامت و شهادت شرف اندر دلایت ابو الفیض ذو النون  
بن ابراهیم المصري رضی الله عنه نوی بچه بود هم وی ثوبان و از اخیار قوم و  
بزرگان و بختان این قوم که طریق بلا سپردی و ماو طاعت رفتی و اهل مصر جو  
اندر شان وی متحیر بودند و دس ۱۱۴۲ برود گارش منکر و تا مرگ کسی حال و  
حال وی را نشاخت اندر مصر و آن شب که از دنیا بیرون رفت هفتاد کس پیامبر  
را صلی الله علیه وسلم بجزاب دیدند که فرود که دوست خدای ذی النون بخوابست آمد  
من با استقبال وی آمد چون وفات آمدش بر پیشانی وی نوشته یافتند هذا حبیب الله  
مات فی حبب الله تمیل الله چون جنازه وی برداشتند برغانی هوا بر جنازه وی  
بجمع شدند و پدر و پسر یافتند و سایه بر وی آگندند اهل مصر جمله تشویر نمودند و  
توبه کردند از بجای که با وی کرده بودند و وی را اطراف مرقی بسیار ستاد و  
کلمات خوش اندر حقایق علوم چنانکه الطاهر کل بعد اخشع لاقه فی کل ساعة اتوب  
هر روز حالت نرمان و خاشع تر بود زیرا که هر ساعت نزدیک تر بود اگر نزدیک تر  
بود لا محاله حیرت و خشوعش بیشتر بود از آنچه از هیبت سلطانی حق اگر گشته باشد  
و بجلال حق بر دوش متولی شده خود را از وی دور بیند و باصل وی به خشوعش  
بر خورش زیادت شود چنانکه موسی صلوات الله علی نبینا و علی اهل بیته و علی اهل  
کلمت یا رب اطلبک قال عند المنکسرة قلوبهم بار خدایا ترا کجا طلبم گفت

ص ۱۴۲



اینجا که دل شکسته باشد و از خلاص خود زبید گشته باشد گفت بار خدایا هیچ دلی از  
دل من زبید تر و شکسته تر نیست گفت پس من اینجا ام که توئی پس تویی معرفت  
بی ترس و خشوع با اهل دین ۱۱۳۴ بود در عادت و حقیقت معرفت را علامت صدق  
ارادت بود و ارادت صادق برنده اصحاب و قاطع اصحاب بنده باشد از دون خدای  
عز و جل چنانکه در انون رحمة الله علیه گریه الصدق سیف الله فی انفسه بما وضع علی  
شیء الا قطعته ساقی تمثیر حدیث عز و جل الله ذین و بر هیچیز نیاید الا آنکه آن  
چیز را ببرد و صدق مؤمنیت مستحب باشد و اثبات بسبب چون مستحب ثابت شد حکم  
صدق ساقط شود و یافتیم اندک حکایات دلی که روزی با اصحاب اندک کشتی نشسته بود  
و اندک دوری نیل تماشا می کردند چنانکه عادت اهل مصر باشد کشتی دیگر می آمد  
و گروهی از اهل طرب در آنجا نشسته بودند و نوازی می کردند و شاگردان را  
اذان نعت عظیم آمد گفتند اینجا اشخ دعا کن تا آن جمله را خدای عز و جل  
مفرق کند تا تندی ایشان از خلق منقطع شود و انون رحمة الله علیه الله پای  
عاست و دستها بر گرفت و گفت بار خدایا چنانکه این گروه را اندرین بجهانی  
همیش خوش راده اندران نیز همیش خوش دمی مریدان بدان متعجب شدند از  
گفته دی چون از کشتی فرا پیشتر آمد و چشمشان بر دو انون رحمة الله افتاد  
فرا گریستن آمدند و خود را بگسستند و توبه کردند و بخدای باز گشتند و شاگردان  
را گفت همیش خوش آن جهانی توبه این جهانی بود و دیدید که مراد جمله حاصل  
شد و شما و ایشان ۱۱۳۵ مراد زبید بی اگر دلی کسی به رسد و این  
قایت شفقت آن پیر بود اندرین مسلمانان و اندرین اقتدا به پیغامبر صلی الله  
عیه وسلم کرد که هر چند که از کافران بدو بجا زیادت بودی دلی تمثیر شدی و  
می گفتی اللهم اهد قومی فانهم لا یعلمون و از دلی می آید که گفت از  
بیت المقدس می آمدیم بقصد مصر اندک راه شخصی دیدیم اندک دور که می آمد اندک دل  
خود قاتمان یافتیم که ازین کس سوالی بکنم که می آید چون به نزدیک من آمد پیر

ص ۱۳۳

ص ۱۳۵

زنی دیرم با عکاده اندر دست و جبه پیشین پوشیده گفتم من این قاتلت من الله قلت ای  
این قاتلت ای الله از کجای می آئی گفت از نزد خدای گفتم کجای می شوی گفت بروی  
خدای با من و بیار نگاه بود بر آوردم که نبود دهم دست اندر دلی من بجهانید  
و گفت ای قد انون این صورت که ترا بسته است از یکی عقلی ترا است من  
کار از برای خدا کنم و از دون دلی چیزی نمانم چنانکه هر چه جز دلی را چیزی نمانم  
جز از دلی این گفت و از من جدا شد اندرین حکایت دلی لطیف است که  
من کار از برای دلی می کنم و این دلی صدق محبت دلی بود که خلق اندر  
معاضات بر دو گرد اند یکی اگر کاری می کند پندارد که از برای دلی می کند  
و آن هم از برای خود می کند هر چند که دلی اذنان متعلق باشد دلی  
آخر محسوس ثواب آن جهانی باشد و دیگر اگر ارادت ثواب و عقاب آن جهانی  
و بیا و سمعت این جهانی از دین ۱۱۳۶ محسوس دلی متعلق باشد و آنچه کند  
خالص مر تعظیم حق را کند و محبت حق تعالی متقاضی دلی باشد بزرگ نصیب  
خود اندک فزانی دلی و آن گروه را صورت بسته باشد که آنچه ظاهر است را  
کند دلی را باشد و ندانند که اندر طاعت مر بطح را نصیب وافر تر  
اذان باشد از آنچه اندر محسوس است که راحت محاسنی یک ساعت باشد و راحت  
طاعت همیشه بود و خداوند تعالی از جاهدت خلق چه سود داد و از ترک  
آن چه زیان اگر همه عالم بصدق ابو بر رضی الله عنه گردند سود مر ایشان  
را دارد و اگر بکذب فرعون شوند زیان مر ایشان را دارد چنانکه گفت این  
اَحْسَنُكُمْ اَحْسَنُكُمْ لَا تَحْسَبُكَ وَ اِنْ اَسَأْتُمْ فَلَهَا  
گفت و من جاهد قاتمانا یجاهد تقسیم خلق ملک ابدی مر خود را طلبند و گویند  
از برای خدای می کنم تا سپردن طریق دوستی خود چیزی دیگر است ایشان را از  
گذاردن فزانی حصول امر درست نگاه دارند چشمشان بر هیچ چیز دیگر نباشد  
و اندرین کتاب اندر این سخن بیاید اندک باب الاخلاص انشاء الله عز و جل

ص ۱۳۴

و منعم امیر امرا و سالک طریق ثقا ابو اسحق ابراهیم بن ادهم بن منصور  
رضی الله عنه یگانه بود الله طریق خود و الله عصر خود بید افغان خود  
بود و مرید خضر بیتامبر صلوات الله علی بنیتا و طیه و بیای از قهای مشایخ  
ما یافته بود و با امام ابو حنیفه رضی الله عنه اختلاط داشته و علم الهی  
پیاوخته و در اول حال در امیر الخ بود و مدتی بعد شده رص ۱۱۵۷  
بود و از لشکر خود جدا مانده و از پس آهوی می تاخت خدای عز و جل  
مر آن آهو را با وی بسخن آورد تا برهان فصیح گفت لهذا یخلفک او  
لهذا امرت ان برای این کارت آفرید اندک این دی را دلیل گشت توبه  
دست از جمله پداشت و طریق درخ و دهد بر دست گرفت و فیصل بن  
جیاض و سیمان ثوری را بیافت و با ایشان صحبت کرد و اندر همه عمر  
خود بجز از کسب خود نخوردی و دی را معاملات ظاهرست و کرامات  
مشهورست اند خدای تعوی کلمات بدیع و لطایف نفیس بنید گوید رحمة  
الله علیه "مفاتیح العلوم ابراهیم" کلید همه علما ابراهیم است و از وی  
رفایت می آرند که گفت اخذ الله صاحباً ذی اناس جائیا ابراهیم گفت خداوند را  
یاد خود دار و خلق را بجائی بگذار و مراد ازین آنست که چون اقبال  
بنده بحق تعالی درست باشد و الله تویی بحق تعالی خلص بود صحت اقبال  
بحق اعراض از خلق تعاضا کند اذ انچه صحبت خلق را با حدیث حق هیچ  
کار نیست و صحبت حق اخلاص باشد الله گذاردن فرمان دی و اخلاص  
الله طاعت از خلوص محبت بود و خلوص محبت حق از دشمنی نفس و هوا  
خیزد که هر که با هوا آشنا بود از قهای جدا بود و هر که از هوا بریده  
باشد با خداوند آراییده بود پس هر خلق تویی الله حق تر چون از خود اعراض  
کردی از همه خلق اعراض کردی کسی که از خلق اعراض کند و بخود اقبال  
کند این جفا باشد که همه خلق (ص ۱۱۵۸) در آنجا هستند بحکم تقدیر راستند ترا

ص ۱۳۷

ص ۱۳۸

که با تو افتاده است و بنای اشتقامت ظاهر و باطن مرطاب را برده پیمز  
ست یکی اندان تن غلتی و دیگر کردنی آنچه تن غلتی است رویت تقدیر حق است  
از خیر و شر که الله کل ملک هیچ متحرک ساکن نشود و هیچ ساکن متحرک  
نگردد الا بحرکتی که خداوند الله وی آفرید و سکوتی که حق الله وی نهد و آنچه  
کردنی است گذاردن فرانت و صحت معاملات و حفظ تکلیف و هیچ حال تقدیر  
دی متحرک فرمان را بخت نگردد پس اعراض از خلق درست بناید تا از  
خود اعراض نباشد چون از خود اعراض کردی خلق همه می باید مر حصول مراد  
حق را چون بحق تعالی اقبال کردی تو می بیائی مر اقامت امر حق را  
پس با خلق آراییدن مدتی نیست و اگر بدین حق با چیزی بخوامی آرایید  
باری با غیر آدم که انام با غیر رویت توید بود و انام با خود اشته  
تغییل و اذنان بود که شیخ را لکن سالب رحمة الله علیه گفت مرید اما در  
حکم گیره بودن بهتر اذ انکه در حکم خود اذ انچه صحبت با غیر از برای خدای  
بود و صحبت با خود از برای پروردن هوا و اندین معنی سخن بیاید اندین  
کتاب بهای خود انشاء الله تعالی و الله بحکایات ابراهیم ادهم است که چون  
بیاید بریدیم پیری بیاید و مرا گفت ابراهیم می دانی که این چه جایست که تو  
بی داد و راحه می روی گفت من دانستم که آن شیطان است چهار دانگ با  
من بود که الله کوفه زبیلی فرود آمد دوم آن از بیب رص ۱۱۵۹ بر آوردم و  
بیدار ختم و شرط کردم که در هر میلی چهل صد رکعت نماز کنم چهار سال الله  
باید بمانم و خداوند تعالی بوقت بی تکلف روزی می دمایند و اندران میان  
خضر صلوات الله علی بنیتا و طیه با من صحبت کرد و مرا تمام بزرگ خداوند  
بیاموخت نگاه دلم بیکبار از غیر فارغ شد دی را مناقب بسیارست و  
باشد التوفیق

ص ۱۳۹

و منعم سرور معرفت و تاج اهل معات بشرین الحارث الحانی ثنی



باشد عند امر مشاهده شانی عظیم داشت و اندر محاسن خلقی تمام صحبت تفصیل  
یافت بود و مرید خال خود بود علی بن حشرم و بعلم اصول و فروع عالم بود و  
ابتدای قوم دی آن بود که مدتی مست می رفت اندر بهمان راه کاغذ پاره یافت  
آن را تعظیم می گرفت بران نوشته بود که بسم الله الرحمن الرحیم هر کس را معطر  
کرد و بهای پاک بنهاد آن شب بخواب دید مریدانند تعالی را که دی را گفت  
یا بشر طیب است اسی نبعثتی لأطیبی استغفر فی الدنیا و الآخرة نام مرا خوشبوی  
گردانی عزت من نام ترا خوشبوی گردانم اندر دنیا و آخرت تا کس نام تو  
نشود الا که حاجتی بدی آمده آید بجان دی آید آن گاه توبه کرد و طریق دهد بر دست  
گرفت و به شدت غلبه امر مشاهده حق تعالی هرگز هیچ چیز اندر پای نکرد  
از دی علت آن پرسیدند گفت زمین بساط نیست و من بساط ندارم که بساط  
دی بپوشم و میان پای من و بساط دی واسطه باشد و این از غریب محاسن  
دین ۱۵۰ دی است که اندر جمع همت دی بحق پای افزادی حجاب دی  
آید و از دی می آید که گفت من املد ان یکون حدیثاً فی الدنیا و شریفاً  
فی الآخرة فلیجتنب ثلثاً لا یسأل احد ساجدة ولا یدکر احد اسود و لا  
یحیی احد ابی طعمه هر که خواهد اندر دنیا عزیز باشد و اندر آخرت تشریف گو از  
به چیز به پرستیز از مخلوقات حاجت نخواهد و کس را بدگوی و بهمانی کش مشو اما  
هر که بخواند تعالی راه داند از خلق حاجت نخواهد که حاجت بحق دلیل بی معرفتی  
بود که اگر بقاضی الحاجات عالمی از چون خوشبختی حاجت نخواهدی لکن استعانة  
المخلوق من المخلوق لاستعانة المسجون من المسجون اما هر که کسی را بدگوید  
آن تعریف است که اندر حکم خدای می کند از آنچه آن کس و فعل دی آفریده  
خواندند و آفریده دی را بد که می کند زیرا که چون فعل را عیب  
کند فاعل را عیب کرده باشد بجز آنکه دی فرموده است که بر موافقت من  
کفایت را دهم کنید اما آنچه گفت از طعام خلق به پرهیزد از آنچه رائق خدای

ص ۱۵۰

تعالی است اگر مخلوق را سبب مددی تو گرداند او را مبین و بدانکه آن مددی  
تست که خدای تعالی تو رسانید از اذن دی و اگر بداند که اذن و است  
و بدان بر تو منت نهاد او را اجابت کن که اندر مددی کس را بر کس  
منت نیست البته اذاکه نزدیک اهل سنت و جماعت مددی نخواست و نزدیک  
معتزله ملک و خلق را بافندی خوانند تعالی پرورد دین ۱۵۱ از خلق و محال این  
قول را دجی دیگر است والله اعلم

ص ۱۵۱

و منعم ملک معرفت و ملک محبت ابو یزید طیفور بن بیسی البسطامی رحمه الله  
علیه از اجله مشایخ بود و حاش کبر جلد بود و شانش اعظم تا حدی که جنبه  
گفت رحمه الله علیه ابو یزید متا بملازمة جبرئیل من الملائكة ابو یزید اندر بیان  
اچون جبرئیل است از طایفه و به دی بخوشی بوده و از بزرگان بساطت می پند  
دی بود و او را مدایات بسیار عایست اندر احادیث پیغمبر صلی الله علیه و سلم و  
الین ده نام معروف سر تعریف را یکی دی است هیچ کس را پیش از دی  
اندر حقانیت این علم پندار استنباط نمود که دی را و اندر همه احوال صحبت اعلم  
و معظم اشرف بود بخلاف آنکه گروهی برای دو الحاد خود را موضوعی بر دی  
بندند و از ابتدا روزگارش مبنی بر مجاهدت و پرورش محاسن بوده است و از  
دی می آید که گفت عملت فی المجاهدة ثلاثین سنة فما وجدت شیئاً اشد  
علی من العلم و متابعته لو لا اختلاف العلماء لبقیت و اختلاف العلماء رحمة  
للا فی التوحید گفت سی سال مجاهدت کردم هیچ چیز نیافتم که بر من  
سختتر از علم و متابعت آن بود و اگر اختلاف علماء نبود من از همه چیز ها  
باز ماندمی و حق دین تو نمی گذارد و اختلاف علما رحمت است بجز اندر تجربه  
توحید و بحقیقت چنین است که هیچ بجهل یال تو بود دین ۱۵۲ از آنچه بعلم  
و بحکم بسیار کار بی رنج توان کرد و بعلم یک قدم بی رنج توان نهاد و  
صراط شریعت بسیار باریک تر و پر خطر تر از صراط آن بجهان است پس باید

ص ۱۵۲

که اندر هر احوال چنان باشی که اگر اندر احوال رفیع و مقامات خلیف باز مانی و  
 بیعتی با وی اندر میان شریعت افتی که اگر از تو هر بشود معاملات با تو  
 ماند که اعظم اکانت هر مرید را ترک معاملات بود و هر دعادی در میان اندر در پیش  
 شریعت متناهی شود و هر ارباب لسان اندر برابر کن برهنه گردند و از وی  
 می آید رحمة الله علیه که گفت "بلجنة لا خطه لها عند اهل المعیة و اهل المعیة  
 محبوبون بمعیتهم" بهشت را خطری نیست بنزدیک اهل محبت و اهل محبت باز مانده  
 اند و در پیش اند از محبوب یعنی بهشت مخلوق است اگرچه بزرگ است و محبت  
 وی صفت وی است "تا مخلوق و هر که از تا مخلوق مخلوق باز مانده بی خطر بود  
 پس مخلوق بنزدیک درستان خطر ندارد و درستان بدو متوجه میگردند از آنچه وجود دوستی  
 دوستی تقاضا کند و اندر اصل توفیق دوستی صورت بگیرد و راه درستان از وحدانیت  
 وحدانیت بود و اندر راه دوستی علت دوستی آید و آفت آنکه اندر دوستی مریدی  
 و مرادی باید یا مرید حق و مراد بنده و یا مراد حق و مرید بنده اگر مرید حق  
 بود و مراد بنده هستی بنده ثابت بود اندر مراد حق و اگر مرید بنده بود و  
 مراد حق به طلب و ارادت مخلوق را بدو راه نیست مانده اینجا آفت (ص ۱۱۷)  
 هستی اندر محبت بهر دو حال پس خدای محبت اندر بقای محبت تمام تر اندر آنکه  
 نقاش بقای محبت و از وی می آید رحمة الله علیه که گفت یکبار بگو ششم  
 خاد مغفود دیم گفتیم که حج مقبول نیست که من سنگها ازین جنس بسیار دیده  
 ام بار دیگر برفتم خاد دیم و خداوند خاد دیم گفتیم هنوز حقیقت توحید نیست  
 بار سیم برفتم هر خداوند خاد دیم و خاد نه دیم بستر من ندانم که آید یا بازید  
 اگر خود را ندیده و هر علم را بدیدی شرک نبود و چون هر علم را  
 ندیدی و خود را بدیدی شرک باشی آنگاه توبه کردم و از توبه نیز توبه کردم  
 و از دیدن هستی خود نیز توبه کردم و این حکایتی لطیف است اندر صحت حال  
 وی و نشان خوب مر ارباب احوال را

ص ۱۱۷

و ششم نام فزون و جاسون فزون ابو عبد الله المحارث بن احمد الهاشمی  
 رحمه الله علیه عالم بود باصل و فزوح و مرجع هر اهل علم در وقت بود و  
 کتابی کرده است رغایب تمام اندر اصول تعویف و بجز این وی را تصانیف  
 بسیار است اندر هر فن عالی حال و بزرگ همت بود و اندر وقت خود شیخ المشایخ  
 بغداد بود از وی روایت کردند که گفت "اعلم بحركات القلوب فی مطالعة الغیوب  
 اشرف من العمل بحركات الجوارح" آنکه بحركات دل اندر مطالعه محل طیب عالم بود  
 بهتر از آنکه بحركات جوارح عالم بود مراد ازین آنست که علم محل کمال است و  
 بعمل محل طلب و علم اندر پیشگاه بهتر از آنکه بعمل به درگاه که علم مرد را  
 رض (ص ۱۱۸) بدرجه کمال رساند و بعمل از درگاه اندر بگذراند و بحقیقت علم بزرگتر  
 از عمل بود از آنچه خداوند عز و جل بطن توان شن خست و بعمل اندر توان یافت  
 و اگر علم به عمل را بدو راه باشد نصاری و رهبانی اندر شدت اعتقاد  
 نشان اندر مشاهده آیدی و مؤمنان حامی اندر معاینه پس عمل صفت بنده  
 است و علم صفت خداوند و بعضی از مدعیان این قول را غلطی افزوده است  
 و هر دو عمل را روایت کنند و گویند "اعلم بحركات القلوب اشرف من العمل  
 بحركات الجوارح" و این محال است که عمل بنده بحركات دل نقل بگیرد و اگر بدین  
 معنی حرکت و مراقبه احوال باطن را می خواهد این خود بوق باشد که پیامبر گفت  
 علی الله علیه وسلم "تفكر ساعة خیر من عبادة سنتین سنة" و بحقیقت اعمال ستر  
 فاضل تر از اعمال جوارح و تاثیر احوال و افعال باطن اندر حقیقت تمام تر از  
 تاثیر اعمال ظاهر و اذان بود که گفتند "تویر لخاله عبادة و سهر لجاهل معصية"  
 خواب عالم ببادت بود و بیداری جاهل معصیت از آنچه اندر خواب و بیداری سترش مطلوب  
 باشد و چون ستر مطلوب بود تن مطلوب بود پس ستر مطلوب بخواب حق بهتر از  
 نفس غالب بحركات ظاهر و باجودت و از وی می آید که روزی درویشی را  
 گفت "کن لله و الا فلا تکن" خداوند را باش و اگر نه خود میباش یعنی حق

ص ۱۱۸



بانی باش یا از او جدا خود قانی باش یعنی بصفت مجتبی باش یا بقدر مقتدر  
 و حق بانی باش و یا از خود قانی یا بدان صفت باش که حق گیرد آنچه خدا  
 بخواهد یا بدان صفت باش که حل آتی خلق از ایشان رسد چنانچه قرآن العظیم  
 که یکن شبیه مذکور اگر تو حق را باشی با اختیار خود قیامت بخود بود و  
 اگر نباشی با اختیار خود قیامت بحق بود و این معنی لطیف است و الله اعلم  
 و منعم اهل معرفت از خلق و از طلب ریاست بریده از خلق ابو سلیمان  
 داود بن نصیر الطائی رضی الله عنه از کبری شایخ و سادات اهل تقوت بود  
 و اندر زمانه خود بی نظیر شایخ بود و حقیقت بود رضی الله عنه و از اقران فضیل  
 و ابراهیم اوسم و غیر ایشان و اندر طریقت مرید حبیب داعی بود و اندر  
 جلاء علوم حقی و دوازده داشت و بدرجه اعلی بود و اندر فقه فقیه الفقهاء بود و  
 دولت اختیار کرد و از ریاست اعراض کرد و طریق زهد و تقوی بر دست  
 گرفت و دی را مناقب بسیار است و فضایل مذکور که بمحالات عالم بود و  
 الله حقان کمال از وی می آید که گفت مریدی را از مریدان خود است  
 امدت السلامة سلمه علی الدنیا و علی اخرتها الکلمة کبریه علی الاخوانه گفت  
 ای پسر اگر سلامت خواهی دنیا را وداع بخت کن و اگر کرامت خواهی  
 بر آخرت تکبیر مرگ کش یعنی این هر دو عمل همانند و هر فراغت اندرین  
 دو چیز بست است هر که خواهد که بتی فارغ شود گو از دنیا احوال  
 کن و هر که خواهد که بدل فارغ شود گو امدت عقی بیرون کن و اندر  
 حکایات مشهور است که دی پیوسته اختلاط با محمد بن الحسن داشتی و ابو  
 یوسف القاضی را نزدیک خود نگذاشتی او با گفتند که این هر دو اندر علم  
 بزرگند چرا یکی را عزیز داری و یکی را اندر پیش خود نگذاشتی گفت من ۱۵۶  
 از آنچه محمد بن الحسن از سر نعمت دنیای بسیار بمل آمده است و علم بسبب عز  
 دین و دل دنیای نیست و ابو یوسف از سر دینش و ذوق بمل آمده است

ص ۱۵۵

ص ۱۵۶

و علم را سبب عز و جاه خود گردانیده است پس محمد بن چون دی باشد و از  
 محبت کرمی رضی الله عنه رعایت کند که گفت هیچ کس نمیدم که دنیا را اندر چشم  
 دی خطر کمتر از داود طائی رضی الله عنه بود که هر دنیا را و اهل آن را نزدیک  
 وی هیچ مقداری نبود و اندر فترا پنجم کمال گزینی اگر چه بد آفت بودی و دی  
 را مناقب بسیار است و الله اعلم  
 و ششم شیخ اهل حقایق و متقین از جمعه علایق ابوالحسن بسری بن مظفر  
 استغلی رحمه الله علیه خال بنید بود و عالم بحدود علم و اندر تقوت او را شانی  
 عظیم است و اندر کسی که اندر تزیین مقامات و بسط احوال خوش کرد و دی  
 بود و پیشتر از شایخ عزاز مریدان دی الله و دی حبیب داعی را دیده بود و  
 با دی صحبت داشته و مرید معروف کرمی بود و دی الله با دار الله سقط فروشی  
 کردی چون با دار بنهاد بسوخت وی را گفتند که دکانت بسوخت گفت من قادر  
 شدم از بند آن چون نگاه کردند دکان دی سوخته بود و از چهار سوی آن  
 دکانها سوخته بودند چون آن چنان دیده آنچه داشتند بدیشان داد و طریق  
 تقوت اختیار کرد وی را پرسیدند که ابتدای حالت چگونه بود گفت مدتی حبیب  
 داعی بر کان من بر گذشته من شکسته به دی دادم که بدر پیشانی ده مرا گفت  
 خیرک الله از آن رس ۱۵۷ روز باز که با این گوش آن دمای دی بشنیدم نیز از  
 احوال دنیا فلاح نیامد و از وی می آید که گفت " اللهم مصفا عذبتی به من  
 شیء فلا تصدقنی بهذا الحجاب " بار خدایا اگر مرا بجزی غلاب کنی بجز  
 غلاب کن از آنچه چون محجوب باشم از تو غلاب و یا بزرگ و مشاهده تو بر  
 من آسان بود و چون از تو محجوب باشم نیم تو حلاک من بود بجز غلاب تو  
 پس بلای که اندر مشاهدت منی بود یا نباشد و لیکن با آن نعمتی بود که اندر  
 حجاب منی بود و اندر دوزخ هیچ حقیرت سخت و صعب تر از حجاب نیست که اگر  
 اهل دوزخ اندر دوزخ بخدای تعالی شکایت بودندی هرگز مؤمنان حامی را بهشت یاد

ص ۱۵۷

نیامی که دیدار حق تعالی چندان شادی دهد که از بلای تن عذاب کالبد خبر ندادندی  
و اندر بهشت هیچ نعمت کامل تر از کشف نیست که اگر آن نعمت ها و صد  
چندان دیگر اندر حق ایشان محمول باشد و ایشان از عذاب عجب عذاب از دلتها  
و جانهای ایشان بر آید پس سفت غدی تعالی آنست که اندر همه احوال دل دوستند  
بجز دنیا دارد تا هر شقت و بیاضت یا عذاب بشرب آن بوزاند کشید تا در حای ایشان  
چنین باشد که همه عذاب ها دستر از حجاب تو وایم که چون جهان تو بر دلهای ما  
کشوف باشد از بلا بکشیم و الله اعلم

و منعم سرنگ اهل بلا و بوی و نای زهره و تقوی ابو علی شتیق بن  
ابراهیم الدودی رضی الله عنه عریض قوم و مقتدای ایشان بود و عالم بعلوم  
شرعی و صافی در ۱۱۵۸ و حقیقی و دی را تعانیف بسیار ست اندر فنون این علم  
صاحب ابراهیم بن ادهم رحمه الله علیه بود و بسیاری از مشایخ ذویه بود و  
ایشان صحبت کرده اند وی می آید که گفت "جعل الله اهل طاعت سعادتی  
مسانهم و اهل المعاصی امصاء فی سجاتهم" خداوند اهل طاعت خود را اندر حال  
مرگ ایشان زنده گردانید و اهل معصیت را اندر حال زندگی مرده یعنی مطیع اگرچه  
مرده بود زنده بود که ملائکه بر طاعت وی آفرین می کنند تا بقیامت و ثواب  
کو عزیه بود پس وی اندر خای مرگ باقی بود ببقای جزا- فی آرد که پیری  
نزدیک وی آمد و گفت ایها الشيخ گناه بسیار دارم و می خواهم که توبه کنم دی  
گفت دیر آدمی پیر گفت که نه که زود آدم گفت چرا گفت هر که پیش از  
مرگ ایوب زنده آمده بود و گویند که ابتدای توبه وی آن بود که سالی اندر  
بلخ قحطی افتاده بود مردمان بیکدیگر می خوردند و همه مسلمانان اندوه گین  
غلامی را دید که اندر بازار می خندید و طرب می کرد مردمان گفتند چرا  
می خندی شرم نداری که همه مسلمانان اندر اندوه اند و تو چنین شادی  
می کنی گفت مرا هیچ اندوه نیست که من بنده آن کسم که او را بچی

است خالصه و دی شغل از دل من برداشته شتیق گفت بار خدایا این غلام  
بخواهد که یک روز شادی می کند و آنرا مالک الملوك و روزی با اندر  
پذیرفته و با چنین اندوه بر دل گماشته ایم از شغل دنیا رجوع کرد و طریق  
حق را پیران گرفت و نیز اندوه روزی هرگز نخورد در ۱۱۵۹ و پیوسته گفتی که  
من شاگرد غلامی ام و آنچه باقیم ادد یافتم و این اندوهی تراش بود و دی را متاب  
بیدار است معرفت و بالله التوفیق.

و منعم شیخ وقت خود و مرطقی حق ابو سلیمان ابن عبد الرحمن  
این علیه السلام الدارانی رضی الله عنه عریض قوم و دیکان دلهای بیاضت و مجاهدات  
مسبب خضم است و عالم بود بعلوم وقت و معرفت آفات و بصیرت بکین های  
آنرا و دی را کلام لطیف است اندر محالات و حفظ قلوب و رعایت بوارح و از  
دی می آید که گفت "اذا غلب الرجاء علی الخوف فسد الوقت" چون رجاء بر خوف  
غالب گردد وقت شوریده شود زیرا که وقت رعایت حال باشد و بنده تا آنگاه  
راعی حال باشد که بگوید خوف بر دش مستولی بود چون خوف بر خاست وی تملک  
ارغایه شود و قش فاسد گردد و اگر خوف بر دها غلبه کند توجیدش باطل شود  
از بخی غلبه خوف از زبیدی بود و تا آید از حق شرک بود پس حفظ  
توجید اندر صحبت رجای بنده باشد و حفظ دقت اندر صحبت دی چون هر دو  
برابر باشند توجید و دقت هر دو محفوظ باشند و بنده بحفظ توجید مؤمن بود و بحفظ  
دقت مطیع و تعلق رجاء بمشاهده معرفت بود که اندر جمله اعتقاد است و تعلق  
خوف بمشاهده معرفت که اندر جمله اضطراب است و مشاهده کمالیت مجاهدت باشد  
و این معنی آن بود که همه امیدها از تا آید پذیرد آید و هر که بکردار خود  
از فلاح خود زمید شود آن زبیدی دی را نجات و فلاح و بصره در ۱۱۶۰ در کرم حق قتل راه  
تلاش و رجاء بکمال دی بکشاید و دش را از آفات طبع بزداید و جمله اسرار  
ربانی را کشف گردد احمد بن ابی الحارثی رحمه الله علیه گوید اندر غلوت شبی



نمازی کرم و اندک میان مرا داشت بسیار بود و دیگر مدتی با او میبوی گفت  
گفت ضیف مری که ترا هنوز خلق اندر پیش است تا اندک غلا دیگر گونی و اندک  
تا دیگر گونی و اندک دو جهان هیچیز را آن خطر نیست که بنده را از حق باز  
تواند داشت و چون عودتی را جلوه کند بر سر خلق از برای آنی کند تا همه  
خلق وی را ببینند و از دیدار خلق غمزه را ما زیادت عود بود اما بناید که وی  
بجز آن مقصود خود را بیند که از دیدار غیر مراد تا دل بود اگر همه خلق  
عود طاعت طایع بنید او را در میان نمیدارد اما اگر وی مر عین طاعت خود را  
بیند حاکم گردد جهاد باشد

و منضم منطبق درگاه رضا و پرورده علی بن موسی الرضی رضی الله عنهما  
ابن معروف بن فیروز الکرخی رحمه الله علیه از قدا و صلوات مشایخ بود و  
معروف بقرئت و مذکور بدع و امانت و ذکر وی مقدم بایستی ازین ترتیب اما  
من برای موافقت دو پیغمبر کی صاحب قتل و دیگر صاحب فقرت اندرین عمل آوردیم  
یکی ازین شیخ متبرک ابو جعفر الحلی که کتابش برین ترتیب و دیگر استاد  
امام ابو القاسم افسیری رضی الله عنه که اندک مدتی کتابش ذکر وی برین جلد است  
اندرین موضع اثبات کردم اندک وی در ۱۱۶۱ استاد سری منقلی و مرید دلد  
طای بود رحمهم الله و اندک ابتدا بیگاه بوده است بر دست علی بن موسی  
الرضا رضی الله عنه اسلام آورد و نزدیک وی سخت عزیز و ستوده بود و وی  
را مناقب و فضایل بسیار است و اندک فزون علم مقتدای قوم بوده است و  
از وی می آید که گفت "للفقیهان ثلاث علامات: فناء بلا خلل و صلاح بلا  
جود و عطاء بلا سوال" علامت جوانمردان سه چیز بود یکی وفای خلل و دیگر  
نترشی بی جود و سیم عطای بی سوال اما وفای بی خلل آن بود که اندک عهد  
جودیت بنده مخالفت و معصیت بر عهد حرام دارد و درج بی جود آن بود که  
از کسی نیکنی نمیدهد باشد وی را نیکنی گوید و عطای بی سوال آن که چون

دی را هستی بود اندک عطا تمیز کند و چون حال کسی معلوم شود وی را سوال  
نمایند و این جلد از خلقی بود بخلق اما هر خلقی اندرین هر سه صفت عاریت  
اند و این هر سه صفت حقیقت عود و جل و فعل وی با بندگانش و این  
صفت او را حقیقت است اندک اندک وفای ادبا و دوستان خلایق هر چند که ایشان  
اند وفای او خلایق کنند وی بجای ایشان لطف زیادت کند و علامت وفای وی  
آنست که در ازل بی فعل یک بنده او را بخواند و امروز بفعل بد وی وی را  
خواند و درج بی جود جود وی کند که وی محتاج فعل بنده نیست و بنده را  
بر اندکی از کردار وی ثنا گوید و عطای بی سوال جود وی نهد اندک کریم  
ست حال هر یک بداند و مقصود در هر یکی بی سوال وی فعل کند  
پس چون خداوند تعالی بنده را کرامت کند و وی را بزرگ گرداند و بزرگ خودش  
غفور گرداند یا وی این هر سه صفت بکند و وی بنده بمقدار امکان معامت خود  
با خلق همین گرداند آنگاه وی را نام فقرت و جود و زمره فقیان نامش مثبت گردد  
و این هر سه صفت ابراهیم پیغمبر بود صلوات الله و سلامه علی نبینا و علیه و آله و سلم حقیقت  
و بجای ماه این را بیان کنیم انشاء الله تعالی

و منضم زین جهاد و جمل اوتاد ابو جعفر الحلی حاکم بن عیون الاظم رضی الله عنه  
از فقیهان جامع بود و از تدای مشایخ طراسان و مرید شفیق بود و استاد احمد خصوص  
و اندک جود احوال خود از ابتدا تا انتها یک قدم بر خلایق صدق نموده بود تا جبهه  
رحمة الله علیه گفت صدیق زمانا حاکم الاظم وی را کلامی عاریت اندک ذوق  
رویت آفات نفس و ریونات طبع و تعانی مشهور اندک معاملات از وی می  
آید که گفت "الشهوت ثلاثة شهوة فی الاکل و شهوة فی الکلام و شهوة  
فی النظر فاحفظ الاکل بالشقة و اللسان بالصدق و النظر بالعبرة" شهوت سه  
است یکی اندک طعام و یکی اندک گفتار و یکی اندک دیدار و سه دیگر اندک نظر بجاهل  
و خودش خود را بپاورد داشت و اعتماد بخداوند و توان را بر است گفتن و چشم

را بمرتبت نگرین پس هر که آمد اکل توکل که از شجاعت اکل رسته باشد و هر که  
 رص ۱۱۲۳ بدان صدق گوید از شجاعت زبان رسته باشد و هر که چشم راست بیند از  
 شجاعت چشم رسته باشد و حقیقت توکل از راست دانستن بود که اگر دی ما راستی  
 بداند و برندی دادن باشد و آنگاه بر راستی دلش خود جهالت کند آنگاه از راستی خود  
 معرفت نبرد که تا اکل و شورش به جز دوستی نبود و مهارتش جز و هرنه و نظرش  
 جز مشاهده به پس چون راست دانده حلال نمود و چون راست گوید ذکر گوید و  
 چون راست بیند دی ما بیند انداخته بر ماده دی بدستوری دی نمودن حلال نیست  
 و هر ذکر دی اند هرزه هزار عالم ذکر کس راست نیست و هر اندر حلال و طالش  
 اند مردود است مرتضاه کردن دعا نیست و چون از دی گیری و بدستوری دی خوری  
 شجاعت نباشد و چون از دی گوئی و بدستوری دی گوئی شجاعت نباشد و چون فعل  
 دعا بینی و بدستوری دی بینی شجاعت نباشد و باز چون بخوای خود خوری اگرچه حلال  
 بود شجاعت نباشد و چون بخوای خود گوئی اگرچه ذکر بود بدو بخ و شجاعت بود و  
 چون بخوای خود مری اگرچه اشتغال کنی و مال و شجاعت بود و الله اعلم

و منعم اهل مغربی و ابن عمر بنی ابو عبد الله محمد بن ادیس الشافعی رحی  
 الله عنه از بزرگان وقت بود و اندر جمله علوم اهل علم و معرفت بود و تقوی و  
 درع و دی ما مناقب مشهور است و کلام عالی و شاکو مالک بود تا بحدیث  
 بود و چون بفرق آمد اختلاف محمد بن الحسن کرد رحمه الله رص ۱۱۲۳ و همیشه اندر  
 طبعش ارادت دولت می بود و طلب می کرد مرآت این طریق را تا گروهی  
 به دی بجمع شدند و بعد اقتدا کردند و احمد بن حنبل از ایشان بود آنگاه بطلب جاه  
 و در پیش امامت مشغول شد و اذان باز ماند و اندر هر احوال محمود انصاف بود  
 و اندر ابتدای احوال از محمود اندر دلش خوشتر می بود تا سلیمان سامی با برید  
 و بعد تقرب کرد و از بعد آن هر کجا رفتی طلب کننده حقیقی بود از دی بی آید  
 که "اذا دلیت العالم یشغل الرخص قلیس یجی منه شیء" چون عالم را بینی که برخص

ص ۱۲۳

ص ۱۲۴

و تأییدات مشغول گردد بدانکه هرگز از دی هیچ چیز نیاید یعنی علامت نگاه هر امتداد غایتند  
 و روا نباشد که کسی تمام پیش ایشان آمد و هیچ معنی و راه حق جز با احتیاط و جهالت  
 اندر شخصیت نتواند رفت و شخص علم طلب کردن کار کسی نباشد که از جهالت  
 برگیزد و خواهد که خود را تحقیر کند پس رخصت طلب کردن درجه عوام باشد  
 تا از دایره شریعت بیرون نیفتد و جهالت در رسیدن درجه خواص باشد تا شمره آن  
 اندر ستر بیاید و علامت خوانند چون غاص را بدست عوام روا بود از دی هیچ  
 چیز نیاید و نیز رخصت طلب کردن سبک داشت قرآن حق بود و دوستان حق حق و  
 علی علامت و دوستان قرآن دوستان را سبک نداده و ادبی درجات آن افتند کند  
 و اندران احتیاط کند یکی رص ۱۱۲۵ از مشایخ هدایت کند که شیخی پیغمبر را علی  
 الله علیه وسلم بخواب دیدم گفتم یا رسول الله از تو بمن هدایت بریده است که  
 خدای عز و جل ما اندر زمین او تاد و اولیا و اهل نه گفت آن راوی خبر نتو  
 راست رسانیده است گفتم یا رسول الله پس باید تا من یکی از ایشان به منم گفت  
 محمد بن ادیس یکی از ایشان است و دی ما بجز این مناقب بسیار است

و منعم شیخ سنت و قاهر اهل دعوت ابو محمد احمد بن حنبل رضی الله  
 عنه مخصوص بود بوسع و تقوی و حافظ حدیث پیغمبر صلی الله علیه وسلم و این طبقه  
 بعد از فریقین دی ما مهارک داشته اند و با مشایخ بزرگ صحبت کرده بود و  
 چون قد انون مصری و بشر عالی و سری استغنی و معروف الکشی و مانند ایشان  
 و ظاهر الکرامات و معجزات بود و آنچه امروز بعضی از مشبهه تلقی بود  
 کنند آن بر دی اخراست و موضوع و دی اذان جمله بری است و دی ما  
 اعتقادی است اندر اصول دین پسندیده جمله علما و چون بغداد معتزله طلبه کردند  
 گفتند که دی ما تکلیف باید کرد تا قرآن را مخلوق گوید پیر و ضعیف بود  
 دستهای بر عقابین کشیدند و هزار تازیانه بزدندش که قرآن را مخلوق گوید  
 گفتند و اندران میان بند اذارش بکشاد و دستهای برت بود و دست دیگر پدیدار

ص ۱۲۵



آمد و بهند از ایش بخت چون این برهان پریدند بگذشتند و هم اندران جماعت قرآن  
حق یافت و اندر آخر طبع وی قوی بنزدیک وی آمدند و گفتند که چه گوئی اندرین  
ص ۱۲۶ ص ۱۲۶ قسم که ترا بزدند گفت چگونگی آن برای خدای نودند پنداشتند که من بر قلم  
و ایشان بر حقه بخود زخم بقیامت من با ایشان خصومت نکنم و وی را کلام  
عالی ست اندر مقامات و هر کسی از وی مسخر به پریدی اگر ماضی بودی جواب  
کردی و اگر حقایق بودی سوار به بشر عالی کردی چنانکه مدوی یکی بیاید و  
گفت ما الاخلاص ذال الاخلاص هو الاخلاص من آفات الاعمال اخلاص است که  
از آفات اعمال خلاص یابی یعنی عفت بی ریا و شتم و لعیب و آفت شود و  
گفت ما التوکل توکل چیست گفت الثقة بالله بود داشت و استوار خدای را  
عز و جل اندر رسانیدن روزی گفت ما الرضا رضا چه باشد گفت تسبیح  
للاهور الی الله اگر کارهای خود بخداوند بسپاری گفت ما المحبة گفت محبت چه  
باشد گفت این از بشر عالی بهرس که تا وی زنده است من این را جواب  
د گویم و احمد بن حنبل اندر همه اصول سخن بود اندر حال حیات از طعن  
مستزله و اندر حال وفات از تهمت های مشتمه تا حدی که اهل سنت و  
جماعت بر حال وی واقف نگشتند اند وی را تهمت گفتند و وی ایشان بگری  
ست و الله اعلم

و منعم سراج وقت و مشرف آفات مفت ابو الحسن احمد بن ابی  
الحارثی رضی الله عنه از جمله اجله مشایخ شام بود و ممدوح جمله مشایخ تا حدی  
که جنید گفت احمد بن ابی الحارثی ریحانة الشام و دی بر کلام عالی است و  
ص ۱۲۷ ص ۱۲۷ اشوات لطیف اندر فزون ص ۱۲۷ علم این طریقت و روایت صحیح از حدیث  
پیامبر صلی الله علیه و سلم و ممدوح اهل ذمت بود بوده اندر واقعات ایشان و وی  
مرید ابو سلیمان دارانی بود و محبت سیفان بن یحیی و مردان بن سعید الزهراوی  
میاجی کرده بود و از هر یک ادب و فایده گرفته و از وی می آید که گفت

الدنيا منزلة و مجمع الکلاب و اقتل من الکلاب من علف علیها فان الکلب  
یاخذ منها حاجته و یبصر من الحب لها لا یفعل عنها و لا یتکلم بها دنیا  
چون منزله است و جای گاه جمع گشتن رگان و کثر از رگان باشد اگر بر سر معلوم  
دنیا بایستد دانچه رگ از منزله حاجت خود روا کند و سیر گردد و باز گردد  
و دست دایر دنیا هرگز از دنیا و از جمع این باز نگرود و از چیزی دنیا بود  
نزدیک آن جوان مرد که دنیا را ببرد مانند کرد و اهل این را کثر از رگان  
داشت و علت آورد که چون رگ بهره شود از منزله بر گیرد از منزله فراتر  
شود و اما اهل دنیا پیوسته بر سر جمع کردن و محبت آن نشسته باشند و هرگز بر  
نگردند و این جمله علامات انقطاع نیست از اخوات دنیا و اعراض وی از اصوب  
آن و سر اهل این طریقت گسستگاری از دنیا عالی خوش و روبرو خست و اندر  
ابتدا طلب علم کرد و درجه اتمه رسید آنگاه این کتب خود بر داشت و دریا  
برد و گفت نعم الدلیل انت و اما الاشتغال بالدلیل بعد الوصول حال نیکو  
ص ۱۲۸ ص ۱۲۸ دلی و راهبری تو مرا به راه آید پس رسیدن بمقصود مشغول بودن بدلیل ص ۱۲۸  
عمل بود که دلیل تا آنگاه بایست که مرید اندر راه بود چون پیشگاه پدیدار آمد دنگاه  
و راه را چه قیمت بود و مشایخ گفتند که این در حال تسک بوده است و اندرین  
راه اگر گفت "وصلت فقد فصل" چون رسیدن باز اندر بود پس شغل شغل  
بود و فراغت فراغت و وصل وصل و اندر شغل و فراغت نسبتی است که این  
هر دو صفت بنده باشد و فصل و وصل در نهایت حق و ابدات ازلی وی به نیکو  
خواست بنده و این اندر شغل و فراغت بنده بنیاید پس وصولش را اصول نم و  
لازمست و قرب و محاورت بر وی تا ابد وصلش کرامت بنده و جوش احانت  
وی و تغییر بر صفات وی بداند و علی بن عثمان الجلابی رضی الله عنه گوید  
که محفل ست که آن پیر بزرگ را اندر لفظ وصول مرود و وصل بر او حق بوده  
ست از آنچه اندر کتب راه حق است نبشت ست که هجرت ایشان ست که چون

طریق واضح شود جهات منقطع شود که جهات را چندانی وقت بود که اندر قیبت  
مقصود بود چون کتب حدیث حاصل آمد جهات متکاشی شود و چون آمد حضرت  
سمرت زبانه کلیل بود از جهات کتب ادبی تر که خارج بود و از مشایخ صوفی  
دی همین کردند چون شیخ الشافعی و سید فضل الله بن محمد المصنوعی و میردی رضی  
الله عنهم که کتب خود باب دادند و گروهی از مترجمان مر کاحلی و مدجمل را بدان  
احوال تعلیم کردند و آنان که آن احوال بدان نحو افشاخ علی بن ابی طالب و ترک  
اتفاقات و فراغت دل از دودن حق و این در ۱۰۶۹ بود اندر مکر ابتدا و آتش  
کدک درست نیاید از آنچه ممکن را کویین حجاب نکند کافذ پاره هم حجاب نکند  
چون دل از علایق منقطع شد پاره کافذ را چه قیمت باشد تا آنکه گفت شش  
کتاب مراد یعنی جهات است از تحقیق معنی چنانکه گفتیم پس ادبی تر آن بود که جهات  
از زبان معنی شود از آنچه اندر کتاب جهات کتب است و بر زبان جهاتی  
جاری و جهاتی از جهاتی ادبی تر باشد و مرا چنین صورت پند که احمد بن  
ابی الموددی اندر غلبه حال خود مستمع یافت و شرح حال خود بر کافذها نوشت چون  
بسیار فراهم آمد اهل یافت را نشر کردی باب زد گذاشت و گفت یکدیگر  
تا آنکه چون مرا مراد از تو بر آمد مشغول شدن تو حال بود و نیز  
احتمال کند که دی را کتب بسیار گرد آمده بود از اورداد و معاملات باز  
می داشت و مشغول می گردانید شغل از پیش خود بر داشت و فراغت دل  
طلبید از بعضی را بزرگ جهات گفت و الله اعلم

و منعم و نیز سرعنگ جوان مردان و آفتاب بخارسان ابو حامد احمد بن  
خضویه البغنی رضی الله عنه بمو حال و شوق وقت مخصوص بود و اندر زمانه  
خود مقتضای قوم بود و پندیده طواقم و عوام بود و طریق دامت بسوی و  
حامد برهم لشکریان پادشاهی و فاطمه که خیال دی بود اندر طریقت شانی عظیم داشت  
دی دختر امیر بلخ بود چون دی را اورداد تو به پدیدار آمد با احمد کس فرستاد

ص ۱۶۱

مر مرا از پدر بخانه دی جهات نکرد و دیگر باید کس فرستاد و گفت در ۱۰۷۰  
با احمد من ترا مراد از این پنداشتم که راد حق بنی راهبر باشی و ماه  
کس فرستاد و دی را از پدر خواست پدر بگم بزرگ دی را با احمد خضویه داد و  
فاطمه رضی الله عنها تبرک شغل و مشغله دنیا گرفت و بگم عولت با احمد بیاراید  
تا احمد بن خضویه را زیارت بایزید افتاد و فاطمه با دی موافقت کرد و چون  
پیش بایزید آمد احمد فاطمه قلاب از روی بر داشت و با دی گستاخ دار سخن  
می گفت احمد اذنان منجذب شد و غیری بر دوش متولی شد گفت ای فاطمه این چه  
گستاخی بود که با بایزید کردی باید که مرا معلوم شود فاطمه گفت از آنچه تو محرم  
بیعت می و دی محرم طریقت من از تو بهما زعم و از دی بهما گفت دلیل  
برین آنکه دی از صحبت من بی نیاز است و تو بمن محتاج دی پیوسته با بایزید  
گستاخ بودی تا روزی بایزید را چشم بر دست فاطمه افتاد به خا بسته بود  
گفت یا فاطمه دست از برای چه به خا بسته دی گفت یا بایزید تا این غایت تو  
دست و خا من ندری ما را با تو انبساط بود اکنون که چشمت و من افتاد صحبت  
بر ما حرام شد و از اینجا باز گشتند و یسارور باز آمدند و مقام کردند و اهل یسارور  
و مشایخ آن با احمد خوش می بودند و چون یکی بن معاذ الرازی یسارور آمد  
قصه بلخ داشت احمد رفته الله علیه خواست تا دی را دعوت کند با فاطمه  
مشاورت کرد که دعوت میکی را چه باید دی گفت چندین گاه و گوسفند در ۱۰۷۱  
و وایح و ذوقل و چندین شمع و عطر و این همه بیت خر نیز باید تا بکشیم  
اه گفت کشتی خزان چه معنی داند گفت چون کرمی بخارا کرمی مسلمان آید باید  
که سگان حله را نیز اذنان نمیبی باشد بایزید گفت من اوردان بنظر الی سبیل  
من الیصال معتبره تحت بامس النسمان فلینظر الی فاطمة رحمهما الله هر که  
خواهد تا مروی بیند پنهان اندر لباس زنان گو در فاطمه نگاه کند و ابو حفص عتاد  
رفته الله علیه گوید بولا احمد بن خضویه ما علمت الفتوة اگر احمد بودی

ص ۱۶۱



قوت و مروت پیدا گشتی و او را کلام حالی و انعام محسوب است و تصانیف  
 مشهور اند هر فن از معاملات و آداب و حکمت و لایح اند خالق و از وی می آید  
 که گفت "الطریق داخیم و الحق لا یخیر و الوافی قد أسع فما لقیته بعد ها الا من  
 الحق" راه پیدا است و حق آشکارا و نمایان و شنود آمدن محل تغییر بخیر و بدی  
 باشد یعنی راه جتن خطاست که راه حق چون آفتاب تابانست تو خود را بوی تا کجائی  
 چون یافتی فرا مر راه آنی که حق ظاهرتر از است که اند تحت طلب طالب در آید  
 و از وی می آید که گفت "استدعنا ففکک" عود درویشی خود را پنهان در دینی با  
 خلق گوی که من درویشم که تا سر تو آشکارا در گردد که این از خدای عز و جل  
 کرامتی حکیم است و از وی می آید که گفت درویشی اند ماه رمضان یکی از  
 انبیاء دولت کرد و اندر خانه دی بجز نانی نبود خشک گشت چون تو اگر باز گشت  
 در ۷۲ ص ۱ صرّاء در بدو فرستاد و وی آن صرّاء بدو باز فرستاد و گفت این صرّاء  
 آن کن است که سر خود را با چون تویی آشکار کند و با انبیا را اهل نوز فقر  
 دارد از این از صحت فقر وی بود و الله اعلم

و حنم ادم متوکلان و گردیده اهل زبان اند عراب عسکر ابن الحسین رضی  
 رضی الله عنه از اجده مشایخ خراسان بود و از ساعات ایشان بود و مشهور بود بقرت  
 و زهد و ورع و دی را کلمات بسیار است و عجایب بی شمار که اند بادی  
 دیده است و اند هر های و از قول مسافران متصرف بود و بودی جمله بجزیه  
 گذاشتی و قات وی اند بادی بمصر بود از پس چندین سال جماعتی بدو دیدند وی  
 را یافتند بر پای ایستاده و روی به قبله و بان داده و خشک گشت و رکوع  
 اند پیش نهاده و طفا اند دست گرفته و از باغ میچیز بدو نه دیده بود و گرد  
 دی گشته و از پای اند میفاده بود و از وی می آید که گفت "الفقیه قوته ما  
 و جهل و لیس ما ستر و مسکنه حیث نزل" قوت درویش آن بود که آنچه باید اندان  
 اختیار کند و لباس آنکه او را بپوشد اندران تعرفت نمکند و جای جایش آنکه فرود

ص ۱۶۱

آید منزل کند خود را بای فراد اندر تصرف اندین سه چیز مشغولی بود و هر عالم اند  
 بای این سه چیز چون محفل کند و این از روی محاسن بود اما از روی تحقیق  
 فدای درویش دهر بود و لباس تقوی و مسکنش غیب از آنچه خداوند گفت عز و جل  
 و آن گو استقاموا علی الطریقه لانتقامکم من ۱۷۳ ماء خدفا و نیز گفت و بلیثا و  
 یبسی التفتی ذلک خیر و رسول صلی الله علیه و سلم گفت "الفقر وطن الغیب" پس چون  
 غذا و مشرب وی از شرب قربت بود و لباس تقوی و محاسن و دمن غیب و تنگد  
 و صحت طریق فقر و فرج بود و معاملات آن لایح و این در کمال باشد

و منعم لسان محبت و وفا و زین طریقت و ملا ابو ذکریا یحیی بن معاذ الرازی  
 رضی الله عنه حالی حال و یکه سیرت بود و اند حقیقت رجا بحق تعالی قوی تمام داشت  
 تا محصری گوید که خداوند را در یحیی بود یکی از انبیا و یکی از اولیا یحیی بن ذکریا علی  
 بیتنا و علیها الصلوة والسلام طریق خوف را چنان سپرده که همه بزمیان خوف از طراح خود نوبد  
 شد و یحیی بن معاذ طریق رجا را چنان سپرد که دست همه بزمیان رجا را فرو بست  
 گفتند حال یحیی بن ذکریا علیه اسلام معلوم است حال این یحیی چگونه بوده است گفت  
 بمن رسیده است که هرگز او را حمایت نبود و بر دی گناه کبیره زفته و اندر معاملات  
 و درزش آن جزی تمام داشت که کس طاقت آن نداشت او را اصحاب گفتند ایضا  
 اشخ مقام تو مقام رجا و محاسن تو محاسن خلیقان گفت بدان ای پسر که ترک  
 جودیت خلاصت بود و خوف و رجا دو قایم ایاخذ محال باشد که کس بوزنش کنی  
 از انکان ایمان بعقالت اند خلیف جهات کند ترس قلیعت را و بای امید در ۱۷۴  
 وصلت را تا جودیت موجود نباشد و خوف درست آید نه رجا و چون جهات حاصل شد  
 این خوف و رجا بجه جهات بود و از آنها که جهات باید جهات سود عماره وی را  
 تصانیف بسیار است در کت و اشادات بدیع و نخت کسی که از مشایخ این طایفه  
 از پس خلایق راشدین رضی الله عنهم که بر منبر شد وی بود و من کلام وی را  
 سخت دوست دارم که اند طبع یقین است و اندر سبب لذت و اند اصل قوت و اند

ص ۱۷۳

ص ۱۷۴

جوانت مفید از دی می آید که گفت للذین حاس الاشتغال و الاشتغال حاس الاهوال و الاهوال کلایزال  
 المستند بین الاشتغال و الاهوال حقد يستقر به القياس اما الى الحقيقة و اما الى التماس  
 دنیا جایگاه اشتغال است و حقیقی حل احوال و پیوسته بنده میان مشغولی امید و بیم  
 است تا بر چه قرار کرد یا با نهم آسان یا اندر عجم ناله رخ کن دلی که از  
 اشتغال رسته باشد و از احوال رکن شده و هست این هر دو سرای بگسته باشد و  
 بحق تعالی پیوسته و نذیب دی آن بود که خدا را بر فقر فضل بنماید و چون اندر  
 زی دی را دلم به تمام برآورد قصد خراسان که چون شیخ رسید مردمان می آمدند و  
 داشتند تا آنجا مدتی سخن گفت بر ایشان ما و صد هزار دهم دی ما برآمد چون باز  
 گشت تا بدری شود مردمان بر دی راه بندد و آن همه بیم از دی بماند دی  
 بخود نیسایور آمد و فاش آنجا بود و در جملة احوال عزیز بود همان خلق و الله اعلم  
 منم شیخ خراسان و زادش زین دی ۱۷۸ و زبان ابو حنص عمر و بن سالم النیسابوری  
 و تعدادی رضی الله عنه از بزرگان و سادات قوم بود و مودع جلال مشایخ صاحب ابو  
 جهم الله المیجوری و رفیق احمد بن خضوع و شاه شجاع از کرمان زیارت دی آمد دی  
 بهضاد شد زیارت مشایخ و اندر تازی نصیبی نداشت و چون بهضاد رسید مردمان با  
 یکدیگر گفتند شینی عظیم باشد که شیخ اندر خراسان را ترحمانی باید تا سخن ایشان را  
 بداند چون مسعود شریقی آمد مشایخ رحم الله بهر بیلند و بنید رحه الله با ایشان بیله  
 و دی تازی نصیح می گفت با ایشان چنانکه آنقدر از فصاحت دی عاجز شدند از دی  
 سوال کردند که بها الفتوة دی گفت یکی از شما ابتدا کند و قولی بگوید بنید رحه الله  
 علیه گفت الفتوة عندی ترك الزیة و استقاط النسبة قوت نزد من آنست که مر  
 قوت را بینی و آنچه کرده باشی نسبت بخود کنی که این من می کنم ابو حنص گفت  
 ما احسن ما قال الشیخ و بکن الفتوة عندی احاد الانصاف و ترك مطایبة الانصاف  
 نیکو است آنچه شیخ گفت و لیکن قوت نزدیک من دوان انصاف باشد ترک طلب  
 کردن انصاف بنید گفت رحم الله قومو یا اصحابنا فقد نزل ابو حنص علی ادمر

و خدایت بر غیره ای یاران من زیادت آورده که حنص بر آدم و فطرت دی الله  
 جوانی و گوید که ابتدای توبه دی آن بود که بر گنیزکی شینت شد او را گفتند الله  
 شادستان نیسایور جمودیت ساحر علی این مشکل تو نزدیک دست دس ۱۱۷۷ ابو حنص  
 نزدیک دی آمد و حال با دی گفت جمود گفت ترا چهل روز نماز بناید کرد و شیخ  
 ذکر حق و احوال خیر و قیامت نیکو بر زبان و دل ترانی تا من جلیقی کنم و مراد تو  
 بر آید دی چنان کرد چون چهل روز برآمد جمود آن طلسم بکرد مراد دی بر نیامد  
 جمود گفت لا محاله بر تو چیزی دفتر است نیک بیندیش ابو حنص رحه الله علیه گفت  
 من شیخ چیز می دانم از احوال غیر که بر قاهر دلم گذشت است الا آنکه بر  
 راه می آدم شکی بود آن ما بیانی از راه بیند اختم تا پای کسی برمان نیاید  
 جمود گفت بیازار آن خداوند ما که تو چهل روز فرمان دی ضایع کردی و او این  
 مقدار رنج تو ضایع کرد دی توبه کرد و جمود مسلمان شد و همان آهنگری می کرد  
 تا ببادو شد و ابو جهم الله باوردی را رحه الله علیه بدید و عند ارادت دی گرفت  
 و چون نیسایور باز آمد روزی الله بازاره انبیای قرآن می خواند دی برزد دکان  
 خود نشسته بود سماع آن او را غلبه کرد و از خود غائب شد دست الارز منتقل  
 کرد و بی ابو آن آهمن تافته از او را بیرون آورد چون شاگرد آن را دید حوش از  
 دی بشد چون ابو حنص بحال خود باز آمد دست از کسب برداشت و نیز بر دکان  
 نیامد و از دی می آید که گفت تركت العمل ثم رجعت الیه ثم تركت العمل فعد  
 ارجع الیه از عمل دست برداشتم هنگام بدان باز گشتم پس عمل دست از من برداشت  
 نیز بدان باز گشتم از آنچه هر چیزی که ترک این بخلت و کسب بنده باشد ترک آن  
 عملی تر نباشد از فصل آن دس ۱۱۷۷ اندر صحت این اصل که جمود اکتساب عمل  
 آفات اند و قیمت آن معنی ما باشد که بی شکست از غیب اندر آید و اندر هر  
 عملی که شود اختیار بنده آن متصل شود و لطیفه حقیقت از آن ذایل شود پس ترک  
 و اندر هیچ چیز بر بنده درست نیاید از آنچه عطا و ذوال از خداوند مستحق و حق



و بتقدیر وی چون عطا آمد از حق اخذ آمد و چون افعال آمد از حق ترک آمد و چون چنین باشد قیمت مر آن معنی را باشد که یقام اخذ و ترک بدانست نه آنکه بنده باجتماع جانب و دفع آن باشد پس اگر هر دو مال مرید بقبول حق بکوشد چنان باشد که یک هر بقبول وی گوید که اقبال لا یزال اندک قبول ازل بنده است و سود سودی اندک سعادت سابق و میرسد و بنده را بخلاص خود جز بنحو غایت را نیست پس عزیز باشد بنده که ایباب را مستحب از حال وی دفع کرده باشد

و منهم قنده اهل طاعت و داده بجا سلامت از صالح احمدون بن احمد  
بن حمزة القند رضى الله عنه از قندای مشایخ بعد از متوفیان ایشان و اندر  
فقه و علم بدرجه اعلی بود درصوب فوری داشت و اندر طایقت مریدان و تلامذ  
غرضی بود و ازان علی نصر آبادی رحمة الله علیه و او را روز دقیق است اندر  
سلامت و کلام دقیق اندر مجاہدات الهی آید که چون شان وی اندر علم بزرگ شد  
ایم و بزرگان بسیار پیامند و دی بسیار گفتند که ترا بر مبر باید شد و خلق  
ما بپند باید داد تا سخن تو قایده دس ۱۷۸ ولما باشد گفت ملا سخن گفتند روا  
یست گفتند چرا گفت از آنچه دل من هنوز در دنیا و جاه آن بسته است سخن  
من قایده محمد و احمد ولما اثر کند و سخن که اندر ولما موثر نیاید اشتغال  
کون بود بر علم و استزاکون بر شریعت و سخن گفتن آن کس را مسلم شود  
که با موشی وی دین را غفل بود چون بگوید غفل بر خود و از وی پدیدند  
که چرا سخن سلف نافع ترست مر ولما را از سخن ما گفت لانهم تصککوا  
بحد الاسلام و بجماعة النور و بضا الرحمن و سخن بنگارند لعنہم التفسیر  
و طلب الدنیا و قبول الخلق از آنچه ایشان سخن از برای حق اسلام و نجات تنها  
و رضای خدای ما گفته اند و با اذن برای حق نفس و طلب دنیا و قبول خلق را  
گوئیم پس هر که سخن بر موافقت ملا حق گوید و بحق گوید اندران سخن قمری و

موتی باشد که بر اشتراب الله کند هر که بخواهد مراد خود متحقق گوید اندر آن جهان  
و دل بود و خلق را الهام نماید بآنکه در تحقیق بهر از گفتنی را که مراد از جرات  
خود بیگانه نشود.

و منعم شایع بافکار و مشورت خواهر و اسرار ابو المری متصوفاً بن عمار رضی الله عنه از بزرگان مشایخ بود و درجه و از کبرای ایشان بود برتبت از اصحاب عارفان بود و مقبول اهل طراسان و این کلام اندر موعظه کلام وی بود و الملقب بیان بیان وی و مردمان را عظم کردی یعنی و حفظ گفتی و بخون علم و روحانست و درایات و احکام و معالجات عالم بود و بعضی از متصوفه اندر (ص ۱۷۶) امر وی بهائت کنند فوق حد از وی می آید که گفت سبحان من جعل قلوب العارفين اوعية الذکر و قلوب الزاهدين اوعية المتوكلين و قلوب المتوكلين اوعية الرضا و قلوب الفقراء اوعية الفناحة و قلوب اهل الدنيا اوعية الطمع سبحان آن که دل هارن را محل ذکر گردانید و اذان را بهایان را موضع اتوکل و اذان را جودگان را مخرج بغضه اذان درویشان را جایگاه قناعت و اذان اهل دنیا را محل طمع و اندرین عبرت مست که طریقی تاملی هر معنوی و عامه را که بیافزید اندران معنی ستمانی نهاد چنانکه دست ها را محل بطش آفرید و پایها را محل نشی و چشم ها را محل نظر و گوش ها را محل سماع و زبان را محل نطق و اندر معانی بکونی و ظهوری ایشان خلائی بیشتر نمود و باز که دلها را بیافزید اندر هر یک معنی مختلف نهاد و ارادتی مختلف و عوای دیگرگون دلی را محل معرفت کرد و دل را موضع ضلالت و دلی را جایگاه قناعت و مانند این و اندر هیچ چیزی انچه قبل حق ظاهرتر از دلی نیست هم از وی می آید که گفت اناس رجلا ن عانت بنفسه فاشغله في المجاهدة و الرياضة و عانت بربه و اشغله بمخاضه و عبادته و مرضاته و عوان له گرم بود یا بود عانت بربه یا بحق آنکه بخود عادت بود شغلش بعبادت و ریاضت بود یا آنکه بحق عادت و شغلش خدمت و جلوت و طلب رضا باشد پس عارفان بخود را بعبادت

و ریاضت زهن و ایمان بود و لا یدان بکلی و ریاضت بود این جهاد است  
 که در ۳ درجه یابد و آن جهاد است که در خود هر یافته باشد نشان ما بین انزلیتی  
 بنده تقییم و مجاهدت و دیگری تقییم باشد و الله اعلم و از وی می آید که گفت  
 انسان ساجد مفتقر به الله فهو فی اهل الدرجات علی بسبب الشریعة و آخر لا  
 یولی الا لیس فی کما یولی من شراغ الله من الخلق و الترقی و الاجل و السعاده  
 و الشدوة فهو فی افتقاره الیه و استغناؤه به مردمان بر دو کون اند یکی نیازمند  
 بخدای تعالی و وی اندر درجه بزرگتری است بکم ظاهر شریعت و دیگری اگر رؤیت  
 افتقارش نباشد از آنچه می داند که خداوند ببارک و تعالی قیمت کرده است اندر اهل  
 از طلق رزق و اجل و حیات و ثنات و سعادت جز آن نباشد که این کس  
 اندر بین افتقار است بود و استغنا از غیر او پس آن کرده اندر افتقار ایشان بر رؤیت  
 افتقار مجربند از رؤیت تقدیر و این کرده اندر افتقار ثن و مستغنی بود پس  
 یکی با نعمت و دیگری با منعم اگر با نعمت اندر رؤیت نعمت اگرچه غنی است فقیر  
 است و اگر با منعم و مشاهدت دی اگرچه فقیر است غنی است.

و منعم مدوح اولیا و قدوة بل رضا او جدا شد احمد بن عاصم الانطکی رضی  
 الله عنه از ایمان قوم بود و سعادت ایشان و عالم معلوم شریعت و اصول و فروع و  
 معاللات و علم دراز یافت با قدما صحبت کرده در ۱۱۸۱ و اتباع تابعین ما در یافته  
 بود از اقران بشر و سری بود رحمه الله علیه و مرید عارف حامی بود رحمه الله  
 علیه و فیض را رحمه الله علیه دیده بود و با وی صحبت کرده و همه زبان ها  
 ستوده بود و وی را کلام عالیست و لطایف شافی اندر فنون علم این قوم و از  
 وی می آید انفع النعم ما کنت به متجتلا به واضیا نافع ترین قری آن بود  
 که در بیان معجزاتی و بیان راضی یعنی بحال عمر خلق اندر اثبات ابواب بود و  
 بحال فقیر اندر نفی ابواب و اثبات سبب و رجوع بود و اثبات به احکام او  
 از آنچه فقر فقه آن بود سبب بود و غنا و جود سبب فقر بی سبب با حق بود.

ص ۱۸۰

ص ۱۸۱

و با سبب با خود خلوت پس سبب عقل محجب کرد و ترک ابواب عقل کشف و بحال  
 به جهان اندر کشت و ریاضت و معطر همه عالم اندر محجب و این بیان واضح است  
 الله تعالی فقیر و الله اعلم

و منعم سالک طریق درج و تقوی اندر امت بزرگتر یکی از محمد عابد الله بن یحیی  
 رضی الله عنه از تعداد قوم بود و از متزهان ایشان اندر کل احوال و وی را  
 بدایه عالی است احمد حیرت و در همه ثوری داشت اندر فقه و معالمت و تحقیق  
 و اصحاب دی را دیده بود و از ایشان صحبت کرده و کلام وی اندر معالمت  
 و معالمت این طریق بیست است و از وی می آید که گفت من امدان ان یحکمت فی  
 حیاته چنانچه فلا یسکن الصبح فی قلبه سر که خواهد که اندر زندگانی خود زنده باشد  
 در ۱۱۸۲ گو دل را مسکن طبع کن تا از کل آزار شوی و از آنچه طالع مرده باشد اندر  
 طبع خود پس طبع اندر دل چون طبع باشد بر دل و لا محاله دل مشغول مرده باشد  
 رخ پنج آن دل که مرده باشد از دین حق زنده بود بحق زیرا که خداوند تعالی دل  
 ما عزیزی و ذی آفرید ذکر خود را عزت دل گردانید و طبع را دل که چنانکه  
 هم دی گفت خلق الله تعالی القلوب مساکن الذکر فصیارت مساکن الشهوات  
 و لا یصح الشهوات من القلوب الا خوف مزهج او شوق مطلق خداوند تعالی  
 دلها را مرفیع ذکر آفرید و بیخون با نفس صحبت کردند مساکن شوات شد بر پاک نگذارد  
 شهوات دل ما اگر غرق بی قرار کننده با شوق بی ابریم گفته پس خوف و شوق دو  
 قابله ایمانند چون دل عقل ایمان بود قرین دی قناعت و ذکر بود نه طبع و غفلت  
 پس دل را طالع و متابع شهوات باشند که طبع به شهادت نتیجه و ششند و دل  
 بتوختن از ایمان خبر ندارد که ایمان را پس با حق بود و وحشت از غیر حق چنانکه  
 گفته اند الطماع مستوحش منه کمال صاحبان

و منعم شیخ شایخ اندر طریقت و امام ربه اندر شریعت از اقامه حقیق بن  
 محمد بن الجنید القواییری رضی الله عنه بقول اهل ظاهر و ابواب القلوب بود



و اندر فزون علم کامل که در اصول و فروع و در معادلات عقلی و اعم صاحب  
 بود و آردی بود و دی تا کلام عالی بود و احوال کامل تا جمله اهل ولایت بر امامت  
 وی شفق اند و هیچ مدتی در ۱۸۳۲ و متوفی ما بر وی اعتراض نیست و خواهرزاده  
 سری استقلی رحمه الله علیه بود و آردی از سری پدید آمد که هیچ کس را درجه باطن  
 از پیر باشد گفت بی برهان این ظاهر است بچند تا رحمه الله علیه در حق فوق درجه  
 منت و این قول اذن پیر به تراش بود و آنچه گفت به میرت گفت تا کس  
 تا فوق خود و برادر باشد که بسیار سخت تعلق گیرد و قول وی دلیل واضح است  
 که باید بچند تا از در فوق مرتبت خود چون دید اگر فوق درجه تحت باشد  
 و مشهور است که اندر حال حیات سری رحمه الله علیه مریدان را بچند درجه می گفتند  
 که شیخ ما را سختی گو تا دلهای ما را راحت باشد وی اجابت نکرد و گفت  
 تا شیخ من بر جای است من سخن نگویم تا شیخی حفظ بود پیغمبر را صل الله علیه و سلم  
 بخواب دید که گفت یا بنیاد خلق را سخن گوی که کلام ترا خدای تعالی بهسب  
 نجات عالمی گزینده است چون بیدار شد اندر دوش صورت گرفت که در حجت من  
 از درجه سری در گذشت که مرا از رسول صل الله علیه و سلم امر دولت آمد چون  
 با داد بود سری مریدی را بفرستاد که چون بنید سلام نماز بدهد او را بگوی که بگفتند  
 مریدان تا سختی گفتی و شفاعت مشایخ بنده نیز مدد کروی و من پیشام فرستادم  
 هم سخن گفتی اکنون مادی پیغامبر صل الله علیه و سلم فرمود زین را اجابت کن  
 بنید رحمه الله علیه گفت آن پرداخت از سر من باشد و دانستم که سری اندر هر  
 احوال مشرف ظاهرند و این در ۱۸۳۲ منت و در درجه فوق منت که وی بر  
 اسرار من مطلع است و من از روزگار وی بی خبر نزدیک وی آمدم و استخار کردم  
 و از وی پرسیدم که تو بچه دانستی که من پیغامبر را صل الله علیه و سلم به خواب  
 دیدم گفت من مر خداوند را بخواب دیدم که گفت رسول ما فرستادم تا بنید را  
 بگوید که حفظ کند مر خلق را تا مراد اهل بنده از وی حاصل شود و اندرین

من ۱۸۳

من ۱۸۴

حکایت خلیل واضح است که پیران بهر صفت که باشد مشرف حال مریدان باشند و وی  
 را کلام عالی است و روز ولایت از وی می آید که گفت کلام الانبیاء یا عن  
 المقصود و کلام الصالحین اشاره عن المشاهدات سخن را بیاید غیر باشد از حضور و  
 کلام صدیقان اشارت از مشاهدات صحبت خبر از نظر خود و اذن مشاهدت از فکر  
 و غیره به خود از حین الخوان داد و اشارت به غیر نباشد پس کامل و تمامیت  
 صدیقان ابتدای روزگار آید بود و فزون واضح است بیان نبی و ولی و تفضیل  
 انبیا بر اولیا و خلافت و در گروه اولیا که زبیا را اندر فضل و توقیر گردیدند و اولیا را  
 مقدم و از وی می آید که گفت وقتی آمدی خواهم که نیس را به بیتم روزی برادر  
 مسجد استاده بودم پیری آمد از دور روی بمن آورده چون او را دیدم وحشی  
 دل من از کرد چون نزدیک من آمد گفتم پیر تو کیستی که چشم فانت روی تو  
 بصدای از وحشت از دل طاقت اندیش تو نمی داد و از طبیعت گفت من آنم که  
 ترا آردی بوقت منت گفتم یا علون چه چیز در ۱۸۳۵ ترا از مسجد کردن  
 باز داشت مرا هم را گفت ای بنید ترا چه صورت بند که من پیر وی را بیده  
 کنم بنید گفت من متخیر بشدم اندر سخن وی بستم ندا آمد قل نه کذب لو کنت  
 عبدا مامورا ما خرجت عن امره و نعیبه فسمع النداء عن قلبی فصاح و قال  
 اسوقنی باله و غاب بگو یا بنید مرا که در دوط می گویی که اگر بنده  
 بودی از امر وی بیرون نیامدی و بهیچش تقرب نکردی وی آن ندا از ستر  
 من بشنید و مانگی بگوید گفت بسوختی مرا باشد یا بنید و ناپید شد این حکایت  
 دلیل حفظ و عصمت و ولایت اندر خداوند تعالی اولیای خود را نگاه داشتند هر  
 احوال از یکدهای شیطانی خود را دی خریدی را دی دخی بدن آمد و پرداخت که اگر  
 در جبهی دیدم است که اعراض کرد که روزی بنید تا وی را تجربه کرد و وی  
 بحکم اشارت از مراد وی پدید از وی سوال می کرد بنید رحمه الله علیه گفت  
 جواب بهدتی خواهی یا سوزی گفتا هر دو گفت اگر جراتی خواهی اگر خود

من ۱۸۵

را تجربه کرده بودی تجربه کردن نمی محتاج به گشتی و زنی یا تجربه نیامدی و اگر  
معنوی خاصی از دلالت بر حصول کرم اندر حال آن که در این راه بودی بسیار شده با تک  
بر گرفت که راحت یقین از علم شده با استغفار مشغول شده و دست از فعل بر داشت  
آنگاه بهیندی را گفت رضی الله عنه تو ندانستی که اولیای خداوند دالمان اسرارند تو  
طاقت زخم ایشان نداری نفسی بر دی انگند وی بسر مراد خود رسید و از تصرف  
کردن اندر مشایخ تو به کرد

ص ۱۸۶

و منجم شیخ المشایخ اندر طریقت و اسم الله اندر شریعت در ۱۱۸۶ شاه اهل تعزوت  
و دی از آفت تکلف ابوالحسن احمد بن محمد النوری رحمة الله علیه حسن المعاملات  
و این انگشت و احوال المعاملات وی را از بعضی خصوص است اندر تعزوت و گوی  
اند از متعزوت که مر ایشان را نوری گویند که اقتدا و توفی بهد کنند و بحد متعزوت  
دادند و گردیدند به اذن مرده و در اذن گردید قبول آنچه مقبولند لعل اذن  
حاصلیاند هم که باریانند بیوم بیوم بیایند به نام بیایند به نام ششم سبیلانند  
هفتم سبیلانند هشتم سبیلانند نهم سبیلانند دهم سبیلانند و این همه از معانی و  
اهل سبقت و معانی آن ده گروه که مرده و یکی سبیلانند که بطل است از مشایخ  
منسوب و سبیلان و مشبه بر ایشان متعلقند و دیگر علایقاند که تبرک شریعت گفته اند  
و الحاد گرفته و مرده گفته و ابا حنیان و قاضیان بر ایشان متعلقند و اندرین کتاب  
بجای خود بهائی اندر ذوق فرق ایشان بیایم که اختلاف آن ده گروه و اختلاف این  
ده گروه را بیان یکم تا دهم تمام شود انشاء الله تعالی اما طریق دی متوجه است  
اندر ترک ماحنت و دفع ماحنت و دوام مباحثت از وی ی آید که بنزدیک بهیندی  
اندر آید وی را دید معترف نشسته گفت یا ایا القام غشیتهم فغشیتهم و نعمتهم  
فدمونی بالمحاصرة حتی بر ایشان پویشی تا معصیت کردند و من مر ایشان را بصیحت  
کرم بشکم برانند از آنچه ماحنت یا با صفا در ۱۱۸۷ موافقت است و بصیحت را  
عالمیت و آدمی دشمن آن باشد که خالت صوای او بود و دوست اگر موافق صوای او

ص ۱۸۷

و در این نوری رحمة الله تعالی رفیق بهیندی بود و مرید سری بهیاری از مشایخ و مریدان  
صحت کرده و احمد بن الحارثی را یافت از وی اندر طریقت و تعزوت اشارات لطیف  
و انبیل جمیل و اندر فنون علم آن نکت عالی از وی ی آید که گفت البصیر بالحق  
تدریجاً عن غیبه و التفرقة بین غیبه و جمیع بحق تفرقة باشد از وی ی آید که تفرقة  
از جز وی جمیع باشد بهیستی هر که است بحق تعالی جمیع است از غیر وی منفرد  
ست و هر که از غیر وی منفرد ست بهو جمیع است پس جمیع هست بحق بیانی  
باشد از اندیشه عقولیات چون از کلمات احوال درست شد اقبال درست شد و چون  
بحق اقبال درست شد از علل احوال درست شد که فلقان را بهیستند اندر حکایات  
یافتم وی را نشان دزدی خدشید اندر خانه بر یک جای استاده بهیندی رحمة الله علیه گفتند  
بر خاست و بنزدیک وی شد گفت یا ابا الحسن اگر نوری که با وی خروش شود داده  
بگو ۳۰ من نیز مرا خود بشیند کیم و اگر دانی که خروش شود ندارد دل به رضای تسلیم کن  
تا دلت خرم شود نوری از خروش باز ماند و گفت نیکو حلی که توفی را با ایا القام  
و از وی ی آید که گفت احذ الاشیاء فی معاملتها شیطان عالم یصل بعلمه و معرفت  
ببطنی عن حقیقته عزیز ترین چیزهای در عالم ما دو چیز است یکی عالمی که بطن خود  
کار کرده و دیگر عالمی در ۱۱۸۸ که از حقیقت حال خود سخن گوید یعنی اندر زبانه ما  
علم و معرفت هر دو عزیز است از آنچه علم بی عمل بود علم نباشد و معرفت بی  
حقیقت معرفت نه و آن پیر از زبانه خود نشان داده است و اندر همه اوقات  
این هر دو خود عزیز بوده است و امروز هم عزیز است و هر که بطلب عالم  
و معرفت مشغول گردد روزگارش پراگنده گردد و نیاید بخود مشغول باید شد تا هر  
عالم عالم بیند و از خود بخداوند رجوع کند تا همه عالم عارف بید از آنچه عالم  
و معرفت عزیز باشد و غریبه دشوار یافتم و بشود چیزی که در ادراک وجود آن دشوار  
بود طلب کردن آن قطع اوقات باشد و علم و معرفت از خود طلب باید کرد  
و علم و حقیقت از خود اندر طریقت است از وی ی آید که گفت من عقل

ص ۱۸۸



الاشیاء بالله فی جمیعها فی کل شیء الی الله هر که چیزی را بخواند داند و ازان وی  
 شناسد اندر همه چیزها روح او بود باشد در چیزها اداچه قامت ملک و ملک  
 مالک بود پس استراحت اندر رؤیت کردن بود اندر رؤیت کردن اداچه اگر ایشا  
 را قوت افعال داند پیوسته بخود باشد و بهر چیزی روح کردن او را شرک باشد  
 چون ایشا را ابواب فعل داند به سبب قیام بود و چون رجوع بر سبب ابواب کند از  
 شغل نجات یابد

و منم مقدم سلف و از سلف خود علت او عثمان سعید بن اسمعیل الجری  
 رضی الله عنه از قدمای و اهل بیویان بود و اندر زمان خود فرید بود و قدرش در  
 ۱۸۹ اندر هر دو طرف ابدان صحبت با بیکی صانع کرده بود و نگاه دتی اندر  
 صحبت شاه شجاع کرانی بود و با وی در نیامد اندر بیوایت او جنس نزدیک  
 وی پایتاد و عمر اندر صحبت وی گذشت از وی روایت حکایت کند ثقات که گفت  
 ولم یورث طب حقیقی بی کردی اندر حال طغیانت و از اهل حاضر نوقی می نمودی  
 و داشتی لایحه که چون ظاهر گردانید بدانند نیز بتری همت از شریعت را تا  
 بیافقت رسیدم روزی مجلس یحیی بن حماد رازی افتادم و آن ستر را بیافتم و مقصود  
 بر آمد تلقی بصحبت وی کردم تا محاسنی از نزدیک شاه شجاع بیامد حکایت وی  
 گفتند دل را بیوایت وی بآل یافتیم از وی قصه کران کردم و طریق صحبت شاه  
 طلب می کردم وی جواب داد و گفت که طبع تو بها پندیده است و صحبت با  
 یحیی کرده و وی را مقام به دست و کسی که مشرب بها یافت از وی بیرون  
 طریقت نیاید اداچه بها تعلیم کردن کاصلی بار آورد گفت بسیار تخرع و ناری  
 نمودم و بیست و دو روز دیگاه وی ملاوت نمودم تا بهر بار داد و اندر پذیرفت او  
 دتی اندر صحبت وی با نمودم و وی بروی بطور خود تکی وی را بر قصد نیامد و زیارت  
 بر جنس افتاد من تا وی بیامم آن بود که نزدیک او جنس اندر آمد شاه تباری  
 داشتند او جنس چون دنا بدید بر پای خاست و پیش وی رفت و گفت در ۱۹۰

ص ۱۸۹

ص ۹۰

وجدت فی القیام ما طلبت فی البیاء اندر قیام یافتیم آنچه اندر حای طیبیم بآل ایشا بود  
 در همه صحبت من نیز صحبت بر جنس گرفت و صحبت شاه مرا از آن ملاوت خدمت  
 وی باز داشت و او جنس رحمة الله علیه این ملاوت اندر من پیوسته و از خداوند انصاف  
 می خواهم بتفرع تا سبیل صحبت او جنس رحمة الله علیه بر من پیوسته کند بی اگر شاه  
 آورده گردد تا آن روز که شاه قصد باز گشتن کرد و من بر موافقت وی پای حام  
 اندر رسیدیم و دل جلد نزدیک او جنس بگذاشتم او جنس گفت یا شاه بکم ایضا  
 صحبت این کودک را بدی جا بگذار که مرا با وی خوش بستم شاه روی سوی من  
 کرد و گفت احب اشیای دنیاست من ایشا با نمودم تا دویم آنچه دویم از محاسن اندر  
 صحبت وی ددی را مقام شفقت بود خداوند خود جل مر بر عثمان را بهر پیر از  
 به مقام بگذارند و این هر چه که اشارت ایشان کردی خود وی را بود مقام برایش  
 بصحبت یحیی رحمة الله علیه و مقام غیرت بصحبت شاه رحمة الله علیه و مقام شفقت  
 بصحبت او جنس رحمة الله علیه و بعدا باشد که تخرع به پنج یا بیشتر ازین  
 صحبت بمنزل رسیده و از هر پیری و محنتی ددی را کشت مقامی گردید و انا  
 نیکوتر آن بود که پیران را مقام خود آورده گردان و نهایت ایشان را اندران  
 مقام نشاند کند و گوید که تعجب من از صحبت ایشان این بود و ایشان فوق  
 این بودند در ۱۹۱ مرا اندر حق ایشان بهر پیش ازین نمود این چوب نزدیک تر  
 بود اداچه باقال راه حق ما با مقام در احوال صحیح که باشد و سبب تعلیم تعویف  
 اندر نیامد اندر عثمان ددی بود و با یحیی و دویم از دوستی یحیی و احمین و محمد  
 بن الفضل البلیغ رضی الله عنهم صحبت کرده بود و هیچ کس از مشایخ از دل پیران  
 بود آن بهر یافتند بعد که وی را ایشا نیامد وی را بهر ضرها شناسد تا ایشا  
 تصرف مر ایشان را سخن گفت و وی را در کتب عالی است و ادبیات متقن اندر  
 فزون علم این طریقت و از وی می آید که گفت حق لمن اعزّه الله بالمعرفة  
 ان لا یذقه بالمعصية و احب است و سزاوار هر آن را که خداوند بی معرفت

ص ۱۹۱

عروج کرده که خود را بصحبت ذلیل کند و تسلیم این بکسب بدهد باشد و خواهی  
بر دوام اطمینان آورد و اگر بدانی که سزاوارست حق تعالی بدان که چون کسی  
بصورت عروج کند بصحبت خود کند از آنچه معرفت عطای درستی و معصیت قتل شده  
کسی را که مؤثر بطلای حق باشد محل بود که بفصل خود ذلیل گردد چنانکه آدم را صلوات  
الله و سلامه علیه بصورت عروج کرد چنانکه ذلیل گشت و در آن حال که

و منعم سیل محبت و تطلب معرفت ابو محمد احمد بن یحیی الجبلی رضی  
الله عنه از بزرگان قوم بود و ملاقات وقت خود بود و وی را طریقی نیک و سیرت ستوده  
بود و صاحب بنید بود رضی الله عنهما و ابو الحسن قوی و باطنی از کبری دیده بود  
وی را کلام عالی و اشادات بیست است اندر حقایق و از وی می آید که گفت  
هسته العباد الی مولانا قلندر یحیی بن شمس سوادکشی و گفت عبادت ما حق نباشد و از وی  
شیخ چیز باز نگردد و بر هیچ چیز فرو نیاید از آنچه عارف را جز مسلم نباشد  
پس سرایه دلش معرفت بود مقصود همتش معرفت بود از آنچه پراگندگی مهم هم با آورد  
و مهم را از دهگاه حق باز دارد از وی حکایت کرد که گفت مدتی بجای دیدم خوب  
مدی ترا اندر حال دی تغییر شدم و اندر عقاید دی بایستادم بنید بر من گذر کرد  
ای گفت ای استاد ضای این پیش منی آتش دوزخ بخوابد سوخت ؟ مرا گفت  
ای پسر این با آنچه نفس است که ترا برین می دارد و نظاره حیرت که اگر بصیرت  
می گری اندر هر ذره از دوائر عالم همین آنگاه موجود است اما دود باشد که تو  
برین بی سستی مستغرق شوی گفت ای پسر بنید مدی از من بگذرانید الله اعلم القرآن  
خراش کردم تا سالها استقامت بی خواستم از خدای عز و جل و توبه می کردم تا قرآن  
بدرست آوردم و اکنون زهره آن غلام که هیچ چیز از موجودات التفات کنم و  
با وقت خود در نظر جزوت ندان ایضا ضای کنم و الله اعلم

و منعم دیده مصر و امام دهر ابو محمد زکریا بن احمد رضی الله عنه از  
جلالت اجتهاد و عبادات اشباح بود و الا صاحب ستران بنید بود و از قرآن و

بدرست دیدم و تقی القضا بود و از علم تفسیر و قرأت حقی فاضل داشت و از الله زیاد  
خود در فنون علم چون او بود باطنی عال و در لغت مقام و سفرهای نیکو داشت بتجرب  
و ریاضت شدید و از الله آفرید معرفت بود و از آن حضرت خود را با بزرگان  
پنهان کرد و مستند غنیه در ۱۹۲ گشت بقضا و درجه دی اکمل الزان بود  
که بدان محجوب شدی ۳ بنید گفت ما فارغان شولیم و زکیم شول فارغ ست  
و دی را تصانیف ست اندرین طریقت فی السماع غامضه کتابی که آن را غلط الاجابی  
نام کردند که من فقه افهم می آید که مدتی یکی نزدیک دی در آمد وی را گفت  
کیف حالک چگونه است حال تر گفت کیف حال من دینه و همته دنیا و ایس  
هو بصالحه تلقی و لا بصلوات تلقی چگونه باشد حال آنکه دین دی صوای دی باشد  
و همت دی دنیای دی و نیکوکاری بود از خلق رانیده و از عارفی بود از خلق گزیده  
و این اشارتی بصوب نفس کرده است از آنچه دین نزدیک نفس صوا بود و متابعت  
نفس صوا را دین نام کرده اند و متابعت آن را دورش شمرده اند هر کس که مراد  
ایشان مدون اگرچه بدست بود نزدیک ایشان و پندارنده باشد و هر کس که غلات ایشان  
باشد اگرچه مشتقی باشد بی دین بود و این آفت در زمانه ما ضایع ست فنون باشد از  
صحت آنگاه صفت دی این بود اما آن پیر از تحقیق مددگار سائل اشارتی کرده  
است و نیز بعد از آنکه که از ایشان حال در میان ما گذاشته باشند که وصفت وجود  
خود بجاورد کرده است و انصاف بصفت حقیقت خود رسیده و الله اعلم

و منعم پیش مصر و رفیع قدر ابو یعقوب یوسف ابن حسین الرازی  
رضی الله عنه از بکرای اید وقت خود و تقاضای دین ۱۹۱۸ شایخ بدان که از بکرای  
یانت مرید ذوالنون مصری بود و بسیاری از مشایخ صحبت کرده و بعد از خدمت کرده از دی می آید که  
گفت اول الناس الفقیر الطمع و اخرهم الحب لمحبیه الصدیق ذیل ترین همه مردان آن درویش طماع  
باشد چنان که شریف ترین ایشان درویش صادق بود و طمع مرد درویش را در ذلی و بجای آنگاه  
از آنکه درویشان خود الله چشم اهل دنیا حقیرند چون ایشان طمع کنند حقیرتر گردند

ص ۱۹۳

ص ۱۹۴



پس غنا بخت بیداری تمام تر از فقر بیدار بود و طبع هر دویش را بکفر و کذب و مرت  
 منسوب کند و دیگر غبت هر محبوب خود را نیز ذلیل ترین عیال خلق باشد که محبت  
 خود را اندر مقام محبوب خود سخت خفیه تر نماید و سر دی تا توابع کند و این  
 هم از تلخ طبع بود چون طبع گسست شد و دل بحد موز گردد و تا زین را بیست  
 طبع می بود هر زمان ذلیل تر می بود چون طبع گسست خداوند تعالی حال و جوانی به  
 دی یاد داد و سخت چنین رفت سب که اقبال محبت اراض محبوب باشد چون محبت  
 دوستی را در بر گیرد و بمرت دوستی از دوست فارغ شود و با دوستی نیامدانه لافاله دوست  
 بد اقبال کند و بحقیقت محبت را عز است تا طبع وصلت نمود چون محبت را طبع  
 وصال باشد و بر نیاید عیش خود دل گردد و هر محبتی را که دود دوستی ادا و وصال  
 و ذراق در دست مشغول کند آن محبت معلول باشد و الله اعلم

و منعم آفتاب اهل محبت و تکرر اهل دین ۱۹۵ صامت ابو الحسن سمعون  
 بن عبد الله الخواص رضی الله عنهم اندر نامه خود بی نظیر بود و اندر محبت  
 شانی رفیع داشت و عیال مشایخ و دی را بزرگ داشتند و دی را سمعون الحب  
 خوانندی و دی خود را سمعون الکذب نام کرده بود و از غلام الخلیل رجعی بسیار  
 کشیده بود و پیش خلیفه گرامی های حال داده و مشایخ بدان رنج دل بودند و این  
 غلام الخلیل مرد مرانی بود و دوی پادشاهی و تعویف کوی و خود را اندر پیش  
 سلطانان و خلیفه معروف گردانیده بود و دین را برینا فروخته چنانکه اندر نامه  
 نیز می باشد آن مقام مساوی مشایخ و درویشان بر دست گرفته بودی در پیش  
 سلطانان و مرادش آن بود که ایشان مجبور باشد و کس با ایشان تبرک نکند  
 می جاه و دی بهر های نامان و رخ چون آن مشایخ که ایشان را یک کس  
 بود برین صفت اندرین نامه هر محبتی را صد هزار غلام الخلیل هست اما پاک  
 نیست که مراد به کرگان بولی تر باشد و چون جاه سمعون اندر بنده بزرگ شد و هر  
 کسی بدو قریب گردد و غلام الخلیل را اذان رنج کرد و صفعا فرا ساختن گرفت تا زنی

ص ۱۹۵

را چشم اندر حال سمعون افتاد و خود را بر دی عرضه کرد و ای ابا کرد و نوید که بنید  
 روزه الله علیه شد که سمعون را بگوی تا مرا بزنی قبول کند بنید را روزه الله علیه  
 اذلک باطش آمد و دی را زجر کرد زن بزرگ غلام الخلیل آمد و تهنیتی چنانکه  
 زبان نموده و دی خلا و او چنانکه اهل شوند بشنید و سعادت بر دست گرفت  
 و خلیفه را بر دی متغیر کرد تا فرمود که دی را بکنند چون بیعت را بیاد رود

ص ۱۹۶

و خلیفه دین ۱۹۶ فرمان خواست داد زبانش گرفت چون آن شب بخت بخراب  
 دید که در دلی کتب تو اندر ندالی جان سمعون بسته است دیگر بعد خدا خواست  
 و بلای باز گرداندش و دی را کلام عالی ست و اشارات دین اندر حقیقت  
 محبت و دی آن بود که از جمله می آمد اهل یکه گفتند که ما سخن گوی  
 بر مبر شد و سخن می گفت مستمع می داشت و دی بتغییل کرد و گفت با شما می  
 گیرم آن همه تغویل ها در هم افتاد و خود شکست و از دی می آید که گفت  
 ۷ بعد از این شوق الا بها هو ادق منه و الا شوق ادق من الهبة فها یستد حنجا  
 یعنی جرات از چیزی ادق آن چیز بود و چون ادق از محبت میسر نیست جرات  
 ازان چه چیز کنند و مراد ازین آنست که جرات از محبت منتزع است از این جرات  
 صفت معبر بود و محبت صفت محبوب بود پس به جرات مر حقیقت آن را اندر  
 توان کرد الله اعلم

و منعم شاه شیوخ و تغیر از مدگارش فرج ابو الخواص شاه بن شجاع  
 الکوفی رضی الله عنه از انهای مکتوب بود که اندر نامه خود بی نظیر و محبت  
 او تراب نغشی کرده بود و بیداری از مشایخ را یافته و اندر ذکر ابو  
 عثمان میری طری از حال دی گفته آمده است و دی را ملاقات تصور ست  
 اندر تعویف و کتابی کرده است که در آن غلام الخلیل است و او را  
 کلام عالی ست از دی می آید که گفت لاهل الفضل فضل ما له یروا  
 فاما لاهل لاهل الولاية ولاية ما له یروا فاما لاهل





بر تن و جان و دنیا و آخرت خود یعنی هر که دست اندر آفرینش بپسند خود دارد  
 دلیل آن بود که وی جاهل است بخداوند عز و جل و آنچه معرفت وی ترک  
 تمیز اقتضا کند و ترک تمیز تسلیم بود و اثبات تمیز از جهل باشد و تقدیر و  
 الله اعلم شایسته و در این باب از کتب معتبره و از کتب معتبره و از کتب معتبره  
 و منعم اختیار اهل عربی و بلاد مشایخ با توفیق الهی ابو عبد الله محمد  
 بن الفضل البیاضی رضی الله عنه از علماء مشایخ بلاد و پیغمبره اهل عراق و  
 اهل خراسان مرید احمد بن خضویه بود و ابو عثمان میری ما بعد مکی عظیم بود وی ما  
 از پنج بیرون کرد و مقتضایان از برای عشق و محبت و بهر تقدیر شد و هر آن جا  
 گذاشت و از وی می آید که گفت اعزت الناس بالله اشد هم جهاد فی الله  
 و اتبعهم لسلطة هبته یعنی بزرگترین اهل معرفت مجتهدین ترین ایشان باشد و ۱۲۰۰  
 اندک ادای شریعت و با رطبت ترین اندک خطبه سنت و هر که بخواهد نزدیک تر باشد  
 به ارزش سیرت و هر که از وی دور تر باشد از متابعت رسولش عرض کرد  
 بود و از وی می آید که گفت بجهت متین بقطع الجودی و القمار و المفاوض حتی  
 یصل الی میتة و حومه لاق فیها آثام انبیاءه کیف لا یقطع نفسه و هواه حتی  
 یصل الی قلمه لاق فیها آثام مکاره بحجب دائم اذاکه یادها و بیاینها ببرد تا بخانه  
 وی رسد که اندک آثام انبیای دوست جدا باورش نفس و هواصول نبوی تا اهل خود رسد  
 که اندک آثام عولای دوست یعنی اهل محفل معرفت دوست و بزرگوار تر از کعبه که قبله  
 خدمت دوست و بزرگوار تر از کعبه آن است که پیوسته نظر بند بود و دل آنکه  
 پیوسته نظر حق بود بود آنها که دل دوست من آنها و آنها که حکم وی مراد من آنها  
 و آنها که اثر انبیای من قبله در دستان من آنها و الله اعلم بالصواب  
 و منعم شیخ با خط و قالی از مقامات بشر ابو عبد الله محمد بن علی  
 الترمذی رضی الله عنه اندک فنون علم کامل و امام بود و از مختشان مشایخ بود  
 و وی را تصانیف بسیار است و نیکو و کرامت ظاهر اندر بیان هر کتاب چون

ص ۲۰۰

اختصر الولاية و کتاب النصح و قواعد الاصول و من این بسیار کتب دیگر و  
 سخت معظم است وی نزدیک من چنانکه محلی ولم شمار ویت و شیخ من گفت رحمة الله  
 علیه که من در تعلیم است که اندک علم مثال نداید و اندک علم ظاهر وی ما  
 من ۱۲۰۰ نیز کتب است و اندک احادیث و اسانید عالی دارد و تفسیری را ابتدا کرده بود  
 عمر تمام کردن آن یافت و بدان مقدار که کرد است در بیان اهل عالم منتشر است و  
 نقد بر یکی خوانده بود از خواص یاران ابو عینیه و وی با اندک ترند محمد بن حکیم خوانند  
 و بیکسان این معتقد اقتضا دهد که وی را با مناقب بسیار است و بیکسانی اذکار بخرد آنکه  
 با غفر پشیمبر صلوات الله علی نبینا و علیه و آله و سلم صحبت کرده بود و ابو بکر و ثانی که مرید  
 وی بود روایت کرد که هر یک شنبه خضر علیه السلام نزدیک وی آمدی و واقعا  
 از یکدیگر پرسیدندی و از وی می آید که گفت من جعل باوصات العبودیة فصول  
 بنصوت الربوبیة اجمال هر که بطل شریعت و اوصات بندگی کردن جاهل بود وی  
 باوصات خداوند جاهل تر بود و هر که بظاهر معرفت نفس راه نداند معرفت حق تعالی  
 هم راه نداند و هر که کفایت صفات بشریت نبیند لطایف صفات حق هم و  
 مانند که ظاهر بیاطن تعلق دارد و هر که بظاهر تعلق کند بی باطن اجمال بود  
 و هر که بیاطن اولوی کند بی ظاهر اجمال بود پس معرفت اوصات ربوبیت الله  
 صحت ارکان عبودیت است است و بی این دوست نباید و این کلام صحت باطل  
 و میزند مست بهایگاه خود تمام کرده آید انشاء الله تعالی عز و جل  
 و منعم شرف زهاد امت و مولا اهل فقر و صقوت ابو بکر محمد بن عمر  
 الوراق رضی الله عنه از بزرگان مشایخ بود و زهاد ایشان و احمد خضویه را دیده  
 من ۱۲۰۰ بود و با محمد بن علی رضی الله عنه صحبت کرده و وی را کتب است اندک  
 کتاب و مسائل و مشایخ از امامان و مقربان اولیا خداوند اندک وی حمایت کند که محمد  
 بن علی جوادی چندین بار که در بروج اعمار و اهل علم و ادب و از اولیای اهل حق و اوصای  
 و پیامد و گفتیم که امانت گفت چه دیدی گفتیم هیچ ندیدیم گفت بخداوند باز کرد

ص ۲۰۱





و بواسطه آن گوشت پاره را دل خوانند و آن سرشمانین و مظلومان را مطلقا  
باشد اما بی دل باشد پس دل چه باشد که از دل مجوز عبارت می نشویم یعنی اگر  
مقتل را دل خوانم آن نه دل است و اگر روح را دل خوانم آن نه دل است  
یعنی همه شواهد حق را بتمام بدل است و از وی مجوز عبارتی موجود است

و منم پیر اهل تسلیم و اندر طریق حجت مستقیم ابو الحسن محمد بن اسماعیل  
فیض الشیخ رضی الله عنه از بزرگان مشایخ بود اندک وقت خود و اندک مسافرت و  
عظمت بیانی نیکو داشت و بهادت و مصدق و سلمی و ناز یافت بود ثنی و لایم  
خواند و رحمت الله علیها هر روز الله جل و اعلیٰ کوه گردید شبلی (۱۰۰) رحمت الله علیه بینه  
رحمت الله علیه فرستاد هر چند دوست بینه ما رحمت الله علیه و دی مرید سری بود  
رحمت الله علیه و از اقران بینه و ابو الحسن نوری بود رحمت الله علیه و بنویک  
بینه علیه الرحمة محترم بود و ابو حمزه بغدادی رحمت الله علیه دی را یکباب اتمام  
کرده بود همی آید که سبب آنکه دی را فیض الشیخ خوانند آن بود که چون  
دی از مولد گاه خود بسازد برفت بقصد حج گذرش بر کوفه بود بدروازه کوفه  
غوثی او را گرفت که تو بنده منی و پیر همی دی آن از حق دید و آن  
رو ما خلاص کرد تا سالهای بسیار کار دی می کرد هر گاه که او را گفتی  
یا خیر من (۱۰۰) شیخ گفت بیک تا رو از کوفه خود پیشان گشت دی را  
گفت برو که من غلط کرده بودم و تو بنده منی برفت و بگفت شد و  
بدان دیو رسید که بینه گفت خید خیدنا و دستر آن داشتی که دی را خیر خوانندی و  
گفتی که دعا نمائید که چون رو مسلمان مرا نامی نموده باشد من آن را بگردانم و  
گویند که چون دقش تربیع گشت دقت نماز تمام بود چون از غوثان مرگ اند  
از چشم باز کرد و بسوی ملک الموت درنگرفت و گفت گفت حادان

دَقِصًا أَنْتَ عَبْدٌ مَامُونٌ وَأَنَا عَبْدٌ مَامُونٌ لَا مَا أُعْرِفُ بِهِ لَا يَقُولُكَ وَأَنَا مَا  
أُمِرْتُ بِهِ فَهُوَ شَيْءٌ يَفُوتُنِي قَدْ عَلِمْتُ أَمْضَى قِيَمًا أَمْرُكَ بِهِ شَرٌّ أَمْضَى بِنَا أَعْرَفُ

بسمه رب العزت حافظ الله که تو بنده قرآن بر داری و من بنده قرآن بخادم و آنچه تو فرموده اند از تو وقت گردد یعنی همان قدری که آنچه مرا فرموده اند از من وقت می شود یعنی نماز نیم مرا بگذارد تا نماز شام بگذارد تا قرآن خود بگذارد تا من تا بگذارد تا قرآن خود بگذاری آنگاه آب خواست و طهارت کرد و نماز شام بگذارد و نهان بدارد همان شب وی تا بخواب نرسد که خدای تعالی بآتش چه کرده گفت لا تسألنی عن هذا و لکن استرح من دنیاکم مرا ازین پرس و بپس از دنیای شما برستم و از وی می آید که گفت ائمه مجلس خود شرح الله صدور المتیقین بنور الیقین بکشف البصائر الموقنین بنور حقایق الایمان متقی را از یقین پدید نیست که دیش بنور یقین منشرح کرده است و موقن را از حقایق ایمان چاره نیست که بصائر عقل وی بنور ایمان است پس هر جا که ایمان بود در ص ۲۰۷ یقین بود و هر جا که یقین بود تقدی بود از آنچه ایشان قرینه میکردند اندکی تالیف دیگری بود و الله اعلم بالصواب

و منم داعی عصر و یگانه در ایام حرمه الخراسانی رضی الله عنه از قدام  
شایخ خراسان بود با ایام خواب صحبت کرده بود و عزاداری را از حضرت علیه السلام  
و اندر توکل قدم تمام داشت و اندر شکایت مشهور است که دی روزی می رفت  
اندر چاه می افتاد و چون سه روز اندران بود گردمی از یکنه فرا بریدند با خود  
گفت ایثانی را آواز دهم باز گفت که خوب نباشد که از دون شی امتحان خواهم  
و این شکایت بود که مرا ایشان را بگویم که خداوند من مرا در چاه افکنده است  
اکنون نشا بر آید ایشان چاه را بدیدند در میان راه بی ستری و بی حالی گفتند  
بیاید تا با بخت خواب سر چاه را بدوشم تا کسی اندین نیفتد گفت نفس  
من باضطراب آمد و از جای خود زوید شدم چون ایشان سر چاه استوار کردند و باز  
گشتند من با حق تعالی مناجاتی کردم و دل بر مرگ بخواهم و از هر خلق زوید  
گشتم چون شبگاه آمد آمد از سر چاه جنبشی شنیدم نیک نگاه کردم کسی بود که

سر چه را بکشد و جانی عظیم بهم چون آرد که دم تو کرد دانستم که نجات می  
 دین است و این فرستاده حق سفت دم دی تعلق کردم تا مرا بر کشید حالتی آواز داد  
 که نیکو نجاتی که نجات تست یا ابا حمزه که با تعلق از تعلق ترا نجات دادم و از دی  
 پدیدم که غریب که باشد گفتند المستوحش من ۱۲۰۸ من الألف اگر از الفت مستوحش  
 بود یعنی هر که با همه افتخار و حشمت گردد دی غریب باشد از آنچه در پیش ما آمده  
 دنیا و عقی و ملی نیست و الفت به اندک دن و حشمت بود و چون الفت دی از کوفی  
 متعلق شود دی از جمله مستوحش گردد آنگاه غریب باشد و این درجه بس رنج است و  
 اشرف العلم

و منعم داعی مریدان بحکم روان ابو الجاس احمد بن مسروق رضی الله عنه از  
 بندگان و اهل خراسان بود و اتفاق بود اولیای خداوند تعالی وی از آداب الارض بود  
 دی را با قلب المدار علیه الرحمة صحبت بود از وی پدیدم که مرا بگری که قلب کیست  
 ظاهر کرد اما بحکم اشارت چنان نمود که بنده مست رحمة الله علیه و او چهل صاحب  
 تمکین را خدمت کرده بود و از ایشان نامم بر گرفته و الله علوم ظاهر و باطن سواره  
 بود و از وی می آید که گفت من کان سجد یخیر الحق فیسوره بدلت المحصور  
 و من لم یکن فیه فی خدمت ربه ذائمه بدلت الوحشة هر که بخود خداوند شاد  
 باشد شادی وی بخود آمده بود و هر که با او خدمت خداوند انس باشد انس وی  
 بخود و حشمت باشد یعنی آنچه بود دوست فانی است هر که بفنا شود باشد چون  
 فنا فا شود بد اندکین شود و خود خدمت وی هاست و چون خیر کلمات  
 ظاهر شد انس او بخود و حشمت گردد پس آمده و حشمت علم عالم اندک بدلت  
 غیر مست به الله اعلم

و منعم استاد متوکلان و شیخ محققان ابو محمد الله بن احمد بن سلیمان المنزی  
 رضی الله عنه از بندگان و متوکلان وقت بود و الله ناد خود مقبول استاد  
 و مراعی مریدان خود بود و ابراهیم قوامی و ابراهیم شیبانی رضی الله عنهما هر دو

ص ۳۸

ص ۲۰۹

مرید او بوده و وی را کلام عالی و براهین واضح و آینه تجرید و تیا قدم تمام داشت  
 و از وی می آید که گفت ما دایت الصف من اللدینا ان خدمتها خدمتک فان  
 نزلتها نزلتک هرگز از دنیا منعت تر چیزی ندیدم که تا دی را خدمت کنی ترا  
 خدمت کند چونش بگذاری ترا بگذارد یعنی تا طلب دی کنی ترا طلب کند و چون  
 از دی اراض کنی و طلب خداوند بر دست گیری از تو بگیرد و اندیشه آن بر  
 دست نیاید پس خبر که اصدق از دنیا اراض کند از شری دی این گردد و از  
 آنست وی الله بود و الله اعلم و الله التوفیق

و منعم پیر زمانه و اندک زمانه خود بخود ابو علی الحسن ابن علی الجرجانی  
 رضی الله عنه وقت خود بی نظیر بود و وی را تعانیات اکثر است آمده علم  
 مساللات و رؤیت آفات و مرید محمد بن علی الزهدی بود و از اقربا و برادر دقایق  
 بود رضی الله عنه و ابراهیم سمرقندی رحمه الله مرید وی بود و از وی می آید که گفت  
 الخلق كلهم فی مبادین الفضلة یكفون و علی الظنون یعتمدون و عندهم انهم  
 فی الحقيقة یخطبون و من المعاشرة یطلقون یعنی قرارگاه خود خلق میدان  
 غفلت است و اعتماد شان بر تلق و آنست و بزرگ ایشان چنان است که کردار  
 ایشان بر حقیقت است و تلق ایشان از اسرار مکاشفت و اشارت آن پیر به  
 پنداشت طبع و رعایت نفس بوده است که آدمی در ۱۲۱۰ اگرچه جاهل بود مر  
 جمل خود را معتقد نباشد خامه بحال منقوض هم چنان که علای ایشان حقیقت بود  
 با خلق الله اند بحال ایشان اولی با خلق الله باشد از آنچه علای ایشان را حقیقت بود  
 و پنداشت در بحال ایشان را پنداشت بود و حقیقت بود الله میدانی غفلت می  
 خورند پندارند که میدان ولایت است و بر تلق اعتماد کنند پندارند که یقین است و با  
 دم می دهند پندارند که آن را حقیقت است و از عوامی گویند پندارند که آن  
 مکاشفت است از آنچه پنداشت از سر آدمی بیرون نشود مگر بر رؤیت جلال حق یا جمال  
 وی که الله تعالی بحال وی همه را بیند پنداشت شان فانی شود و الله کشف

ص ۲۱۰



جلالی خود را فیض پنداشت شان میزد نماید و الله اعلم  
و منعم باسط علم و واسع روم ابو محمد احمد بن الحسين الحیري رضی الله  
عنه از صاحب سرائی بنیدم رضی الله عنه بود و صحبت سحر بن جعد الله نیز یافته  
بود و از هر امانت علوم خبر داشت و اندر فقه امام وقت بود و اصول یک می  
دانست و اندر طریقت تصوف درج بود که بنیدم دی با گفت که مراد من ادب  
بیاموز و ریاضت فرمای و از پس بنیدم دی محمد دی بدو که گاه گاه دی شست  
از دی می آید که گفت دهر ایمان و توأم الایمان و صلاح الایمان فی خلال  
ثلاثة الاکتفاء و الاقتناء و الاستقامت فمن اکتفی بالله صلحت سریره و من اتقى ما  
له الله عنه استقامت سریره و من استقى ما لم یوافقه استقامت طبیعت  
فتمت الاستقامة صفة رص ۲۱۱ المعونة و عاقبة الاقتناء حسن الخیلة و غایة  
الاكتفاء اعتدال طبیعة دهر ایمان و پای داش دین و صلاح تن الله سر چیز است  
کی باشد کردن و دیگر بدین کردن و موسم غذا نگاه داشتن هر که بخدا پندد که  
سرسر صلاح باشد و هر که از غمی حای او و پرچیزد سیرش نیکو شود و هر  
که فزای خود نگاه دارد نقش ریاضت یابد پس پاداش انکسای صفة معرفت بود و عاقبت  
تقوی حسن فیلد بود و غایت احتیاج خودی و اعتدال طبیعت یعنی هر که بخدای پندد که  
باشد سرش معاف شود و هر که چنگ اندر معالمت تقوی زده خلش نیکو گردد از  
دنیا و آخرت چنانکه بنیدم گفت صلی الله علیه وسلم من حذر صلوة باللیل حتى دجعه  
بالنهار هر که با نماز شب بیدار بود در پیش الله زنده میگردد و الله خبر دیگر  
ست که در قیامت متباین می زنند و وجههم نور علی منابر من نور با رویهای نور  
و تختهای از نور و هر که طریق احتیاج بدست گیرد تنش از قلت و نقش از شمت  
محفوظ باشد و این سخن جامع است و فکر الله اعلم بالصواب  
و منعم شیخ طرزا و قلا اهل معنا ابو العباس احمد بن محمد بن سحر  
الآلی رضی الله عنه از بزرگان مشایخ بود و از مختارین ایشان و پیوسته محترم بود

ص ۲۱۱

در بیان اتران خود و عالم بطل تفسیر و کرات و زبانی داشت اندر فهم لطایف قرآن که  
دی بدان خصوص بود و از جگه مریدان بنیدم بود و در ص ۲۱۲ رفته الله چه  
و با ابراهیم در تانی صحبت کرده بود و از سید خوار رفته الله علیه دی را حجت تمام  
داشتی و جز دی کسی را بقصوت مسلم نکردی از دی می آید که گفت لیسکوت  
ال مالهفات الطبايع یقطع صاحبها عن یسوغ الخفایق ارام گرفتن با چیزی که طبع را  
با آن الفت بود مو با ال درجات خلاق بیگانه یعنی هر که با طوالت طبع بیاراد  
از حقیقت طاعت اندر ادب طایع ادوات و آلات لغت نفس محل محاسن از حقیقت  
عمل کشف است و هرگز مزید محبوب بماندن چون محاشث نباشد پس ادراک خلاق  
عمل کشف است و الله اعلم الاصل است از طوالت طایع از آنکه الف طایع  
با دو چیز باشد یکی با دنیا و طوالت آن و دیگر با عقبی و افغان آن با دنیا  
الف گیرد بکم بنییت و با عقبی الف گیرد بکم پندد و نا محس و ناشناخت  
پس انفس با پنداشت عقبی است و با بین آن که اگر تحقیقت بشناسی ازین  
سرای بگشاید و چون ازین سرای بگست ولایت طبع بهی خد آگاه حقایق بود که  
آن سرای با طبع بهی انمای طبع خویش نماید لاق فیها ما لا یخطر علی قلب بشر  
خطر عقبی بالاست که دهرش پر خطر است و پس خطر نماید از چیزی که الله  
خواطر آید و چون اندر معرفت حقیقت عقبی و هم عاجز بود طبع را با بین  
آن چگونگی الفت باشد درست شد که الفت طبع با پنداشت عقبی است و الله  
اعلم بالصواب

و منعم مستغرق معنی و متسلک دعوی ابو المنیث الحسین بن منصور  
الحلاج رضی الله عنه از مشایخان و متانی رص ۲۱۳ این طریقت بود و عال قوی و  
همت عالی داشت و مشایخ این قهر الله شان دی مختلفه اند بهر رویک گروهی  
مردود است و بهر رویک گروهی مقبول چون عمومین مثان الکی و ابو یحیی نوری  
و ابو یوسف افطح و علی بن سحر اصنافی و ابو یوسف ایشان و گروهی مد کوه اندش

ص ۲۱۲

ص ۲۱۳

و باز این عطا و محمد بن خنیف و ابو القاسم نصرآبادی. رضی الله عنهم. چنین  
 جمله شایسته آن قبول کرده اند و باز گردی اندام او را در وقت کرده اند چون چند  
 و شبی و جویری و صوری و حق ایشان و گردی دیگر بهر باب آن دی را  
 منسوب کرده اند اما ایام ما شیخ ابو سید ابو الجبر و شیخ ابو القاسم گرگانی و شیخ  
 ابو انبیا شتانی رضی الله عنهم اند و سرتی داشته اند یک ایشان بزرگ بود اما استاد  
 ابو القاسم قهیری رضی الله عنه گوید که اگر دی یکی بود از ابواب معانی و حقیقت  
 بهر آن خلق مجرب نشود و اگر مجرب طریقت و مروج حق بود مقبول خلق مقبول گردد  
 و بکم تسلیم وی را بود باز گزایم و بدان همه نشانی که با دی یافتیم از حق  
 وی را بزرگ داریم اما این جمله مشایخ بجز آنکه مکررند مرکبان فضل و صفای  
 حال و کثرت اجتهاد و ریاضت او را و اثبات تا کردن ذکر وی اندین کتاب  
 بی امانتی بودی که بعضی از مؤلفان ظاهر او را تکبیر کنند و بدو مکر باشد و احوال  
 او را بعذر و جیلت و سحر منسوب کنند و پندارند که حسین بن منصور حنفی  
 علاج است در طریقه آن همه بقادری که اقتاد محمد بن زکریا بوده است و زین  
 ابو سید غزالی و ابی حنین که ما را اندام او را خلافت غازی بوده است که از  
 بیضاورد و بهر مشایخ او را به معنی طعن اند و این و در صحت که اندام  
 حال و روزگار وی است که وی ابتداء مرید اسماعیل بن عبد الله بن علی و تلمذ وی از خود  
 وی سیرت و بهر بن عثمان پیوست و از تلمذ وی بنی و تلمذ وی نیز یزید و تعلق با  
 بنید کرد و بهر الله علیه و بنید بهر الله علیه وی را قبول کرده بین سبب بهر مجرب گردد  
 او را پس بهر معانی بهر مجرب اصل باشد مدیدی که قبل از الله علیه گفت اما و  
 بهر شیخ طاهر مختصی جعفری و اهلکه حقله و اگر وی بدین معنوی بودی شبلی  
 گفتی که من و علاج یک چیزیم و محمد بن خنیف گفت هو عالم دینی او عالم  
 ریاضت و بهر این پس تا بهر خودی و بهر مشایخ اندین طریقت بهر آن و  
 و بهر بهر خودی و بهر تصانیف اظهر است و بهر در کلام معذب اندام احوال

ص ۲۱۴

و فروع و من که علی بن عثمان الجلابی ام پناه پاد تصنیف وی بدیم اند و بهر  
 و فروع آن به بعضی یوزستان و فارسی و بهر اهل بلخ و بهر پادشاهان و بهر ابتدای  
 نمودهای مریدان باشد ازان بعضی قوی تر و بعضی ضعیف تر و بعضی حاصل تر و بعضی  
 شنیع تر و چون کسی را از حق نمودی باشد بقوت حال جرات دست دهد و فضل  
 پاری کند سخن مشق شود خاصه که معجز اند و بهر جرات در حق خود تعجب از نماید  
 آگاه احوال را از شنیدن آن نفرت افزاید و عقول از اندک آن باز ماند آن گاه گوید  
 که بن سخن عایست گردی مکر شوند از جمل و گردی مکر آیند هم بجل و  
 آثار ایشان چون افراد ایشان بود اما چون صفات و اهل بعیرت باشند و بهر جرات  
 زیاده و تعجب آن مشغول گردند از دم و مدح فارغ شوند و از آثار و  
 افراد بهر آسایند و باز آنان که حال آن جوان مرد را بهر منسوب می گویند آن  
 حال مست اذانه سحر اندر اصول صفت و بهر جرات حق است چنانکه کرامت و اما  
 انصاف سحر اندر حال کامل کبر باشد و بهر کرامت و بهر حال کامل صفت و اما  
 یکی نتیجه سطر خداوند است و یکی تربیت رضای دی و این سخن به باب اثبات  
 کرامت شرح تر این گویم و باقی اهل بعیرت از اهل سنت مسلمان سحر باشد  
 و کافر محکم و که اندام بهر نشوند و حسین رضی الله عنه تا بود اندر لباس علاج  
 بود از نمازهای نیک و ذکر و مناجات های بسیار و روزه های پیوسته و تحیدهای معذب  
 و اندر تحید نکتهای لطیف اگر احوال او سحر بودی این جمله از وی حال بودی  
 پس بهر است بهر کرامت بود و کرامت بهر ولی حق یا بود و بعضی از اهل  
 احوال وی را بهر کند و بهر وی اعتراض کنند اند کلمات وی بهر اینتراج و  
 اتحاد و آن تشییع بهر جرات است و بهر معنی که مطلوب را امکان جرات  
 باشد تا اند غلبه حال سمارش میج آید بهر نیز بهر معنی که معنی جرات شکل بهر بود  
 که بهر نیاید مقصود معجزان و هم ایشان بهر ایشان بهر ازان معنی در حق خود  
 که ایشان را آن با اهل کنند آن آثار ایشان و ایشان از گردد و بهر معنی

ص ۲۱۵

ص ۲۱۶



تا من گویی یا ویم از طایفه بنده و لایحی آن که دوی ثولی بود داشتند و کلام وی را  
 بخت زمره خود گردانیده بودند و اسم حلاجی بر خود نهادند و اندر امر وی عده می کردند  
 چون روانه شد توی علی رضی الله عنه و داند بدکلمات ایشان بانی اندر فرق رفتی  
 ایشان پیام - انشاء الله تعالی عود و جل و در جلد بد آنکه کلام وی اقتدا را نشا  
 مطلوب بوده است - الله جل و خدای حکمت و کلام حکمت باید تا به دی اقتدا و آن  
 که پس عود است وی بحر الله تعالی بر دل من آتا بر هیچ اصل و نقش مستقیم نیست و بر  
 هیچ عمل حاشی ندارد و اندر او احوالش غلبه پیدا است و مرا اندر ابتدا احوال خود از وی  
 وقت صا بسیار بوده است یعنی در احیاء و پیش ازین اندر شرح کلام وی کتابی ساخته ام  
 بلایل و حج عذ کلام و صحت حاشی ثابت کرده و اندر کتابی ذکر کرده ام بجز آن مندرج  
 نام ابتدا و انتهای یاد کرده ام این ها نیز این مقدار بیاد من پس و طبعی را که چنین  
 احراز اصل آن ثابت باید کرد بجز بدان تعلق و اقتدا کنند آتا صا را هرگز با دانی  
 برافقت باشد پیوسته چیزی می جوید از طریقت احوال تا اندران آید و از وی می  
 آید که گفت الاسنة مستطقات تحت نقطتها مستطقات یعنی زبان های گویا  
 هلاک و لای غاش است این جهات جمله آفت است و اندر بعضی حقیقت بهاد است  
 هر باشد چون بعضی حاصل بود بهاد مغفود گردد و چون بعضی مغفود بود بهاد است  
 موجود گردد و طایفه اگر در ۱۶۱۷ اندران بهاد می پیروز آید و طالب را هلاک کند  
 تا وی بهاد صا ندارد که معنی است و الله اعلم

ص ۲۱۷

و منم سرحد متوکلان و سالار مستلمان ابو اسحاق ابراهیم بن احمد  
 الخراسانی رضی الله عنه توکل شان عظیم داشت و منزلتی رفیع و مشایخ بسیار را یار  
 خود و دی ملا گزات و کلمات بسیار است و تصانیف یکه اندر معالجات این طریقت  
 و از وی می آید که گفت العلم كله في كلمتين لا تتكلم في حاكيت ولا تضيق  
 ما استكيت علم بعد اندر دو کلمه مجتمع است یکی آنکه فضای تعالی اندیشه آن از  
 دل تو بهاد است اندران تکلف کنی و دیگر آنکه آنچه ترا می باید کرد و بهر تو

زلفه است ضایع کنی تا در دنیا و آخرت موفق باشی مراد از این است که اندر قسمت معنی  
 تکلف کن که قسمت ازلی تکلف تو متغیر نمی شود و اندر امر تفسیر کن که ترک فرمان  
 ترا عقوبت دارد و از وی بهریدم که اندر محابب صا چه دوی گفت محابب صا بسیار  
 ویم آتا هیچ محبت تر از آن بود که حضرت بن مبر صلوات الله علی بیت و عید از من  
 خواست تا با من صحبت کند من اجماع کردم گفتند چرا گفتند از آنکه رفیق بهتر از  
 دی طلب می کردم و لیکن تزییم که بدون حق بر دی اعتقاد کنم و صحبت دی توکل  
 مرا نیان دارد و منافه از فریاد باز نام و این درجیات کامل باشد و الله اعلم  
 و منم سرحد متوکلان و سالار مستلمان ابو حمزة البغدادی البرزنجی رضی الله  
 عنه از کبرای متوکلان مشایخ بود و مرید حارث عباسی بود رضی الله عنه و با سرور رفته  
 الله علیه صحبت کرده بود از اقران نوری و غیر الشیخ در ۱۲۱۸ رفته الله علیه بود  
 و با متوکلان مشایخ صحبت کرده بود و اندر مسند رهانه بنده عظم گروی و عالم بود  
 تفسیر و عزت و تعالی علی بود اندر حدیث و تفسیر معنی الله علیه و علم و دی آن بود  
 که اندر واقع نوری و طای دی با وی بود که ندانم جلد را خلاص کرد حکایت آن  
 در شرح مذهب نوری پیام انشاء الله عود و جل و از وی می آید که گفت اذا سلمت  
 منك نفسك فقد اديت حقها و اذا سلمت منك الخلق فليست حقوقهم چون تن تو از  
 تو سلامت یافت حق دی بگذاردی و بهی خلق از تو سلامت یافت حقوق ایشان  
 بگذاردی یعنی حقوق دوستی ده است یکی حق نفس تو بر تو دیگری حق خلق بر تو چون  
 نفس را از معصیت منح کنی و طریق سلامت آن بهائی دی طلب کنی حق دی  
 گزارده باشی و بهی خلق را از بهر خود این گردانی و به ایشان به نواهی حق ایشان  
 گزارده باشی بکوش تا ترا و خلق را از تو بهر نیفتد آنگاه بحق گذردن خود به مشغول شود

ص ۲۱۸

و الله اعلم و منم سرحد متوکلان و سالار مستلمان ابو حمزة البغدادی البرزنجی رضی الله  
 عنه و منم اندر فن خود امام و عالی حال و لطیف کلام ابو بکر محمد بن موسی  
 الاصلی رحمه الله علیه از متوکلان مشایخ بود و اندر حقایق شان عظیم داشت و بهر

بلند و نزدیک جود مشایخ ستوده بود و از قزای اصحاب چند روزه الله علیه بود بدست فاضل داشت و تاهریان تا چشم اندازان یقنادی و اندر هیچ شهر آرام نیافت چون بمرد آمد اهل مرو بجم لطافت طبع که نیکو سیرت بود دی را قبول کرد و سخن دی بشنیدند و عمر در ۱۲۱۹ آنجا بگذاشت و از دی می آید که گفت "الذاکرون فی ذکرة اکثر عقلة من الناسین لذهو یلذ کثرة دأ اندر یاد کردن دی غفلت زیادت بود از فراموش کننده ذکر دی اندر پنج چون او را یاد دارد اگر ذکرش را فراموش کند زبان ندارد و زبان آن دارد که ذکرش را یاد کند و دی را فراموش کند که ذکر غیر مذکور باشد پس احوال از ذکر با پنداشت ذکر غفلت نزدیک تر بود از احوال ذکر مذکور بی پنداشت و ناسی را اندر لیان و غیبت پنداشت حضور نیست و ذکر اندر ذکر و غیبت از ذکر پنداشت حضور است پس پنداشت حضور بی حضور غفلت نزدیک تر است از غیبت بی پنداشت اندر پنج طایف حق اندر پنداشت ایشان است و آنجا که پنداشت بیشتر معنی کند و آنها که معنی کمتر پنداشت بیشتر و حقیقت پنداشت ایشان از نعمت عقل بود و عقل را از نعمت نعمت حاصل آید و همت را با نعمت و نعمت هیچ تفاوت نباشد و اهل دل را در غیبت بود یا در حضور چون غایب را از خود غیبت بود و حق حضور آن را ذکر بود که آن مشاهده بود و چون از حق غیبت بود و بود حضور آن را ذکر بود که غیبت بود و غیبت از غفلت بود و الله اعلم بالصواب

ص ۱۹۹

ص ۲۳۸

و منهم سید احوال و سید مقال ابو بکر دلف بن محمد اشلی رضی الله عنه از بزرگان و ذکوران مشایخ بود روزگاری محظوب و دینی میلپ داشت با حق و دی را اشدات لطیف است و متوجه چنانکه یکی از متاخران می گوید ثلثه من تعجیب الدنیا اشادات الشیخی و حکمت السوتش در ۲۲۰ حکایات حسن و کما از کبار قوم اهل و سادات طریقت بود ابتداء حاجب المحجب خلیفه بود اندر مجلس خیر مشایخ توبه کرد و تعلق ارادت بنمید کرد و بیدری از مشایخ را دریافت از دی می آید که گفت الله

معنی قول خدای عز و جل قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّونَ أَبْصَارَهُمْ ای ابصار المؤمنین عن المحاصر و ابصار القلوب حتما سوی الله که من مؤمنان را تا چشم سر نگاه دارند از نظر بشنوت و چشم دل نگاه دارند از انواع کثرت بجز اندیشه رذیلت پس متابعت شصوت و در حفظ حرام از غفلت است و محصیت محصین بر اهل غفلت را آن است که از عیوب خود جاهل باشد و اگر این یا جاهل بود آنجا هم جاهل بود و من کل فی هذیم اعلى فیه فی الاخری اعلى و بحقیقت تا حق تعالی ارادت شصوت از دل کسی پاک نگردد چشم سر اندر نظاره بجز غفلت در گردد و از دی می آید که بعدی بیازد اندر آمد نوی گفتند که هذا هذین گفت لنا عندکم ههنا و شتم عندی اصحاب فرادنی الله جنونی و نادانی محنتکم من نزدیک شما جهات ام و شما نزدیک من هشاید جنون من از شصوت بخت است و صحت شما از قوت غفلت پس خدای تعالی اندر دیدگی من زیادت که تا قریتم بر قوت زیادت شود و در هیناری شما زیادت کند تا بعد از بعد زیادت شود و این قول از غیرت بود تا خود کسی چرا اندکان در غیرت باشد که دوستی ما از دیدگی رزق نکند و نیز آن باشدش اندر دو جهان و الله اعلم

ص ۲۰۰

و منهم حاک احوال اربا بانلف ازال و ادا ابو محمد بن در ۱۲۲۱ بحضر بن نصر الخالدی رضی الله عنه از کبار اصحاب چند بود و قزای ایشان و اندر فتن این علم متبر بود و حافظ انفس مشایخ و داعی حقوق ایشان بود دی را کلام بسیار است اندر هون و مرزک دیوت را الله بهر باشد حکایت باز بسته و حواله آن کسی کرده و از دی می آید که گفت التوکل استولى القلب عند الوجود و العبد لکل من هو موجود و عدم مدنی تو نزدیک دل یکسان بود و بود مدنی حق نشوی و عدم آن آمده گین گردی در آنچه تن ملک مالکست و پیروش و طایف دی حق تعالی اولی تر از تو چنانکه خواهد می داند تو را اندر بیان دین یکی و ملک مالک بهار و فقرت خود متعلق کن بود محمد جعفر رفاقت



[illegible]

و منهم شیخ محمد و حسن بود ابو علی بن محمد القاسم الرووباری رضی الله  
عنه از بزرگان و بزرگان متوفی بود و سرهنگان ایشان و از انبای غلک بود و اندر  
فزون سالت نشانی عظیم داشت و وی را آیات و مناقب بسیار است و کلام لیلیف  
اندر دقایق حقیقت و از وی می آید که گفت البیید لا یبید لنفسه الا من اصاب  
الله له لا المراء لا یبید عن الکونین رص ۱۲۲۲ شیخ علیها و مرید آن بود که  
چیز نخواهد تر خود را بود اگر حق تعالی او را خواهد باشد و مراد آن بود که  
چیز نخواهد از کونین بجز تنگ و تعالی پس راضی ارادت حق تبارک و تعالی  
این تا وی مرید باشد و محبت را خود ارادت نباشد تا وی را مراد باشد  
اگر حق را خواهد بود آن خواهد که او خواهد و اگر حق او را خواهد بود  
باز حق را نخواهد پس راضی از مقامات ابتدا بود و بخت از اعمال افتا به  
نسبت مقامات تحقیق جودیت است و مشرب درجات بتائید بدیبت و چون چنین  
باشد مرید بود قائم بود و مراد حق قائم بود

و نعم خزینه دار توحید و سعاد تلخیص ابو الجیاس قاسم بن الهمدی  
ایستادی رضی الله عنه از ائمه وقت بود و عالم بعلوم ظاهر و خفایا محبت  
ابو بکر و اصلی کرده بود و از او شیخ بسیار ادب گرفته از تفسیر کلام الله  
صحت و از عهد ایشان الله و لغت وی با کلام عالی است و تعانیات ستوده از  
وی می آید که گفت التوحید ان لا یغلظ بقلوبک ما دونه توحید آن بود که  
دولت حق را جزو یک دولت نظر نمود و خاطر غلوکات را از مرتبت گذرد باشد  
و جبر صفت معاملات ترا کند نباشد از آنچه اندیشه غیر از اثبات ایشان لغو

و چون غیر ثابت شد حکم توبه ماقط گشت و اندر ابتدای وی از خاندان  
علم و ریاست بود و از اهل مرو، اندر ماه کسری در اهل بیت دی  
تقدم نمود از پدر میراث بسیار یافت بخواران نام نهاد و دو هزار سوزی  
پنجاه صلی الله علیه وسلم بستند خداوند در ۱۶۲۳ قمری وی را ببرکت آن  
که داد و به بهر که داخل افتاد و بهر چه رسید که اسم صنفی شده از متصرفان  
و چون از دنیا می رفت همیشه کرد که آن همیگاه اندر و صانع وی تعالی  
و امروز در دی بمرد ظاهر است و در میان مجامعت غرامتن در آنجا بودند و در ممات

[illegible]

منهم سیف بیاست و آفتاب سعادت ابو عثمان سعید بن سلام سن ۱۲۶۶  
المرزبی رضی الله عنه از بزرگان اهل تمکین بود و اندر فنون علم مظهر داشت  
و صاحب ریاضت و ثبات بود و اندر معرفت آفاک و آیات بسیار است  
و بر همین یکتا و از دی می آید که گفت من آخر حصه الاغیام علی مجالسه

الفقره ابتداء الله الموت القلب هر که محبت تو انگران بر گزیند بر محبت درویشان  
منته کند خدای عز و جل او را مرگ دل که با تو انگران محبت کند و با  
درویشان محبت اندانچه از فقر کسی اعراض کند که با ایشان محبت کرده  
باشد نه کسی که محبت کرده باشد اندانچه اندر محبت اعراض نباشد و چون  
از محبت ایشان بصحبت افین شود دلش بمرگ نیاید بمیرد و تنش بپندار  
گرفته شود چون اعراض از محبت بر اثر مرگ دل بود اعراض از محبت  
چگونه باشد و اندرین کلمات فرق ظاهر شد میان محبت و محالست و الله  
اعلم

و منهم مبارکه صفت صوفیان مجرب اعمال سران ابوالقاسم بن ابراهیم بن محمد  
بن محمود انصاری رضی الله عنه وی اندر نیشا پور چون شاه بود اندر نشا پور  
و شاه احمد بنسایید بهلا حال و مرتبه بود اگر عو ایشان اندر دنیا بود و  
اذان دی اندر اخوت وی بلا کلام هیچ و آیات رفیع دست مرید شای بود  
و استاد مختار اهل خراسان و اندر عصر دی چون آمد بخود و اعلم  
ابوعلی اهل زمانه بود اندر نقون و از وی می آید که گفت انت بین  
نسبتی نسبه الی آخر و نسبه الی الحق فاذا انتسبت الی آخر دخلت فی مملو  
الشهات و مواضع الاکات و الزلات و ۱۲۵ و نسبه تحقق البشریة قال الله تعالی  
انک منکون خلقاً جہولاً فاذا انتسبت الی الحق دخلت فی مقامات العکشف و  
البرهان و العصمة و الولاية و فی نسبه تحقق اليهودیة قال الله تعالی و جہاد  
الکفر الی یومئذ ینشرون علی الأرض هؤنا تر اندر بیان بد نسبتی نسبت آدم و  
نسبت حق بن آدم نسبت کردی اندر میانین شمولها و مواضع آنها  
و زلتها افتادی که نسبت طاعت بی قیمت بود و چون بحق نسبت  
کردی اندر مقامات و کشف و برهان و عصمت و ولایت افتادی بدان  
که یک نسبت یافت بشریت بود و این دیگر به تحقیق جودیت نسبت

آدم در قیامت منتقل شود و نسبت بهودیت همیشه قائم بود تنی آن روا  
نمود چون بنده خود را بخود نسبت کند و یا با آدم کمال آن بود که گوید  
ای ظلمت نفسی و چون بحق نسبت کند آدمی محل آن بود که حق گوید  
يُحْيِيهِمْ لَا تُخَوِّفُ عَلَيْهِمْ اَيْتُوهُ و الله اعلم بالصواب

و ضم سر ستر سالکان طریق حق و جمال جان حای اهل تحقیق حق ابو الحسن  
علی بن ابراهیم الحنفی رضی الله عنه از مختصان احرار درگاه حق بود و  
از کبرای اثر و مقصود احمد - زاده خود بی نظیر بود و وی را کلام عالی  
و چهارتن خوش دست اندک کل آسانی از وی می آید که گفت دعوتی بی بلائی هذا  
ما کلمه المستم من اولاد احمد الذی خلعه الله تعالی بیده او نفع فيه من الله و  
احمد الله انما خلعه الله بامر الله فخالق اذا صحت الاول الذی در دست کتب یکوت  
آشوبه بگذاشت مرا بجای من - ز شای از فرزندان گوید که حق تعالی او را بیافزید  
رسم و او را تقصیر خلقت و بهمان بی واسطه غیر و را زنده کرد و تاکیه را  
فرمود تا وی را به عهد کند پس فرمائی که وی را فرمود دران مخالفت شد چون  
اول ضم دودی بود آغوش چگونه باشد یعنی چون آدمی را بدد باز گذارد همه  
مخالفت کرد چون عاریت خود را بخدمت وی رشت همه محبت باشد اکنون  
حق عاریت حق را به شمر و نفع مخالفت خود را با آن مقابل کن ای پیوسته همزادین  
گذارد و باشد التوفیق ایضا ذکر بعضی از متقدمان مقصود و تقدیر ایشان و اگر  
مخالف را اندرین کتاب یاد کردی و ما روزگار این گروه را شرح دادی و  
مکملات ایشان بیاد ددی از مقصود باز مائی از کتاب معلول شدی اکنون گروهی  
از متاخران بدیشان پیوستیم و باشد التوفیق.



# باب فی ذکر ائمتهم من المتأخرین

و ان غیرک الله که ائمه ائمه را گویی که طاقت عمل ریاضت ندارند  
 فی ریاضت ریاست را طلب میکنند و همه اهل این قفسه را چون خود  
 بنده اند و چون سخن گذشتگان بشنودند و شرف ایشان ببینند و مملکت ایشان را  
 خواهند آمد و خود نگاه کنند خود را ابدان و در این ترک آن بگیرند شان که گویند  
 و آنیم و گویند و بعد از این چنین بکنان نماند و این قول  
 از ایشان عمل باشد و از این حق تعالی هرگز زمین را بی محنت گزارد و هرگز  
 این امت را بی دلی ندارد چنانکه پیغمبر صلی الله علیه و سلم گفت لا ینزال  
 طائفة من امتی علی ظنهم و خلق حتی تقوم الساعة و نیز فرمود پیغمبر صلی الله  
 علیه و سلم لا ینزل فی امتی احدی من خلق ابراهیم رس ۱۲۶۷ هرگز امت من  
 خالی نباشد از طائفة که ایشان بر غیر حق باشد تا قیامت آید و همیشه  
 در امت من چهل تن بر حق است و ابراهیم پیغمبر علیه السلام در ایشان و گویی  
 که ذکر ایشان اندر باب بیاریم که گذشته اند و بدو بحاجت و بدو  
 پیر و گویی دند اند رضی الله عنهم و حق است و بی هیچ استیفاء و استیفاء  
 و منعم طراز طریقت ولایت و اهل هیچ اهل هدایت ابو العباس احمد  
 بن محمد القصاب رضی الله عنه متفقان ادراد انحر را یافتند و با ایشان  
 محبت کرده و دی معرفت و مشهور بود بطو حال و صدق فراست و

ص ۱۶

کثرت برهان و کرامت و در عهد الله غامی که امام فخرانی بود گویند که الله افضل  
 خدای عز و جل یکی است که کسی را بی تعلیم چنان گرداند که چون با او  
 اندر اصول دین و دقایق توحید چیزی شکل شود از وی بهرسم و آن را  
 التماس تعاقب سنت و دی رضی الله عنه از وی بود آن کلام بود نکش حال بود  
 اندر علم نصیحت و اصول و ائمه را ابتدا در انتفا احوال حال بود و بیکه سیرت بود  
 و از وی در حکایات بسیار بااست و آنرا در صفت ائمه در کتاب اقتصاد است  
 گویند که وی اشتری را زمام گرفته بود با باری عز و جل اندر بازار آمل می رفت  
 و پیوسته آنها را و مل بودی بای اشتر و انبای باشد و در پیغام و در پیوسته  
 مهان قصد آن کردند تا با او از پشت او بگیرند و کودک دست بستگش بود و نور  
 می کرد شیخ آنها بر گذشت گفتا چه کرده است گفتند بای شتر شکست و زمام  
 اشتر گرفت و از وی آسان کرد و گفت در ۱۲۷۸ در اندر این اشتر را دست  
 کن و اگر دست نخواستی که در آن تعاقب بگیرستی که وی چرا سوختی اندر حال  
 اشتر بر عاست و از او فتنه آمد از وی می آید که گفت هر که علم را  
 اگر خواهند یا روزه یا خداوند غنی می آید که و الا و نه هیچ باشد و آنچه  
 چون غنی با دی کنی اندر حال بلا میلی را بینی بلا بی نیایی و اگر غنی با  
 نیایی و در پیوسته حل کردی خداوند تعالی بر وفق مصلحت اگر تقصیر کرده است تقصیر  
 خود را متغیر کند پس رضای با بحکم دی نصیب راحت باست هر که با دی  
 غنی کند و دلش راحت شود و هر که از وی اعراض کند و بعد از قضا رنج  
 کند و الله اعلم بالصواب

ص ۱۷۸

و منعم بیان مروان و برهان متفقان ابو علی بن حسین بن محمد النعمانی  
 رضی الله عنه از وی بود که الله تعالی فی نظیر بیان صریح و زبانی فصیح  
 داشت الله کشف بلا خداوند و حشاش بسیار با دیده بود و با ایشان محبت  
 کرده و از وی فخر آلودی بود و گویند که وی از وی می آید که گفت من آنس

بشيء منسوبة في حاله و من انطلق عن رايه في مقالته هر که در آن بداند  
 حق را نمی باشد و در حال حق ضعیف باشد و اگر جز آن وی گوید اندک مقالات خود  
 کاذب باشد از آنچه این با غیر از حقت بصرفت بود و این با وی را در غیر  
 حقت بود و مستوحش از غیر باطل بود آن غیر باطل پیری شریفم که در  
 گفت روزی مجلسی دی اند آمد بیعت آن که پرسم از حال توانان و وی  
 دندار نیکی طبری بر سر داشت ولم بدان میل کرد و گفتم ایضا او استند ما لئیکل  
 توکل چه باشد گفت اگر طبع از دندار مردان کوتاه کنی این گفت و دستار  
 اند پیش من در ۱۲۹۱ انداخته و الله اعلم بالصواب و در ۱۲۹۲  
 و منعم شوقی اهل زمانه و الله زاده خود یگانه ابو الحسن علی بن احمد نونانی  
 رضی الله عنه و الله اعلم بالصواب و در ۱۲۹۳ و در ۱۲۹۴ و در ۱۲۹۵ و در ۱۲۹۶ و در ۱۲۹۷  
 هر اهلای که در شیخ و در مسجد اقصی زیارت او کرد که در ۱۲۹۸ و در ۱۲۹۹ و در ۱۳۰۰  
 لطیف بود از هر طرفی چون بهار دلی گشت گفت و این در ۱۳۰۱ و در ۱۳۰۲ و در ۱۳۰۳  
 خود بر گزیم و از حسن مذهب شریفم که وی خادم شیخ ابو سید بود که  
 چون شیخ بمحضرت وی رسید نیز شیخ سخن گفت و منعم بود و بجز جواب  
 سخن وی هیچ چیزی نمی گفت و در ۱۳۰۴ و در ۱۳۰۵ و در ۱۳۰۶ و در ۱۳۰۷ و در ۱۳۰۸  
 گشتی گفت از کجا سخن یک هجرت کنده پس بود و از استاد ابو القاسم  
 تیسری شریفم رضی الله عنه که چون من بولایت خرقان اند آمدم فهاختم برید و  
 هجرت خانه و در حشمت آن پیر و پدر شرفم که در ۱۳۰۹ و در ۱۳۱۰ و در ۱۳۱۱ و در ۱۳۱۲  
 از وی می آید که گفت ماه ده است یکی ماه ده خلعت از سید دیگر ماه  
 هدایت آنچه ماه هدایت است آن ماه بده است بخواند و دیگر آنچه ماه هدایت  
 است آن ماه هدایت است و در ۱۳۱۳ و در ۱۳۱۴ و در ۱۳۱۵ و در ۱۳۱۶ و در ۱۳۱۷  
 هر که گوید بده باینکه بده از بده و در ۱۳۱۸ و در ۱۳۱۹ و در ۱۳۲۰ و در ۱۳۲۱ و در ۱۳۲۲  
 باینکه و در ۱۳۲۳ و در ۱۳۲۴ و در ۱۳۲۵ و در ۱۳۲۶ و در ۱۳۲۷ و در ۱۳۲۸ و در ۱۳۲۹ و در ۱۳۳۰

ص ۱۲۹

و منعم پادشاه وقت و در آن خود و در ۱۳۳۱ و در ۱۳۳۲ و در ۱۳۳۳ و در ۱۳۳۴ و در ۱۳۳۵  
 محمد بن علی المعروف بالدراتی متیم بالاسلام رضی الله عنه عالم بود بازارع علوم و  
 از محققان درگاه شی بود و وی را کلام مذهب ست در ۱۳۳۶ و در ۱۳۳۷ و در ۱۳۳۸ و در ۱۳۳۹  
 و شیخ مسلکی که انعم آل دیوانه بود وی را خلقی بیکه در ۱۳۴۰ و در ۱۳۴۱ و در ۱۳۴۲ و در ۱۳۴۳  
 وی از مسلکی شریفم و آن سخت حالی و خوش مست از آن بود گوید که بتجید عتاد  
 مرید و در ۱۳۴۴ و در ۱۳۴۵ و در ۱۳۴۶ و در ۱۳۴۷ و در ۱۳۴۸ و در ۱۳۴۹ و در ۱۳۵۰  
 تا درستی که بر مقتضای حق وی قیام کنی و کترین درجه اند تجید نمی تفرقت  
 تو باشد و در ۱۳۵۱ و در ۱۳۵۲ و در ۱۳۵۳ و در ۱۳۵۴ و در ۱۳۵۵ و در ۱۳۵۶ و در ۱۳۵۷ و در ۱۳۵۸ و در ۱۳۵۹ و در ۱۳۶۰  
 و شیخ مسلکی گفت دقتی اند بسلام بخ آمده بود و هر درختان و کشت ها  
 از کشت ایشان بیا شد و مردان دست بخوش بودند شیخ مرا گفت  
 این چه مشق است گفتم بخ آمده است و مردان بدان رجه دل می باشد  
 شیخ بر خاست و بر بام آمد و روی آسمان کرد در حال آن هر برخاسته و  
 نماز دیگر را یکی نافه بود و کسی را یک برگ نیا نشد و الله اعلم بالصواب  
 و منعم شاهنشاه جهان و ملک ملک موبیان ابو سعید فضل الله بن محمد  
 المصطفی رضی الله عنه سلطان وقت و بجل طریقت بود و الله اهل زمانه را  
 سوره بودند گروهی بدیده درست و گروهی با عقاید نیک و گروهی بوقت حال و  
 وی عالم بود بعلوم علم روزگاری محب داشت و شای عظیم بود و در ۱۳۶۱ و در ۱۳۶۲ و در ۱۳۶۳ و در ۱۳۶۴ و در ۱۳۶۵ و در ۱۳۶۶ و در ۱۳۶۷ و در ۱۳۶۸ و در ۱۳۶۹ و در ۱۳۷۰  
 بود اسرار و وی را بجز این کلمات که آثار و بداهین و بیا بیا که آثار  
 وی ظاهر است تا امروزه عالم و اندر احتیای حال وی بطلیب علم از یکتا  
 برشون باشد و در ۱۳۷۱ و در ۱۳۷۲ و در ۱۳۷۳ و در ۱۳۷۴ و در ۱۳۷۵ و در ۱۳۷۶ و در ۱۳۷۷ و در ۱۳۷۸ و در ۱۳۷۹ و در ۱۳۸۰  
 سر مدد اند جلالت بگذشتی تا آن امام آن ریشه در وی در ۱۳۸۱ و در ۱۳۸۲ و در ۱۳۸۳ و در ۱۳۸۴ و در ۱۳۸۵ و در ۱۳۸۶ و در ۱۳۸۷ و در ۱۳۸۸ و در ۱۳۸۹ و در ۱۳۹۰  
 تقییم دی زیارت کرد و در آن وقت دلی سرخس شیخ ابو الفضل حسن بود روزی  
 در بجزایات مرضی رفت و ابو الفضل بن علی را در پیش آمده و گفته یا ابی سعید

ص ۱۲۰

ص ۱۲۱



و اما آنچه از اینست که می‌نویسند که شیخ فاضل مدینه که در اذان های  
 از بعضی غویب آمده و بر او است و جاهدت مشغول شد تا حق تعالی صحت  
 و صوری بکشد و در هر حال اعلاش رسانید و از شیخ ابو مسلم غازی شنیدم که گفت  
 ما پیوسته با وی خصوصی می بود و حتی قصد بزرگداشت وی کردم و مرتبه دایم از درج  
 چون مدال گشته چون بزرگداشت وی اندر آدمی را بایتم بر سر نهشته و دقت  
 مصری پادشاه با خود گفتم این مرد دوی فخر کند با این علم و عبادت  
 من دوی فخر کنم با این علم و تجرد مرا چگونه بر او است باشد با این مرد وی  
 بر آن اندیشه من مشتت شد بمنزله آوردن و مرا گفت با ما صلواتی اقامه کن  
 و بعد از آن کان قلبه غایبمانی مشاهده الحق بجمع علیه اسم بالحق الحمد کلام  
 در این یافتی که چون کسی را اندر دل مشاهدت حق تعلیم بود بر وی نام فخر  
 بود هیچ اصحاب مشاهده افتاد اند و این فخر از باب جاهل است اند گفت من  
 اندر پنداشت خود پشیمان شدم و از اندیشه تا قرب استغفار کردم از وی  
 می آید که گفت التصوصت تبارک القلب مع الله بلا واسطه تصرفت بیستم دل  
 بود با حق بی واسطه و این اثبات هم مشاهده باشد و مشاهده قلب دوستی  
 بود و اشتراق صفت اند تحقیق شوق و رؤیت و فانی صفت اینهای حق  
 و اندر کتاب الحج اند مشاهده و درود آن باقی پیام انشاء الله تعالی  
 دقتی از نشاندن قصد طوس داشت و اندک بعد مسود شد و بایش آمده و در  
 سوری می یافت و در پیشی گفت من اندر کرم در ۱۲۲ که این فطره خود  
 بدو نیم گفتم و اندر پایهای وی پیچم دلم نداد که فطره سخت بیکو بود  
 چون بطوس آمیم اندر مجلس از وی سوال کردم که شیخ ما را فقی که  
 بیان و مسائل شیطان و الهام حق گفت الهام حق آن بود که ترا گفتند که  
 فطره بعد پاره کن یا باقی بماند و سوری از پاره و سراسر آنکه تمام شد که  
 اندر آن بود از این جنس از خودی متواتر است و مراد ما شد از اینست که الله اعلم

۱۲۲

و هم چنین اوتاد و شیخ جواد ابو الفضل محمد بن الحسین اصفهانی رضی الله عنه  
 اندکی من اندر طریقت بدست عالم بود علم تفسیر و روایات و اندک تصوف و صلب  
 جیده داشت و در هر حال شخصی بود صاحب دست و پای بود و از ازان که در هر  
 قوی و از آن که با او راه بود است و شصت سال بگم سوتی صانع گویشتا اند  
 می گرفت و هم خود از بیان خلق گم کرده بود و بیشتر به جبل بکام بودی هر  
 بگریخت و دی را کرات بسیار در روایات و بداهین بسیار داشت از لباس و رسوم متعارف  
 عادت و با اهل رجم شریک بود و من هرگز از وی عیب تر مو ندیده بودم  
 و از وی شنیدم که گفت الدیبا بود و لنا فیها صوم و لنا یک مددست و با اندکی  
 در مدینه ایم یعنی ائمان شیخ نصیب نمی گوییم و اندک بدی می نمایم و آنچه آفت  
 آن عیب ایم و بر محبت آن دقت شده و اذان اعراض کرده دقتی من بر دست  
 دی آب می ریختم بر طهارت وی ما اندر خاوم گذشت که چون کار ما بتبر  
 و قیمت است چنان آزدان خود را بدو پیران کند به امید کرامتی را گفت ای  
 پسر دانستم آنچه اندیشیدی بلکه هر کس را سببی است چون حق تعالی خواهد تا  
 علان بجز ما تابع کرامت دهد دی را تو به دهد و بدست دقتی مشغول که  
 تا این خدمت مرا کرامت دی بدها بسبب گیرد و باشد این بسیار لطیف هر  
 در ۱۲۳ سوری ما دی را در حال ظاهر شدی و آن مدد که دی را دقت  
 آن به بیت الحق بود و آن دی دست بر سر عقده میان پانیا بعد دمشق  
 بر بر کار من داشت و مرا دقتی می بود اند دل از یکی از یاران خود  
 چنانکه عادت آدمیان بود مرا گفت ای پسر مسئله از اعتقاد با تو بگیرم اگر  
 خود را بدین خدمت کنی از هر شیخ جا باز دهی بلکه اندک اندر محل ما  
 و حال ما خدای می آفرید از یک و بد باید که بر فعل دی خصوصت کنی  
 و دقتی بدلی بگیرد و بخت این دقتی دراز بکند و جان داد و الله اعلم  
 با اصحاب و در هر حال در هر حال در هر حال در هر حال

۱۲۳





روزی آمد پیش شیخ نشسته دوم و اول دو خودهای خود را بوی بوی  
 شمع بگرم آنگاه بزرگوار خود را بوی بوی گفتم که تا وقت صبح  
 رضی الله عنه آن بخت از من می شنید و مرا بخت کوکی و آتش  
 بر آبی بر گفتم آن بخت می کرد و خطی صحت می بست که اگر این  
 را بخواهد ابتدا درین کوکی بگذرد است که چندین خضوع می کند  
 می بیند و بیاید و درین کوکی نماید و الحمد لله من آن بخت گفتم  
 در وقت چند این خضوع من و در آخر بخت است و حال من است که محل  
 احوال بر محل حال آید که این خضوع من محل احوال می کند و این مام باشد مرهم طلب را  
 در خاص مرتبه چون این بشنیدم از دست بقیام و دی اند من بید و گفتم ای  
 پسر آدمی ما این طریقت نسبت پیش ازان خود که چون وای ما بطریقت  
 باز بده پندار یافت آن برگرداندش و چون ازان معزول کنش بجات  
 پندارش برسد پس نمی بود اثبات و افتاد و وجود وای هر چه پندار باشد  
 و کوکی هرگز از بند پندار زده وای ما باید که درگاه شدگی گیرد و  
 جلوه نسبت صانع از خود دفع کند بجهت نسبت موی و زبان آید وای و از  
 بعد آن هر چه باری و اسرار و بیاید و بود و اگر ناظر آیات مشغول کردم  
 و منظور بتمامش

ص ۲۳۶

و منعم ترش اولیا و صالح اهل صفا ابو احمد المنظر بن احمد  
 بن حمران رضی الله عنه اند بازش بر است شدند و جل در این تقد  
 می وای بکشاد و حاج کرامت می سر وای تمام وای ما بیان بیک داد  
 و بجاتی خالی و الله و الله و الله و شیخ المشایخ ابو سعید رضی الله عنه  
 گفت که ما بزرگوار از راه شدگی و خواجہ منظر شد از راه  
 درویشی یعنی ما بجهت مشاهده یافتیم وای و از مشاهدت بجهت آمد  
 و من از وی شنیدم که گفت آنچه بزرگان با قطع بودی و مشائخات

روی نمود است من اند میان بازش و صدر یافتیم و آنان که اصحاب دعوت اند این قول را  
 ازان پیر بدوی بد و الله و آن از نقص ایشان بود و هیچ حال بجات از  
 دل ۲۳۶ صدق حال خود دوی بود خاصه از اهل جمعی و امروز در غنی بیک  
 ماند ست و بزرگوار خواجہ احمد سلمه الله تعالی گفت دوی من بزرگوار وای دوم  
 یکی از بزرگان بسیار بزرگوار وای بید می گفت اند میان بجاتش که فانی  
 خود باشد که فانی شود خواجہ منظر گفت بخت الله علیه که در فانی چگونگی  
 صورت گیرد که فانی بجات از جمعی بود و بقا اشارت بمستی و هر یکی  
 ازین فانی گفته صاحب خود بود پس فانی معلوم ست اما چون این نیست بود  
 اگر هست شود آن و آن عین بود که آن خود بیز دیگر بود و بود  
 بود که فانی شود اما فانی صفت بود و فانی سبب پس  
 چون صفت و سبب فانی شود مومن و سبب با فانی بر ذات وای  
 درست باشد و علی این عثمان الهامی المحوری گوی رضی الله عنه که من بجات  
 آن خواجہ بین یاد ما ششم آنان معنی این بود که من بین بجات یاد کردم  
 و مراد بجات ظاهر تر گفتم تا مام تر شود پس مراد ازین است که اختیار  
 بده صفت وای بود و اختیار خود بده محب است از اختیار حق پس صفت  
 بده محب وای آمد از حق و لا محاله اختیار حق ازلی بود و ازان بده صفت  
 و بر انا فانی باشد و چون اختیار حق اند حق بده بقا باید لا محاله  
 اختیار وای فانی شود و تصرف وای متعلق و الله اعلم دوی من اند اگر بای  
 بزرگوار وای اند آسم یا جامه راه و بشوید وای مرا گفت یا ایا الحسن ازاد  
 حال مرا گوی تا بپست گفتم مرا سماع می باید اند حال کس فرست  
 تا قالی ما پیاد و جمعی از اهل عشرت و آتش کوکی و  
 وقت ارادت و وقت ابتدا مرا اند سماع کلمات دین ۲۳۸ مضروب کرد چون  
 زانی بر آمد و سلطان و بیان آن آت اند من کمتر شد مرا گفت پیگرد

ص ۲۳۷

ص ۲۳۸

بود مر ترا با این سلاح مجتهد یا ایما شیخ سفت خوش بودم گفت دقت زیاده که  
این و مانگ کلاغ هم در مر ترا یکسان شود که قوت سحر تا آنجا بود که شادیت  
نباشد چون شادیت حاصل آمد ولایت سحر تا چیز شد و مگر تا این راه دولت  
کمی تا طبیعت نشود و بدان باشد نهانی و الله اعلم بالصواب

## باب فی ذکر رجال اصفیه من المتأخرین علی الاختصار من اهل البدان

و اگر اکنون ما ذکر و شرح حال جلد بیادیم اندرین کتاب دراز گردد و اگر بعضی  
را در گذاریم مقتصد از کتاب بر نیاید اکنون اسامی آنچه بوده اند اندر حد حاکم  
و هستند از مشایخ و از احوال قوم ایشان از ابواب معانی و دقایق اصحاب رسوم  
اندرین کتاب بیادیم تا به حصول مراد خود قریب تر باشیم انشاء الله تعالی  
آنچه بودند اندر شام و عراق شیخ زکی ابن علا از بزرگان مشایخ بود و از  
سلالت زمانه دی را یافتیم چون شعره از شعله های بخت و ریاست و برآیین ظاهر  
و شیخ بزرگوار ابو جعفر محمد المصباح البیدلانی از مدسای متفوت بود و زبانی  
یکو داشت اندر تحقیق و میں عظیم بحسین بن منصور و بعضی از تعانیف دی  
بود خوانیم و ابو القاسم مدنی پیری با محادیت و یکو حال بود و رومی و  
مستند قدر ایشان با اعتقادی یکو

و اما از اهل فارس شیخ ابوالحسن بن سالد الفتح اللسان بود اندر تفوت  
و اوضح البیان اندر توحید و دی را کلمات معروف است و شیخ مرشد ابو اسحق  
بن شهریار از محققان قوم بود و بیاسی عام داشت و در ۱۲۲۹ شیخ طریقت  
ابو الحسن علی ابن یحیی از بزرگان متفوت بودند و شیخ ابو مسلم مدنی حوزیه وقت  
بود و یکو بزرگوار و شیخ ابو الفتح سالد مر پیر را خلفی یکو و امید دار است  
و شیخ ابو طالب مدنی گرفتار کلمات حق بود و ازین جلد من شیخ ابوشیوخ شیخ



ابو اسحاق را ندیده ام

آیا از اهل قنستان و آندلیجان و طبرستان و کنگ شیع شتیق فرج معروف باشی زنهانی  
مرد نیکو سیرت و متوفی طریقت بود و شیخ اندرین از بزرگان این طایفه است  
از وی خیرات بسیار است و پادشاه تائب مرد بختار بود الله راه حق و شیخ  
ابو جعد الله بهیمنی رفیق و محرم بود و شیخ ابو طاهر کثرت از اجلان وقت بود  
و خواجه حسن سمنان مرد گرفتار است و بهیمنی و شیخ مسکلی از غول و مصایک  
متوفی بود و احمد پسر شیخ خرقانی مر پسر را غنی نیک بود و ادیب گندی  
از سادات زمان بود

آیا از اهل کرمان خواجه علی بن الحسین اسیرکانی بیاح وقت بود و اسفار نیک  
داشت و پسرش بچشم مردی عزیز است و شیخ محمد بن سلم از بزرگان وقت  
بود است پیش از وی بزرگان بود اند از اولای خداوند بود و جل و جوانان  
و احداث امیدوار هستند

آیا از اهل خراسان که امروز سایه اقبال حق آنهاست و شیخ مجتهد ابو العباس  
شیرستانی بود زندگانی خوب داشت و وقتی خوش و خواجه ابو جعفر محمد بن  
علی ابهری است که از بزرگان و محققان این طایفه است و خواجه ابو  
جعفر ترشیزی از عزیزان وقت بود و خواجه محمود نیشابری مقدای وقت  
بود و ربانی نیک داشت در ۱۲۳۰ و شیخ محمد معشوق زندگانی نیک و خوب  
داشت وقتی خوش و خواجه الحبت بود پیری نیک و طایفه و خاتم بود و  
خواجه رشید مظفر پسر شیخ ابو سعید امیدوار است که مقدای قوم و قبای  
و صاحب شمس و خواجه احمد خادی سرخی مهارت وقت بود و وقتی رفیق من  
بود و از کار وی عجایب بسیار دیدیم وی از جوانان متوفی بود و شیخ  
احمد تجار سمرقندی که میتم مرد بود سلطان زمان خود بود و شیخ ابو الحسن  
علی بن ابی طالب علی الاسود مر پسر خود را غنی نیک بود و الله

ص ۱۳۰

دزدگان خود یگان بود و بهیمنی وقت و صدق فراست و اگر چه در شمر  
از اهل خراسان کتاب دراز گردد و می سی حد کس دیدم الله خراسان تنها  
که هر یکی شرفی داشتند که ازان بهیمنی اندر همه عالم پس بود و این  
بهیمنی ازان است که کتاب محبت و اقبال طریقت اندر طالع خراسان است  
و آیا از اهل داوران اخیر خواجه انام مقبول عاشق و عالم بود و بهیمنی  
الحسین الحوی مرد مستبح و گرفتار است و همتی عالی دارد و دزدگاری صافی و  
شفقتی تمام بهیمنی طالب دزدگان حق و خواجه قهر اندر خیابان صاحب خود بهیمنی  
ابو محمد بالغریزی دزدگان نیکو داشت و معالمت قوی و احمد ایلانی شیخ  
وقت و دزدگان زمان بود و سارک رسوم و عادات و خواجه عارف فرید  
وقت و بهیمنی عمر و علی بن اهل خراسان دزدگان بود و بهیمنی  
ربانی نیک داشت و این اسامی آن گرده است که میتم را بهیمنی و تمام  
هر یک را معلوم کرده و بهیمنی از اهل تحقیق بود اند

ص ۱۳۱

آیا از اهل نونین و سکان آن شیخ عارف و اندر زمان خود منصف  
ابو الفضل بن لاسی پیر بزرگوار بود و وی را بهیمنی ظاهر و در ۱۲۳۱  
کرامات ظاهر بود و بهیمنی شهادت بود از آتش محبت و دزدگارش بهیمنی  
نبیس بود و شیخ مجتهد از علایق مفرد اسمعیل الشاشی پیر محقق بود و  
بهیمنی طریقت طاعت رفتی و شیخ سالار طبری از علایق متوفی بود و دزدگاری  
نیکو داشت و شیخ بختار و مسکن اسلام الله جعد الله محمد بن الحکم المولود  
بربر و الله علیه از متان حضرت حق بود و الله زمان در حق خود  
نمانی نداشت و دزدگارش بهیمنی غنی پلاشیده بود و وی را بهیمنی ظاهر  
است و کرامات ظاهر و بهیمنی دزدگارش بهیمنی بود و از انچه بهیمنی و شیخ  
محترم و از جمله مقدم سعید بن ابی سعید الیاء رضی الله عنه  
حافظ حدیث پیغمبر بود و عمر نیک یافت و شایخ بسیار را دیده بود

و قوی حال بود با جرأت پوشیده رفتی و معنی خود بکس ننمودی  
خواهد بود که از کاهه خومت و دقت الی الاما عجد الرحیم ابن احمد السی  
عزیز قوم است و بید دقت و مرا دل با دی یکه باشد و روزگار  
مستحب دشتی و کمال یکه و از قون علم آگاه است و شایع اوحد  
قوة بن محمد الجوزی با اهل طریقت شفقت تمام دارد و هر یک را  
بزرگ و بی حرمی است و شایع را دیده است و بحکم اعتقادات  
عوام و علای آن شهر امید بهتر دادم که از بس این ممکن پدیدار  
آید که ما را برایشان اعتقاد باشد و این گروه پراگندگان که اندران  
شهر راه یافته اند و صورت این طریق عجیب گردانیده اند اذان شهر  
پاک گردند و آن نیز قدمگاه ویا و بزرگان شود بکون باز گردیم  
بلقی فرق ایشان الله غایب و الله اعلم بالصواب

## باب (ص ۱۸۳) فی فرق و فرقه‌ها فی مذاهبهم

ص ۲۲۲

و پیش ازین در ذکر اهل الحن زری رفته الله علیه گفته بودم که ایشان دو دسته  
گروه اند و گروه از آن موهوده گروه منقول و در حقیقت را ازین گروه معاصی  
و طریقی یکه است احمدی معاصیات و آداب لطیف اند و مشاهدات و هر چند که  
اند معاصیات و معاصیات و مواضات ایشان قشنگ اند و احوال و فروع شرح  
و توحید مرقی اند و از بزرگ گفت رضی الله عن اختلاف السلف بسمه لا فی  
تجدید التوسل و مرقی این خبری شنیده و حقیقت تعویث بیان انچه شایع  
ست از روی حقیقت و مقوم اند روی طایفه و رسوم پس می رسد به سبیل  
اختیار و ایجاد سخن ایشان اند بیان آن مقوم گردانم و اند اول ذاصب  
هر یکی را بر مایه بگزارم تا طایفه را علم این حاصل شود و طایفه را  
صلاح بود و مریدان یا صلاح و توان با صلاح و عقلا و خداوندان  
مروت را به تعبیر و برا ثواب و در محافل و الله اعلم بالصواب

آیا طایفه قلی صاحبان با بی عید الله الحاد بن عید طایفه است رضی  
الله عنه و بی اتفاق همه اهل زاد خود منقول انفس و منقول انفس بود  
و عالم رسوم احوال و فروع و تحقیق و سخن روی اند تجربه توحید بود بصحت  
معاصات ظاهری و باطنی و تاوده ذاصب روی است که معاصیات از جمله  
مشاهدات نموده و گوشت که آن از جمله احوال است و این غلات اند



دی کرد آن گاه اهل خراسان این قول گرفتند و عوامیان گفتند که رضا از  
جله مقامات و این خلعت توخت و ۳۰ امروز بیای این مد قوم این  
اختلاف مانده است در ۱۶۴۲ و اکنون ما برین قول را بیان کنیم انشاء الله  
عز و جل

الكلام في حقيقة الرضا

و در بیان این منصب است که نخست حقیقت رضا اثبات کنیم و آنرا  
آن فرو نهم آن گاه حقیقت حال و مقام و فرق میان آن بیاریم انشاء  
الله عز و جل اما بدانکه کتاب و سنت بر ما باطل است و است بران  
مجمع اینجا که خدای گفت عز و جل که هی الله عظم و عظمتا حقه و نیز  
گفت لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ فَتَحْتِ التَّيْبَةَ وَ بِيَا مِرْصَى  
الله علیه و سلم گفت ذاق طعم الايمان من رضى بالله ريثا و رضا بر دو گونه  
است یکی رضا خداوند از بنده و دیگر رضای بنده از خداوند اما حقیقت  
رضای خداوند تعالی امانت خواب و نعمت و کرامت بنده باشد و حقیقت  
رضای بنده اقامت نزد فرقی دی و گردن نهادن بر حکم دی ما پس رضای  
خداوند تعالی مقدم است بر رضای بنده که تمام توفیق دی باشد بنده بر  
حکم دی ما گردن ننهد و بر امر دی اقامت نکند از آنچه رضای بنده  
مستور بر رضای خداوند است و تماشای بد است او بود بجا رضای بنده  
استواری دل دی باشد بر خدا طرف تقنا اما منع و اما عطا و استقامت  
سزیش بر نظاره احوال اما جمال او اما جمال چنانکه اگر منع و اذیت شود  
و یا عطا سابق شود بزرگ رضای دی استعاضی بود و اگر تماشای  
هیبت او جمال حق بسوزد و یا بسوزد نطف و جمال دی بخورد سوزنی  
و فروختی بزرگش کسان بود و اگر او را شاهد حقیقت و آنچه از دی





من سکون دل از محاسب بنده نیست که از محاسب حق است و دلیل کند  
 که رضا از احوال بود و از مقام گویند که حقیقه انظوم شئی تخت و  
 تا بود می گفتند که محاسبی فلان ملک محبت و این توجهمی فلان ملک محبت  
 اگر مرا بدو رخ خطاب کنی دوست تو ام و اگر بر منی محبت کنی دوست  
 تو ام یعنی اهل خطاب و لذت نعمت بر تن بود و تلقی دوستی اندر  
 دل و این مر آن را محبت کند و این تاکید قول عاصی است که  
 رضا تیرجیه محبت بود که محبت ماضی بود بدو محبت کتب کند اگر در خطاب  
 دارد و بقی محبت نگردد و غوم بود و اگر در نعمت دارد از دوستی  
 محبت نگردد و اختیار بود فرو نمود اندر مقابل اختیار حق و در عثمان  
 حیرتی گوید رضی الله عنه منذ اربعین سنة ما اقامنى الله فى سائر مکروهه  
 و ما اقلنى الله غيرة فضيخته چهل سال است که خداوند مرا اندر هر  
 حال که داشته است کاره نموده ام و از هیچ حال بحال دیگر مرا نقل  
 نکرده است که من اندران حال ماضی بوده ام و این اثبات است  
 بدوام رضا و کمال محبت و اندر حکایت در ۱۲۴۸ شمس است که در پیش  
 اندر دهر گرفتار شد و بیاحت ندانست یکی گفت از کاره که خواهی  
 تا کسی ما بیگانهام که بدون آردت گفت نه گفت پس خواهی تا غرق  
 شوی گفتا نه گفت پس چه خواهی گفت آنچه حق خواهد مرا با خواست  
 چه کار و مشایخ با ائمه رضا مثنی بلیار است با اختلاف عبارات اما  
 قاعده این دو اصل است که یارو کیم و ترک تلبیل یا برین اعتماد  
 کردم اما اینجا باید که فرق میان احوال و مقام بگیریم و حدود آن  
 پیام تا به توبه و بر خوانندگان ادراک این معانی آسان تر شود و  
 این حد را خوانند انشاء الله عز و جل

ص ۲۳۸

### الفرق بين الحال والمقام

بدانکه این دو لفظ مستعمل است اندر میان این طایفه از یاری اندر  
 علامات شان و متداول اندر علوم و بیان محققان و طالبان این علم را  
 این چهار نیست اما این باب در جای اثبات این حد و حدود و اما چهار  
 بود از معلوم گردانیدن این اندرین محل و با شد التوفیق من الله العلی  
 بصیرت بدانکه مقام برنج میم اقامت بنده بود و بنصب میم محل  
 اقامت بنده این تفصیل و معنی در لفظ مقام معنوست و غلط در  
 عربیت مقام یعنی اقامت باشد و جای اقامت و مقام برنج  
 میم قیام باشد و جای قیام در جای اقامت بنده باشد اما حق و در حق  
 گردان و در معنی گردان میم آن مقام را میم کمالی را میم ادراک کند  
 چنانکه صورت بنده میم آوی و در دوا باشد که از مقام بنده بگذرد و بی  
 ادراک حق این بگذارد چنانکه ابتدای مقام توبه باشد آنگاه اقامت آنگاه  
 زهد آنگاه توکل و بنصب این در دوا باشد که بی توبه از مقام بنده بگذرد و بی  
 دوی اقامت کند و بی اقامت دوی زهد کند و بی زهد دوی توکل کند  
 و دوی عود و جل را خبر داد از جبرئیل علیه السلام که وی گفت  
 مَا يَكُنْ إِلَّا كَمَا تَقَعَّرُ مَخْلُوعٌ مِمَّنْ كَسَّيْتُمْ أَلَا كَمَا كُنْتُمْ  
 مقام معلوم است و در حال معنی باشد که از حق بدین پیوسته و بی  
 اگر از خود آن در کسب و فتح توان کرد چون بنده و یا به تکیف  
 جلب توان کرد چون برین مقام جرات بود از احوال طالبان و  
 قدم گام دی اندر محل اجتهد بود و محبت دوی و مقدار اکتبایش از حضرت  
 حق معالی و حال علامت بنده از فضل خداوند و در لفظ دوی بدین  
 بنده بی تکیف مجاهدت دوی بدان از آنچه مقام از جمله احوال بود و در

ص ۲۳۹

[illegible][illegible]



میوی بزرگ آن خداوند تعالی و بزرگوار است مرا چنین معالقی دهد و چنین مرا با صحبت مترجمان زند  
راست نیاید اگر در صحبت و زیاده ایشان در وقت گفتن دشمن تو گردد نفوذ باشد  
من الحیل و توفیق الله العظیم

[illegible]

اما الطبقوریة این گروه توفی بانی سید طینور بن عیسی بن سروشان البسطامی  
کنند رحمه الله علیه و وی از دانشمندی متفرد بود و از کبرای ایشان و طریق  
وی غیب و مستحکم بود و از غیب و حق و عوالم و جلال و سکونت دوستی از جنس  
کب آدمی نداشتند و از اهل مدینه و هر چه از ادب و اکتساب خارج بود بدان دوی

کردن باطن بود و تقلید بدان حال و لا محاله صافی را سکر صفت نباشد و آدمی  
با بران صاحب سکر بود سلطان و سکران خود مطلوب باشد وی  
را خلق التفات نبود تا بهشتی از ادوات مختلف پدید آید و مشایخ این  
طریق برآنند که اقتدا به حقیقتی که از دور احوال زیسته باشد درست نیاید  
و باز گروهی مدعی دارند که کسی بمکلف راه نهد و سکر سپرد از آنچه  
پیغامبر گفت صلی الله علیه وسلم ایضا فان لم تکنوا فصیحا یا بگریید یا خود را به گریه  
کنندگان مانده کنید و این را در دهری باشد یکی مانده کردن خود را بگروهی بر  
بیاورد و این شرک مرتجع باشد و دیگر خود را مانده کردن تا حق تعالی  
سکر وی را بدان درجت رساند که خود را اندک آن قوم کرده است تا موافق  
باشد بر آن که پیغامبر گفت صلی الله علیه وسلم من تشبه بقوم فهو منهم  
پس هر چه از انواع مجاهدات آید الله راه بیارد و در دهگاه امیداری  
باشد تا خداوند تعالی در تحقیق و معانی آن مردی گشاده گرداند که یکی از  
مشایخ گفت المشاهدات مواهب المجاهدات گوئیم مجاهدات اند هر معانی نیکو  
باشد آنگاه سکر و غلبه الله تحت کسب نیاید تا مجاهدات بر آن با جلب  
توان کرد و بین مجاهدات بر حصول سکر با ملت نگردد و مجاهدات اند  
علی صحران کرد و صاحب صحران را قبل بقبول سکر نباشد و این حال  
باشد و اکنون من حقیقت سکر و صحران با حقایق مشایخ بیان کنیم تا اشکال  
بر نگیرد انشاء (ص ۲۵۴) الله تعالی

الكلام في السكر والحمو

بدان اسمک الله تعالی که سکر و غلبه عیارتی است که ادبای معانی کرده  
الله از غلبه محبت حق تعالی و سحر عیارتی از حصول مراد و اهل معانی  
ما اعلیٰین معنی سخن بسیار است گزینی این ما بران فضل نمند و گزینی

آن را درین آمان که سر ما فضل نمند بر نحو آن که یزید است و متابعت  
 وی که گویند سر بر نهنگین و اعتدال صفت آدمیت صورت گیرد و آن حجاب  
 اعظم بود از حق و سر بر زوال آفت و نقص صفات بشریت و ذهاب  
 تمیز و اختیار وی و خدای تعالی اندر خود بختای معانی و قوای که اندر  
 موجود است بخلات جنس وی و آن را از حق و اتم و اکمل آن بود  
 پندار داد و صلوات الله علیه اندر حال سر بود فعل از وی بود اندر عباد  
 تنی فعل وی ما به اضافه کرد و گفت و قتل خادو تبارک و پیغمبر ما  
 صلی الله علیه و سلم اندر حال سر بود فعل از وی بود اندر عباد  
 و جل فعل که ما به اضافه اضافه کرد و گفت و ما نعیت از شرمیت و  
 لکنت الله تعالی نشان با بین بود و بعد از آنکه بود قایم بود و بصفتان خود  
 ثابت گفتند تو کردی بر وجه کرامت و آنکه بحق قایم بود و از صفات  
 خود فانی گفتند ما کریم آنچه کریم پس اضافه فعل شده بحق یکوتر از  
 اضافه فعل حق بوده که چون فعل حق ببنده صفات بود بنده بود قایم  
 بود و چون فعل شده بحق صفات بود بحق قایم بود که چون بنده  
 بود قایم بود چنان بود که داد را به اسلام در ۱۵۵ یک نظر  
 بجای آید که می نیست یعنی بر زن ادبیا دید آنچه دید و چون بنده  
 بحق قایم بود چنان بود که پیغمبر ما به علیه الصلوة و السلام یک نظر  
 افتاد هم از آن جنس زن دید بر دید حرام شد آنچه آن که نظر حق  
 سر بود و این نظر حق سر بود و آن آمان که سر را فضل  
 نمند بر سر دانی نمید است رضی الله عنه و متابعت وی گویند که  
 سر حق آفت است از آنچه تشریف احوال است و ذهاب صفت و  
 کم کردن سر رشتن خویش و چون فاعله هر معانی قلب طالب باشد یا  
 از معنی خای دی یا از معنی بقای دی یا از معنی خوش یا از

ص ۲۵۵

دی. اثباتش چون هیچ الحال نباشد قایم تحقیق حاصل نشود از آنچه دل اهل  
 حق مجتهد می باید از کل مشقات و بنایانی هرگز از بند ایشان راحت  
 نباشد و از آفت آن رنگاری بر و ماندن خلق اندر چیز ها و معنی حق  
 بدایت که چیز ها را چاکر هست می نمیندی می اگر بنندی بر معنی  
 و درگاه درست اندر گزیده باشد یکی آن که ناظر اندر شیء چشم  
 بقای آن گردد دیگر آنکه چشم بقا نگردد سر کل یا  
 اندر بقای خود ناقص باشد که بعد از آنی بنیند اندر حال بقای شان و  
 اگر چشم فانی گردد کل موجودات با همه جنس بقای حق فانی اند و این  
 هر دو صفت بر آن را از موجودات اعراض فرماید و از آن بود که  
 پیغمبر صلی الله علیه و سلم گفت اندر حال دعا که اللهم احنا الاشياء كما  
 هی از آنچه هر کس دید آسود و این معنی قول خدای است حق و جل که  
 گفت قاصدنا ما اولی الکسایه تا به بنیند اختیار بگیرد در ۱۵۶ پس این  
 بعد از آنکه اول در دست نباید در امر اهل سر را این معنی شیخ  
 آگاهی و چنانکه موی علیه اسلام اندر حال سر بود طاعت اهل یک تخی  
 نداشت و در آن خوش باشد و خذو مؤمنی صلی الله علیه و سلم  
 علیه و سلم اندر حال سر بود و از آنکه متعلق بقای در بین تخی  
 بود از هر زمان اختیار تر و بیدار تر بود و الله اعلم بالشعو

شرح فی الدواح حاشا بعد کلام

حاشا بعد الشراب و ما یؤیث

و شیخ من گفتی اند وی بنیدی در صوب بود که سر بازی نگاه کرد کای صفت  
 و در صوب نگاه کرد و در صوب من نمی گویم که می بن نشان اهل حق ام  
 رضی الله عنه در برافتد ششم که کمال حال صاحب سر بود باشد و  
 کترین در صوب از صوبیت بازماند بشریت بود پس صوبی که آفت

ص ۲۵۶



ناید بجز از آن مکرری که بین این آفت آمد و از آن نشان مغزی جزو اش  
 بعد حکایت آنی آمد که اندر ابتدای سال بیست سال عود کرد و بعد  
 بیاینها چنانکه حق آمدی و نه شکی در او از شدت تن و دی بگذاشت و چشم عایش  
 بتقدیر سوار بر بال و دوزخ از آن صورت آویخته بگشت از آن بدست  
 سال قرآن صحبت از آن گفت با خلق صحبت کن با خود گفت  
 ابتدای سال صحبت با اهل خدای از همدان جدا می کنم تا بمکانی که  
 بود قصد کرده و شایع را بآید از آن آدمی بود با استقبال  
 وی بیرون شدند او را با تمامه بصورت منتظر شده و با جمعی که بخواست  
 رفتی خلقت باز وی چیزی نمی دانست گفتند یا ای عثمان بیست سال  
 برین خلعت ازین سکر کم بود قیامتش اندر روزگار روح ۱۹۹۷ تا ۱۹۹۸  
 شده با آنرا بگری ۱۰۰ پاره رفتی و آنچه بودی آنچه یافتی و چنانچه  
 آمدی گفت بسکه رفتم نزد اوست سکر پیوسته و از پیوسته یافتم و بجز  
 آدم بحدی شایع گفتند یا ای عثمان بجام مست از این پس تا به معجزان  
 که از جادیت با او نکرده گفت که تو با افاضت جلا دادی و از آفت رها  
 کردی پس بسکه جلا داشت و تا بیست روز بین بقای خلعت و این  
 جاب باشد و در صورتی که در آن خلعت در آن خلعت و این می کشند  
 باشد و در جلا اگر کسی شاد صورت بشود که سکر با آن نزدیک تر از  
 مو است عمل باشد از آنچه سکر مضی است از خردت بر سر و تا  
 اوصاف شده روی بزیادتی دارد و بی خبر بود که چون روی بقتضای صورت  
 خدمت انگار طالب نگاه دارد و آمیدی باشد و این قایت حال ایشان است  
 اندر صورت سکر از آن رو بیاور یعنی باشد عدت حکایتی آمده و اگر منسوب  
 بود و آن است که بخیل بی معادله رشی باشد عذرا بود و زشت که  
 چه گزنی اندر کسی که یک یک از بخت بخورد مست گردد بپایند

ص ۱۹۷

ص ۱۹۸

جواب داد زشت که چوئی اندر کسی که در دریا حای عالم شراب بخت گردد و  
 وی بحدی بود و بخورد و خورد از تشنگی می خورده و در آن را صورت بدو که بخیلی  
 از سکر عبادت که مست و بایزید از صبر بر خفاست که صاحب سموت آن  
 باشد که طاقت ندارد ندارد و صاحب سکر اگر مستی هر سلا بخورد و بپزد  
 دیگر بایش از آنچه شراب است سکر باشد جنس جنس اول تر و مو بقتد آن  
 بود با شرب و ندارد و اما سکر که در گشته باشد یکی شراب مودت دارد دیگر بکاس  
 بخت و سکر در صورتی معلول باشد که از آن آن در آن نیست نموده بود  
 سکر بختی بی بخت بود که از آن آن از رویت منعم بود و پس هر که نعمت  
 بپزد بر خود بپزد خود را دیده باشد و هر که منعم بپزد چون وی بپزد خود  
 را ندید باشد اگر چه بپزد بپزد و بکوش مو باشد و بپزد بپزد و بپزد  
 باشد یکی مو و بخت بود دیگر بخت و سوی که بختی بود آن  
 جاب اعظم بود و سوی که بختی بود آن کشت این باشد پس اگر  
 مترون بخت بود اگر چه مو باشد سکر بود و اگر موصل بخت بود اگر چه  
 سکر بود موصل بود چون اصل مستکم بود موصل بود سکر باشد و دیگر  
 چون مو و چون بی اصل باشد هر سلا بی فایده بود و بی بخت مو  
 و سکر اندر درگاه مردان است اختلاف معلول باشد و چون سلطان حقیقت  
 بجان خود بنماید مو و سکر هر دو طفیل نماید از آنچه طرات الله هر دو  
 معانی بیکدیگر موصل است و بخت بخت یکی بختی باشد و بخت  
 و بخت بخت آمدن تقارین صورت بگیرد و آنچه نیست آن بختی باشد  
 اندر حکم خدای باشد و هیچ نفی تقارین بود و اندرین معنی گویند که  
 شعر

اذا طلع الصبح فمهم طاح  
 تلوای فیه شکواته و صاح





اگر چه بدان حاجت مند باشد و نودل این آیت اند شان قمرای صابر باد است  
 بر خصوص و حقیقت ایشان آن بود که اندر صحبت حق صاحب دین (۲۹۱)  
 خود نگاه دارد و نیکی خود اندر نیکی خود فرو نهد و رنج بر  
 خود نهد از برای راحت صاحب خود لاق الاشیاء التیاه بمعونة الاخیاس  
 مع استعمال ما امر الجیاس لوصوله المختار صلی الله علیه وسلم قل الله  
 تعالی سئل العفو و انحر یا ثوب و اغوش عی الحاکمین و این شرح تر  
 اند باب آداب صحبت بیاید اما مراد این با ایشان است و این را  
 گویند باشد یکی اندر صحبت چنین که ذکرش گذشت و دیگر اندر محبت و اند  
 ایشان حق صاحب دینی از رنج و کلفت است اما اند ایشان حق دوست هر  
 بدی و راحت است و اند حکایت مشهور است که چون غلام انیس را  
 این طایفه عادت خود ظاهر کرد و با هر یک دیگر گوید صحبت پذیرد آورد  
 دوی و مقام و بر خود را گرفته و در انداخته بودند و غلام انیس گفت  
 ای دوی اند از دلاوة اگر امیر المومنین عزائی مدد بکنش ایشان اصل دلاوة  
 تلاشی شد که سر همه این گدازند و هر کس با این غیر بر دست  
 و اند که می گوید با شامم دوی اند که غنیمت در وقت بزم که گویای  
 ایشان بداند بیات کند و آن هر سه را دست بر بستر بیات قصد  
 قتل و قتل که دوی بر غایت و بجای بر مقام نشست بر دست گاه بیات  
 بر روی طری تمام ایان بعب داشتند مردان بیات گفت ای جوان مرد این  
 شمشیر چنان بجز نیست که بدین رفعت را پیش آن آید که تو  
 آدمی و خود ذیت تو ناریده گفت آری طریقت می بینی اند ایشان  
 ست و خود تری چیزهای دنیا زندگانی است می خورم اما این نفسی  
 چند اند کار این برادران که کم که ایک نفس دنیا نزدیک دین (۲۹۲) من  
 دست از هزار سال آخرت است اند این عسری خدمت است و

ص ۲۹۱

ص ۲۹۲

آن سرای توبه است و توبه خدمت نمایند بر روی غیر بخینه بر گشت غنیمت  
 از وقت طبع و وقت غسل دوی اند چنان حال تنجیب شد و کس فرستاد  
 که اندر امر ایشان توقف کنید و تاضی القضاة ابو الجاس بن علی بود حاکم  
 مای ایشان بود که دوی اند که گرفتند و بخانه خود و آنچه پدید  
 ایشان احکام شریعت و حقیقت مر ایشان را امدان تمام یافت و از غفلت  
 خود از حال ایشان تشریف خود نگاه دوی گفت ایما تاضی این هر  
 که پدید می خود هیچ چیز پیریزی فان الله جلدا باحکون بالله و یشرعون  
 بالله و یحکمون بالله و یقولون بالله که خداوند را مراند که قیام شان بدست  
 و خود و خلق را حکمت و حکم و دوی اند که دوی اند که دوی اند که  
 پاینده شاد است او اگر یک لحظه شاد است حق از روزگار ایشان گشته  
 شود خوش اند ایشان بر آید تاضی تنجیب شد اند وقت کلام و صحت مای  
 دوی بخینه نوشت که اگر این طایفه طاعه اند فمن الموحد فی العالم بن  
 گواهی دهم و حکم کنم که اند دوی دین موعدی نیست غنیمت مر ایشان  
 ما بخانه و گفت حاجت خواهد گفت اما حاجت تو است که  
 ما را درارش کنی و قبول خود ما را مقرب گردانی و دوی خود ملود  
 کن و هر توبه را قبول گفت و قبول تو چون و هر توبه غنیمت  
 بگریست و بکرامت مر ایشان را باد گردانید و از تابع رعایت کند که  
 گفت این امر ما مای آورد کرد و اند هر شمر طلب کرد و یافتند  
 د من از پس چنین دوی بیافتم و از دوی (۲۹۳) تا بریان کرده و بر  
 کرده پیش دی آدمیم اثر شدی اند بیای دی باوردن آن مای دیم و  
 حال عیالی که دوی اند که دوی اند که دوی اند که دوی اند که  
 غنیمت گفت ای نیند چنین دوی اند این مای غایتی اکنون چرا می دمی  
 اما بجای این مر سایل را چیزی دیگر به دیم گفت ای غلام خودی

ص ۲۹۳













یکی از ما خواهد خواند و یکی را بنویسد و این نیز باطل است بقول نبوی ص  
 و جل گفت هل اتی علی الانسان حیث یتنزل الله و یقول له یتلک شیئا من کتابی و  
 خاکت کهم ما فی جان انسان و او را میگوید جان بدان طلب پیوسته نمود و  
 گروهی دیگر در این گویند که انسان موجودی است که متوی است و عمل آن دست  
 که قاعده هر دعوت آدمی است و این هم عمل است که اگر یکی را بخند  
 و دل از وی بردن کند هم اسم انسانیت از وی نیفتد و پیش از جان  
 باقیان در کتاب کهم دل به خود و دیگری میگوید که در میان معتقدان به این  
 معنی عقلی اتفاق است و گویند که انسان آنکه شایسته عقل و تفکر است  
 و آن است که الهی است و این بعد تبیین نیست و آن که روح است و الله  
 احتیاج طبع و اتحاد بعد و روح گویند اتفاق جمله عقل و تبارک و کفار  
 و اتفاق و عقل و ایمان است و ایمان است و ایمان است و ایمان است  
 این اصول و عقاید و کلام و عقاید و عقاید و عقاید و عقاید و عقاید  
 هیچ معنی نیست که آن انسان خوانند و را به عقل و درین ترسند  
 خداوند عز و جل جمله را به که اندر ما رکن گردانید است انسان  
 خوانده است و معنی آن که بعضی آدمیان نیست که خدای عز  
 و جل گفت وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلَافَةِ عِزٍّ ثُمَّ عَلَّمْنَاهُ قُلُوبَهُ  
 فِي تَقَابُكٍ ثُمَّ عَلَّمْنَاهُ السَّمْعَ عِلْمَهُ فَخَلَقْنَا السَّمْعَ مَعْقُوفَةً فَخَلَقْنَا  
 السَّمْعَ عِظَامًا فَكُنْزًا الْبَصَرُ لَهَا ثُمَّ عَلَّمْنَاهُ خَلْقًا فَخَلَقْنَا الْبَصَرَ عِلْمَهُ  
 أَخْتَصَرْنَا الْبَصَرَ ثُمَّ عَلَّمْنَاهُ الْبَصَرَ عِلْمَهُ ثُمَّ عَلَّمْنَاهُ الْبَصَرَ عِلْمَهُ  
 از خاک تا خاک این صورت مخصوص را همه تعبیر و تمیز پیش انسان  
 است چنانکه گروهی گفته اند و از عقل و شکر که انسان حق است که  
 صورتش برین صفت است که صورت این نام تمام از وی نمی نهد  
 صورت محمود و آن است هر چه ظاهر و باطن او مراد از صورت محمود

ص ۱۷۱

ص ۱۷۲

تندست و بیدار در ۱۷۲ بود و آنست هر چه مجنون و عقل و اتفاق هر چه  
 هیچ تر بود کمال تر باشد و اند غفلت پیش بر آنکه ترکیب انسان آنکه کمال تر بود  
 بزرگ و شگفتان و این معنی باشد که روح را دیگر نفس و روح و بعد از هر  
 معنی است این است معنی بود که بدان تعلیم بود و عقل و نفس  
 با خود و بعد از این عقل و درم عقل و اندک کل و علم و عالم هم بود  
 همان است که هر چه در میان در انسان و نشان است نشان این همان که  
 خاک و بود و در آن ترکیب و این را علم و عقل و در میان و در میان  
 آن همان بهشت و در درج و در درجات و در میان همان بهشت است از لطافت  
 و بعضی بهای طایفه از این است و در بهشت و در بهشت و در بهشت و در بهشت  
 هر چه معنی بهر که در است است پس بهشت است و در بهشت و در بهشت  
 نیز و شمس و زمین روح و در درج و در درج و در درج و در درج و در درج  
 و در درج و در درج و در درج و در درج و در درج و در درج و در درج و در درج  
 حقیقت در بهشت و در بهشت و در بهشت و در بهشت و در بهشت و در بهشت و در بهشت  
 نفس نجات نیاید و تحقیق ارادت نرسد که قاعده آن روح است بحقیقت  
 در بهشت و در بهشت و در بهشت و در بهشت و در بهشت و در بهشت و در بهشت  
 که و در هر شریعت تمام کند بقیامت و درج و درج و درج و درج و درج و درج  
 درین عالم و در بهشت و در بهشت و در بهشت و در بهشت و در بهشت و در بهشت و در بهشت  
 در بهشت و در بهشت و در بهشت و در بهشت و در بهشت و در بهشت و در بهشت و در بهشت  
 تمام و آن دیگر را تأیید خدا و نفس و در آن کی مراد و از آن آن دیگر  
 غافل و در طلب این راه گام واجب بود که پیوسته طریق و در بهشت و در بهشت  
 تا به بهشت و در بهشت و در بهشت و در بهشت و در بهشت و در بهشت و در بهشت و در بهشت  
 خدای است

ص ۱۷۳



فصل

اما آنچه مشایخ گفته اند آنکه نفس چه التوفیق معرفی گوید نفس: الله عزه الله  
 المحجوب روح النفس و تمیز حال حسب تدریج محجوب بنده علی ذلالت نفس است و  
 ثابت تمیز آن از آنچه ثابت روی مخالفت حق عزوجل بود و مخالفت حق  
 سر محجوب محجوب بود و بدید برضای روح الله علیه گوید النفس صفة لا  
 تنسک الا بالاطل نفس صفتی است که بکون آن باطل بود و هرگز  
 دی ندان حق پیری کعبه و محمد بن علی الزمینی گوید نفس الله سره  
 تعریف آن تعریف ملحق مع بقای نفس فیه و نفس لا تعترف نفسها فکیت  
 تعریف غیرها غوامضی که حق را بشناسی با بقای نفس تو اندر تو و نفس  
 تو خود با بقای خود خود را نمی شناسد چگونه پیر خود را بشناسد  
 یعنی نفس خود اندر حال بقای خود از خود محجوب است پس خود  
 محجوب بود حق چگونه مشاهده گردد و بنده گوید بعد از الله که اساس  
 انکه قیامک علی مراد نفس بقای کفر قیام بنده باشد بر مراد حق خود  
 از آنچه نفس را با لیلۃ اسلام بقاوت نیست الا بحال پیوسته در اصلاح  
 کوشد و سر حق منکر بود و منکر بی گانه بود و الله میباید دانائی گوید  
 رحمة الله علیه در ۲۷۵: کون النفس خائفة مأمرة و افضل الاعمال خلانها  
 نفس طایف است از حق و از حق است از طلب بقا محترق و حال  
 خلایق و دست از آنچه بخت از امر امانت بیگانه بود و در کمال غم شدگی  
 اناس ایشان امیرین معنی پیش اداست که حصر توان کرد با سر مقصود  
 و اثبات بر حسب سئل از حدیث نفس و بیاض آن و طریق  
 بیان الله حقیقت آن

ص ۲۷۵

الکلام فی مجاهدة النفس

قل الله تعالی وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فَعَنَّا لَنَقْدِرَنَّ فَعْنَهُمْ سُبْحَانَ و قال انبی علیه السلام الجهاد  
 من جاهد نفسه فی الله و نیز گفت بیچنا من الجهاد الاضطرار الی الجهاد الاکبر  
 قبل یا رسول الله جاهدوا الجهاد الاکبر قال الا الله فی مجاهدة النفس یا رسول  
 الله جاهدوا خود ترا بسوی جاهد اکبر گفت یا رسول الله جاهدوا اکبر چیست گفت  
 مجاهدت نفس و رسول می الله علیه وسلم مجاهدت نفس را با بر جاهد تفصیل جاهد  
 از آنچه در حق آن زیادت بود که آن جاهد باطنی خود و مجاهدت قهر کردن  
 آن نفس باطن اکبر الله که طریق مجاهده نفس و بیاض آن واضح و  
 پیدا و متقدمت بیان همه اهل ادیان و علی بود و حق الله اهل این طریقت  
 برعایت آن و مستعمل روح جاری است این جاهدت الله زیان از خواص  
 و عظم ایشان و مشایخ رب ربی الله تعالی انهم اشدین معنی درج و کلمات  
 بسیار است و سئل بن محمد الله تستری ربی الله عزه الله اهل این طریقت  
 بیشتر کنند و ای با الله مجاهده با عین بسیار است و گویند که روی  
 خود را در حق باطن داشته بود که هر پانزده روز یکبار بار طعم  
 خودی و عجز جاهد بگذشت بنفای اندک در جاهد و جاهدت اثبات  
 کرده اند و مر آن با بنجاب مشاهده گفتند الله و پیری پانزده است  
 که مجاهدت را با عفت مشاهده گفتند است و بر طلب و کمال اندک حق  
 یافت تاثیر عظیم مجاهده است و روی در کانی دنیا را دور طلب فضل  
 خدا بر جات حق در حصول مراد از آنچه گوید آن ثمرات نیست که چون  
 در دنیا خدمت کنی از آنجا عزت یابی بی خدمت آن عزت نباشد باید با طقت  
 وصول حق مجاهده بنده باشد که بکند هم بتوفیق دی الشاهدات عوارض  
 الماهدات و دیگران گویند که وصول حق را طاعت نباشد که هر که بخواهد رسد

ص ۲۷۷







تحقیق و تحقیق را و آنچه گوید که اسباب را مجاهدت باعث دیگر گرداند بداند و اگر اندر  
 اسباب معنی است بگویم که انوار آن را مجاهدت بسبب است که تا ریاضت  
 جایز بداند معنی ظاهر نشود و اندر آن معنی نیست هرگز اسباب گردد  
 و اسباب را مجاهدت نیز توان کرد و در غیر ریاضت اسباب توان  
 گردانید از آنچه این کتاب بیان باشد پس چون معنی را قلب تواند کرد اثبات  
 آن اندر حق حال بود بدان بر روی اندر معنی سئل تشریح مجاهدتی  
 می رفت که وی از انان آزاد گردد و به بین آن مجاهدت و از انان منتقل  
 بودن و چون گروهی که مجاهدت آن را با بی صلاحت مذموب گردانیده اند  
 و حال باشد که آنچه همه صلاحت می باید همه مجاهدت گردد و در  
 جمله مر اهل این قفسه را مجاهدت و ریاضت هر دو است با اتفاق و  
 ریاضت را آنکه اندران آفت است پس اگر مجاهدت نمی می کرد و ریاضت  
 مجاهدت است که هر دو از دو جهت مجاهدت است و موجب تا شدیدی  
 باحال خود است عمل تدریس از آنچه مجاهدت فعل در ص ۲۸۲ آمده بود و  
 مشاهدت داشت حق تا داشت حق باشد فعل بنده نیست بگوید بهری  
 از خود دل گرفت که چنین مشاکی خود کسی و فعل حق نمی بینی  
 که چنین سخن فعل خود گوی پس مجاهدت و در آن فعل حق باشد اندر  
 ایشان و بی اختیار ایشان که آن قفسه و گردانند جمله لغزش بود  
 و آن مجاهدت و لغزش فعل ایشان باشد اندر ایشان باشد و اختیار ایشان  
 و آن لغزش بود و در آن لغزش و دل پرانده اند آفت پرانده بود  
 پس تا توانی از فعل خود مجاهدت کن و اندر هیچ صفت نفس را  
 نتوانست کن که وجود هستی تو حجاب است اگر بنی مجرب بودی بنی  
 دیگر بر خاستی چون کیفیت تو حجاب است تا بیکت تا گردی شایسته را در گردی لاف انفس  
 کلب بخاغ و جلد الکلب لا یطعم الا بالقیاض و و باشد بحیات معروفست

ص ۲۸۲

که حسین بن منصور رحمة الله علیه بگوید اندر خاند محمد بن حسین اعلیٰ نزول  
 کرده اند که ابراهیم خواص رضی الله عنه بگوید اندر آمد چون خبر روی شنید  
 بزرگبوی شد جبین گفت یا ابراهیم اندرین چهل سال که تعلق بدین  
 طریقت داری ازین معنی حراجه بجز مسلم شده است گفت طریق توکل  
 را مسلم شده است حسین گفت فیضت حمله فی عملک باطاعت فایز القلاء  
 فی التوحید عز الله حران باطن ضایع کردی تا کما است اندر توحید یعنی  
 توکل مجاهدت است از صلاحت خود تا در وقت و درستی باطن اعتماد کردن  
 ای و چون کسی عمری اندر صلاحت باطن کند عمری دیگر باید صلاحت الله  
 صلاحت ظاهر که دو عمر ضایع کند در ص ۲۸۳ و هنوز از حق روی  
 اثری نیافته باشد از شیخ ابو علی سیاه مروزی رحمه الله علیه حکایت کنند  
 که گفت من نفس را در ابراهیم بهودتی بماند صورت من که یکی موی  
 دی را گرفته بود و دی را بمن داد من دی را به درختی بستم  
 و قصد حلاک دی کردم مرا گفت یا ابا علی مرغی که من بکفر  
 خدایم تو مرا کم توانی کرد و از محمد طایان نسوی هدایت می آرند  
 و دی را از کبار اصحاب پیچیدند و در آنکه من اندر ابتدای سال که پنهانی  
 نفس بجا گشته بودم و کین نگاه صای دی بدانته از دی پیوسته صدی  
 اندر طی من بود صدی چیزی چون دعاء بچه از گوی من بر آمد  
 و حق تمامی مرا شنید گردانید دانستم که آن نفس است دی را بزرگ  
 پای آمد آمد هم هر گدی که بزرگ دی می زدم به بزرگ تر می شد  
 گفتم ای خدا همه چیزها بر منم و مرغ حلاک شوند تو چرا زیادت  
 می گردی گفت از آنچه آفرینش من بر یاد گوئی است و آنچه مرغ چیزها  
 به راحت من بود و آنچه راحت چیزها بود مرغ من بود و شیخ  
 به ابناش اشتافی که امام وقت بود رضی الله عنه گفت من روزی بهاء

ص ۲۸۲



اندر آدمی مگر نزد دیرم بجای خود خسته پنداشتم از عجز اندر آمدست  
 قصد راندن وی کردم و وی بتیر دادن من در آمد و نا پدید شد و شیخ  
 ابو القاسم گرگانی که اموش طلب و عمار علی و یحیی ابی القاسم اندر وی از  
 ابتدای حال خود نشان داد که من او را بصورت مادی دیدم و در شی  
 گشت که من او را بصورت موشی دیدم گفتم تو کیستی گفت من هلاک  
 دمن ۲۸۳ غافلتم که دانی شهر و سوی ایشان و حیات و دستان اگر من  
 با ایشان ناشی که وجود من آفت است ایشان پناهی خود مفرد شندی و  
 با افعال خود حکمت که چون اندر طهارت دل و صفای ستر و نهد  
 ولایت و استقامت بر طاعت خود گردی که ای صواب اندر ایشان پدیدار  
 آید و از چون مرا بیند اندر میان دو پهلوی خود همه عیب ایشان  
 پاک شود و این جمله حکایات دلیل است که نفس عینی است  
 صلی و وی را صفت است و با اوامات وی ظاهر می بخیم و پناهی  
 صل الله علیه و سلم گفت احده عذرتك انتك انتی بین جنتیك دشمن ترین  
 دشمن تو نفس تو است اندر میان دو پهلوی تو پس چون معرفت نفس  
 حاصل آید دانستی که خود آن را بریافت بدست توان آورد تا عمل  
 و باقی وی نیست گردد و چون شناخت وی درست شد طالب اگر مالک  
 باشد پاک نبود از بقای او اندر وی لائق النفس طلب بتاح و امسال  
 انکلب بعد انبیاضه مباح پس مجاهدات نفس بر نهای اوامات نفس را  
 بود نه نهای عین او را و شایخ را زنی اندر غنم اندرین معنی سخن  
 بیدست تا مرغوب تعلیل کتاب را بدین مقدار کفایت کردم اکنون  
 سخن احمد حقیقت صولی و ترک شصت و گویم ان شاء الله تعالی سوره  
 و عمل

ص ۲۸۳

الکلام فی حقیقه الهوی

بدان اولی که الله که هوا جرات است از اوامات نفس و نزدیک گردی دیگر  
 جرات است از عادات طبع که مقتضی است از نفس است چنانکه عقل الله بدو  
 و هر دو ۲۸۵ مادی و مادی که اندر طبیعت خود از عقل قوی باشد نفس بود  
 هر نفس را که از هوا قوی باشد نفس اندر پس نفس روح نفس و تربیت  
 بود و نفس نفس عینی تربیت و تربیت هر نفس را و قوی ای باشد اندر  
 عقل و مادی که از هوا اگر نتایج دعوت عقل باشد بایست رسید و اگر  
 نتایج دعوت هوا باشد لغات و کفران باشد پس هوا مجاب به افعال باشد و  
 رفت گاه مادی و عقل از اراضی طایبان و با او است بدو تحولات آن  
 و منعی از از کثابت آن لاک من و یکجا حلق و همه مخالفتا هلاک چنانکه  
 خدای عز و جل گفت فی اما بین عافه انما یرتقم لا تعی النفس غیر القوی و  
 پیغامبر گفت صلی الله علیه و سلم اخوت ما اخات علی امتی اتباع الهوی و طول  
 الامه و از این مجال یعنی راجع به می آریم اندر تفسیر قول خدای تعالی  
 اَدْبَاتُ مِی اَلْقَنَ وَالْمَ هَوَا ای الهوی اله معبود دلی بدان که بدن حق  
 هوای وی معبود وی است و همه همت وی روز و شب طلب رضای  
 هوای ولایت و صوابا همه بر دو قسم است یکی هوای لذت و شهوت  
 و دیگر هوای جاه خلق و ریاست اگر نتایج هوای لذت باشد اندر  
 خرابات بود و خلق از لذت وی این باشد اما اگر نتایج از هوای جاه  
 ریاست بود اندر مواج و دوله باشد و تقوی خلق باشد که خود را از  
 راه رفاده باشد و خلق را از پیروی باطلات دلی بود فتوحه یا الله من متابعه  
 الهوی پس آن را که کل حرکت هوا باشد (ص ۲۸۶) بتاریخت آن وی  
 ما رضا باشد و دور باشد از حق اگر چه به سواد باشد و بازه اگر

ص ۲۸۵

ص ۲۸۶

از صواب برنش بود و از قناعت دبی گزینش بود نزدیک باشد بحق اگر  
 اندر کفشت ابراهیم نژاد گوید رضی الله عنه که دقت شنیدم که اندر دوم  
 دهمی و هفتاد سال است تا به روز و شب در نشسته است حکم و جلالیت و گفتم  
 ای محمد شریک جهان است چهل سال بود و این روز بخت مشرب هفتاد سال  
 بماند و این بیادیدم است قصد نکند که در جوانی نزدیک روزی در بریم آید  
 باز کرد و مرا گفت یا ابراهیم دانستم که بچه کاد آمدی من اینجا را برای  
 نشسته ام اندرین هفتاد سال که من سگی دارم با صواب شویید و اندرین دیر  
 نشسته ام بگفت بانی بگویم و شرفی از حق باقی دارم و از آن من در  
 آنم بچنان این سخن را از دبی بشنیدم گفتم یا ابراهیم که از اندرین سال  
 بدو ما طریق صحاب دبی و از راه راست گفتم کنی مرا گفت یا ابراهیم  
 چند روزی در طلب کنی و خود را در طلب بچون یا حق پانچانی نمود و پیش  
 گیر که هر روز از این صوابی خود خود شمع گدازد و باطن پوشت تو بدو  
 ما بظلمات دولت کند و در نور و در شیطانی که در باطن پوشت تو بدو  
 تا وی را صوابی میبیتی پیدا و یا به چون رانید و از صواب پذیرد آید  
 آن گاه شیطانی آن را بگیرد و می آید و بر دل وی جلود می کند  
 و این معنی صواب و صواب پس ابتدا و اول صوابی دبی بود  
 باشد و ابداً اظلمه و این معنی قول خدا مست و حق که گفت مرا پس  
 ما حد صحاب ایس که گفت که من بعد آدمیان را الا راه ببرم ان شاء الله  
 نكف علیهم سلطان ترا بر بدگان من هیچ سلطانی نیست پس شیطانی  
 بر حقیقت نفس خود صوابی بفرده باشد و از آن بود که چنانچه صوابی از  
 علیه و سلم گفت معنی من الحق الا لا اقدر علیه شیطانه الا اقدره شیطانه  
 علیه شیطانه هیچ کس نیست که در شیطانی دبی با علیه گفته است یعنی  
 صوابی هر کسی که در شیطانی است و لا اقدر علیه دبی و صوابی خود

۲۸۷

با علیه که است پس در صواب حرکت یافتند آدم و از آن جان فرزندان و نیست  
 که چنانچه صوابی باشد علیه و سلم گفت المعنی و الشیء هو الحق و الحق ترک  
 صواب بود و این صواب که در از کتاب آن صواب صواب صواب صواب صواب  
 از کتاب گویند صواب صواب صواب صواب صواب صواب صواب صواب صواب  
 بود و این صواب که در از علیه رضی الله عنه پدید آمد با العمل و حال و ترک  
 صوابی که خواهد تا وصلت حق کرم شود که صوابی تن ما خلقت کن  
 که بنده و هیچ جدایت از قرب کند و از آنکه در صواب ما خلقت کند  
 از آنکه که ما با حق کردن در از آنکه از آنکه که صواب ما خلقت  
 کردن و اندر خلایق یافتند و در از آنکه که صوابی که گفت یکی  
 ما دیم که اندر صوابی که گفت این صوابی که گفت صوابی که  
 صوابی که گفت صوابی که گفت صوابی که گفت صوابی که گفت صوابی که  
 آید که گفت صوابی که گفت صوابی که گفت صوابی که گفت صوابی که  
 که چنانچه در صوابی که گفت صوابی که گفت صوابی که گفت صوابی که  
 ظاهر ترین معنی هر کس را شصت است و شصت معنی است پندارنده  
 اندر اجزای که در صوابی که گفت صوابی که گفت صوابی که گفت صوابی که  
 مکلف است و از فعل هر یک مسئول شصت از آن چشم دیدار و دیدن  
 از آن گوش شنیدن و از آن بینی بویدن و از آن زبان گفتن و از آن کام  
 چشیدن و از آن اذن چشیدن و از آن اذن چشیدن و از آن اذن چشیدن و از آن  
 صوابی که گفت صوابی که گفت صوابی که گفت صوابی که گفت صوابی که  
 تا این صوابی که گفت صوابی که گفت صوابی که گفت صوابی که گفت  
 و از صوابی که گفت صوابی که گفت صوابی که گفت صوابی که گفت صوابی که  
 از آن که گفت صوابی که گفت صوابی که گفت صوابی که گفت صوابی که  
 از آن که گفت صوابی که گفت صوابی که گفت صوابی که گفت صوابی که

۲۸۸









الله من غير احوال و لا اكتساب و وجهه نور على منابر من نور لا يخالطه  
 الا بحسن التدبير و لا يخالطه الا بحسن التدبير و لا يخالطه الا بحسن التدبير  
 لا عوثة عليهم و لا قلم يحرقون و نيز گفت به پسر صلی الله علیه و سلم که  
 خدای تعالی گفت که من آنی لی دنیا عطا خواهم استقل عبادتی مراد این  
 آنست که اگر خداوند تعالی اراده اریا هست که ایشان را از دنیا بدستی و  
 ولایت مخصوص گردانیده است و البیان نک و نیز که بر گویدشان و نشاء  
 اعمام و فضل عوثة گردانیده است و با نواح حکامات مخصوص گردانیده است (ص ۱۲۴)  
 و آنست که از ایشان پاکست گردانیده است و از ایشان پاکست گردانیده است  
 آنست که ایشان برین جو خدای است و از ایشان پاکست گردانیده است و از ایشان پاکست گردانیده است  
 پیش از این و از ایشان پاکست گردانیده است و از ایشان پاکست گردانیده است  
 این را می بینیم و از ایشان پاکست گردانیده است و از ایشان پاکست گردانیده است  
 است و از ایشان پاکست گردانیده است و از ایشان پاکست گردانیده است  
 شریعت محمد صلی الله علیه و سلم نگاه دارم چون برسان خبری و هیچ  
 متقی و از ایشان پاکست گردانیده است و از ایشان پاکست گردانیده است  
 باشد الله میان دنیا و عوثة خداوند و این قلات و از ایشان پاکست گردانیده است  
 گنده باشد یکی مستزله و دیگر و عوثة و از ایشان پاکست گردانیده است  
 ما بر یکی احکام کنند از گردیدگان و نفعی و از ایشان پاکست گردانیده است  
 بی باشد و این کفر باشد و عوثة و از ایشان پاکست گردانیده است  
 که در عوثة و از ایشان پاکست گردانیده است و از ایشان پاکست گردانیده است  
 یکی بود از آنچ طرفی از آنچ اولی تر باشد از طرفی دیگر پس  
 خداوند تعالی هم عوثة و از ایشان پاکست گردانیده است و از ایشان پاکست گردانیده است  
 البیان و از ایشان پاکست گردانیده است و از ایشان پاکست گردانیده است  
 محمد علیه الصلوٰة و السلام ظاهر می باشد و از ایشان پاکست گردانیده است

[illegible]





بود از حال خود به باقی مشاهده حق ممکن گردد نیز اندر آنکه اگر خود  
 خبر دهد در یا بعد از آنکه از آن خبر دهد زیرا که خبر بعد از آن حال خود باشد چون  
 اول قانی شد وی را از خود خبر دادن درست نماید و با غیر حق کدام  
 نیاید که از حال خود خبر دهد از آنچه خبر کند از حال محجوب کشف ستر  
 محجوب باشد و کشف ستر محجوب نیز غیر محجوب و حال باشد نیز چون اندر  
 مشاهده باشد در مشاهده رویت غیر محجوب باشد چون رویت غیر باشد قریب یا غفل  
 پگوید ممکن باشد و بنید گفت رضی الله عنده اولی الامر لا یکون له صوت  
 لکن الخلف استرقب مکروه یحل فی المستقبل فی انتظار محجوب یقت فی السنان  
 و الله یمنه یقت یمن له وقت مستقبل فیضات شیئا کما لا صوت له لا  
 بجهله له (ص ۲۹۹) لکن (الرجاء) انتظار محجوب یحصل بعد مکروه یکشف و  
 ذلك فی الثاني من الوقت و كذلك لا یمن لاق الحزن من حرفة الوقت  
 من کان فی خیال البشا و کفنة المرافقة فان یکون له حزن قال الله تعالى  
 اَلَا اِنَّ اَوْلَیَّکَ اللهُ لَا یَحْیِیْ عَلَیْکُمْ وَ لَا هُمْ یَحْیِیْکُمْ و مراد ازین قول  
 که است که گفت اولی را آنست باشد از آنچه آنست از حق و چیزی  
 باشد که از آن آمدن آن بر دل که است بود و در حق بیانی و یا  
 بر محجوبی می ترسد که زمان وی وقت شود که اندر حال با ویست  
 و دل را هر وقت بعد در آن وقت باشد که اذن آید برسد و  
 چنانکه در وقت نمود بها هم نبود از آنکه بها امید محجوبی باشد  
 که بود برسد اندر ثانی حال بود یا مکروهی از وی دفع شود  
 و اندر نباشدش از آنچه اندر اندر گذشت وقت بود پس اگر  
 اندر حکیره رضا شود و در محضه موافقت اندر در آن کجا باشد  
 حاتم و طوطی چنین صورت میدهد اندرین قول که چون صوت و از بها  
 نباشد و چون رفت بهای آن اندر می باشد و این را هم نباشد که

ص ۲۹۹

من از باقی و دل محجوب بود و در اعراض کردن از آن وقت دو این محضت  
 آن باشد که رویت بشارت نشان باشد و کدام با محضت بود و صوت و  
 بهای از این در حزن بعد از محجوب و حای نفس باز گردد چون آن قانی  
 شد بعد از محضت محضت گشت و در چون برضا کرد احوال مستقیم  
 شد بعد از رویت قول و از احوال اعراض پذیرد و از آنگاه در حق  
 طریقت بر دل کشف گشت و در معنی آن بر سر ظاهر شد و در  
 نشان مغرب گوید رحمة الله علیه اولی الامر لا یکون له صوت و لا یکون له  
 ولی مشهور باشد که در میان خلق آثار حقیر نباشد و دیگری گوید که  
 یکون مستورا و لا یکون مشهورا ولی مستور باشد و مشهور نباشد و این  
 که احتراز کرده از شمرگی ولی بدان بود که اندر شمرگی وی فتنه  
 بود پس در عثمان گفت بعد از آنکه وی شمر نباشد اما شمرگی  
 وی بی فتنه باشد از آنچه فتنه دارد کتب بعد از چون ولی در ولایت  
 خود صادق بود و در کاذب اسم ولایت واقع نشود و در اظهار  
 کرامت در دست کاذب و حال نباشد باید که فتنه از بهار روزگار وی  
 باطل بود و در این در قول بداران اختلاف باز گردد و در وی خود  
 را نباشد که در ولی نباشد اگر نباشد مشهور بود و اگر نباشد  
 مقنون و الشرح لذلك لا تطول و اندر حکایات یافتیم که در مهم آدم  
 رضی الله عنه مددی بداد گفت تمامی توبه و ولایت نباشی الا اولیای  
 خدای گفت ای خواهم گفت لا ترغب فی بشی من ملانیا و لا کفنة  
 و فتنه نفسك الله و الاقل یوجعک علیه بدینا و حقیقت رویت که کن  
 بدینا اعراض کردن از وی از حق چیزی قانی را در ولایت کردن بختی  
 اعراض کردن از وی چیزی باقی چون اعراض از چیزی قانی بود قانی تا  
 شود و اعراض نیست گردد و در اعراض از چیزی قانی در محضه نباشد تا

ص ۳۰۰

مسلک نباشد پس بر سر اعراض دوی هم نباشد بعد گینت فاسخ که در ۱۳۰  
 من غرض ما از برای دوستی خداوند دنیا و آخرتی است و در حق خود راه  
 ما و دوی دلی سخن اگر و چون این اوصاف است که موجود نباشد  
 دلی نباشی و او را نیز و سلطای ما رضی الله عنه پدید می آید دلی  
 که باشد گشت و رفتی هو الصابو تحت الامر و اللهی و دلی آن باشد که  
 اندر تحت امر دلی خداوند میر کند از آنچه هر کس دوستی حق اندر  
 دلی دلی برادره و توفیق امر دلی و دلی معظم حق و دلی حق دلی حق  
 دور تر و هم از این بزرگ است که گشت و رفتی مرا گشتند  
 که فلان شمر دلی است از اوایای خدای عز و جل بر خواستم و  
 قصه دلیست دلی که هم چون مسجد دلی بریدم دلی از خانه بیرون آمد  
 و اندر مسجد آب از دهان بر آید و آب قبله افتد و من از آنجا برگشتم  
 دلی را سلام گفت گفتم که دلی ما باید که شریعت بر خود نگاه دارد  
 تا حق تعالی حال بر دلی نگاه دارد و اگر دلی بر دلی دلی آب و من  
 ما بر این جانب قبله نیکندهی حفظ صورت ما و دلی حق و ما نگاه  
 داشتی بر صفت کرامت ما گشت آن شب پیغامبر ما علی الله علیه و سلم  
 بخواب دیدم که مرا گشت یا یا یسیر برکات آنچه کردی اندر تو برید و  
 روز بدین درجه رسیدم که شامی بینید و شنیدم که یکی نزد شیخ ابو  
 سعید آمد و گفت پای چپه جدا مسجد نهاد او گفت ای شیخ ایضا  
 گردانید که هر که از حد فاصله دوست اندر برادر بگفت ما را از این یاد و گردی  
 از طاعده منعم الله تعلق بدین طریقت خلیف گرد و گشت خدمت پندار  
 بایر کرد دلی ۱۳۰۲ که برده دلی شود چون دلی شد خدمت بر خواست نه  
 این حالات است بنیاد و هیچ مقام نیست اندر راه حق که هیچ رکن  
 اندر ارکان خدمت بر نبوده و بهای همه شرح این بقای یگوشم انشاء الله

الکلام فی اثبات الکرامات

بزرگ انوار کرامات جایز است که دلی اندر حق صحت تکلیف بر دلی و  
 فریقین از اهل سنت و جماعت برین اتفاقند و اندر عقل نیز متجمل نیست  
 از آنچه این ائمه عقیده عقیده است و اظهار آن منافی هیچ اهل نیست  
 از اصول شرع و احادیث بطس آن از اوصاف گشته نیست و کرامت علامت  
 صدق دلی و اولی و انوار این بر کاذب نباشد بجز علامت کذاب  
 دوی دلی که آن عقل بود باقی عادت اندر مال بقای تکلیف و اگر  
 تجزیه حق بر وجه استدلال صدق ما از کذب باشد دلی نیز دلی باشد  
 و گردی از اهل سنت و جماعت گویند که کرامت خدمت است اما نه  
 در مجوز تا چون اثبات دولت و حصول مراد از آن و آنچه برین  
 مانده که طاعت آن را نقص کند گوئیم شما را از انوار عقل باقی  
 حدت بر دست دلی صادق اندر زمان تکلیف چه صورت می آید  
 از حدت اگر حق گویند که از عقیده عقیده تعالی نیست این خود  
 حالات است و اگر گویند که از عقیده است اما اندر اظهار آن  
 بر دست دلی صادق ابطال نبوت بود و حق تخصیص انبیاء این هم  
 حال است از آنچه دلی در ۱۳۰۳ مخصوص است برکرامت و نبی مجربات و  
 المعجزة لم تکن معجزة بخصتها انما حکات معجزة لمحصلها و من شرطها انتقال  
 دعوی النبوة لهما قال المعجزات تختص للانبیاء و الکرامات تكون للاولیاء و چون  
 دلی دلی باشد و حق نبی میان ایشان هیچ شبیه نباشد شما این احتراز  
 باید کرد که شرف و مراتب پیغامبران عظیم السلام بطور تقیت و معافی صحت  
 است از مجوز مجوز یا کرامت یا اظهار بر ایشان فعل باقی عادت و



باتفاق همه مر اینها را جمیع معجزات است باقی عادت و اندر اصل اجماع  
 بر تمامی اند اما اندر درجات تفصیل یکی را بر یکی هست و چون در  
 باشد تسویه افعال باقی عادت مر ایشان را بر یکدیگر فضل بود چرا  
 در باشد که این را جز کرامت بود فعل باقی عادت در اینجا از  
 ایشان باقی تر باشد چون اینجا فعل باقی عادت علت تفصیل و تخصیص  
 ایشان گردد با یکدیگر اینجا نیز فعل باقی عادت علت تخصیص ولی  
 نگردد بر نبی یعنی همان نگردد با ایشان و اگر این دلیل خود را  
 معلوم کند از عقل این شجاعت از دلش بر نیود و اگر یکی را  
 صورت چنین باشد که اگر ولی را کرامت باقی عادت بود ولی دوی  
 بوقت کند این عاقل باشد از آنچه شرط ولایت صدق قول باشد و دوی  
 بجات معنی کذب باشد و کاذب ولی باشد و اگر ولی دوی  
 بوقت کند آن تدرج باشد اندر معجزه و این کفر بود و کرامت بر  
 موی مطلع را این ۱۳۰۴ باشد و کذب معصیت بود و طاعت و چون  
 چنین باشد که کرامت ولی موافق اثبات حجت نبی باشد و بطعن کردن  
 هیچ شجاعت نیفتد همان کرامت و معجزه زیرا که پیغمبر صلی الله علیه  
 و سلم با اثبات معجزه بوقت خود اثبات می کند ولی کرامت هم بوقت  
 دی اثبات می کند و هم ولایت خود پس این صادق اندر ولایت همان  
 گوید که آن صادق اندر بوقت و کرامت ولی هم اجماع نبی باشد  
 و مومن را رؤیت کرامت ولی ولایت بعین باشد بصدق نبی و  
 شبه اندر از آنچه در دعوت ایشان متضاد نیست تا یکی بر یکی با نفی  
 کند که دوی یکی یعنی بر همان دوی دیگر است چنانکه اندر شریعت چون  
 گرد می آید در اندر دوی مشتق باشد چون حجت یکی ثابت شود  
 حجت دی حجت دیگران باشد بکم اتفاق همان در دوی و چون دوی

ص ۳۰۶

متضاد بود نگاه حجت یکی حجت دیگران نباشد پس نبی چون نبی بود  
 بعزت بوقت بر ولایت معجزه و ولی دوی را مصدق داد و اندر دوی دوی  
 اثبات شجاعت اندرین محل حال باشد و الله اعلم بالصواب

### الکلام فی الفرق بین المعجزة والکرامات

و چون درست شد که بر دست کاذب معجزه و کرامت محال بود اما  
 حال ذوق ظاهر تر باید تا چرا مسلم و روشن شود بداند شرط معجزات  
 اخص است و اذن کرامات کتمان از آنچه ثمره معجزه بنده بود و  
 کرامت خاص بر صاحب کرامت را بود و نیز صاحب معجزه قطع کند  
 که این بین اجماع است و ولی قطع تواند کرد که آن کرامات است یا  
 استدرج پس ۱۳۰۵ و نیز صاحب معجزه اندر شرح تقریر کند و اندر ترتیب  
 آن نفی و اثبات استدرج کند بقول خدای تعالی صاحب کرامت را اندرین معجز  
 تسلیم و قبول احکام دوی نیست از آنچه هیچ وجه کرامت ولی مر حکم شرع نبی را  
 منافات نکند و اگر کسی گوید که چون گفتی که معجزه باقی عادت است و دلیل  
 صدق نبی و چون پس آن معجزه به نبی همان داری این معجزه گردد در بین  
 حجت تمام بر اثبات معجزه اثبات کرامت باطل کند گوئیم این امر در خلاف  
 صورت تست که بر ثمره اعتقاد گشت است از آنچه اجماع عادت و حق را  
 باقی عادت است چون کرامت ولی بین معجزه نبی بود و همان برهان نباید که معجزه  
 نبی بود پس اجماع بر اجماع را باقی عادت ندیدی که چون غیب را بگو  
 کارای بر دارد کردند رسول صلی الله علیه و سلم بدین بود اندر معجزه نبی  
 را می دید و با صحابه می گفت آنچه با دی کردند خدای عز و جل حجاب  
 از چشم دی نیز بر داشت تا دی پیغمبر را صلی الله علیه و سلم دید و بر  
 دی سلام گفت و خداوند تعالی سلام دی بخش پیغمبر رسانید و بختاب پیغمبر

ص ۳۰۵

دی: ما را بشنایید و دعا کند تا روی او بچرخد گفت: پس اگر پیشتر می  
 را دیده از من می شناسد و می بیند بود و نقل عادت و عجز بود  
 آنچه می بینم من الله علیه و سلم را دیدم از کرم و کرامت می بود از آنچه درایت  
 غیب اتفاق یافتن عادت بود پس هیچ فرق نبود میان غیبت تنان و غیبت  
 در ۱۳۰۷ مکان چه کرامت غیب اندر حال غیبت مکان از پیشتر من الله  
 علیه و سلم را دیدم کرامت سلطان الله حال غیبت: دکان از روی و این از روی  
 بین دست و برهان واضح بر استقامت معصومه کرامت را از آنچه  
 کرامت بود الله حال تعریف صاحب معصومه شایسته نشود لا یجوز بر دست من  
 معتدق مسلح پیدا نیاید از آنچه کرامت است امت معصومه پیمبران است  
 از آنچه شریعت می بانی است این است که می بیند از آنچه می بیند  
 اولیا گرامانند بر صدق درایت کرم و روا باشد که بر دست بی گانه  
 کرامتی ظاهر شود و اندین معنی حکایتی کرد از ابراهیم خواص رفته الله  
 علیه و آن سخن اندر خور بود این ما ابراهیم گفت من بیادید  
 خود رنم بر تجربه بر حکم عادت خود چون لطیف بشنم یکی از گوشه  
 بر خاست و از من صحبت خواست اندر وی نگاه کردم از دیدن  
 دی زبوی به دل من یاد آمد گفتم ای چه شاید بود مرا گفت یا ابراهیم  
 رنج دل مشو که من یکی از نصاری ام و مایبان ایشان که از قسمی  
 بلاد هم آمده ام امید صحبت مقرر گفتم چون دانستم که بیگانه است  
 دم به آمد و در طریق صحبت و گفتم دل من از روی بر من آسان است  
 گفت گفتم با راضی انصاری با من طعام و شرب نیست و ترسم  
 که ترا اندین باده رنج رسد گفت ما ابراهیم چنین بانگ تو  
 اندر عالم و تو هنوز اندوه طعام می خوری گفتا که بجنب داشتم  
 اذنان - انصاری می بجهش ببول کردم و سر من بجهت خدا را اندر روی خود

ص ۳۰۱

ص ۳۰۷

در ۱۳۰۷ چه جا دست چون هفت شبانه بگذرد و تقیم نشانی را در ایست  
 دی ایستاد و گفت ما ابراهیم چنین طبل تو اندر گرد جهان می زنند بیاد  
 ۱۳ چه داری از گشتن ما برین درگاه که مرا عادت نماید از تقی  
 گفتا من سر بر زمین نهادم و گفتم به خدا مرا در پیش این کافر رسوا  
 گردان که می را اندین بی گمانی من سخن نیکو است چه باشد که خلق  
 کافری بر من دنا کنی گفتا چون سر بر آوردم لطیف دیمم در قوس و  
 در کاسد شربت آب بران نهاده آن بخوردم و از آنجا بر تقیم چون هفت روز  
 دیگر بر آمد با خود گفتم که من این حرف را تجربه کنم تا خلق خود  
 ببیند پیش اندک دی چیزی دیگر مرا احسان کند و با من معاوضه کند  
 گفتم با صاحب انصاری بید که امروز نوبت نیست تا چه داری از شرف  
 مجاهده دی نیز سر بر زمین نهاد و چیزی گفت لطیف پدیدار آمد و  
 چهار قوس و چهار کاسد شربت آب بر روی نهادن من از آنجا رفت  
 بجنب داشتم و در آنجا نشستم و بعد از آنکه خود بخوردم و شدم و در  
 خود گفتم که من اندین نورم که این از برای کافری پدیدار آمد است  
 و بهوش می باشد من این کاسه خورم با این گفتم یا ابراهیم بگو  
 گفتم نورم گفتا بجهت طاعت گفتم از آنجا که از آنجا می رفتی و من این  
 از من حال تو نیست و من اندر کار تو متوجهم اگر این  
 ما بر کرامت عمل گفتم بر کافر کرامت روا نمایند و اگر گویم  
 نخواست است و تو می مرا خجسته افتد با من گفت ما ابراهیم  
 بخور در من در این بشارت مرا ترا بده چیز یکی باسلام من اشهد ان  
 لا اله الا الله و اشهد ان محمد عبده و رسول الله و یومر که اگر ترا  
 بزرگوار می - عفو و عجل خطری در دست گفتم چه گفت از آنکه ترا  
 ما این به من می چیز نباشد پس این را خورم تو هر دانه در زمین

ص ۳۰۸



تعلیم گفتیم بار خدایا اگر دین محمد حق است و پندیده است تو مرا  
 در قرص ده که کاسه شربت آب ده و اگر ابراهیم تقاضای دلی است  
 مرا در قرص ده که کاسه شربت آب ده و چون سر بر آوردم این  
 طبعی حاضر کرده بودند ابراهیم از این مجروح می باشد موصول کرامت  
 از درگاه دین شد و این معنی بین مجروح می باشد موصول کرامت  
 دلی و این معنی که درست است که ابراهیم قیبت نبی غیر او بر زبان  
 نهد و ابراهیم حضور دلی را غیر دلی و اما کرامت دلی نصیبی ندارد  
 و محبتش منتفی ولایت مجروح مبتدای نبوت نباشد و آن مزاحمت از  
 کتمان نبوت بهیچ وجه از طرف ابراهیم هم صدق نبی اثبات کرد  
 و آن دیگر هم صدق نبوت می طلبد و هم سوز ولایت خداوند تعالی  
 بجهنم ولایت ادلی مقصود می حاصل کرد و این قرنی ظاهر است  
 میان کرامت و اظهار و ادعای معنی سخن بسیار است و این کتاب  
 بیش از این محل بکسر و اظهار کرامات بر اولیا کرامت دیگر بود و شرط  
 آن کتمان است و اظهار بطلان نبوت می گفت که اگر دلی ولایت  
 ظاهر کند و همان دعوی کند که مراد صدق حاشی در بیان تعداد (ص ۳۰۹)  
 آن بطلان دلی با اظهار آن نبوت باشد و الله اعلم بالصواب

ص ۳۰۹

الکلام فی التمارین المحجزة علی ید من یدعی الالهیة

تعلق کرده و از شاخ این طایفه و جمله اهل سنت و جماعت برادران  
 باشد فعلی ناقض عادت باشد مجروح و کرامت پیدا آید بر دست کافری که  
 انهاب شجاعت بهر صورت این منتقل باشد و کس تمام اندر کذب دلی بطلان  
 نباشد و تصور آن فعل بکذب دلی ناقض نباشد و این چنان باشد که چون  
 چنان صد اصل خبر یافت که او را صادقان بیان هیچ پدید نمی آید و آب

از پس دی بهای بر شری و چون بایستادی آب بایستادی و چون برقی  
 آب برقی با برین مجروح ابراهیم دلی مرز فاقان را شجاعت بایستادی که دلی  
 دلی بدلی کردی و مضمر از مرز فاقان که خداوند عز و جل به جنت برکت نیست  
 اگر چنین افعال و بانه این بسیار دیگر دعوی که بهیچ دی پدیدار آید و قابل  
 ما بر کذب دلی و شک نبودی که آنچه از شداد و طبع ابراهیم و آن  
 فرد در نهایت آرمند ازین جنس هم برین قیاس کند و مانند این خبر صادق  
 و در خبر داده است که اندر آخر الزمان دعوت پدید خواهد آمد و دلی  
 ضانی خواهد کرد و در کرد یکی بر راست و یکی بر چپ دلی و در  
 این نکته به راست است و در جاهای گاه بهیچ باشد و آنکه بود و درگاه  
 حقیرت و بذاب و خلق را بر خود دولت کند و آنکه بود و آنکه بود و آنکه بود  
 که بهیچ خداوند بهیچ بطلان دلی خلق را می رساند و در (ص ۳۱۰) و زنده  
 می کند و الله اعلم و در سلسله سلسله گسترانیده باشد و اگر بجای آن صد  
 پندار از افعال ناقض عادت بر دی پدیدار آید فاقان را در کذب  
 دلی هیچ شجاعت بطلان که فاعل را به ضرورت معلوم بود که ندی بر  
 خبر نه نشیند و متغیر و متلون و کوی نباشد و این معانی را در حکم  
 استدلال باشد و نیز روا باشد که بر دست دلی برسان کند کاذب  
 بود فعلی پدیدار آید ناقض عادت که آن دین کذب دلی بود چنانکه  
 بهیچ دست صادق علامت صدق دلی بود و آن روا باشد که فعلی پدید  
 آید که اندر آن کسی شجاعت بطلان و چون نباشد بهیچ جابز  
 باشد کاذب یا از صادق و صادق را از کاذب باز توان شناخت  
 آنگاه طالب دانست که کلام تصدیق باید کرد و کلام تکذیب باید کرد  
 و آنگاه حکم نبوت برین سبب بطلان حاصل شود و روا باشد که بر  
 دست دلی ولایت چیزی از جنس کرامت پدیدار آید که دلی اندر دین

ص ۳۱۰

درست باشد اگرچه معاللاتی است که در آن صدق رسول نبوت می کند  
 و فضل حق ظاهر نمی کند و خود را نسبت آن فعل بجز آن قوت خود  
 می کند و اگر آنکه اصل ایمان داشت و گویا بود که برهان اعتقاد بودی و در کل احوال  
 بافتاد و دلالت داشت گویا بود که برهان اعتقاد بودی و در کل احوال  
 بوقت اعتقاد ولی باشد اگرچه اعمالش موافقت اعتقادش نباشد و دلالت  
 از وی بترک معاللات دلیل بر حق است و چنانکه در حق ایمان و  
 محبت کرامت و دلالت از صاحب حق نیست و از محاسب بنده پس  
 کس در حقیقت هدایت را علت نگردد و پیش ازین گفته ام که اولیا  
 مستعمل نباشند که عصمت شرط نبوت است اما محفوظ باشند از آفتی که  
 در آن نفی دلالت اقتضا کند و نفی دلالت از بند و خود آن که اند  
 چیزی بجز است که نفی ایمان است و آن نبوت بود و معصیت  
 و این در حدیث محمد بن علی تهذیب است رضی الله عنه و از آن بینه بود  
 و الحسن و زکی و عیسی و یحیی و ایشای و بیدری از اهل حقایق حق  
 اند و منعم اما اهل معاللات چون سمل بن جده اند شری و در بیان  
 دارائی خود اند و در آن اعتقاد و بجز ایشان ما رضی الله عنهم در حدیث آن  
 است که شرط دلالت مدامت کردن بر طاعت است بجز بیکر و دل  
 ولی کند که وی از دلالت معزول شود و پیش ازین گفتیم که بنده  
 بکیره از ایمان بیرون نیاید پس دلالتی از دلالت دیگر اولی نیست چون  
 دلالت معرفت که اصل هر کرامت است و معصیت ماقبل نشود و اصل  
 باشد که آنچه کمتر از آن است اند شرف و کرامت معصیت برآید شود  
 و این اختلاف اندر مشایخ دوازده شده است و این ها سرود من اثبات  
 آن بجز نیست اما منعم برین چیزها اند معرفت این باب آنست  
 که مدانی با علم یقینی که این کرامت بر وی اندر چه عمل واقع شود

ص ۳۱۱

ص ۳۱۲

اندر حال من و این اندر حال دیگر و در اندر غلبه و تفکیک و شرح و ذکر  
 اندر ذکر در حدیث ۱۳۴۳ در حدیث ۱۳۴۴ و یاد و ام و از برید و رضی  
 الله عنه و از آنکه در حدیث ۱۳۴۵ و حدیث ۱۳۴۶ و حدیث ۱۳۴۷ و حدیث ۱۳۴۸  
 می بینیم که الرازی رضی الله عنه منعم و بجا می آید که اظهار کرامت بر  
 دل و بجز در حدیث ۱۳۴۹ و حدیث ۱۳۵۰ و حدیث ۱۳۵۱ و حدیث ۱۳۵۲ و حدیث ۱۳۵۳  
 معجزه انبیا بود و این قولی واضح است و بیان معجزه و کرامت اندر  
 در حدیث ایشان که اظهار کرامت بر وی اندر حال دیگر وی باشد که  
 وی مقرب باشد که وی صاحب ولایت بود و در حدیث ۱۳۵۴ و حدیث ۱۳۵۵  
 اندر حال من و این باشد که وی تهذیب کرد و خلق و در حدیث ۱۳۵۶ و حدیث ۱۳۵۷  
 فرمود و صاحب معجزه و غیره و در حدیث ۱۳۵۸ و حدیث ۱۳۵۹ و حدیث ۱۳۶۰ و حدیث ۱۳۶۱  
 آنها که خواهر و برادر و دیگر کنان آن و در حدیث ۱۳۶۲ و حدیث ۱۳۶۳ و حدیث ۱۳۶۴  
 باشد که در حدیث ۱۳۶۵ و حدیث ۱۳۶۶ و حدیث ۱۳۶۷ و حدیث ۱۳۶۸ و حدیث ۱۳۶۹  
 نباشد و گاهی نخواهد بود و در حدیث ۱۳۷۰ و حدیث ۱۳۷۱ و حدیث ۱۳۷۲ و حدیث ۱۳۷۳  
 اوصاف در حدیث ۱۳۷۴ و حدیث ۱۳۷۵ و حدیث ۱۳۷۶ و حدیث ۱۳۷۷ و حدیث ۱۳۷۸  
 باشد پس یکی صاحب شرح بود و دیگری صاحب ستر پس باید که  
 کرامت بر در حال غیبت و در حدیث ۱۳۷۹ و حدیث ۱۳۸۰ و حدیث ۱۳۸۱ و حدیث ۱۳۸۲  
 وی بتمیز حق باشد و اگر در حدیث ۱۳۸۳ و حدیث ۱۳۸۴ و حدیث ۱۳۸۵ و حدیث ۱۳۸۶  
 بتایید حق بود و در حدیث ۱۳۸۷ و حدیث ۱۳۸۸ و حدیث ۱۳۸۹ و حدیث ۱۳۹۰ و حدیث ۱۳۹۱  
 ساهی و در حدیث ۱۳۹۲ و حدیث ۱۳۹۳ و حدیث ۱۳۹۴ و حدیث ۱۳۹۵ و حدیث ۱۳۹۶  
 بجز انبیا مطلق الهی نباشد و بجز اولیا الهی نباشد و این ها اولیا  
 ۱۳ با تمامت حال بشریت با خدا باشد و محبوب باشد چون کماشفت فرمود  
 و موش و تخمیز و در حدیث ۱۳۹۷ و حدیث ۱۳۹۸ و حدیث ۱۳۹۹ و حدیث ۱۴۰۰ و حدیث ۱۴۰۱  
 کرامت بجز در حدیث ۱۴۰۲ و حدیث ۱۴۰۳ و حدیث ۱۴۰۴ و حدیث ۱۴۰۵ و حدیث ۱۴۰۶  
 که آن در حدیث ۱۴۰۷ و حدیث ۱۴۰۸ و حدیث ۱۴۰۹ و حدیث ۱۴۱۰ و حدیث ۱۴۱۱ و حدیث ۱۴۱۲  
 که آن در حدیث ۱۴۱۳ و حدیث ۱۴۱۴ و حدیث ۱۴۱۵ و حدیث ۱۴۱۶ و حدیث ۱۴۱۷ و حدیث ۱۴۱۸  
 که آن در حدیث ۱۴۱۹ و حدیث ۱۴۲۰ و حدیث ۱۴۲۱ و حدیث ۱۴۲۲ و حدیث ۱۴۲۳ و حدیث ۱۴۲۴  
 که آن در حدیث ۱۴۲۵ و حدیث ۱۴۲۶ و حدیث ۱۴۲۷ و حدیث ۱۴۲۸ و حدیث ۱۴۲۹ و حدیث ۱۴۳۰  
 که آن در حدیث ۱۴۳۱ و حدیث ۱۴۳۲ و حدیث ۱۴۳۳ و حدیث ۱۴۳۴ و حدیث ۱۴۳۵ و حدیث ۱۴۳۶  
 که آن در حدیث ۱۴۳۷ و حدیث ۱۴۳۸ و حدیث ۱۴۳۹ و حدیث ۱۴۴۰ و حدیث ۱۴۴۱ و حدیث ۱۴۴۲  
 که آن در حدیث ۱۴۴۳ و حدیث ۱۴۴۴ و حدیث ۱۴۴۵ و حدیث ۱۴۴۶ و حدیث ۱۴۴۷ و حدیث ۱۴۴۸  
 که آن در حدیث ۱۴۴۹ و حدیث ۱۴۵۰ و حدیث ۱۴۵۱ و حدیث ۱۴۵۲ و حدیث ۱۴۵۳ و حدیث ۱۴۵۴  
 که آن در حدیث ۱۴۵۵ و حدیث ۱۴۵۶ و حدیث ۱۴۵۷ و حدیث ۱۴۵۸ و حدیث ۱۴۵۹ و حدیث ۱۴۶۰  
 که آن در حدیث ۱۴۶۱ و حدیث ۱۴۶۲ و حدیث ۱۴۶۳ و حدیث ۱۴۶۴ و حدیث ۱۴۶۵ و حدیث ۱۴۶۶  
 که آن در حدیث ۱۴۶۷ و حدیث ۱۴۶۸ و حدیث ۱۴۶۹ و حدیث ۱۴۷۰ و حدیث ۱۴۷۱ و حدیث ۱۴۷۲  
 که آن در حدیث ۱۴۷۳ و حدیث ۱۴۷۴ و حدیث ۱۴۷۵ و حدیث ۱۴۷۶ و حدیث ۱۴۷۷ و حدیث ۱۴۷۸  
 که آن در حدیث ۱۴۷۹ و حدیث ۱۴۸۰ و حدیث ۱۴۸۱ و حدیث ۱۴۸۲ و حدیث ۱۴۸۳ و حدیث ۱۴۸۴  
 که آن در حدیث ۱۴۸۵ و حدیث ۱۴۸۶ و حدیث ۱۴۸۷ و حدیث ۱۴۸۸ و حدیث ۱۴۸۹ و حدیث ۱۴۹۰  
 که آن در حدیث ۱۴۹۱ و حدیث ۱۴۹۲ و حدیث ۱۴۹۳ و حدیث ۱۴۹۴ و حدیث ۱۴۹۵ و حدیث ۱۴۹۶  
 که آن در حدیث ۱۴۹۷ و حدیث ۱۴۹۸ و حدیث ۱۴۹۹ و حدیث ۱۵۰۰ و حدیث ۱۵۰۱ و حدیث ۱۵۰۲  
 که آن در حدیث ۱۵۰۳ و حدیث ۱۵۰۴ و حدیث ۱۵۰۵ و حدیث ۱۵۰۶ و حدیث ۱۵۰۷ و حدیث ۱۵۰۸  
 که آن در حدیث ۱۵۰۹ و حدیث ۱۵۱۰ و حدیث ۱۵۱۱ و حدیث ۱۵۱۲ و حدیث ۱۵۱۳ و حدیث ۱۵۱۴  
 که آن در حدیث ۱۵۱۵ و حدیث ۱۵۱۶ و حدیث ۱۵۱۷ و حدیث ۱۵۱۸ و حدیث ۱۵۱۹ و حدیث ۱۵۲۰  
 که آن در حدیث ۱۵۲۱ و حدیث ۱۵۲۲ و حدیث ۱۵۲۳ و حدیث ۱۵۲۴ و حدیث ۱۵۲۵ و حدیث ۱۵۲۶  
 که آن در حدیث ۱۵۲۷ و حدیث ۱۵۲۸ و حدیث ۱۵۲۹ و حدیث ۱۵۳۰ و حدیث ۱۵۳۱ و حدیث ۱۵۳۲  
 که آن در حدیث ۱۵۳۳ و حدیث ۱۵۳۴ و حدیث ۱۵۳۵ و حدیث ۱۵۳۶ و حدیث ۱۵۳۷ و حدیث ۱۵۳۸  
 که آن در حدیث ۱۵۳۹ و حدیث ۱۵۴۰ و حدیث ۱۵۴۱ و حدیث ۱۵۴۲ و حدیث ۱۵۴۳ و حدیث ۱۵۴۴  
 که آن در حدیث ۱۵۴۵ و حدیث ۱۵۴۶ و حدیث ۱۵۴۷ و حدیث ۱۵۴۸ و حدیث ۱۵۴۹ و حدیث ۱۵۵۰  
 که آن در حدیث ۱۵۵۱ و حدیث ۱۵۵۲ و حدیث ۱۵۵۳ و حدیث ۱۵۵۴ و حدیث ۱۵۵۵ و حدیث ۱۵۵۶  
 که آن در حدیث ۱۵۵۷ و حدیث ۱۵۵۸ و حدیث ۱۵۵۹ و حدیث ۱۵۶۰ و حدیث ۱۵۶۱ و حدیث ۱۵۶۲  
 که آن در حدیث ۱۵۶۳ و حدیث ۱۵۶۴ و حدیث ۱۵۶۵ و حدیث ۱۵۶۶ و حدیث ۱۵۶۷ و حدیث ۱۵۶۸  
 که آن در حدیث ۱۵۶۹ و حدیث ۱۵۷۰ و حدیث ۱۵۷۱ و حدیث ۱۵۷۲ و حدیث ۱۵۷۳ و حدیث ۱۵۷۴  
 که آن در حدیث ۱۵۷۵ و حدیث ۱۵۷۶ و حدیث ۱۵۷۷ و حدیث ۱۵۷۸ و حدیث ۱۵۷۹ و حدیث ۱۵۸۰  
 که آن در حدیث ۱۵۸۱ و حدیث ۱۵۸۲ و حدیث ۱۵۸۳ و حدیث ۱۵۸۴ و حدیث ۱۵۸۵ و حدیث ۱۵۸۶  
 که آن در حدیث ۱۵۸۷ و حدیث ۱۵۸۸ و حدیث ۱۵۸۹ و حدیث ۱۵۹۰ و حدیث ۱۵۹۱ و حدیث ۱۵۹۲  
 که آن در حدیث ۱۵۹۳ و حدیث ۱۵۹۴ و حدیث ۱۵۹۵ و حدیث ۱۵۹۶ و حدیث ۱۵۹۷ و حدیث ۱۵۹۸  
 که آن در حدیث ۱۵۹۹ و حدیث ۱۶۰۰ و حدیث ۱۶۰۱ و حدیث ۱۶۰۲ و حدیث ۱۶۰۳ و حدیث ۱۶۰۴  
 که آن در حدیث ۱۶۰۵ و حدیث ۱۶۰۶ و حدیث ۱۶۰۷ و حدیث ۱۶۰۸ و حدیث ۱۶۰۹ و حدیث ۱۶۱۰  
 که آن در حدیث ۱۶۱۱ و حدیث ۱۶۱۲ و حدیث ۱۶۱۳ و حدیث ۱۶۱۴ و حدیث ۱۶۱۵ و حدیث ۱۶۱۶  
 که آن در حدیث ۱۶۱۷ و حدیث ۱۶۱۸ و حدیث ۱۶۱۹ و حدیث ۱۶۲۰ و حدیث ۱۶۲۱ و حدیث ۱۶۲۲  
 که آن در حدیث ۱۶۲۳ و حدیث ۱۶۲۴ و حدیث ۱۶۲۵ و حدیث ۱۶۲۶ و حدیث ۱۶۲۷ و حدیث ۱۶۲۸  
 که آن در حدیث ۱۶۲۹ و حدیث ۱۶۳۰ و حدیث ۱۶۳۱ و حدیث ۱۶۳۲ و حدیث ۱۶۳۳ و حدیث ۱۶۳۴  
 که آن در حدیث ۱۶۳۵ و حدیث ۱۶۳۶ و حدیث ۱۶۳۷ و حدیث ۱۶۳۸ و حدیث ۱۶۳۹ و حدیث ۱۶۴۰  
 که آن در حدیث ۱۶۴۱ و حدیث ۱۶۴۲ و حدیث ۱۶۴۳ و حدیث ۱۶۴۴ و حدیث ۱۶۴۵ و حدیث ۱۶۴۶  
 که آن در حدیث ۱۶۴۷ و حدیث ۱۶۴۸ و حدیث ۱۶۴۹ و حدیث ۱۶۵۰ و حدیث ۱۶۵۱ و حدیث ۱۶۵۲  
 که آن در حدیث ۱۶۵۳ و حدیث ۱۶۵۴ و حدیث ۱۶۵۵ و حدیث ۱۶۵۶ و حدیث ۱۶۵۷ و حدیث ۱۶۵۸  
 که آن در حدیث ۱۶۵۹ و حدیث ۱۶۶۰ و حدیث ۱۶۶۱ و حدیث ۱۶۶۲ و حدیث ۱۶۶۳ و حدیث ۱۶۶۴  
 که آن در حدیث ۱۶۶۵ و حدیث ۱۶۶۶ و حدیث ۱۶۶۷ و حدیث ۱۶۶۸ و حدیث ۱۶۶۹ و حدیث ۱۶۷۰  
 که آن در حدیث ۱۶۷۱ و حدیث ۱۶۷۲ و حدیث ۱۶۷۳ و حدیث ۱۶۷۴ و حدیث ۱۶۷۵ و حدیث ۱۶۷۶  
 که آن در حدیث ۱۶۷۷ و حدیث ۱۶۷۸ و حدیث ۱۶۷۹ و حدیث ۱۶۸۰ و حدیث ۱۶۸۱ و حدیث ۱۶۸۲  
 که آن در حدیث ۱۶۸۳ و حدیث ۱۶۸۴ و حدیث ۱۶۸۵ و حدیث ۱۶۸۶ و حدیث ۱۶۸۷ و حدیث ۱۶۸۸  
 که آن در حدیث ۱۶۸۹ و حدیث ۱۶۹۰ و حدیث ۱۶۹۱ و حدیث ۱۶۹۲ و حدیث ۱۶۹۳ و حدیث ۱۶۹۴  
 که آن در حدیث ۱۶۹۵ و حدیث ۱۶۹۶ و حدیث ۱۶۹۷ و حدیث ۱۶۹۸ و حدیث ۱۶۹۹ و حدیث ۱۷۰۰  
 که آن در حدیث ۱۷۰۱ و حدیث ۱۷۰۲ و حدیث ۱۷۰۳ و حدیث ۱۷۰۴ و حدیث ۱۷۰۵ و حدیث ۱۷۰۶  
 که آن در حدیث ۱۷۰۷ و حدیث ۱۷۰۸ و حدیث ۱۷۰۹ و حدیث ۱۷۱۰ و حدیث ۱۷۱۱ و حدیث ۱۷۱۲  
 که آن در حدیث ۱۷۱۳ و حدیث ۱۷۱۴ و حدیث ۱۷۱۵ و حدیث ۱۷۱۶ و حدیث ۱۷۱۷ و حدیث ۱۷۱۸  
 که آن در حدیث ۱۷۱۹ و حدیث ۱۷۲۰ و حدیث ۱۷۲۱ و حدیث ۱۷۲۲ و حدیث ۱۷۲۳ و حدیث ۱۷۲۴  
 که آن در حدیث ۱۷۲۵ و حدیث ۱۷۲۶ و حدیث ۱۷۲۷ و حدیث ۱۷۲۸ و حدیث ۱۷۲۹ و حدیث ۱۷۳۰  
 که آن در حدیث ۱۷۳۱ و حدیث ۱۷۳۲ و حدیث ۱۷۳۳ و حدیث ۱۷۳۴ و حدیث ۱۷۳۵ و حدیث ۱۷۳۶  
 که آن در حدیث ۱۷۳۷ و حدیث ۱۷۳۸ و حدیث ۱۷۳۹ و حدیث ۱۷۴۰ و حدیث ۱۷۴۱ و حدیث ۱۷۴۲  
 که آن در حدیث ۱۷۴۳ و حدیث ۱۷۴۴ و حدیث ۱۷۴۵ و حدیث ۱۷۴۶ و حدیث ۱۷۴۷ و حدیث ۱۷۴۸  
 که آن در حدیث ۱۷۴۹ و حدیث ۱۷۵۰ و حدیث ۱۷۵۱ و حدیث ۱۷۵۲ و حدیث ۱۷۵۳ و حدیث ۱۷۵۴  
 که آن در حدیث ۱۷۵۵ و حدیث ۱۷۵۶ و حدیث ۱۷۵۷ و حدیث ۱۷۵۸ و حدیث ۱۷۵۹ و حدیث ۱۷۶۰  
 که آن در حدیث ۱۷۶۱ و حدیث ۱۷۶۲ و حدیث ۱۷۶۳ و حدیث ۱۷۶۴ و حدیث ۱۷۶۵ و حدیث ۱۷۶۶  
 که آن در حدیث ۱۷۶۷ و حدیث ۱۷۶۸ و حدیث ۱۷۶۹ و حدیث ۱۷۷۰ و حدیث ۱۷۷۱ و حدیث ۱۷۷۲  
 که آن در حدیث ۱۷۷۳ و حدیث ۱۷۷۴ و حدیث ۱۷۷۵ و حدیث ۱۷۷۶ و حدیث ۱۷۷۷ و حدیث ۱۷۷۸  
 که آن در حدیث ۱۷۷۹ و حدیث ۱۷۸۰ و حدیث ۱۷۸۱ و حدیث ۱۷۸۲ و حدیث ۱۷۸۳ و حدیث ۱۷۸۴  
 که آن در حدیث ۱۷۸۵ و حدیث ۱۷۸۶ و حدیث ۱۷۸۷ و حدیث ۱۷۸۸ و حدیث ۱۷۸۹ و حدیث ۱۷۹۰  
 که آن در حدیث ۱۷۹۱ و حدیث ۱۷۹۲ و حدیث ۱۷۹۳ و حدیث ۱۷۹۴ و حدیث ۱۷۹۵ و حدیث ۱۷۹۶  
 که آن در حدیث ۱۷۹۷ و حدیث ۱۷۹۸ و حدیث ۱۷۹۹ و حدیث ۱۸۰۰ و حدیث ۱۸۰۱ و حدیث ۱۸۰۲  
 که آن در حدیث ۱۸۰۳ و حدیث ۱۸۰۴ و حدیث ۱۸۰۵ و حدیث ۱۸۰۶ و حدیث ۱۸۰۷ و حدیث ۱۸۰۸  
 که آن در حدیث ۱۸۰۹ و حدیث ۱۸۱۰ و حدیث ۱۸۱۱ و حدیث ۱۸۱۲ و حدیث ۱۸۱۳ و حدیث ۱۸۱۴  
 که آن در حدیث ۱۸۱۵ و حدیث ۱۸۱۶ و حدیث ۱۸۱۷ و حدیث ۱۸۱۸ و حدیث ۱۸۱۹ و حدیث ۱۸۲۰  
 که آن در حدیث ۱۸۲۱ و حدیث ۱۸۲۲ و حدیث ۱۸۲۳ و حدیث ۱۸۲۴ و حدیث ۱۸۲۵ و حدیث ۱۸۲۶  
 که آن در حدیث ۱۸۲۷ و حدیث ۱۸۲۸ و حدیث ۱۸۲۹ و حدیث ۱۸۳۰ و حدیث ۱۸۳۱ و حدیث ۱۸۳۲  
 که آن در حدیث ۱۸۳۳ و حدیث ۱۸۳۴ و حدیث ۱۸۳۵ و حدیث ۱۸۳۶ و حدیث ۱۸۳۷ و حدیث ۱۸۳۸  
 که آن در حدیث ۱۸۳۹ و حدیث ۱۸۴۰ و حدیث ۱۸۴۱ و حدیث ۱۸۴۲ و حدیث ۱۸۴۳ و حدیث ۱۸۴۴  
 که آن در حدیث ۱۸۴۵ و حدیث ۱۸۴۶ و حدیث ۱۸۴۷ و حدیث ۱۸۴۸ و حدیث ۱۸۴۹ و حدیث ۱۸۵۰  
 که آن در حدیث ۱۸۵۱ و حدیث ۱۸۵۲ و حدیث ۱۸۵۳ و حدیث ۱۸۵۴ و حدیث ۱۸۵۵ و حدیث ۱۸۵۶  
 که آن در حدیث ۱۸۵۷ و حدیث ۱۸۵۸ و حدیث ۱۸۵۹ و حدیث ۱۸۶۰ و حدیث ۱۸۶۱ و حدیث ۱۸۶۲  
 که آن در حدیث ۱۸۶۳ و حدیث ۱۸۶۴ و حدیث ۱۸۶۵ و حدیث ۱۸۶۶ و حدیث ۱۸۶۷ و حدیث ۱۸۶۸  
 که آن در حدیث ۱۸۶۹ و حدیث ۱۸۷۰ و حدیث ۱۸۷۱ و حدیث ۱۸۷۲ و حدیث ۱۸۷۳ و حدیث ۱۸۷۴  
 که آن در حدیث ۱۸۷۵ و حدیث ۱۸۷۶ و حدیث ۱۸۷۷ و حدیث ۱۸۷۸ و حدیث ۱۸۷۹ و حدیث ۱۸۸۰  
 که آن در حدیث ۱۸۸۱ و حدیث ۱۸۸۲ و حدیث ۱۸۸۳ و حدیث ۱۸۸۴ و حدیث ۱۸۸۵ و حدیث ۱۸۸۶  
 که آن در حدیث ۱۸۸۷ و حدیث ۱۸۸۸ و حدیث ۱۸۸۹ و حدیث ۱۸۹۰ و حدیث ۱۸۹۱ و حدیث ۱۸۹۲  
 که آن در حدیث ۱۸۹۳ و حدیث ۱۸۹۴ و حدیث ۱۸۹۵ و حدیث ۱۸۹۶ و حدیث ۱۸۹۷ و حدیث ۱۸۹۸  
 که آن در حدیث ۱۸۹۹ و حدیث ۱۹۰۰ و حدیث ۱۹۰۱ و حدیث ۱۹۰۲ و حدیث ۱۹۰۳ و حدیث ۱۹۰۴  
 که آن در حدیث ۱۹۰۵ و حدیث ۱۹۰۶ و حدیث ۱۹۰۷ و حدیث ۱۹۰۸ و حدیث ۱۹۰۹ و حدیث ۱۹۱۰  
 که آن در حدیث ۱۹۱۱ و حدیث ۱۹۱۲ و حدیث ۱۹۱۳ و حدیث ۱۹۱۴ و حدیث ۱۹۱۵ و حدیث ۱۹۱۶  
 که آن در حدیث ۱۹۱۷ و حدیث ۱۹۱۸ و حدیث ۱۹۱۹ و حدیث ۱۹۲۰ و حدیث ۱۹۲۱ و حدیث ۱۹۲۲  
 که آن در حدیث ۱۹۲۳ و حدیث ۱۹۲۴ و حدیث ۱۹۲۵ و حدیث ۱۹۲۶ و حدیث ۱۹۲۷ و حدیث ۱۹۲۸  
 که آن در حدیث ۱۹۲۹ و حدیث ۱۹۳۰ و حدیث ۱۹۳۱ و حدیث ۱۹۳۲ و حدیث ۱۹۳۳ و حدیث ۱۹۳۴  
 که آن در حدیث ۱۹۳۵ و حدیث ۱۹۳۶ و حدیث ۱۹۳۷ و حدیث ۱۹۳۸ و حدیث ۱۹۳۹ و حدیث ۱۹۴۰  
 که آن در حدیث ۱۹۴۱ و حدیث ۱۹۴۲ و حدیث ۱۹۴۳ و حدیث ۱۹۴۴ و حدیث ۱۹۴۵ و حدیث ۱۹۴۶  
 که آن در حدیث ۱۹۴۷ و حدیث ۱۹۴۸ و حدیث ۱۹۴۹ و حدیث ۱۹۵۰ و حدیث ۱۹۵۱ و حدیث ۱۹۵۲  
 که آن در حدیث ۱۹۵۳ و حدیث ۱۹۵۴ و حدیث ۱۹۵۵ و حدیث ۱۹۵۶ و حدیث ۱۹۵۷ و حدیث ۱۹۵۸  
 که آن در حدیث ۱۹۵۹ و حدیث ۱۹۶۰ و حدیث ۱۹۶۱ و حدیث ۱۹۶۲ و حدیث ۱۹۶۳ و حدیث ۱۹۶۴  
 که آن در حدیث ۱۹۶۵ و حدیث ۱۹۶۶ و حدیث ۱۹۶۷ و حدیث ۱۹۶۸ و حدیث ۱۹۶۹ و حدیث ۱۹۷۰  
 که آن در حدیث ۱۹۷۱ و حدیث ۱۹۷۲ و حدیث ۱۹۷۳ و حدیث ۱۹۷۴ و حدیث ۱۹۷۵ و حدیث ۱۹۷۶  
 که آن در حدیث ۱۹۷۷ و حدیث ۱۹۷۸ و حدیث ۱۹۷۹ و حدیث ۱۹۸۰ و حدیث ۱۹۸۱ و حدیث ۱۹۸۲  
 که آن در حدیث ۱۹۸۳ و حدیث ۱۹۸۴ و حدیث ۱۹۸۵ و حدیث ۱۹۸۶ و حدیث ۱۹۸۷ و حدیث ۱۹۸۸  
 که آن در حدیث ۱۹۸۹ و حدیث ۱۹۹۰ و حدیث ۱۹۹۱ و حدیث ۱۹۹۲ و حدیث ۱۹۹۳ و حدیث ۱۹۹۴  
 که آن در حدیث ۱۹۹۵ و حدیث ۱۹۹۶ و حدیث ۱۹۹۷ و حدیث ۱۹۹۸ و حدیث ۱۹۹۹ و حدیث ۲۰۰۰  
 که آن در حدیث ۲۰۰۱ و حدیث ۲۰۰۲ و حدیث ۲۰۰۳ و حدیث ۲۰۰۴ و حدیث ۲۰۰۵ و حدیث ۲۰۰۶  
 که آن در حدیث ۲۰۰۷ و حدیث ۲۰۰۸ و حدیث ۲۰۰۹ و حدیث ۲۰۱۰ و حدیث ۲۰۱۱ و حدیث ۲۰۱۲  
 که آن در حدیث ۲۰۱۳ و حدیث ۲۰۱۴ و حدیث ۲۰۱۵ و حدیث ۲۰۱۶ و حدیث ۲۰۱۷ و حدیث ۲۰۱۸  
 که آن در حدیث ۲۰۱۹ و حدیث ۲۰۲۰ و حدیث ۲۰۲۱ و حدیث ۲۰۲۲ و حدیث ۲۰۲۳ و حدیث ۲۰۲۴  
 که آن در حدیث ۲۰۲۵ و حدیث ۲۰۲۶ و حدیث ۲۰۲۷ و حدیث ۲۰۲۸ و حدیث ۲۰۲۹ و حدیث ۲۰۳۰  
 که آن در حدیث ۲۰۳۱ و حدیث ۲۰۳۲ و حدیث ۲۰۳۳ و حدیث ۲۰۳۴ و حدیث ۲۰۳۵ و حدیث ۲۰۳۶  
 که آن در حدیث ۲۰۳۷ و حدیث ۲۰۳۸ و حدیث ۲۰۳۹ و حدیث ۲۰۴۰ و حدیث ۲۰۴۱ و حدیث ۲۰۴۲  
 که آن در حدیث ۲۰۴۳ و حدیث ۲۰۴۴ و حدیث ۲۰۴۵ و حدیث ۲۰۴۶ و حدیث ۲۰۴۷ و حدیث ۲۰۴۸  
 که آن در حدیث ۲۰۴۹ و حدیث ۲۰۵۰ و حدیث ۲۰۵۱ و حدیث ۲۰۵۲ و حدیث ۲۰۵۳ و حدیث ۲۰۵۴  
 که آن در حدیث ۲۰۵۵ و حدیث ۲۰۵۶ و حدیث ۲۰۵۷ و حدیث ۲۰۵۸ و حدیث ۲۰۵۹ و حدیث ۲۰۶۰  
 که آن در حدیث ۲۰۶۱ و حدیث ۲۰۶۲ و حدیث ۲۰۶۳ و حدیث ۲۰۶۴ و حدیث ۲۰۶۵ و حدیث ۲۰۶۶  
 که آن در حدیث ۲۰۶۷ و حدیث ۲۰۶۸ و حدیث ۲۰۶۹ و حدیث ۲۰۷۰ و حدیث ۲۰۷۱ و حدیث ۲۰۷۲  
 که آن در حدیث ۲۰۷۳ و حدیث ۲۰۷۴ و حدیث ۲۰۷۵ و حدیث ۲۰۷۶ و حدیث ۲۰۷۷ و حدیث ۲۰۷۸  
 که آن در حدیث ۲۰۷۹ و حدیث ۲۰۸۰ و حدیث ۲۰۸۱ و حدیث ۲۰۸۲ و حدیث ۲۰۸۳ و حدیث ۲۰۸۴  
 که آن در حدیث ۲۰۸۵ و حدیث ۲۰۸۶ و حدیث ۲۰۸۷ و حدیث ۲۰۸۸ و حدیث ۲۰۸۹ و حدیث ۲۰۹۰  
 که آن در حدیث ۲۰۹۱ و حدیث ۲۰۹۲ و حدیث ۲۰۹۳ و حدیث ۲۰۹۴ و حدیث ۲۰۹۵ و حدیث ۲۰۹۶  
 که آن در حدیث ۲۰۹۷ و حدیث ۲۰۹۸ و حدیث ۲۰۹۹ و حدیث ۲۱۰۰ و حدیث ۲۱۰۱ و حدیث ۲۱۰۲  
 که آن در حدیث ۲۱۰۳ و حدیث ۲۱۰۴ و حدیث ۲۱۰۵ و حدیث ۲۱۰۶ و حدیث ۲۱۰۷ و حدیث ۲۱۰۸  
 که آن در حدیث ۲۱۰۹ و حدیث ۲۱۱۰ و حدیث ۲۱۱۱ و حدیث ۲۱۱۲ و حدیث ۲۱۱۳ و حدیث ۲۱۱۴  
 که آن در حدیث ۲۱۱۵ و حدیث ۲۱۱۶ و حدیث ۲۱۱۷ و حدیث ۲۱۱۸ و حدیث ۲۱۱۹ و حدیث ۲۱۲۰  
 که آن در حدیث ۲۱۲۱ و حدیث ۲۱۲۲ و حدیث ۲۱۲۳ و حدیث ۲۱۲۴ و حدیث ۲۱۲۵ و حدیث ۲۱۲۶  
 که آن در حدیث ۲۱۲۷ و حدیث ۲۱۲۸ و حدیث ۲۱۲۹ و حدیث ۲۱۳۰ و حدیث ۲۱۳۱ و حدیث ۲۱۳۲  
 که آن در حدیث ۲۱۳۳ و حدیث ۲۱۳۴ و حدیث ۲۱۳۵ و حدیث ۲۱۳۶ و حدیث ۲۱۳۷ و حدیث ۲۱۳۸  
 که آن در حدیث ۲۱۳۹ و حدیث ۲۱۴۰ و حدیث ۲۱۴۱











بعد علی خاندن آهانت کردی تا وقتی بحال شد و دست و پاها بدست فرستادم  
 یک شب با من خدمت کند چون نزدیک من آمد و می گفت علم پذیرد آمد  
 از خدای تعالی و دست او می برداشتم و در بازو بگذاشتم تا آنکه اندر  
 اگر من آفرین من راست گویم ما را فری دست پیاپی گفت صلی الله علیه  
 و سلم که آن سنگ یک جنیدنی دیگر کرد و آن گاه شکافت و بداد شد اما هنوز  
 از آن بیرون نمی توانست شدن و دیگری گفت مرا گوی موددان بود که کدی می  
 کردند چون تمام شد هر مود خود بستند یکی از ایشان ناچار شد من از مرد  
 دلی گرفتندی و هریم سال دیگر دو شد و دیگر سال چهار شد هر سال همین  
 زیاده می شد چنانکه سال پنجم بر آمد و علی عظیم می شد و فراموش آمد آن مرد  
 مردار بیاید که وقتی برای تو بکری کرد ام باد واری اکنون مرا بدان  
 مرا حاجت ست گفتند ما بود آن هر گوسفندان مال نیست گفت ما نوس می  
 داری گفت نه راست می گویم آن هر مال فرا می دادم تا بهر دگت  
 در ۳۲۱ سال بعد از آنکه من آفرین راست گویم مرا وقتی فرست پیغامبر  
 گفت صلی الله علیه و سلم که آن گاه شکافت و بداد شد و تا آخر  
 تن بیرون آمد و این فعل هم ناقص عادت بود و معروف است از  
 پیغمبر صلی الله علیه و سلم حدیث جزیج راهب و الا هر چه بودی آنست  
 که پیغامبر گفت صلی الله علیه و سلم که خودگی اندر گاهوان کس نمی گفت  
 الا نه کس یکی بیعتی علیه السلام و شهادت خود می دادند و دیگر را الله  
 نبی اسرائیل را می بود جزیج نام مردی بخت خود را و مادر داشته داشت  
 مذنی بدین پسر بیاید وی مادر خود را و مادر خود را و دیگر مادر بیاید  
 چنانی و سوم مادر دیگر و چهارم چنان مادرش گفت یا رب رسد  
 گفان پسر مرا و بحق من بگیرش از اندران و اما منی زنی فاحشه بود  
 گفت نه گوی تا که منی جزیج را از راه ببرم و بعد از وی گفت جزیج

ص ۳۲۱

بعد اتفاقات کرد تا ثانی اندر بام صبحت کرد و حاضر شد چون بشهر آمد گفت  
 این از جزیج است و چون بار نهاد موان قصد مود جزیج کردند و وی  
 را به سرای سلطان آوردند جزیج گفت ای غلام پند تو کیست گفت یا جزیج  
 نامم بر تو و بدخ می گوید پدر من ثانی است دیگر زنی کوکی داشت و به  
 در سرای خود نشسته بود و ساری یکو بودی و یکو ساری به گزشت زن گفت  
 یا رب تو این پسر را چنان این ساری گردان کودک گفت تا سب مرا  
 چنان گردان چون ثانی بر آید زنی بنامم به گزشت زن گفت یا رب  
 تو این پسر را چون این زن گردان این کودک گفت یا رب مرا چون این  
 زن گردان پس ۳۲۱ سال متعجب شد و گفت این چرا می گوی ای پسر گفت  
 ادا پی این ساری چندی است از چهارم و این زن زنی معطله را خلق مراد  
 را بد می گوید و او را نداند و من فراموش که از جندان باشیم و خواهم  
 که از معطلان باشم و دیگر معطل ست سریت زاید که بکوک عمر خطاب می  
 اند شد که مذنی جزیج پیغمبر صلی الله علیه و سلم را دید و در دست وی  
 سهم گفت پیغمبر گفت صلی الله علیه و سلم یا زاید چه نزدیک من در  
 دیر می آئی تو مرقه د می ترا دست می دادم گفت یا رسول الله  
 امروز با عیالی آمدم ام گفت آن چه چیز است گفت با ماد من بطلب  
 حیرم رفتم چون حیرم به بتم به شکی بخادم تا به گیرم ساری حیرم  
 که زلف آسمان بر زمین آمد و تا به من سلام گفتند و گفت الحمد لله  
 از من سلام گوی که رضوان خازن بهشت گفت که بشارت مرا ترا که  
 بهشت ما بود ایشان که سه قسمت کردند گوی بی حساب و عدد شدند  
 و گوی ما بی حساب آسمان که سه قسمت کردی ما بشمارت آید بخشید حیرم  
 بگفتند و قسمت آسمان کردند و این میان آسمان و زمین می اتفاقات کردند و میان  
 را یافتند که آن را حیرم جدا کردی نمی توانستم بشارت گفت تا زاید حیرم

ص ۳۲۲





تستر خلق بسیارند و از انعام مری گوید من بار بید خزان می رفتم در  
 کابو و در جانی دیدم مرقه در و بجز ایند کوفه کوفته بگفت اینست که بیای  
 آن جوان همدانی ست و سانش چیزی ست چون در دی گرم گویم از  
 بریدگان است و چون در محو گرم گویم ازین طالبان است و تالی بدار دی  
 بپیم تا پیوسته خواند گفت ای جوان راه بخدای پیوست گفت راه بخدای  
 در است یکی از راهها را بگویم و دیگری را بگویم خدای عز و جل از راه اول میگوید  
 خیز نیست آن راه بگویم این است که تبه می سپری و سولت و غلبه و  
 طاعت و وصل بقی می و محبوب را آن مجاب می بانی که زنده انوار معنی می  
 شد من گویم که من آتی با جاشی اندر کشتی نشستم تا از مصر بگذر  
 دیدم بحرانی مرقه در و در کشتی نشستم و طاعت می خواندم و التماس بجهت  
 می نمودم تا پیوسته در آن راه می داشتند از راه اول گفتند که  
 که این سخت بود و در راه بود و در کشتی اندر جلدت خالی بودی تا در مدی  
 مره جواهر اذالی مری گم شد و خازنه مره برین جهان را بدانی نعمت  
 کرد خواسته که با دی بجای کف من گفتم که با دی بدین گم من  
 گوید تا من از دی بفری بدم نزدیک دی آدم و با دی بتلف  
 گفتم که این مردان را صوت بسته است تو و من و ایشان را از  
 درستی و در جانی از جانشم بگویند و بگویند که بگویند که بگویند که بگویند  
 بگفت اجهان دیا دیدم که بر دی آب آمد و هر یکی بوی اندر  
 دجان گرفته یکی بوی بسته و بدان مرد داد و چهل مردم کشتی آن  
 بریدند و دی در ۲۵۲۷ پای به نام مری که بوی خاوه و بوی بخت و بوی آگهی متون  
 بریدند و در راه کشتی بود و هر آن که بگویند که کشتی طاعت خود بود  
 و از راهی رفتی و رایت کف که گفت من در ابتدای امر خود قصد زیارت  
 مسلم مری کردم چون مسجد می دیدم بگویم یا مست می کرد و در خطا

۲۵۵

در خواند با خود گفتم رنج من مانع شد آن شب آن جا بودم در  
 دیگر بقصد سعادت فراتم تا به کثرت قرات شوم شیری بر راه خفته بود  
 باز گفتم دیگر بر اثر من می آمد با یک بر گفتم مسلم از مسجد بیرون  
 آمد چون بشیران او را دیدند ترشح کردند و دی گوش هر یک بگرفت  
 و باید کرد گفت ای سگان خدای و گفتند با هم شقا را که با هم خدای  
 را کار بگیرد این نگاه گفت باج با اسحاق شهادت کردند ظاهر مشول  
 شد و هر خلق جدا جدا از خلق می آید و در دست سکون باطن مفر  
 حق را تا خلق را می می ترسد و مری شبح را می آید و در بیت الحق  
 قصد روشن داشت با رنگی آمده بود و در آن راه گشت و با نوازی می رفتم  
 شبح را در نگاه کردم و تعین پای در راه بادی خشک بود با نوازی گفتم  
 گفت از آن راه من نجات از راه توکل بخواسته با هم خواست دل را  
 از دشت بوی و نگاه داشتند خدای عز و جل تمام را از دل نگاه  
 داشته است و در آن راه را فدا افاد و طریق حق آن بر من دشوار شد  
 قصد شبح را از انعام مری گفتم بوی مری از راه مسجد ملا بفرای  
 خود یافتم و بپیم آن راه من بود که می گشت با شنبی و ۱۰  
 برید و جواب خود بیافتم من گفتم ای شبح این با که می گوی گفت در ۲۵۲۷  
 ای پسر این اسم را حق تعالی اندرین صفت یافته گفتم تا این از من  
 این سوال بکرد از قادی بوی که بگویند مر آن را شلاک گویند پیری بود از  
 دکان لاری که در آن باب بود و گفتی که هر دویشان آن دکان را شایخ  
 جنگ داد با بخت خدای را و بپای او را بگویند و در تمام هم قصد زیارت می  
 کردم از دزدان بوی نزدیک دی آدم گفت بچه آمده گفتم تا شبح  
 را به بپیم و بگویند که بگویند که بگویند که بگویند که بگویند که بگویند  
 خدای عز و جل از آن لای درو بپای بپیم تا از منت غایب بگرداند من می

۲۵۶



خاموشت دیدم بچشم بدید و بمل حجاب کرم آن معجز انشای کلام می بود گفت  
ای پسر پیوسته مراست کار کدکان بسته ای پس این تلبیست بجهت کی که شخص  
کدامی آن کند که آن را نیابت کند که در حضور اشباح هیچ چیز نه  
بهر است پس گفت ای فاطمه آنچه داری بیا که این حدیث بخورد طبق  
آنکه تاله میادند و وقت آن بود که میان بر می چهر بود و آنرا بطلب  
مکن نقدی وقتی میبندد بر سر تربت شیخ از سید رضی الله عنه نشسته بودم  
تنها بر حکم حالت بکوتری دیدم پدید که بیاید و اندر دیر فوط شد که  
بکوتر افکند و بد گفتم که از کسی جست است و چون بر خاستم و نگاه  
کردم در قریب فاطمه هیچ چیز نبود و دیگر ندیدم و بعد از آن که بکوتب رفو  
مانده ۳۰ می ماند شبی که خواب دیدم که از سید رضی الله عنه دیدم که آن پسر بستم  
گفت آن بکوتر بخای حالت چیست که هر روز اندر کد کلمات من  
که و در آن روز ۱۳۲۸ در آن روایت کند که بعدی محمد بن حکیم تزدی لحنی  
از اجزای تعریف خود از من دانند و گفت این را اندر بچون آن چون بیرون  
آدم نگاه کردم همه فکرت و لطایف را در دلم نهادم و اندر خواب نهادم و در  
گشتم و گفتم که انگدم گفتا که چه دیدی گفتم هیچ چیز ندیدم گفتا بیگندی  
بود و بیگن گفتم خشم در شد کی اگر چهرای گوید که اندر آب  
آهن و دیگر آنکه چه بر حلق است که پدیدار خواهد آمد باز گفتم و اجزا  
بر داشتم و در دل بگذاشتم بچون آدم و اجزا از دست بیدار ختم آب  
دیدم که آن هم بپاشید و صندوق پدیدار گشت هر کشاده آن اجزا  
اندر دل افتاد و هر صندوق افتاد شد و آب بحال خود باز آمد باز گفتم  
و با دی گفتم دی گفت که اکنون از حق گفتم ایما شیخ بروت خداوند  
که این ستر با من گوی گفت هر که کتابی تعریف کرده بودم اندر هم  
این رعایه که تحقیق آن است هر حقول و شکل خود را بر او من حضور بینم

ص ۲۱۸

به اسلام آن از من خواسته بود و آن صندوق با من بقران می آورده بود و  
خداوند تعالی این آب را بقران داده است تا آن پسر باز بماند و باز اگر  
بمیدی ازین حکایات بیام هنوز پیری نگردد و مراد من ازین کتاب اثبات  
امول این طریقت است اندر نوح و معانی نقالان خود کتب ساخته اند  
و بید جمع کرده و مذاکران بر سر منابر تشریح کنند اکنون نصی که  
برین پیوسته است اندرین کتاب شیخ بیام تا بجای می رسد ۱۳۲۹ دیگر بر  
این معانی باز بنویسد

الحکام فی تفضیل الانبیاء علی الاولیا

هر که اندر همه اوقات و احوال با تعلق به شیخ این طریقت بپایا متابعت  
پیشبراند و مصداق دولت ایشان و انبیاء کامل ترند از اولیا از آنچه  
نمایند ولایت هدایت با توفیق باشد و جلوه انبیاء ولی باشد اما از اولیا  
کسی نبی نباشد و انبیاء متکلمند اندر نئی صفات بشریت و اولیا  
ماریت اند اندران آنچه این گروه را حال مست طاری آن کرده را  
تمام است و آنچه اولیا را تمام باشد مر ایشان را بحجاب باشد و  
شیخ کس از علای اهل سنت و عقائد این طریقت اندرین معنی حیات  
نکند بجز گروهی از خیرین که مجرأ اهل خدایند و احکام بکلام تنقض  
اند اهل توحید که اهل این طریقت را نشانند و خود را ولی خوانند و  
شک را نیست می اند اما ولی شیطان و ایشان گوید که اولیا فاضلتر  
از انبیاء اند و این صفات تر ایشان را کفایت بود که جاهلی را فاضلتر  
از عیسی مصطفی صی الله علیه و سلم می گویند و گروهی دیگر را مشتبه گویند  
که کوی بدین طریقت کنند و حلول و نزول حق بپسندی انتقال دعا دهند  
و بجزای تجویز گویند بر ذات خدای عز و جل و اندران دو مذهب

ص ۲۱۹

تقدم که دیده کرده ام بیارم اندرین کتاب بتای انشاء الله تعالی و در  
 جلد ایی هر دو گروه که مبنی اسلام موافق اند اند نفی تخصیص انبیا  
 این گروه با برادر و هر که مر نفی تخصیص دنیا را اعتقاد کند کافر شود  
 در ۳۲۰ پس انبیا صلوات الله و سلامه علیهم جایگاه و اقیه و اولیا متابعان  
 ایشان باحسان و حال بود که معلوم از امام فاضل بود و در جلد دیگر اگر  
 احوال و انفس متلاشی نماید معذگار بود اولیا را اندر عجب یک قدم صدق  
 نبی داری و متلاشی کنی آن همه احوال و انفس متلاشی نماید از آنچه اولیا می  
 طلبند و می بخواهند و ایشان دیده اند و یافته و بفراوان دولت باز آمده و قوی  
 را می بیند و اگر کسی گوید انبیا لاحد نفع نکرده نعمت الله که اندر عادت  
 چنین رفت است که چون رسولی کسی آید از یکی باید که بموت آید فاضل  
 در از وی باشد چنانکه پیغمبران صلوات الله میسم از جبرئیل فاضل تر اند و این  
 صورت است مرا ایشان با خطاست گزینم اگر یکی رسولی فرستد بیک کس باید  
 تا مرل آید از وی فاضل تر باشد چنانکه جبرئیل نزدیک یکال یکال از  
 رسل فرستاد و ایشان هر یک از وی فاضل تر بوده اند تا آنکه چون رسول  
 بکامی می رسیدی باشد لا محاله رسول فاضل تر از آن قوم باشد چنانکه  
 پیغمبران از امم و اندرین هیچ مایل را بکم حادثه اشکال نیفتد پس  
 یک نفس انبیا فاضل تر از همه معذگار اولیا از آنچه چون اولیا اند  
 عادت و صورت بنصایت رند از مشاهده خبر دهند و از محاسب بشوشت  
 غلامی شوند هر چند که من بشر باشند و باز رسول مرل اولی قدیم  
 اندر مشاهده است باشد چون باریت رسول بنصایت دلایلی بود این با  
 آن قیاس توان کرد و بینی که هر طایف حق از اولیا متفق اند که تمام  
 در ۳۲۱ جمیع اندر تقابلی کمال دلالت بود و صحت این چنان بود که بنده  
 در جنتی رسد از غلبه دوستی که عقلش اندر نظر فعل مغلوب گردد و بشوق

ص ۳۲۰

ص ۳۲۱

فاضل کل عالم را همان او دانند و آن بیند چنانکه ابو علی مدد باری  
 رزق الله علیه گوید و ثالث عتقا رفیقته ما عهدناه و اگر دیدار از ما نزایل  
 شود اسم جودیت از ما ساقط شود که انشرف جودیت بود بیدار او ندانیم  
 و این معانی را انبیا را باریت حال باشد که اندر معذگار ایشان تفرقه  
 صورت بگیرد و انبیا و اثبات و مسلک و متعلق و اقبال و اعراض و  
 باریت و نصایت ایشان همه اندر من جمیع باشد چنانکه اندر باریت حال ابراهیم  
 صلوات الله و سلامه علیه که چو آنقلب را دید گفت لطفاً ربی و ما و شاره  
 را دید گفت هذا ربی اندر غلبه حق بر دشمن و ابتیاح وی امید من جمیع  
 پس غیر می نماید چون همه بیدار جمیع دیدار بین دیدار از دیدار خود متبرک کرد  
 و گفت که لا اُحِبُّ الاَولِیَّیْنِ اِندَنا نَحْنُ و انما نَحْنُ تا لا جرم دلالت را  
 باریت و نصایت است و نبوت را نیست تا بودند نبی بودند و تا باشند  
 نبی باشند و پیش از آنکه نبوت نبوده اند اندر معلوم و معلوم حق تعالی  
 همان بود و از او بیدار رضی الله عنه پرسیدند که چگونه اندر حال دنیا  
 گفت میمات ما ما اندر ایشان هیچ تعریف نیست هر چه اندر ایشان صورت  
 کنیم ای همه ما باشیم ذق تبارک و تعالی اثبات و نفی ایشان  
 اندر درستی محاده است که دیده خلق بدان زهد پس چنانکه ترتیب اولیا  
 از ادراک خلق همان است در ۳۲۲ ترتیب انبیا از تعریف اولیا همان  
 است و از بیدار رضی الله عنه حجت معذگار آمده است وی گوید ما  
 صورت ای الوحدانیة فصرت طیلا جسمه من الاصلیة و جسمه من الدیومیة  
 فلم اُنزل الطیر فی هوا المویة حتی الی هوا التنزیة ثم اشرقت علی میدان  
 الاحیة و طیت شجر الاحیة فنظرت فطلمت ان هذا كله حد غیبه که سر ما  
 را آسمان حا بودند و هیچ چیز نگاه نکرد و بشت و دفعه وی ما نمودند هیچ چیز اوقات  
 نکرد و از کلمات و حجب برگذاشته نصرت طیر مرغی گشتم جسم آن از اصیت بود و ال و باش

ص ۳۲۱



از درایت می پریم پیوسته در محله هوش تا بر هوا نیز گذر کرد تا بر میدان انزلیت  
مشقت قدم و درخت احییت را اندران پریم چون نگاه کردم آن همه  
من بودم گفتم یا خدایا با منی مرا بتو راه نیست و از خودی خود با ما  
گذرد ما ما چه باید کردن فرمان آمد که یا با یزید خلاص تو از توفی  
تو اندر متابعت دوست ما است است دیده را بجاک قدم دی احوال کن  
و بر متابعت دی مدامت کن و این حکایت دراز است و این را اهل  
عرفت معراج با یزید خوانند و معراج جبارت بود از قرب پس معراج  
انیا از روی انظار بود بشخص و جسد و از این ادبیا از روی حمت  
و اسرار و تن پیغمبران بعضا و پاکیزگی و قربت چون دل ادبیا باشد و  
سیر ایشان بود این فضل ظاهر است و آن چنان بود که ولی را اندر  
حال خود مطلوب گردانند (ص ۳۳۳) تا مست گردد آن گاه پندرات سر دی  
ما از دی غایب می گردانند و بترب حق می آسایند و چون بحال صوم  
باز آید از جمله براین در دلی صورت گشته بود علم آن مرد را  
حاصل گشته اند پس فرق بسیار بود میان کسی که شخص دی را آنجا برسد که  
حکمت دیگری را و الله اعلم بالصواب

### الکلام فی تفصیل الانبیاء و الاولیاء علی الملائکه

بدانکه اتفاق اهل سنت و جماعت و جمیع مشایخ طریقت انبیا و ائمه  
که محفوظند از ادبیا فاضل تر اند از قریشگان بخون معتزله که ایشان  
نیک را فاضل تر از انبیا گویند و گویند که ایشان برتبت رفیع ترند و  
بخلقت لطیف ترند و مرتب حق تعالی را مطیع ترند باید تا فاضل تر باشد  
گوئیم که حقیقت این خلاف صورت شماست که تن مطیع و تربت رفیع و خلقت  
لطیف مرتب فضل حق را خلقت نباشد فضل آن را باشد که حق تعالی

خداوند باشد و این جمله که می گویند مرتب پس ما بگوئیم یا اتفاق ملعون  
خندول گشت پس فضل مرتب آن را بود که خداوند عز و جل دی را فضل  
خند و از خلق برگزید و دلیل بر فضل انبیا آنکه خداوند تعالی ملائکه را  
بفرمود تا آدم را سجده کردند و این مقدر است که حال سجده له عالی تر  
از حال ساجد بود و اگر گویند که خداوند کعبه شکی و عبادی است و چون  
از دی فاضل ترست و او را سجده می کنند پس خدا باشد که ملائکه  
فاضل تر از آدم باشد اگرچه دی را سجده کردند گوئیم هیچ کس نگوید که  
مومن خاند یا محراب یا دیوار را سجده می کند الا همه گویند الا  
ص ۳۳۴ (ص ۳۳۴) که خدای را سجده می کنند و همه گویند که ملائکه آدم را  
سجده کردند بر مراقبت کلام خداوند که چون ذکر سجده ملائکه کرد گفت *انجملوا* یا  
ما فرمودیم ملائکه را و گفتم تا آدم را سجده کنند و چون ذکر سجده مومنان  
کرد گفت *انجملوا و انجملوا و انجملوا* و انجملوا انیة خداوند را سجده  
کنند و بندگی دی را بیان اندر بندید پس خاند چون آدم بوده باشد که  
مسافر چون خواهد که بر پشت ستور خداوند را بپوشد اگر روی دی  
بماند باشد معذور باشد و منافی هیچ اگر دلایل قبل اندر بیابانی گم  
کند روی بحر سوی که کند زمان گذشته باشد و ملائکه را اندر سجده  
آدم هیچ خدای نبود آن یکی از خود خدای خدا ملعون و خاکسار شد  
این ادله واضح است آن را که بصیرت بود و نیز بدانکه ملائکه چگونه  
مستوی باشند در درجه اگرچه مستوی اند در حق معرفت اذنان که مرتب  
ایشان را اندر خلقت شصت نیست و اندر دل حرص و اکت ز و اندر  
رفیع ندق و جلیت نه فضای نشان طاعت است و مشرب ایشان بر فرمان  
حق قناعت کردن باز اندر طینت طبیعتی شصت مرتب است و از کباب  
مسمی از دی محفل و تربت دنیا اندر دلی و حرص و جلیت اندر طینت

منشئ شیطان را اندر شخص از چندان مصلاتی که اندر خود وی با خون  
می گردد اندر آن مجای آن و نفس بند مقرون که دایمی همه شتر ها  
آن است پس کسی که این جور وصف وجود وی بود با قلبه شصت  
رض ۱۳۳۵ از نفس و جور پرهیز کند و با این جور از دنیا اعراض  
نماید و با بقای دسرس شیطان اندر دل وی از ماصی رجوع کند و از آفت  
نفسی روی برگرداند تا اقامت بر جهادت و مداومت بر طاعت و مجاهدت  
با نفس و مجاهدت با شیطان مشغول گردد بحقیقت این اذن فاضل تر بود  
که اندر مصلحت مگر گاه شصت نباشد و اندر بعضی ارادت بقدر و لذت  
نه و اندوه زنی و فرزند و مشغولی خویش و پیوند نه حاجت بسبب و آفت  
مستغرق اهل و آفت نه عمری بحسب دایم اذکار فضل اندر افعال بنده و یا سزا  
اند حال بنده و یا بزرگی در یافت مثال بنده بود آن نعمت بزرگی بر خود  
نعل بنده چنان از بهر آنکه فضل نه از افعال مالک الایمان بنده و سزا  
رضای سبحان بنده و بزرگی از معرفت و ایمان بنده تا این نعمت بر خود  
هادیان بنده و اندر ده جهان دل خود را به ثلثان بنده بجهشتی که  
چندین هزار سال باحکام طاعت جلوت کند غلبش فاشیه داری محمد بود صلی الله  
طه و علم تا شب سراج سوره او را خدمت کند چگونگی فاضل تر بود اذکار  
اند دنیا نفس را ریاضت کند و زهد و شب مجاهدت کند حق با وی  
حایت کند و دیار خودش کرامت کند و از جلا خطرکش با سلامت کند  
چون نوبت ملاک از حد اندر گذشت و هر یک معنای معاملات خود را  
مجتبت خود گردانند و زبان رض ۱۳۳۶ اندر آدمیان دماز گردند حق تعالی خواست  
تا حال ایشان بدیشان باز نماید گفت هر کس را از میان خود اختیار کند  
که بدیشان اعتماد واریه نماید بر زمین شود و خطای زمین باشند و خلق  
را به علاج آورند و میان آدمیان داد و عدل کنند سه فرشته را اختیار کردند

ص ۳۲۵

ص ۳۲۶

پیش اذکار بر زمین آیند یکی از ایشان گفت آن جید از خداوند تعالی اندر خواست  
تا باز گردد و روی دیگر اندر زمین آمدند خدای تعالی خفت ایشان را  
بمطل گردانید تا آورند اندر طعاص و شرب شدند و بشصت میل کردند  
تا مر ایشان را بالحق عقوبت کرد و فضیلت آدمیان را ملاک بر خود بیان داشتند  
و در جلا خواص مؤمنان از خواص ملاک فاضلترند و حاتم مؤمنان از  
حاتم ملاک فاضلترند پس آنچه معصوم و محفوظترند از آدمیان فضل از  
جبرئیل و میکائیل اند و آنچه معصوم نیست فضل از حفظ و کرام الکاتبین  
اند و الله اعلم بالصواب و اندرین سخن بسیار گفته اند و هر  
یک چیزی گفته اند از مشایخ و خداوند عز و جل فضل بعد آن تا  
که خواهد بر آنکه خواهد و باشد التوفیق این است قطعات ذهب یکبار  
اندر تصوف و اخلاق متعوض با یکدیگر که یاد کنیم بر سبیل اختصار و  
حقیقت بدانکه ولایت سریت از اسرار حق سبحان و جز بردش سویدا نگردد  
و ولی مجرب ولی تشابه و اگر اعتماد این حدیث بر جلا خطا چایه بودی  
دست از دشمن پدیدار نیامدی ص ۱۳۳۷ و اصل از فاضل میتر فردی  
پس خداوند تعالی بپای خواست تا جوهر دوستی را اندر صدق خواست داشت  
خلق خود و درمای با اندر اندازد تا طالب آن بکم سوزی آن  
جان در خطر کند و اذن درمای جان شان نثار کند و بقر دریا فرد  
شود و موش به آید و حال دوتا به دی بس آید بخواستم که این  
اهل را مصلحت کنم تا از خوف طلال تو و نفرت طبع مانع من بود  
و هر مدتی را اندرین طریقت باین مقدار پندیده بود و الله اعلم بالصواب  
و اما الحزازیه تری خزانان بانی سید غراز کند رضی الله عنه و دی را  
در طریقت تصایف ازهر مست و اندر تجرید و انقطاع شانی بنظم داشت و  
ابتدا جدیت اهل حال فنا و بقا او کرد و طریقت خود را جلا اندرین دو

ص ۳۲۷



جرات منصرف گردانید اکنون من معنی آن بگیریم و غلط های آن کرده اندین بیاریم  
تا بدانی که نرسب دوی چیست و مقصود این طایفه ازین جرات متداول چیست

الکلام فی القضاء و البقاء

خدای عز و جل گفت مَا يَعْزِدُكُمْ يَتَّقُوا مَا يَعْزِدُ اللَّهُ بَاقِي و های دیگر  
گوید كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَ يَتَّبِعُهُ دُجْرُ الْجَلَالِ وَ الْأَحْكَامُ بِدَاكِهِ فَانٍ  
بقا جهان علم بمعنی دیگر بود و بدان حال بمعنی دیگر و ظاهر است که این  
طایفه اند هیچ جهات از جهات این طایفه متمیز تر ازان نبند که اندین  
جهت پس بقا بر زبان علم و مقتضای لغت بر سه گونه است یکی بقائی  
که مرتب اول دوی اند فانی است و مرتب آخر دوی هم اند فانی است چون این  
جهان که که تا ابتدا نبود و تا انتها نباشد و اند وقت باقی است و  
دیگر من ۳۳۸ بقائی که هرگز نبود و بود گشت و هرگز فانی نشود و آن  
بخت است و مدبر و آن جهان و اهل آن جهان و دیگر بقائی  
که هرگز نبود و هرگز نباشد و آن بقائی حق است و صفات دوی لم  
یول و لا یزال دوی با صفاتش قدیم است و مراد از بقای دوی دوام  
دعوت دوی است و کس را اندر اوصاف دوی با دوی شاکست نیست  
پس علم فانی آن بود که بدانی که دنیا فانی است و علم بقا آن  
بود که بدانی که حق باقی است چنانکه خدای عز و جل گفت وَ الْآخِرَةُ  
خَيْرٌ وَ أَلْبَنَى و این ها اشی بر درجه بالاتر گفته اند چه پیشا مهر صلی  
الله علیه و سلم بقای عمر آن جهان را فانی نباشد اما بقا د فانی حال  
آن بود که چون جمل فانی شود لا محاله علم باقی شود و چون مصیبت  
فانی شود طاعت باقی شود چون بنده علم و طاعت خود را حاصل  
کنند نعمت فانی شود بهای فکر معنی چون بنده معنی عالم شود و

ص ۳۳۸

بسم دوی باقی شود از جمل دوی فانی شود و چون از خلقت فانی شود بقا دوی  
باقی شود و این انقطاع اوصاف دوی باشد بقیام اوصاف محمود اما غیور اهل  
این کتب ما بین جهات باقی ای که یاد کردیم و افادت ایشان اندین  
بسم و حال نیست و ایشان فانی و بقا را بجز اندر درجه کمال اهل  
ولایت استحال کنند زیرا که از رنج نهاده رست نباشد و از یقین مقامات و  
تغییر احوال برسد و طلب اندر یافت برزیده و هر دیدنیما دیده و هر  
شبهه نیما شنیده و هر دلالتیها دل بدانته من ۳۳۹ و هر یانگیها سر یافته  
اندر یافت آن آفت یافت بود بریده و روی از جلو گردانیده قصد  
اندر مراد فانی شده و راه برزیده از دوری بیزار شده از معنی منقطع  
گشت و کرامات حجاب گشته مقامات سایه شده احوال چون آفت برزیده  
و من مراد از ظاهر بی مراد گشته مشرب از کل ساقط شده انس !  
موانع حدیث شده که گفت لَمَّا كَانَ مِنْ حُلَّتِ عَنْ بَيْتِهِ وَ بَحِثَ مِنْ حَيْ  
عَنْ بَيْتِهِ وَ اندین معنی معنی می گیریم

ص ۳۳۹

فَقِيَّتْ فَمَقَاتُ لَا يَفْقَدُ حَقَائِقُ

فَصَارَ حَقَائِقُ فِي الْأَوَّلِ حَوَاك

فَإِنَّا نَحْنُ الْبَدَنُ حَقِّ الْمَعَانِيهِ أَمَّا الْبَقَاءُ بِمَعْنَاهِ بَعْدَ بَقَا بَقَا بَقَا بَقَا  
اوصاف از آفت اوصاف فانی شده بهای مراد اندر فانی مراد باقی  
شود تا قرب و بعدش نباشد و وحشت و انس غایب شود و سر و  
فراق و وصل و محبت و محاسن و اصطلاح و اسرار و اطلاق و صفات  
و ارقام و د اندین معنی یکی از مشایخ گوید رحمه الله شعور  
و طراح مقامی لا الوجود حلقما سقست الله فی الوقت قویا و لا بعد  
فقیئت به حق فکان فی الهدی فهدأ ظهر الحق عند القضاء قصدا  
و در جمله فانی از چیزی جز بخت آفت آن و لقی اوقات آن درست

نیاید که هرگاه صحت است است که فاعل چیزی جز محجوب آن صحت آید  
 بر خلاف است و چنانکه چون گوی چیزی را دوست دارد گویند که من  
 بدان بانی ام و یا چیزی را دشمن دارد گویند که من بدان فانی ام و یا  
 که آن هر دو صفت طالب است و اعمد فاعل محبت و عدوت نیست  
 و اعمد فاعل بذلت و تفرقه و یا اگر دمی را ازین معنی فاعل افتاده  
 است و پندارند که این فاعل معنی فاعل ذات نیست گشتی شخص است  
 و این بقای آنکه بقای حق بنده پیوسته و این هر دو حال است  
 و اعمد حدوثان مودی و دیم که مودی بود تمیز و تذکیر و علم با  
 من ازین معنای که چون نگاه کردم وی بود فاعل را نمی شناخت و بقا را  
 می دانست و قدیم را از صحت فرق نمی توانست کردن و از حال این  
 طالبه بیارند که فاعل نیست مودی دارند و این ملاحظه بجان بود که هرگاه  
 فاعل اجزای طبیعت و انتفاع آن بعد باشد بر این غلطان بعد  
 گشتم که بین فاعل می خواهید اگر گویند فاعل این حال بود و اگر  
 گویند فاعل صحت بعد داریم فاعل معنی بقای معنی دیگر که حال هر دو  
 صفت بنده باشد و حال باشد که کسی بصفت غیر تقایم باشد و  
 مذهب استواریان از بهمان و تصدیق است که گویند مذهب رضی الله  
 عنها بمجاهدته از کل اوصاف ناموس فاعل حق و بقای لاصق به پیوست  
 و وی جان بقا یافت باقی شد بقای اله و عیسی نتیجه آن بود  
 و اصل ترکیب عیسی صلوات الله علیه از بهاء الهیست بود که بقای وی  
 تحت بقای الهیت بود پس وی را مادرش را بخواند هر سه باقیات  
 اند یک بقا که آن تقیم است و صفت حق است و این جمله موافق  
 است هر قول در ۳۴۱ خواجه را از بهر محبت و مشبه که  
 ذات خداوند را عمل حوادث گویند و هر تقیم را صفت حدوث بعد دارند

ص ۳۴۰

ص ۳۴۱

گشتم تا این بود که هر صحت عمل تقیم بود و چه تقیم عمل محبت و چه تقیم  
 را صفت حدوث بود و چه صحت را صفت تقیم و بواز این مذهب هر باشد  
 و دلیل صحت عالم را باطل کند و هیچ مصنوع را صانع تقیم باید گفت و یا  
 هر دو را صحت با متزاج خلق یا تا خلقی و حلول تا خلق مخلوق و این  
 خزان مر لسانی را پندار است که چون تقیم را عمل حوادث گویند و یا حدوث  
 را عمل تقیم تا صانع و صانع را تقیم باید گفت چون بهر حال ضرورت گردد  
 حدوث صانع پس صانع را نیز حدث باید گفت که عمل چیزی چون بین  
 چیز بود چون عمل حدوث بود باید که حال هم حدوث بود پس بین جمله  
 لازم آید که حدث را تقیم باید گفت و یا تقیم را حدث و این هر  
 دو صفات بود و در جمله هر چیزی که چیزی معمول و مقرون و متحرک و  
 متزاج بود حکم هر دو چیز چون یکی بود پس بقای با صفت با صفت  
 و فاعل با صفت با و اعمد تخصیص اصوات با بقای با چون فاعل با  
 بود و فاعل با چون بقای با پس فاعل معنی بود بقا و صفت دیگر  
 و باید اگر کسی جرات از فاعل کند که فاعل را بعد تعلق نباشد و یا  
 بود و اگر از بقای که فاعل را بعد تعلق نباشد هم بود بود  
 که اعمد از این فاعل فاعل ذکر غیر بود و بقای ذکر حق من فاعل من  
 اعمد بقا با اعمد هر که اعمد فاعل شود (ص ۳۴۲) اعمد حق باقی شود (از آنچه  
 مراد از فاعل فاعل است و اعمد حق باقی است چون تقیم اعمد فاعل باشد  
 مراد از فاعل فاعل شود و قیامت بقا بود و یا چون متصرف مراد حق  
 باشد اعمد حق باقی بود قیامت بقا بود و یا شأن این چنان بود که  
 هر چه اعمد سلطان آتش اعمد بقمر دی بصفت دی گردد پس چون سلطان  
 آتش و صفت شی را اعمد شی تبدیل کند سلطان ازادت حق از سلطان  
 آتش علی تر تا این تصرف آتش اعمد و صفت آهن است و لیکن بین

ص ۳۴۲





فزون این علم طریقت و مناقب اشهر ائمه است که گنیت آن نا احصا توان کرد  
 و در جمله موی و صورت و بندگان و عین نفس بوده است و در عرض از تابلت  
 شعرات نفسانی و شمیم که چهار صد مجاز کرده بود و آن زمان بود که  
 دی از آن ایام ملک بوده و چون آنکه در موم شیراز بود تقرب عظیم کرد  
 و چون عایش بزرگ شد به مدت ملک که در زمان او بود و غرض آنکه  
 با وی عقد کند و وی آن را کردی و قیل القول فلاق دادی و آن  
 چهل تن پسران و دختران و مردگان و سرگان خداوند تراش دی بود  
 در ۱۳۵۰ و یکی از ایشان با وی چهل سال صحبت بود و آن  
 دختر دیری بود و شمیم از شیخ را از آن علی بکران شیرازی رضی الله  
 عنده مدتی از زمانی که حکم دی بودند گروهی جمع بودند و هر  
 یک از وی حکایت می کرد که در آن عشق شد که ایشان  
 شیخ را اندر غلظت حکم اجاب شعرات هرگز نمیدادند و در ایام  
 اند دل هر یک پدید آمد و تشبیه شد و پیش از آن هر  
 یک پنداشت بودند که آن بانی مخصوص است گفتند از دست صحبت  
 دی بجز دختر و پسر ندارد که سالها است تا آنکه صحبت و بیست و  
 دوازده سال بود که دوست بود کس را از میان خود از آن پس اختیار کرد و  
 در فرستاده که شیخ را با خود از ایام بیشتر بود دست و پا را  
 را از دست صحبت دی آگاه کسی دی گفت که چون شیخ را از آن  
 حکم خود آورد کسی بیامد که وی را از مشب بخاوند خواهد آمد  
 من خودی های خوب ساختم و در غایت و در سبب خود را بگفت که درم  
 چون بیامد طعام بیامدند و آنرا بخواند و زمانی آنکه من می گریست و  
 زمانی آنکه طعام آگاه دست من بگرفت و با تینی خود آمد و آورد و از  
 پندار وی تا آنکه آن اندرون حکم پانزده عقد و افتاده بود گفت ای

ص ۳۴۵

دختر دینی پس که این پنج عقد ساخت گفتا پیر پیش گفت ای  
 تب و شدت مهر است که گم است است که از چنین موی و  
 چنین طعام مهر کرده ام این گفت و برخاست و بیشترین گشتی ای دی  
 با من این است و طرز نصب او اندر نصب تعویذ غیبت و  
 عقد است و مهارت ادا کند و من بمقدار امکان در ۱۳۵۰ در آن زمان  
 کنم انتقام الله تعالی

ص ۳۴۶

الکلام فی الغیبه و الحضور

و این بدست است که در شان چون کس بود اندر بین بنی مشهور آگاه  
 متفاد نماید و جمل است در متداول اندر میان ارباب اللسان و اصل  
 معنی پس مراد از حضور حضور دل بود و بدلات یعنی تا حکم نمی وی  
 با چون حکم یعنی گردد و مراد از غیبت غیبت دل بود از دل حق  
 تا غی که از خود غایب شود از غیبت خود غایب شود تا غیبت خود از خود غایب شود  
 و علامت این احوال است حکم مهم چنانکه از حرام می معصوم  
 باشد پس غیبت از خود حضور بحق بود و حضور بحق غیبت از خود  
 چنانکه هر که از خود غایب بود بحق حاضر بود و هر که بحق حاضر  
 از خود غایب بود پس ملک دل خداوند است چون بفرقی از بدبایات  
 حق حق و حق مراد دل طالب را به قصد گردانید غیبتو دل نزدیک وی چون  
 حضور گشت و شرکت و قسمت بر قامت و اخافت بود منقطع شد چنانکه  
 یکی گوید از شاخ رضی الله عنهم شعرات

ولی خدای و انت مالک و ملا شویک فیکت و تقسم

چون دل مرا جدا از مالک نباشد اگر غایب داند یا حاضر داند اندر تعویذ  
 وی باشد و اندر حکم نظر بین جمع جمله برهان مدون اجاب نیست اما



چون فرق افتد مشایخ کرامت رضی الله عنهم از طریق سخن است گروهی حضور را  
مقدم دارند بر غیبت و گروهی غیبت را بر حضور بپاگاهند و هر دو در فکر  
میان کریم بالا میروند و هر دو به بقای اوصاف نشان بدهند و غیبت و  
حضور هر دو بقای اوصاف پس این امر از آن باشد اندر تحقیق و آنکه غیبت  
در ۱۳۴۷ م مقدم دارند بر حضور آن این اصطلاح است و در حسین بن  
منصور و ابو بکر شبلی و بدار بن الحسین و ابو حمزه بغدادی و ابن سنان  
صحت و جماعتی از عارفان گرفته که حجاب انظم اند راه حق توی پر  
تر از تو غایب شدی نکات شفاف هستی استرا اندر تو فانی شود او فاعدا  
بزرگار گشت مقامات مریدی بعد حجاب تو شد و سوال و طالبان بعد از آنکه  
تر گشت اسرار زبان و تار شد مشبهات اند حقیقت خود شد چشم از  
خود و رایت غیر خود فرو برد و علامت شد اوصاف بشریت الله مقرر خود بشود  
قرینت بر صورت شود و صورت این چنان شد که خداوند را بعد حاصل غیبت  
تو مرا ترا از پشت آدم بیرون آورد و کلام عزیز خود مرا ترا  
بشنوید و در خلعت توحید لباس مشاهدت مخصوص گرداید و کلام از تانود  
غایب بودی بحق حاضر بودی بی حجاب چون بعثت خود حاضر شدی  
او نزدیک غایب شدی پس نه عاقلان تو اندر حضور گشت و این  
است معنی قول خدای عز و جل و لقد یشتنبوننا فنادی کما خلقناکم  
اقل و مشقوبه و انما حدثنا بحسب ما یبذل و به عمل این جدا شد و الا  
حق عداد و معدن قصد و ابو محمد جیری و حسری و صاحب ذهب  
محمد بن غیبت رضی الله عنهم با جماعت دیگر بر آنند که حضور را مقدم اند  
غیبت گرفته اند آنچه همه جاهلان اندر حضور است و غیبت از خود  
ساخته باشد مخصوص حق و چون چشیده آری و در آن گرفته پس هر  
که اندر خود غایب باشد و حاله حق حاضر بود و فاعدا غیبت حضور است

ص ۳۳۷

در ۱۳۴۸ م و در غیبت بی حضور چه اندر باشد و اندر چه گشت باشد  
مقصود این غیبت حضور باشد و چون مقصود موجود شد غایت اساقط  
شد شعر

یمن الغائب من غایب من الغائب اما الغائب من غایب من الغائب  
ولین الغائب من یمن له مراد اما الغائب من یمن له مراد

حق استقامت به الحاد

و غایب آن بود که از شعر و ولایت غایب بود غایب آن بود که از  
کل ابدات غایب بود ابدات حق ابدات دی آید و حاضر آن بود که از ابدات اشیاء بود  
بلکه حاضر آن بود که از ابدات اشیاء بود و ابدات غایت اشیاء  
عینی بود و آرایش با صراحت و اندرین معنی دو بیت یکی را از  
مشایخ رضی الله عنهم شعر

من لم یکن یلک فلیما فی نفسه من الهمی بالانس و الإحسان  
فکافه بیکه اللطیف فافقت لیسان حق و الحسب انکاب

و مشهور است که یکی از مریدان قدس القدر قصد زیارت یزید کرد چون  
در صومعه وی رسید و در آنجا رسید و یزید گفت ای کمالی غرضی  
گفت یزید را که گفت یزید که باشد که کما ست او چه چیز  
ست و سخن از آنکه است که یزید را جمع و بیافهم چون  
آن کس با گشت و حال با قدس القدر گفت دی گفت ای یزید  
یزید ذهب فی الذاهب الی الله یکی نزدیک آمد و گفت یک زمانی  
من حاضر شد تا سخن چند با تو بگویم بیلید گفت ای جوهر  
تو از من چیزی می طلبی که در گاه است که من همان می  
طلبم سالحا ست تا می خواهم که یک نفس بحق حاضر باشم می توانم  
اندرین در ۱۳۴۹ م کرامت تو چون حاضر توام شد پس اندر غیبت

ص ۳۳۹

و غشت مجاب باشد و در اندک حضور راحت گشت و اندر احوال گشت خند چون  
مجاوب باشد و اندرین معنی شایع را و میر و رحمت الله علیه بگوید شعور

تقشع غیم البصیر عن غمیر الحب

و استغفر الله العیوب عن ظلمة الغیب

و اندر فرق این مشایخ این لطیف است خالی و اندر روی ظاهر تالی این  
جملات بحکم نزدیک نماید یعنی هر حضور بحق و چه غیبت از خود که مراد  
از غیبت حضور است و اگر از خود غایب نیست بکن حاضر نیست و  
اگر حاضر است غایب است چنانکه چون جوع یاقوت صوات الله علیه اندر  
حال وجود ظاهر من بجهت بود بلکه اندر حال از خود غایب بود و لایزم حق  
تعالی این جوع را از من بجهت بود چون گفت فیض الفیض و خداوند  
گفت ایضا حکایت صید و این حکم بین اندرین تقسیم بیان است و یک  
کسی تا زمانی که از اینجهت می آید رحمت الله علیه که گفت بدو گاهی چنان بود  
که اهل آسمان و زمین از حیرت من می گریستند و از چنان شد که من  
غیبت ایشان می گریتم کون از چنان است که در ایشان خبر دادم و در  
از خود را این اشیائی بیک است و بحضور نیست معنی غیبت و حضور و  
فقر یا عدم تا هر مسک فقیران دانست باشی و هم بدانی که مراد این  
قسم از غیبت و حضور چه باشد که شرح و بسط این مر کتاب را مطلق  
نگویند و در مصنف من اندرین کتاب اختصار است و با شرف التوفیق

ص ۲۸۰

و اما السیاقیه در ۱۵۰ بدانکه بیاتران تالی بابی التمس بیکری کنند و می  
الهم مو بود اندر هر علم و صاحب اب یک واسطی بود و امروز اندر نا  
و مو از اصحاب دی طه دی بسیار و هیچ مذهب اندر تعقیق بر حال  
خود فاعده است و اما مذهب دی که هیچ وقت بود و یا نا از مقتضای  
خالی فاعده است که صاحب دی با در اقامت مذهب دی رعایت می کرده

لی یزنا هذا هو حر اهل النار و اهل الجحیم و اهل النار و اهل الجحیم  
بلیف است و این سخن ایشان میان یکدیگر جابجا بوده است و از من بعضی  
اذان نامها دیده ام بود و سخت خوش است و عبارات ایشان بنا بر  
جمع و تفرقه باشد و این لفظی است مشترک میان جمیع اهل علوم  
و هر گروه اندر صنعت خود مرین لفظ را کار بندند و تقسیم عبارات  
خود را تا اما در هر یک از اذن چیزی دیگر است چنانکه طایفان از  
جمع و تفرقه اجتماع و افتراق اعداد خواهند و نویان اتفاق اسمی نوی  
و افتراق معانی آن و اتفاقا جمع تیاس و تفرقه صفات نفس و یا جمع  
نفس و تفرقه تیاس و این میان جمع صفات ذات و تفرقه صفات فعل اما  
مراد این عاقل بدین نه بود که یاد کردم اما من اکنون مقصود  
این طایفه را بدین عبارات است اختلاف مشایخ ایشان اندرین بیارم تا  
حقیقت این را معلوم شود و مقصود هر گروهی از مشایخ بجمع و  
تفرقه را معلوم گردد و الله اعلم بالصواب

الكلام فی الجمع و التفرقة

جمع کرد خدای عز و جل (ص ۲۸۱) حق را اندر دولت خود چنانکه  
یاد کرده که و الله یتدعنا الی صفاته السلام آن گاه بیان فرق کرده اند  
حق هدایت و گفت یغنی من یشاء الی و صراط مستقیم بود را بخواند  
از روی دولت و گروهی را اندر بحکم اظهار خشیت و جمع کرده و  
بود تا زبان فرمود و فرق کرده گروهی را بخواند ملود کرده و بعضی را  
با توفیق مقبول گردانند و نیز جمع کرده و فرق کرده و گروهی را عصمت  
داد و گروهی را میل است بدین معنی حقیقت ستر جمع معلوم و مراد  
حق باشد و تفرقه اظهار امر و نهی چنانکه ابراهیم را صوات الله علیه فرمود



که میر اسامیل ما بفرمود خواست که بنمود اینها ما بجهت آنکه  
 و خواست که کلام و حکم ما گفت که گفتیم خود و خواست که بنمود و  
 این بیدار است الجمع ما جمع ما بصله و التفرقة ما فرق ما بصله و این  
 انقطاع احوال باشد و ترک تصرف خلق امر اثبات احوال حق و این  
 مقادیر که بطلان گردیم و انقضای حق و تفرقة احوال است و امر اهل معرفت بدون  
 مستولم یا مشایخ این ملائمت و اثر بیدار این اندر اشتغال این عبادت مستغنی  
 گردی بر توحید باشد گردی بر معرفت و گردی بر انحال آنکه بر توحید دارند گویند که جمع ما و مدبر است  
 یکی اندر احوال حق و دیگر اندر احوال بنده آنچه اندر احوال حق است آن سیر  
 توحید است کسب بنده ازل منقطع و آنچه اندر احوال بنده است آن  
 عبادت از توحید است و ۱۳۵۲ بعد از عینیت و صحت طریقت و این  
 قول که علی بودی است و حق الله علیه و گردی دیگر گویند که اندر احوال  
 باشد که جمع صفت حق است و تفرقة فعل دی و کسب بنده احوال  
 منقطع از آنچه اندر الحقیقت دی را مانع نیست پس جمع ذات و صفات  
 دی ما است از آنچه الجمع التفرقة فی الاصل بود و جز ذات و صفات دی  
 بقسم مساوی باشد و اندر افتراق نشان بهمان توفیق خلق جمیع و  
 معنی این آن بود که دی ما تعالی صفاتی حکیم است و دی بدان  
 مخصوص است و قیام آن دوست و اختصاص وجود شان به دی و  
 صفات دی و نباشد که اندر وحدانیت دی فرق و عدد را نیست و  
 بین حکم جمع و معنی جدا نباشد  
 اما التفرقة فی الحكم و این احوال عدل است تعالی که هر اندر حکم  
 متفرق اند یکی را حکم وجود است و یکی را حکم عدم اما مدعی که ممکن الوجود  
 باشد یکی را حکم فنا و یکی را حکم بقا یا گردی دیگر که بر علم ندارند  
 گویند الجمع علم التوحید و التفرقة علم الاحکام پس علم اصول جمع باشد و

۳۵۲ ص

ازان فروع تفرقة و مانند این نیز گفت است یکی از مشایخ روح الله علیه  
 یجمع ما یجمع علیه اهل العلم و التفرقة ما التفرقة ما بصله و این  
 تفرقة را نعم الله و وجههم اندر جمادی عبادت و برموده شان مراد بنظر تفرقة  
 کتاب است و آنچه مواهب یعنی عبادت و مشاهدت پس آنچه بنده اند  
 را و عبادت بدان پیرایه و باده و تفرقة باشد و آنچه صفت طریقت است  
 هدایت حق و ۱۳۵۳ تعالی به بنده جمع بود و حق بنده احوال بود و ۳۵۳  
 که اندر احوال تعالی بود و احوال امکان عبادت و امکان حق احوال و فعل و  
 خود را گردانیده احوال بنده ما و انوار احوال حق و مستغرق در واجب و  
 عبادت ما در جناب هدایت معنی پس حق قیام وی بحق باشد و دی  
 تعالی ثابت احوال و این یعنی وکیل احوال و احوال و فعل و احوال  
 بحق بود تا از نسبت کسب خود رسته گردد چنانکه پیشتر معلوم  
 اند علیه و علم ما را خبر داد از جبرئیل و جبرئیل از خداوند تعالی  
 چنانکه لا یزال جلی یقترب الی بالاعمال معنی است خدا همیشه حکمت  
 له یسأل به صراطه و یسأل به صراطه و یسأل به صراطه و یسأل به صراطه  
 یسأل به صراطه و یسأل به صراطه و یسأل به صراطه و یسأل به صراطه  
 خود رسایم و حق وی را اندر وی باقی کنیم و نسبت وی را احوال  
 بر داریم تا ما بشود آنچه بشود و ما گویند آنچه گویند و ما بیدار آنچه  
 بیدار و ما گویند آنچه گویند یعنی را اندر ذکر ما مطلوب ذکر ما بشود کسب وی  
 از ذکر وی فنا شود ذکر ما سلطان فکر وی شود نسبت او نیست از  
 ذکر وی منقطع شود پس ذکر وی فکر ما باشد تا اندر حال غیر  
 بدان صفات گردد که باقی گفت و سخنان سخنان و اعظم شأنی و  
 آنکه گفت نشانه گفتار وی و گویند حق و در مملکت گفت علی الله  
 علیه و علم الحق یسأل علی لسان همه حقیقت این چنان بود که چون تقریر

از حق بگوید آدمی در سلطنت دین ۱۲۵۴، خود ظاهر کند که در حق دینی و دیرا  
 از حق بگوید تا خلق را این بگوید که در سلطنت دین ۱۲۵۴، خود ظاهر کند که در حق دینی و دیرا  
 تمایز است و این است که در حق دین ۱۲۵۴، خود ظاهر کند که در حق دینی و دیرا  
 اندک چیزی حاصل نمی شود و این است که در حق دین ۱۲۵۴، خود ظاهر کند که در حق دینی و دیرا  
 باشد که در حق دین ۱۲۵۴، خود ظاهر کند که در حق دینی و دیرا  
 فعلی که در حق دین ۱۲۵۴، خود ظاهر کند که در حق دینی و دیرا  
 گردد آن گاه این درج را جمع خوانند چنانکه رسول صلی الله علیه و سلم مستغرق  
 و محبوب بود و فعلی که در حق دین ۱۲۵۴، خود ظاهر کند که در حق دینی و دیرا  
 دفع کرد و گفت که این فعل می بود و فعل تو هر چند که تعلق فعل  
 تو بودی و ما در حق دین ۱۲۵۴، خود ظاهر کند که در حق دینی و دیرا  
 اندر دینی و این است که در حق دین ۱۲۵۴، خود ظاهر کند که در حق دینی و دیرا  
 داده و علیه السلام حاصل می شود و این است که در حق دین ۱۲۵۴، خود ظاهر کند که در حق دینی و دیرا  
 داده و علیه السلام حاصل می شود و این است که در حق دین ۱۲۵۴، خود ظاهر کند که در حق دینی و دیرا  
 بیان می شود و این است که در حق دین ۱۲۵۴، خود ظاهر کند که در حق دینی و دیرا  
 حادث شده و این است که در حق دین ۱۲۵۴، خود ظاهر کند که در حق دینی و دیرا  
 بی افت پس چون فعل دینی ظاهر گردد بر آدمی و از این  
 انحال آدمیان لا محاله قائل آن افعال حق بود فعل جلالت و اجمار  
 و کلمات بلا دین مقرون بود پس افعال مستند بود تفرقه باشد و  
 ناقص حادث شده و این است که در حق دین ۱۲۵۴، خود ظاهر کند که در حق دینی و دیرا  
 و این است که در حق دین ۱۲۵۴، خود ظاهر کند که در حق دینی و دیرا  
 در حق دین ۱۲۵۴، خود ظاهر کند که در حق دینی و دیرا  
 و این است که در حق دین ۱۲۵۴، خود ظاهر کند که در حق دینی و دیرا  
 کرامت برادر و فعل خود را بدیشان افاضت کرد و از این ایشان را

بود و این در حق دین ۱۲۵۴، خود ظاهر کند که در حق دینی و دیرا  
 این است که در حق دین ۱۲۵۴، خود ظاهر کند که در حق دینی و دیرا  
 من تطلع المؤمن فقد اطاع الله پس مجتمع باشد اولیای دینی با سرور و منفرد  
 باشد با محبت و این است که در حق دین ۱۲۵۴، خود ظاهر کند که در حق دینی و دیرا  
 اقامت نمود و این است که در حق دین ۱۲۵۴، خود ظاهر کند که در حق دینی و دیرا  
 اندر حال حق شعر  
 قدر تحققت امری قتلهاک انسانی فاجتمعنا المعانی و افتقرنا لسمانی  
 فلیس غیبک التعلیم عن لفظ حیدر فلقه حبیبک الوجد من الرشد انانی  
 اجتماع السور را جمع گفته است و این است که در حق دین ۱۲۵۴، خود ظاهر کند که در حق دینی و دیرا  
 تفرقه هم در اندر خود نشان کرده است و این است که در حق دین ۱۲۵۴، خود ظاهر کند که در حق دینی و دیرا  
 این سخن لطیف است و این است که در حق دین ۱۲۵۴، خود ظاهر کند که در حق دینی و دیرا  
 فصل  
 اندر اینجا طایفه که مست بران و از ان گردی که گردند انوار حق  
 نمی تفرقه باشد از انچه متفاد که چون سلطان هدایت مستولی شده ولایت  
 کسب و هدایت ساقط شود و این است که در حق دین ۱۲۵۴، خود ظاهر کند که در حق دینی و دیرا  
 و آگاهی کسب و هدایت بود هرگز آن ان باشد با قاطع نشود از انچه  
 حق از تفرقه جدا نیست چون نور از آفتاب و عرض از بحر و  
 صفت در حق دین ۱۲۵۴، خود ظاهر کند که در حق دینی و دیرا  
 حقیقت و یافت از طلب هم جدا نباشد تا باشد که هدایت  
 مقیم بود و باشد که غرر تا آن که هدایت مقیم بود بر دینی  
 مشقت زیادت بود از انچه هدایت نیست بود تا آن که هدایت  
 بود و دینی برنج و کشت نباشد از انچه هدایت نباشد و کشت









نیست و در آن روز جزای بندگان را بپیماید و چهار هزار و اندک روح را بکشد  
که طایفه ای بودند که در قارص زمین مقادیر لغت می کردند و اندک کتب  
دی که مستغنیان و بیست و پنج حقیقت نیست و من که علی بن عثمان البلیانی  
ام می گویم که من ندانم که قارص و این سلطان که بودند و چنانچه  
آیا هر که قابل باشد بتکالیف که بخلقت تو حید و تحقیق می روی را  
اندر این هیچ نصیب نباشد و چون آید که اصل است منکم بود تعزیرات  
که فرج و نیکو آن است ولی تر که با فعل باشد از آنچه انقدر کرامات  
و کشت کرامات بجز به اصل این بود تو حید صورت می بداند و کسانی  
ما که غلطی اندر روح افتاده است و من اکنون بکار احکام آن  
با بیان کنم به قانون سنت و مقالات و مضامین و بیانات خاصه انزان  
پیام تا ترا آگاه شد پس وقت باشد که اندکی قضا بسیار است و  
باشد التوفیق

الکلام فی الروح

بدانکه اندر هستی روح علم ضرورت است و اندر بگوئی او قتل عاجز  
و هر کسی از عا و عا و عا و عا است (ص ۳۴۴) بر حسب تپاس  
خود اندران چیزی گفته اند و امانات گفته ما نیز اندران سخن است  
و چون کفار قریش بتعلیم جمودان و نضر بن الحارث را بفرستادند تا  
از رسول صلی الله علیه وسلم کیفیت روح را پرسید و ماهیت آن خواهند  
تعالی تحت زمین آن را اثبات کرد و گفت وَ یَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ  
انظره قدم آن را از وی نفی کرد و گفت قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّی  
و رسول صلی الله علیه وسلم گفت الانوار چون بحدیثه فما تعارف منها  
ایتلاف و ما تناکر منها اختلف و باینکه این دلایل بسیار است بر هستی آن

ص ۳۴۴

فی تعزیرات اندر بگوئی آن پس گردی گفتند که روح هو الحیوة التي هی  
بها المجد روح آن زنده گی است که تن بدان زنده بود و گردی  
از حکیمان نیز برین اندر بدین معنی روح یعنی بود که بمران بدان باشد  
پیران خدای متعالی و جل و عظمی تألیف و حرکت اجتماع بود از وی است  
و نام این ان اعراض که بدان شخص از حال بحال می گردد و گردی  
دیگر گفته اند که هو غیر الحیوة و لا وجود الحیوة الا جمعا حکما لا  
یوجد الروح الا مع البنیة و ان لا یوجد احدهما دون الاخر کالامر و  
السلطان لانهما شیان لا یفتقران روح معنی است بجز حیوة که بعد از آن  
بی حیوة بود نباشد چنانکه بی شخص منزل و یکی ازین دو یکی دیگری نباشد  
چنانکه مدد و علم و برین معنی هم عرض بود چنانکه حیوة و باز جمود  
مشایخ و بیشتر از اهل سنت و جماعت (ص ۳۴۴) برانند که روح  
معنی است و معنی که تا وی بحال موصول است به جاری عادت  
خدای تعالی اندران قالب حیوة می آفریند و حیوة آدمی صفت است  
و معنی بدان است آقا روح مودع است اندر بعد وی و در دنیا  
باشد که وی از آدمی جدا شود و وی زنده ماند حیوة چنانکه اندر حال  
خواب وی بود و حیوة کاند آقا بدان نباشد که الله حال نفی وی  
علم و قتل کاند از آنچه پیغامبر صلی الله علیه وسلم گفته است که اندران  
شهادان اندر حواصل میباشند و لا محالنه باید بشنا این معنی باشد و  
پیغامبر گفت صلی الله علیه وسلم الانوار چون بحدیثه فما تعارف منها  
ایتلاف و ما تناکر منها اختلف و باینکه این دلایل بسیار است بر هستی آن  
لطیف که بیاید بفرمان خدای متعالی و جل و عظمی بفرمان وی و پیغامبر  
گفت صلی الله علیه وسلم اندر شب سراج آدم و یوسف و موسی  
و هارون و عیسی و ابراهیم و ان صلوات الله علیهم اجمعین

ص ۳۴۴

اندر آسمان ما دیم لا محاله آن ارواح ایشان بود و اگر روح مضی بودی  
 بود تقییم بودی تا آنکه حال هفتی مرتبه آن را متوالی و در آن که بود آن  
 را محلی باید که دی و ماضی آن محلی بود و محلی آن خواهی بود و  
 جوامع موات و کثیف پس معلوم شد که لطیف جسم باشد و چون جسم بود  
 باید الزام بود اما بچشم دل و لذا باشد که در ماضی بود باشد و روا  
 باشد محلی که باشد و در ایشان را که در آن باشد باشد چنانکه آنها  
 بدان ماضی است و در آن بود و در آن (۳۶۴) ایشان را ماضی ماضی باشد  
 چنانکه گفت علی السجده و آنکه ماضی ماند این ها اختلاف طریقه که ایشان  
 روح را تقییم گویند و در آن را پیرستند و فاعل اشیاء و مبدی آن بود  
 و در آن ماضی و آن را روح الله خوانند و علم بذات او را ماضی  
 خوانند و منقلب از شخص شخصی دیگر و به هیچ شصت که خلق را  
 افتاده است چندان اختراع نیست که بدین شصت ازان جمله نصاری  
 باین اندیشه هر چند که تبهات خلافت این کلام و ماضی ماضی و جنت و این  
 و این ماضی از آن است که اختراع شیعیان و ماضی ماضی از این است و  
 این در گروه ماضی نیز بدین شصت تقییم و هر گروهی از این جمله که  
 یاد کردیم درین قول ما ماضی دادند و براین ماضی کنند گویند با  
 این جمله که بدین لفظ قدم چ می خواهید بحث متقدم اند و بعد  
 و یا تقییم همیشه اگر گویند که بدین قول مراد بحثی است متقدم  
 از وجود پس در آن اختلاف است که ما تا عالم روح ماضی  
 بحث می گوئیم با تقدم و بحث بر وجود شخص که پیغامبر گفت صلی  
 الله علیه و آله و سلم الله متعالی خلق الانبیاء قبل الاجساد و چون بحثی  
 کنی درست نشود لا محاله ماضی ماضی بود و این یک جنس  
 بود از خلق غایب بود و محلی که جنسی دیگر می پیروند و اندر پیوستن

ص ۲۷۳

ص ۲۷۵

ایشان یکدیگر خداوند تعالی حیاتی حاصل می آمد به تقدیر خود یعنی ارواح جنسی  
 از غایت و ارواح جنسی دیگر چون تقدیر بجات حیاتی (۳۷۵) کند فرمان  
 دهد تا روح بعد پیروند زمانی اندر و حاصل آید اما کشتن می از شخص  
 شخص روا نبود اما آنچه بر یک شخص را دو جات روا نباشد یک روح را  
 هم دو شخص روا نباشد و اگر چهار بدن تافن بودی و رسول اندر اند  
 صادق بودی و مقتول روح بعد بجات نبود و اگر مقتول بودی و مقتول  
 و اگر گویند که مراد ما بدین قول تقییم همیشه است گوئیم بخود تقییم است  
 یا بپیر اگر گویند تقییم تقییم بنفس است گوئیم خداوند عالم دوست یا نه  
 اگر گویند که خداوند عالم دی نیست اشیاء تقییم دیگر باشد و این قول مقتول  
 نیست که تقییم محدود باشد و درود و ذات یکی قد دیگری باشد و این  
 حال بود و اگر گویند که خداوند عالم ست گوئیم پس دی تقییم ست و  
 حق محدث حال باشد که محدث را با تقییم امتزاج باشد یا اتحاد و  
 یا ملل و یا محدث مکان تقییم آید و یا تقییم حال او باشد که هر  
 چیزی پیروند چون دی بود و در اصل و فصل بود بر ماضیات روا نبود  
 که اینها یکدیگرند تعالی الله عن ذلك علوا کبیرا و اگر گویند که بخود تقییم  
 نیست و تمام آن بپیرست از دو بیرون نیست یا ماضی باشد یا مضی  
 اگر مضی گویند لا محاله اند محلی باید گفت یا اند لا محاله اگر اند محلی  
 گویند محلی آن چون دی بود و هم تقدم از هر یک باطل شد و اگر اند  
 لا محاله گویند محلی باشد که چون مضی بخود تقییم نبود اندر لا محاله مقتول  
 نباشد و اگر گویند ماضی است تقییم چنانکه حلالان و تناسخ گویند و آن  
 صفت را صفت حق خوانند محالی باشد (۳۷۶) که صفت تقییم حق مر  
 خلق را صفت گردد و اگر روا باشد که بجات دی صفات خلق گردد هم  
 روا باشد که قدرتش قدرت خلق گردد آنگاه صفت بر صفت تقییم بود پس چگونه

ص ۲۷۶



مشت توفیق را موصوفت حضرت پس لا محاله توفیق را به محض توفیق نباشد  
و قول الله انهم باطن است و روح حقوق است لا یزول حق تعالی است  
و هر که بگوید این گویید مکاره ایمان باشد و هر که بگوید توفیق فرق برانداختن  
و مکاره نباشد که دلی اندر صحت ولایت خود باوصات حق تعالی دارد و  
بجاء الله که خدای تعالی ما را از بدعت و خطر حفظ گردانیده است لا اهل  
داده که بمان نظر و استدلال کردیم و ایمان داد تا وی را بشناختیم  
مدی که آن بختی موصول نباشد که هر قنای اندر برادر نیم ناقصی  
متمول نباشد و چون ظاهران این حکایت از اهل اصول بشنیدند چنانچه  
که همه متعقوف را اعتماد ایست تا بقوله بزرگ و عمران واضح از  
جمل این احمد بحوب گشتند و لطیفه ولایت حق و واضح و لایح ربانی بر  
ایشان پدیدار شد از هر آنکه بزرگان و اعدای حق را در حق تعالی چون قول  
ایشان بود و قبول ایشان چون رده ایشان و الله اعلم بالصواب

فصل

یکی گوید از مشایخ رضی الله عنهم روح فی انفس کائنات فی النعم فاعلم خلقة  
و النعم مصنوعة جان اندر حق چون آتش است اندر انگشت و آتش  
حقوق و انگشت مصنوع و قدم جز بر ذات و صفات خداوند روا نیست  
و الا مشایخ رضی الله عنهم در ۱۳۷۷ از بزرگ واسطی فرموده است که اگر  
روح بیشتر سخن گفته است و از وی می آید که گشت اللطاح علی عشرة  
مقامات چنانچه در مقام توفیق اندر حضرت جان فاعلم انهم  
قلبی و در آنکه با ایشان چه خواهند کرد و دیگر جان پارسا فرزندان  
که اندر آسمانها دنیا بخواریش اعمال شادمان می باشند و بطاعت حق  
گشت و بقوت آن می روند و میوم جانها مریدان که اندر همان چهرم

ص ۳۷۷

اند اندر وقت صدق و نقل اعمال خود را ملایم می باشند چه در اهل  
نعم که اندر تقابلی که اندر عرش آویخته اند که اندر ایشان رحمت است و آتش  
ایشان لطف و قوت پنجم جان حقایق اهل وقت اند که اندر حجاب صفات تمام  
اصطفا طرب می کنند ششم جان های شصتداند اندر اصل مرقان اندر بهشت  
که اندر بیاض آن آنگاه که خواهند می روند گاه و بی گاه منتقم جان های  
مشتاقان که اندر حب اوار صفات بر بساط ادب قیام کرده اند ششم جان های  
عارفانند که اندر حظایر قدس که با داد و تبارگاه سخن خداوند می شنوند و اماکن  
خود اندر بهشت و دنیا می بینند پنجم جان های توفیق اندر که اندر مشاهده  
جمل و مقام کشف مستغرق شده اند و در وی مانده اند و هیچ چیز  
نیارند و هم جان های در ایشان اندر که اندر حلقه مقدر شده اند و اوصاف  
شان بطل شده و احوال متغیر شده و از ایشان می آید که ایشان آن  
را دیده اند هر کسی بعد از ۱۳۷۸ و این دعا باشد از آنچه گفتیم که آن  
موجود است و جسم لطیف باید که مرئی نباشد و چون حق تعالی خواهد بنماید  
بنده را چنانکه خواهد از من می گویم که علی ایضا شمشیر الهی نام که جلوه  
زندگی ما بخداوند است و پایداری اندر دنده و عاشق با قل حق است و ما  
دند و خلق وی ایم خدایات وی و صفات وی و قول و بیداری و علم  
باطن است و از صفات عظیم اندر میان خلق یکی آنست که روح را  
توفیق گویند هر چند که عبارت بدل کرده اند و گویی نفس بیدار می گویند و  
گویی نور و ظلمت و مصلای این طریقت خدا و بقا گویند و بیا هیچ و توفیق  
داند این جداتی معرفت ساخته اند که کفر خود را بدان تحسین می کنند  
و متعقوفان این گروه بزرگواران که اثبات ولایت و حقیقت حجت فاعلمند جز  
بمعرفت وی درست نیاید و چون کسی توفیق را از حدیث یاد نشناخت  
آنچه گوید اندر گفت خود جاوید باشد و عقلا سخن بجمال نگرانند اکنون

ص ۳۷۸







آنچه که مکتوب می باشد و آنچه اندر وقت کسی آمده کس کاسب طلب  
و کتب می مغلوب پس کرامت نه آن بود که عقل بریل عقل هست  
فعل اثبات کند که کرامت آن بود که دل بپیر حق سبحانه متنی خود را نفی  
کند آن یکی را معرفت کامل بود و این دیگر را معرفت حالت شود و  
آنچه گردی دیگر هر آن را علت معرفت می دانند و آن عقل است اگر بگر  
تا اندر دل از این معرفت چه چیز اثبات می کند و هر چند عقل اثبات  
کند معرفت نفی آن اقتضای کند یعنی آنچه در دل پلالت عقل صورت  
گیرد که خداوند نیست نه حقیقت دی بخلاف آنست اگر بخلاف آن  
چیزی دیگر صورت گیرد دی هم بخلاف آنست پس چه مجال ماند این جا  
م عقل را تا با استدلال دی معرفت حاصل باشد از آنچه عقل و دهم  
هر دو اند یک بعضی باشد و آنها که بعضی ثابت شد معرفت نفی گشت  
پس اثبات استدلال عقل تشبیه آمد و نفی استدلال عقل تعیل نه مجال  
آن چه اندرین حد اعلی (ص ۳۷۴) نیست و این هر دو اند معرفت  
گرفت بود که مشتمل بر معطله بود چه باشد پس چون عقل بمقدار امکان خود  
رفت و آنچه اند می آمد خود هم او بود دل های دوستان را از  
طلب چنان بود بر درگاه مجرب فی آلت پیاپی میزد و اندر آلام خود بی آلام  
شد و در وقت بزمانی برود و بر دل های خود ما مردم جفتد و راه  
ایشان از افراغ طلب و قدرت ایشان بریده بود قدرت حق این ها  
قدرت ایشان آمد یعنی اندر بدو راه یافتند و از سرچ فیهت بر آسودند  
و اندر بعضی آنس جان یافتند و پیاپی میزد و اندر بعضی و سرود  
متر یافته چون عقل دلها را بجا میزد و بعد تقوت خود پیاپی کرد و اندر  
نیست باز ماند چون ماند ماند متعیر شد چون متعیر شد معزول گشت  
چون معزول شد آنگاه حق لباس خدمت اندر دی پوشید و گفت تا

ص ۳۷۳

ص ۳۷۵

با خود بخود با آلت و تقوت خود محجوب بودی چون آلت قانی شد با ندی  
چون با ندی بخود پس دل را نصیب تربت آمد و عقل را خدمت و  
صورت خود بود پس خداوند عز و جل بنده را تجرید و تقوت خود شناسا  
کرد تا دی را بعد شناخت نه شناختی که موصول آلت بود بل شناختی که  
بود بنده اندران غایت خود تا بجه دور دور تا اقیقت خیانت آمد تا  
ذکرش بی لیل بود و روزگارش بی تعبیر و معرفت بی حال بود و نه  
مقل و نیز گردی گشت اند که معرفت دی الهامی است و آن نیز حال  
ست از آنچه معرفت را برهان باطل و حق است و اعلی (ص ۳۷۵) باطل  
را بر خطا و صواب برهان نباشد از آنچه اگر یکی گوید که بنی الهام ست  
که مخلوق اند مکان است و یکی گوید که ما الهام چنانست که دی  
را مکان نیست لا محاله اند و دی متعاقب حق بزرگ یکس باشد و  
هر دو با الهام دی می کنند و لا محاله دلیلی باین تا فرق کند میان  
مست و کتب این دو مدعی آنگاه بریل دالت باشد و حکم با الهام باطل  
بود و این قول برانچه است و الهامیان و اندرین زمانه خود دیدم  
قوی اندرین فکر بسیار می کردند و نسبت روزگار خود بطریق پارسا مرفان  
می داشتند و عجز بر خلالت اند و قول شان عقلت هر عقل است از  
اقل کمر و اسلام از آنچه ده مدعی با الهام به قول متعاقب دی می کنند  
اندر یک حکم هم باطل بود و هیچ کس بر حق نباشد و اگر گوید  
گویند که آنچه بخلاف شرع بود کن الهام نباشد گوئیم که تو اندر اهل  
خود عقلی و بر عقلی که چون شریعت را بقیاس الهام بخود گیری و گوئی  
که اثبات این الهام بدانت پس معرفت شرعی و نبوتی و هدایتی بود  
نه الهامی و حکم الهام اند معرفت همه دوجو باطل ست و گردی دیگر  
گفته اند که معرفت حق ضروری ست و این نیز حال باشد از آنچه اندر هر



چیزی که علم بنده بدان ضرورت بود باید تا اعتقاد اندران مشترک باشد و بدون  
 می بینیم که گروهی از عاقلان بود بعد از انکار می کنند و تشبیه و تعلیل روا  
 می دارند درست شد که ضروری نیست و نیز اگر معرفت خداوند ضروری بودی  
 بدان تکلیف درست (ص ۳۷۴) شناسی که عمل بود تکلیف بمعرفت چیزی که  
 علم بدان ضرورت بود چنانکه بر معرفت خود و آسمان و زمین و روز و شب  
 و آلام و لذات و آنچه بدان ماند که حائل خود را اندر حال وجود آن بترک  
 تواند انگشت که اندران مضطر بود و اگر خواهد که نشاند نتواند که نشاند  
 اما گروهی از معتقد که اندر محنت یقین خود بجا آورده و گفتند ما  
 در این ضرورت شناسیم از آنچه در دل هیچ شک نیست یقین بر ضرورت نام  
 کرده و اندرین معنی معصوب اند اما اندر عبارت غلطی اند که اندر علم  
 ضرورت مریح را تخفیف روا باشد که هر عقلا یکسان باشد و نیز  
 ضرورت علی بود که اندر دل ایجاب می سببی دلیل پدید آید و علم معرفت  
 بخداوند و سببی است اما استاد از علی و فغان و شغ و اسل و صلوکی و  
 پدید این الی سببی که یقین و ایمان نشاند بود برانکه که اعتقاد معرفت  
 استدلال است و اعتقاد ضرورت شود چنانکه علم بقضات ما که استناد مکتب  
 باشد و اعتقاد ضرورت شود بیک قول اهل سبقت و جماعت و گویند  
 که نمی بینی که اندر محنت علم بخداوند ضرورت شود و چون بعد باشد  
 که اینجا ضرورت بود روا باشد که اینجا علم ضرورت گردد و نیز  
 اینجا پیغمبران صلوات الله علیهم اندران حال که سخن خدای تعالی می شنوند  
 بی واسطه تا بصورت شناسند از آنچه بجهت و تکلیف نیست

ص ۳۷۷ و پیغمبران مأمون العاقبة باشند و از تعلیمت این و آنکه او را (ص ۳۷۷)  
 بصورت شناخت نیز و در وقت تعلیمت نباشند و ایمان و معرفت  
 را فصل بدان است که غیب است چون عین گروه ایمان خبر گردد

ص ۳۷۴

ص ۳۷۷

و اعتبار اندر عین آن بر میزد و اصول شرح مضروب شود و حکم رتبه باطل  
 گردد و تکثیر بقیم و ایس و برصیعا درست نباید که ایشان با اتفاق عارف  
 بودند بخدا چنانکه از ایس ما را خبر داد از حال خود و برهم دی چنانکه گفت  
 فَمِنْهُمْ مَنْ لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَ هُمْ يُعَذِّبُونَ عَنْكَ وَيُعَلِّمُونَكَ الْأَشْيَاءَ الَّتِي لَا تَعْلَمُ إِنَّ إِلَهُكُمُ اللَّهُ وَ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ  
 کند و عارف تا عارف بود از تعلیمت این بود و تعلیمت افعال معرفت  
 حاصل آید و افعال علم ضرورتی صورت گیرد و این مسئله آفت است اندر  
 بیان خلق و شرط آفت که این مقدار بدانی تا رسیده باشی از آفت  
 که علم بنده و معرفت دی بخداوند جز باعلام و هدایت ازلی حق نیست  
 اما روا باشد که یقین جداگان اند معرفت گاه زیادت شود و گاه نقصان  
 پذیرد تا اصل معرفت زیادت و نقصان نشود که زیادتش نقصان بود  
 و نقصان هم نقصان بود و شناخت خداوند تعلیمت نباید کرد و دی را  
 بعنات کمال باید شناخت و این بجز حق سعادت و محض سعادت حق  
 تعالی راست نباید و دلایل و عقول بجهت یک دی اند اندر تحت  
 تقویت دی اگر خواهد فعل را از افعال خود دلیل یکی کند و دی  
 را بدان بخود راه نباید و اگر خواهد همان فعل را حجاب دی گرداند  
 تا هم بدان فعل از دی باز ماند چنانکه عیسی علیه السلام قوی را دلیل  
 گشت (ص ۳۷۸) معرفت و قوی را حجاب آمد از معرفت تا گروهی گفتند  
 این بنده خدا است و گروهی گفتند که پسر خدا است و بت و آفتاب و  
 ماه هم پنهان گروهی را بحق دلیل باشد و گروهی هم بدان باز مانند و  
 اگر دلیل علت معرفت بودی باستی تا هر که مستحق بودی عارف بودی  
 و این حکایت بیان باشد پس خداوند تعالی یکی را برگزید و ایشان  
 را بجهت راه پدید دی گرداند تا بسبب آن پدید رند و دی را بدانند  
 پس دلیل دی را بسبب آمد نه علت و سببی از سببی اولی تر باشد

ص ۳۷۸

اندر حق سبب مر سبب را لمرک اثبات سبب عادت را اند معرفت زنده  
باشد و انکسای بنیر معرفت شرک من یقتل الله فلا هادى له چون اند  
روح حق لا یل که اند مراد معلوم حق کسی را که نصیب شقاوت بود  
دلیل و استدلال چگونه هادی دی آید من التفت الى الاحیاء فصرخه زقار  
اگر اند قمر نهادند شلاشی و مشترق است چگرد دی را بدن حق چیزی  
گیران گیرد چون ابراهیم علیه السلام از غار بیرون آمد بعد هیچ چیز ندید  
و اند نود برهان بیشتر و بیدار تر پدید آید و بندگان و صاحب کراتان  
با برهان اند نود بیشتر بود و عجایب ظاهر تر شد چون شب بودن  
آید کافی حکایت اگر هست معرفت دی دلیل بودی دلیل بود مریدان تر و  
عجایب آن مبین تر بودی پس خداوند تعالی چنانکه خواهد بداند آنچه خواهد بدهد  
ما بگوید راه نماید و در معرفت بر دی کشاید و در بین معرفت بدر  
در که بین معرفت دی را در ۱۳۷۹ تغییر نماید و صفت معرفت دی آنست  
دی گردد و معرفت از معرفت محجوب گردد و تحقیق معرفت دی بدره در  
که معرفت دی دوری شود شعور

ص ۲۷۹

بدای السارقون معرفت اشر بالجهل تلك معرفت

در النون مصری گوید رحمة الله علیه انکسای انکسای بالنعمة مدحها تر تو باد  
که دی معرفت گفنی که اندران صلاک شوی تعلیق بمنشی آن کن ۳ نجات  
یابی پس هر که بکشت جهل دی مکرر شد هستی دی دال دی گردد و  
صفت دی بعد آنست گاه دی شود و آنچه از حق بود و حق اذان دی دریا  
هیچ چیز نباشد که نسبت دی بدان چیز درست آید اند کونین و عالمین  
و حقیقت معرفت دانستن کمک صفت تر خدای را و چون کسی در کل  
کلی معرفت دی ما داند دی را با خلق چه کار اند ۳ آنچه با خلق محجوب  
شود محجوب آن بعد جهل بود و چون جهل کافی شد محجوب شلاشی شد و بنا بر

عقبات

فصل

و مشایخ ما رحمهم الله اندرین معنی دوز بیدار است و مر حصول قایده را بعضی  
از احوال ایشان بیاد افشاد الله تعالی جبرائیل بن مبارک رحمة الله علیه گوید المعنیه  
ان ۳ تعجب من شی معرفت آن بود که از محجوبیت محجوب نیاید اند آنچه محجوب  
از فعل باید که کسی بکند بریدت از مقدور خود چون دی تعالی قادر بر  
کمال است عادت با باغمال دی تعجب حاصل باشد و اگر محجوب معرفت  
گیرد آنجا نماند که مشت خاک را بدای درم رساند که بعد از این بود  
و قدر آنرا با بدای مرتبه رسانند که معرفت مدتی و معرفت دی کند و  
طلب معرفت گو و تعجب قزمت و وصلت دی دارد (ص ۱۳۸۰) قد النون رحمة الله  
گوید حقیقة المعرفة اطلاع الحق على الاسماء بمواصلة لطائف الانوار حقیقت معرفت  
الاطلاع حق است بر اسرار بدانچه لطایف انوار معرفت بدان پیوندد یعنی ۳  
حق تعالی بغایت خود دل بسته را بعد خود بناماید از بکار آفتابش باز  
نماید چنانکه موجودات و شعبات را اندر دلش بخورد و دلش نماند مشاهده اسرار  
باطن و ظاهر او را غلبه کند و چون این ببرد مطابق جمله مشاهده گردد و  
نبی گوید رحمة الله علیه المعرفة طهر الحقيقة و حیرت بر دو گونه است  
یکی اند هستی و دیگر اند چگونگی حیرت اند هستی شرک باشد و کفر و اند  
چگونگی معرفت زیراچه اندر هستی دی عادت را شک صورت بگیرد و اند  
چگونگی دی عقل را محال نباشد مانع اینجا یعنی در وجود حق تعالی و جبرتی  
در کیفیت او و اذان بود که یکی گفت یا دین الحقین زونی تحیر  
نخست معرفت وجود و کمال اوصاف دی اثبات کرد و بدست که دی مقصود  
خلق است و استقامت کننده دعوات ایشان و تحیران را تحیر مجوز دی

ص ۲۸۰



نیست آشگاه نیرادت حیرت خواست و دانست که اندر مطلوب عقل را بجز حیرت  
و سرگردانی شرک و دقت نبود و این معنی صفت لطیف است و نیز اشغال کند  
که معرفت هستی بحق تغییر هستی بود تا قاطعا کند از آنچه بنده چون خداوند را بشناسد  
کلی خود را در بند قهر و بی بند و چون و چویش بند بود و عدم از وی  
از سکونت و حرکت بقدرت او تغییر شود (ص ۳۸۱) که چون کلی را قیام  
بدست من خود کیستم و پیستم و ازین معنی بود که پیغامبر گفت منی الله  
عنه و علم من عرفت نفسه فقد عرفت ربه هر که خود را بشناسد بختا حق را  
بشناسد بهما و از فنا عقل و صفت باطل بود و چون عین چیزی مستعمل  
نباشد اندر معرفت وی بجز تغییر ممکن نشود و او بدید گفت ربه الله  
عن المعرفة ان تعرف ان حركات الخلق و سكتاتهم بالله معرفت است  
که باطنی که حركات عقل و سکون نشان بجز است و هیچ کس را باطنی  
از وی اندر ملک وی تعریف نیست و عین بدین است و اثر  
بد اثر و صفت بد صفت و متحرک بد متحرک و ساکن بد ساکن  
تا الله بجهت استقامت بنافذ و اندر دل اولاد فاعاد بنده هیچ  
فعل نتوانست کرد و فعل بنده بر او نهاد است و فعل حقیقت مرقد بود  
ما است و محمد بن داود گوید رحمه الله علیه الله صفت عارف من عرفت  
الله فعل حلا و دام تحفه و عارف است که بخشش انک بود و حیرش  
حکم از آنچه جهات از چیزی توان کرد که اندر تحت جهات آید و اندر  
اصول جهات مر آن را می بود و مبر چون محدود نباشد که بر آن  
جهات بران نمند جهات مبر چگونه ثبات یابد و چون مقصود اندر جهات  
بناید و بنده از وی چهاره نباشد بجز حیرت و ایم و ما چه چهاره  
باشد بشی گوید رحمه الله حقیقة المعرفة العبد عن المعرفة بالله حقیقت  
معرفت بجز است (ص ۳۸۲) از معرفت چیزی که از حقیقت آن بنده بجز

ص ۳۸۱

ص ۳۸۲

عجز اندران نشان کند و دروا باشد که بنده در اندر ادراک آن بود  
دلی بیشتر نباشد از آنچه بجز ما طلب بود و تا طالب اندر آلت و  
صفت خود قایم است اسم بجز به وی درست نباید و چون این آلت و  
اوصاف بنده برین آشگاه تا بود به بجز و گویی از در بیان در  
حال اثبات صفت آدمیت و بقای تکلیف بصحت خطاب و قیام حجت خداوند  
بر ایشان گویند که معرفت بجز بود و ما عاجز شدیم و از هر باز مانیم  
و این غلات و خمران بود گویند که اندر طلب چه چیز عاجز شدید  
و این بجز را دو نشان بود و هر که با شما نیست یکی نشان قای  
آلت طلب دیگر اظهار تبحر آنها که قای آلت بود جهات تلاشی بود و اگر  
از بجز جهات که که جهات از بجز بجز بجز نباشد و آنها که اظهار تبحر  
بود نشان پذیرد و تغییر صورت بنده که تا عاجز نباشد که در عاجز صفت  
تا آنچه وی بدان مطلوب است آن را بجز خواهند از آنچه بجز غیر بود و  
اثبات معرفت غیر معرفت نباشد و تا غیر ما اندر دل جهات است معرفت  
درست نبود و تا حالت کرامت از غیر کلام حالت یافت باشد و او شخص  
خداوند رضی الله عنه گوید عند معرفت الله ما دخل فی قلبی حق و لا باطل  
تا بشناخته ام خداوند را اندر نیامده است بدل من اندیشه حق و باطل  
از آنچه چون خلق را کام و صلا بود بدل باز گردد و تا دل که را نفس  
دلالت کند که آن عقل باطل صفت و چون برهان معرفت را در هم بدل باز  
گردد تا دل که در (ص ۳۸۳) بدو دلالت کند که آن خلق حق و حقیقت است  
و چون در دل غیر آمد رجوع حالت بدان حرکت آمد پس همه خلق طلب  
برهان معرفت از دل کردند و طلب کام و صلا هم از دل و چون مر ایشان  
را کام نبود بدل رجوع کردند و جز حق نیارامیدند چون نشان برهان می آید  
رجوع با حق کردند و بدل پس فرق آمد میان بنده کی رجوع او بدل

ص ۳۸۳





از اجزاء موقت بود و اندر چیز ما بخیری حال نیست تا جنس چیز ما بود و  
 هیچ چیز دی ما پیوسته نیست تا آن چیز بودی از دی بود یکی است از  
 هر نقصان و نقایص پاک از هر اوقات و مقامات از هر عوالم و عوالمی که  
 نیست تا او با باند خود در چیز باشد و در آن ندارد تا فعلی از مقتضای  
 اصل دی کند و تغییر بر اوقات و مقامات دی بعد نیست تا وجود دی بدان  
 مشتمل شود و یا در حکم دی متغیر گردد و صورت است  
 بسفالت کمال آن صفاتی که موهبتان و موهبتان هر دو با یک بصیرت اثبات  
 کنند که دی خود را بدان صفت کرده است (ص ۳۸۷) و یکی است  
 از آن صفاتی که طهارت دی را بحدی خود صفت کنند که دی خود را بدان  
 صفت نکرده است حتی و عظیم است رؤت و عظیم است مرید و تدبیر است  
 سمیع و بصیر است حکم و باقی است علمش اندر دی حال نیست و  
 قدرش اندر دی مملکت و در سح و بعرض اندر دی متشدد و کلاش  
 اندر دی تبییض و تجرد و در همیشه با صفاتش قیوم است معلومات از علم  
 دی بیرون و در موهبتان را از ارادتش چاره در آن کند که خواست است  
 و آن خواهد که دانسته است مخلوق بر آن اثرات در مکش هر حق  
 و در تائش را بجز تسلیم روی نه اثرش بجز جلد حرم نه مردانش را بجز  
 گزاردن چاره نه عقده خیر و شر دوست امید و بیم بجز در مزارع و  
 غایت نفع و ضرر را و حکم بجز او را نه مکش بجز حکمت و بجز  
 قضای دی و در کس را از اصل دی مدی و در پدید رسیدن روی  
 نه دیدارش در بخششانی را در تشبیه و در تقابل در مواجهه ما بر هستی  
 دی صورت در اندر دنیا مرادها را مشاهدت دی جای و انکار شرط  
 در آنکه در چنان دام از اهل تعلیمت فی و هر که بخلالت این  
 داند در ریاضت فی و اندر معنی سخن پیدا است اصولی و در مصلی

ص ۳۸۷

اما در وقت تعلیل را برین اقتضای کردم تا حدی بعد می گویم که من  
 علی بن عثمان الجلابی ام رضی الله عنه که اندر ابتدای این فصل بگفتیم  
 که توحید حکم کردن بود بر وحدانیت چیزی و حکم بر علم نتوان کرد پس  
 اهل سنت حکم کردند بر یگانگی خداوند تحقیق (ص ۳۸۷) از آنچه معنی  
 طبیعت دیدند و فعل بدیع با انجمن و لطیفه بسیار نظر کردند بودی آن بخود  
 محال دانستند و اندر هر چیزی علامات حدیث ظاهر یافتند لا محاله فاعلی باقی  
 از هر آن ها از علم بوجود آورد یعنی عالم را تا این که آسمان و  
 آفتاب و ماه و ستاره و بحر و کوه و صخرای آن و در صورت را با حركات  
 و سکات و علم و لطف و رحمت و احسان ایشان پس این جمله را از  
 مانی چاره نمود و از حد است مانع مستثنی بودند و بیک صالح کمال  
 می عالم کماله خدا از شریکی یا شرکای دیگر بی نیاز بودند و چون فعل  
 را از یک فاعل چاره نباشد و وجود قد قائل بر یک فعل را  
 احتیاج هر دو باشد (یکدیگر لا محاله بی شک و یقین علم البتین باید تا  
 یکی باشد و این اختلاف با ما ثنویان کرده اثبات خود و خلقت و بگویند  
 باثبات بزرگان و امرن و جلالیان باثبات طبع و قوت و لیکن باثبات صفت  
 شانه و معتزلیان باثبات فائقان و عاضان بی نهایت و در من مردی علم را  
 دلیل کتابه بگنیم و این کتاب جای اثبات کردن ترعات ایشان نیست و  
 طالب این علم را این مسئله از کتاب دیگر باید طلبید که کرده ام و  
 آن را الروحانیة بمعنوق الله نام کرده ام و با اندک کتب معتدلی  
 اصول رضی الله عنهم همین اکنون یاد کردم بر روزی که مشایخ گفته اند  
 اندر توحید افتاد الله تعالی

فصل

از بنید بر الله علیه می آید که گفت التوحید اشهاد (ص ۳۸۸) ص ۳۸۸

القدم عن المحدث توحيد جدا داشتن تقیم بود از حوادث یعنی اگر تقیم را  
 عمل حوادث معانی و حوادث را عمل تقیم و بدانی که شی تقیم است  
 و توحید از مجلس تو میسر بود و میسر بود و از صفات دی میسر بود  
 تو نیامیزد که تقیم را در مجلس است باشد ادا آنچه تقیم پیش از وجود  
 حوادث بود و چون قبل وجود حوادث تقیم محتاج نبود به وجود  
 الحوادث هم بود محتاج نگردد و این خلاف آن کسان است که تقیم  
 احوال گویند و ذکر ایشان گذشت و چون کسی تقیم را اندر حدث نازل  
 گوید و یا حدث را تقیم متعلق دانند یا تقیم حق و حدث عالم نازل  
 نامد و این مذهب و هر دو کلام فخری باشد من اعتقاد السوء و در هر  
 هر حکایت و محضات باشد دلائل توحید است و گواه بر قدرت خداوند بود و  
 بر اثبات تقیم دی

اما بنده ادا نفاذ است که بدانی که تقیم را خواهی بود یا نه  
 ذکر این آحاد چون اندین هست که نیست اگر دی تو را ما شریک بنایست  
 حال باشد که اندر تربیت تو شریک باشد و حسین بن منصور رحمه الله علیه  
 گوید لکن قدم فی التوحید تمام التوحید اذل تقیم اندر توحید حق تفرقه است  
 اندر تفرقه حکم کردن بود جدا گشتی کسی از آفات و توحید حکم کردن  
 بر صانع چیزی پس اندر قوانین اثبات علم بود و میسر بود و  
 نشاید برین صفت کردن و در صفت اثبات علم بود و میسر بود و  
 حق را برین صفت نشاید کرد و نشاید دانست پس تفرقه عبادتی آمد  
 و توحید نفی کردن شرکت پس قول تقیم توحید در ۱۳۸۹ نفی کشف  
 شریک باشد و دفع مزاج از محتاج که مزاج باشد محتاج چون طلب  
 محتاج باشد بسراج و شری گوید رحمه الله علیه اصولا فی التوحید خمسة  
 اشياء رفع المحدث و اثبات القدم و هو الاطلاق و مفارقة الاخوان و لیسان

ص ۲۸۹

ما علم و جعل اصول ما اندر توحید پنج چیز هست یکی برداشتن حدث و اثبات  
 کردن تقیم و از وطن پیدای و از امدان جدا شدن و فراوان کردن آنچه دانند  
 و همانا رفع حدث نفی محضات باشد از محضات توحید و محضات حوادث  
 از ذات مقدس دی و اثبات تقیم اگر اعتقاد دایمی همیشه بود و شعله و  
 شرح این پیش ازین یاد کردم اندر قول بنید رقی الله عز و از هر  
 ادیان مراد هر کردن بود از ملاقات نفس و آلام گاه های دل و قرار گاه  
 های طبع و محبت کردن از رسوم دنیا مریدان را و از محضات سنی  
 و اصولی و کرامات رفع امر مراد است از خدایت بنادان مراد احوال  
 است از محبت خلق و اقبال بصفت حق چه هر غلطی که آن اندیشه  
 غیر بر دل مودت گذاردند بجای باشد و آن نفی بدانی مقدار است که آن خاطر  
 ما با غیر محبت بودی از توحید محجوب باشد اندر اتفاق مهم توحید  
 جمع هم باشد و آرام با غیر نشان تفرقه هست باشد و از فراوانی  
 آن چیزی که دانند و ندانند مراد از توحید است که هم خلق یا پوی  
 بود یا بگوئی یا بوحی یا بطبیعی و هر چه علم خلق اندر توحید  
 حق اثبات کند توحید آن را نفی کند و هر چه جعل نشان اثبات  
 کند بر خلاف علم شان بود اندر جعل توحید نیست و علم بتجین توحید بر نفی  
 تفرقه درست نیاید در ۱۳۹۰ و اندر علم و جعل بر تفرقه نیست یکی بر بصیرت  
 بود و یکی بر خفایت یکی از شایع گوید که در مجلس حضری رضی الله عنه  
 بودم اندر خواب شدم در فرشته دیدم که از آسمان زمین آمد و دانی سخن  
 او اشاع کردند یکی گفت سر دیگری را که آنچه این مردی گوید همیشه  
 از توحید می شنید چون بیدار شدم بیدار از توحید می کرد روی  
 بمن آورد و گفت ای فلان از توحید هم علم توان گفت یا نه بنید  
 رضی الله عنه می گوید که گفت التوحید ان یکون الله شعبا بین یبکی

ص ۲۹۰



الله تعالی تجوی علیه تصاریف تندیدیه فی جهانی احکام قدرته فی بیج نصار  
 توجیده بالغناء عن نفسه و عن دعوة الخلق له و عن استجابة لهم بمقتضی  
 دعوه وحدانیته فی حقیقة توحید بذهاب حسته و حوخته لقیام الحق له  
 فیما اراد منه و هو ان یرجع آخر الجهد الی اوله فیکون کما کان قبل  
 ان یکون حقیقة توحید آن بود که بنده چون هیکی شود اند جریان معرفت  
 تقبیر حق بر وی اند جاری قدرتش و خالی کرد از اختیار و ارادت  
 خود اند و برای توحید وی بختای نفس خود و اقتضای دعوت خلق از  
 وی و هر استقامت وی مر دعوت خلق را بحقیقت معرفت و احدایت  
 اند و هر قربت بذهاب حرکت و حق او و قیام حق و اند آنچه  
 ارادت حق است اند تا آخر بنده این عمل چون اول او شود  
 و وی چنان گردد که از اول بوده است پیش اند که بوده است  
 پس مراد این جمله آنست که موعده را اند اختیار حق اختیار نماید و  
 اند و احدایت حق بخودش نظاره (ص ۳۰۹) از آنچه اند عمل قربت  
 نفس دی قانی بود و عشق مذعوب احکام حق بر وی می رود چنانکه  
 خواهد حق بیدار و تعالی بختای معرفت بنده تا چنان گردد که آن ذره  
 اند اند اول اند حال محمد توحید که گویند حق بود و جواب دهنده  
 حق و نشانه آن ذره و آنکه چنین بود خلق را بادی آید مانند  
 تا وی را بجزی دعوت کنند و وی را با کسی نفس در تا دعوت  
 ایشان را اجابت کند و اشارت این قول بختای صفت است و صفت  
 تسلیم اند حال قمر و کشف جمال که بنده را از اوصاف خود قانی گرداند  
 تا آتی گردد و جوهری لطیف چنانکه اگر در جگر حرمه بگذرد بی تیز و  
 اگر به پشت میله زند برود بی تصرف و اند بعد از جوهر  
 قانی باشد شخص وی تغییر گاه امرای حق و ملا تا نطقش را حواله بخت

ص ۳۰۹

بود و فطش را اضافت بود و صفتش را قیام بود مر اثبات حجت را  
 کم شریعت بر وی باقی و وی از ربوبیت کل قانی و این صفت پیغمبر بود  
 علی الله علیه و سلم که چون اند شب مزاج وی را به تمام قرب رسانیدند  
 تمام را مسافت بود اما قرب بی مسافت بود ماضی از نوع متول خلق  
 بهر گشت و از اوصاف منقطع شد تا بخدی که کن دریا گم کرد و او  
 خود را گم کرد اند فضای صفت بی صفت متبیر شد ترتیب طالع و  
 اغتدال مزاج بشوش شد نفس بخل دل پیچید و دل درجده جان و جان  
 برتر برتر و برتر بصفت قرب اند هر از هر جدا شد خواست تا نیست  
 خواب شود و شخص بگذارد (ص ۳۱۰) و مراد حق اذان اقامت حجت بود  
 زمان آمد که بر حال باش بدان وقت یافت و آن وقت قوت وی شد  
 و از نیستی خود به حقیقتی قانی تسلیم پذیرد آمد تا باز آمد و گفت انا  
 لست بحاکم که اتی بیت عند ربی فیجمعنی و یستغنی من چون یکی از شما  
 نیستم که مرا از حق طعمی و شربتی است که رنگی و پابندی من بدان  
 بود و نیز گفت ای مع الله وقت ۲ یستغنی بیه ملاف مقرب و لا یجی  
 موصول مرا با خداوند تعالی وقتی است که اندران گنجد هیچ فرشته مقرب و  
 و پیغامبر مرسل و از سمل بن جبرائیل تسری می آید که گفت ربی الله  
 عز ذلت الله موصوفه یا لیس غیر مدکة بالاحاطة و لا مرتبة بالابصار فی  
 حاسر الدنیا و فی موجودات الخلق ایمان من غیر حق و لا احاطة و لا  
 حلول و تدلای البصیر فی الحقیق ظاهرا و باطنا فی مملکه و قدرته قد حجب  
 الخلق عن معرفه کنه دانه و دلمع علیه بایافته و القلوب تعوقه و  
 المعتدل لا تتدکک بنظر البصر المؤمنون بالابصار عن غیر احاطة و لا  
 ادراك حمایت توحید آن بود که بهانی که ذات خدای عز و جل موصوف  
 است بملک بی اندک آن را و در توان یافت بحق و یا در توان دید دور

ص ۳۱۰

و بنا بر اینست که بحقیقت زبان موجود است بی خود و نهایت و در دیانت ذی که و  
 شد و ظاهر است در ملک خود یعنی بی قدرت خود خلق را از معرفت که  
 ذات وی مجربند و وی باطهار بجاوب و از کرات مداه نمایند است و در احوال  
 می شناسند وی را بیگانی و عینا خدا را که بکنش از روی در ۱۳۹۳ چگونگی و  
 بیند و در این مرتبه یعنی در مرتبه پنجم است یعنی اگر ذات وی را تحقیق و  
 قاتی رسد که در این لفظ جامع است هر کس را حکم تجرد را و بیند  
 گفت رضی الله عنه اشدت الحکمة فی التوسیع قول الله بکرمه رضی الله عنه  
 سبحانه من لم یصل لخلق سبیلا الی معرفته الا بالعز عن معرفته پاک  
 است آن شدائی که خلق را معرفت خود داده و از این جهت در معرفت  
 و طاعت دین که بخلقت نهدارند بلکه معرفت بی معرفتی بود و این  
 حال است از این جهت که در احوال موجود صورت گیرد در حالت معلوم  
 صورت بگیرد چنانکه در احوال بیانات مایه بود که در صورت مایه بود و در  
 از موت مایه بود با احوال اسم مجرب قوت که در احوال مایه بود  
 بود که در احوال بیانی و از بیانی مایه بود و در احوال مایه بود  
 که در احوال مایه بود چنانکه مایه معرفت مایه بود و معرفت  
 موجود باشد و این چون ضرورتی باشد پس حل کنیم این قول صدیق را  
 رضی الله عنه که فی سبیل معرفت مایه بود از احوال مایه بود که معرفت مایه  
 ابتدا کسی بود و اندر احوال ضرورتی گردد و علم ضرورت آن بود که  
 صاحب آن مایه بود حال در احوال مایه بود و در احوال مایه بود  
 آن پس برین قول تجرد فعل مایه بود و مایه بود و مایه بود  
 گفت رضی الله عنه التوسیع محجوب البصیرة عن سبیل الاحدیة تجرد محجوب  
 مایه بود و مایه بود و مایه بود و مایه بود و مایه بود و مایه بود  
 لا محاله فعل مایه بود و مایه بود و مایه بود و مایه بود و مایه بود

ص ۳۹۳

ص ۳۹۴

آنچه گفت را وقت نیاید خجاست باشد و بدو با کل احوال خود غیر باشد  
 زیرا که چون معرفت مایه بود و مایه بود و مایه بود و مایه بود  
 دیت هم حق باید شود و مایه بود و مایه بود و مایه بود و مایه بود  
 وقت گردد و این شاکت شاکت مایه بود و مایه بود و مایه بود و مایه بود  
 طالب احوال مایه بود و مایه بود و مایه بود و مایه بود و مایه بود  
 است و مایه بود و مایه بود و مایه بود و مایه بود و مایه بود  
 درست شد که هر چه بود و مایه بود و مایه بود و مایه بود و مایه بود  
 پس معرفت طالب و کشف محال حق هم مایه بود و مایه بود و مایه بود  
 الله باشد و اندر حکایت معرفت است که چون در احوال مایه بود و مایه بود  
 حسین منصور رحمه الله حسین وی را گفت یا ابراهیم مددگار خود الله چه گذشتی  
 گفت خود را بر توکل درست کرده ام گفت که یا ابراهیم ضیعت عموک  
 فی عموک باطنک خلیفک الضاد فی التوسیع ضایع کردی عمر الله اکادانی  
 مایه بود پس که مایه بود و مایه بود و مایه بود و مایه بود و مایه بود  
 را مایه بود و مایه بود و مایه بود و مایه بود و مایه بود و مایه بود  
 دوست نیاید و مایه بود و مایه بود و مایه بود و مایه بود و مایه بود  
 تماس این بر مایه بود و مایه بود و مایه بود و مایه بود و مایه بود  
 که علی بن عثمان الهادی ام که تجرد از حق مایه بود و مایه بود و مایه بود  
 آن مایه بود و مایه بود و مایه بود و مایه بود و مایه بود و مایه بود  
 مایه بود و مایه بود و مایه بود و مایه بود و مایه بود و مایه بود  
 آن مایه بود و مایه بود و مایه بود و مایه بود و مایه بود و مایه بود  
 اقبال انبیا معرفت مایه بود و مایه بود و مایه بود و مایه بود و مایه بود

ص ۳۹۵



## کشف المحجوب الثالث فی الایمان

چنانکه گفت خداوند تبارک و تعالی یَا یَحْیَا اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوا اَوْفُوا بِاَعْهَدِکُمْ بِاللّٰهِ وَتَعْلَمُوْنَ  
و نیز یَحْیٰی اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوا وَ بَیِّنَا مَبْرُکٌ گشت صلی الله علیه  
و سلم الایمان آن توأم باشد با الله و ملائکته و کتبه الی آخره و ایمان از روی  
غفلت تصدیق باشد و مردمان را اندر اثبات حکم آن در شریعت سخن بسیار  
ست و اختلاف هم بسیار است و مستوفی جمود طاعت را علمی و جماعتی  
ایمان گویند و ادانست که بنده را نگاه دارد ایمان بیرون می آید و فاسد  
میین گویند و بنده را نگه می کشد که کفر گویند و گویی دیگر ایمان را  
قول فرو گویند و گویی معرفت تنها و گویی از حکمان معرفت تصدیق مطلق  
و من الله بیان این کتابی کرده ام جداگانه مراد این ها اثبات اعتقاد  
مشایخ متصوف است و مخصوص ایشان اند و ایمان بعد قیمت اند و چنانکه  
فقهای فقیهین و از اهل اهل یقین گویی گویند که قول تصدیق در عمل  
ایمان است چون فضیل بن یحیی و بشر حافی و خیر الشیخ و سمون  
الحبت و ابو حمزه بغدادی و محمد جویری و ابو ایمن جماعت بسیار رضی  
الله عنهم و گویی که ایمان قول و تصدیق است چون ابراہیم بن ادم  
و قد النعم بموسی و ابو یزید البسطامی و ابو سلیمان دامانی و در حدیث  
عاصمی و بنیید و فیصل و ابن جبر و احمد التستری و شافعی و  
ماقم هم و محمد بن فضل بلخی رحمهم الله و باز جماعتی دیگر از فقهای  
امت چون مالک و شافعی و احمد بن حنبل و ابو ایمن جماعتی رضی الله  
تعالی عنهم بیان قول و یقین اند و ابو یزید و حسین بن الفضل و بلخی  
و اصحاب ابو یزید چون ابو یوسف و محمد بن الحسن و داود طائی رضی الله  
عنهم بیان قول باز پسین اند و بحقیقت این خلاف بجا است باز می

۳۱۵

گردد بدین معنی اکنون من این معنی با بیان کوتاه کنم تا معلوم گردد و باشد  
اتفریق تا بدین غلات کس را اندر ایمان مخالفت الاصل مگوئی این شهادت الله  
عز و جل

## فصل

چنانکه اتفاق است میان اهل سنت و جماعت و اهل تحقیق و معرفت که ایمان  
با اهل و زمی اهل ایمان تصدیق بدل باشد و فرع آن مراعات امر و اند  
عدوت و معرفت چنان است که فرع چیزی را به وجه استمرات بنام اهل آن  
خوانند چنانکه نور آفتاب را آفتاب خوانند بمهر غلات و نیز بدین معنی آن  
گویی طاعت را ایمان خوانند که بنده جز بدان این نشود از عقوبت و  
تصدیق بخود این اقتضا کند تا احکام فرمان بجای نیاید پس هر که طاعت بیشتر  
بود این وی از عقوبت زیادت بود چون آن علت این آمد با تصدیق و  
قول مر آن را از ایمان گفتند باز گردد دیگر گفتند که علت این معرفت است  
و طاعت اگرچه حاصل بود چون معرفت موجود نباشد سود ندارد و چون  
معرفت موجود باشد اگرچه طاعت نباشد آخر بنده نجات یابد هر چند که  
کسب اند شیتت بود که غذای تملایی یا بفعل خود زلفش در گذارد یا  
بشمارت پیغمبر صلی الله علیه و سلم باشد یا بتقدار جوش و خروش  
کند و اگر از دوزخ نجات دهد و یا بهشت رسالت پس چون اصحاب معرفت  
اگرچه جرم باشد حکم معرفت جایز اند و دوزخ نماند و اصحاب عمل پس  
بخود بی معرفت بهشت اندر نیایند پس معلوم گشت که طاعت علت این  
نیاید و رسول صلی الله علیه و سلم گفت ان ینفخ احدکم بعمله قیل و یت  
یا رسول الله قال لا انا الا ان یتقن فی الله بهیته زهد یکی از  
شما بعمل خود گفتند تو نیز زمی بعمل خود یا رسول الله گفت من نیز

۳۱۶

زعم که خدای عز و جل برعت خویش اندر گزارد و الا من هم زعم پس  
از روی حقیقت بی شکایات بیان آفتاب امان معرفت است و اقرار و پذیرفت  
عمل و هر که را بشناسد بر معنی شناسد از اوصاف و اخص صفات او  
بر سه قسمت است بعضی آنکه تعلق بحال دارد و بعضی آنکه تعلق بجمال دارد  
و بعضی آنکه تعلق بحال پس خلق را بحال وی راه نیست بجز آنکه کمال وی  
را اثبات کند و نقص از وی نفی کند مانند رجا جمال جمال آنکه شاهد وی  
جمال حق باشد اعمد معرفت پیوسته مشتاق رؤیت بود و آنکه شاهد وی جمال  
حق بود پیوسته اند اوصاف خود را با نفرت انداخته اند و دل محض حقیقت  
بود پس شوق تاثیر محبت بود و نفرت از اوصاف بشریت اذای کشف  
حجاب و صف بشریت بجز این محبت نیست پس اکنون ایمان و معرفت  
محبت آمد لا طاعت مجتهد طاعت بود اذای چون دل محض و شوق بود  
و فیه عمل بریت و جان حق در ۱۳۹۸ هجرت بگوئی عمل در طاعت بود  
پس حق باید که تنگ امر باشد و آنکه جز چنین گوید تبارک امر بود  
او را از معرفت خبر باشد و این آفت اند زمانه میان متصور ظاهر  
شد که گروهی از طایفه جمال ایشان برینند و قدر و منزلت ایشان معلوم  
کردند خود را بدیشان مانند کردند و گفتند که این رنج بندگانست که نشناخته  
چون بشناختی دل به عمل شوق شد و طاعت از حق برخواست و لیکن این  
ظلمت است که چون بشناخت باید که تعظیم فرمان دیانت شود و در دایم  
که مطلع بدیدد که رنج طاعت از وی برخیزد بلکه بر دارند و  
بر گزاردن آن که در تفریق زیادت و عند آنچه خلق بر رنج گزارند  
وی بی رنج باشد اندران و این معنی جز بوقی مزاج باشد و باز  
گروهی ایمان را همه از حق می گویند که گروهی همه از حق جدا  
ظلمات اند میان خلق مساوی شده است با عدل انور پس آنکه همه ادو

ص ۳۹۸

می گویند بجز حق باشد اذای بنده اندمان باید تا مفضل باشد و باز آنکه  
همه از خود گویند بجز حق باشد که بنده بجز اعلام وی می نمایند  
و طریق توحید بیان بجز باشد و فوق قدر و بحقیقت ایمان فعل بنده باشد  
بهدایت حق متقون که گم کرده وی برادر نمایند آمد و براه آورده او  
گم گردد چنانکه گفت قَمَنَ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَهْدِيَهُ بِشَوْخٍ صَدَقَ اللَّهُ مَسْلُكُهُمْ  
عَنْ يَهْدِيَهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَهْدِيَهُ حَقًّا حَقًّا و برین در ۱۳۹۹ هجری  
که گوش هدایت حق بود و گردیدن فعل بنده پس طاعت گردیدن  
بر دل اعتقاد توحید است و بر دیده حفظ از منجیات و عبرت کردن  
اعمد طاعت و کلمات و بر گوش استماع کلام وی و بر معده تعلق آن  
از حرام و بر زبان صدق قول و بر تن پذیر کردن از منجیات تا معنی  
با دوی موافق بود و ازین بود که آن گروه اند معرفت و ایمان را  
داشتند و اتفاق است میان همه که اند معرفت زیادت و نقصان را  
پناشد که اگر معرفت زیادت شدی و با نقصان پذیرفتی بایستی که معرفت هم  
زیادت و نقصان شدی چون بر معرفت زیادت و نقصان را پناشد  
بر معرفت هم را نمود که معرفت ناقص معرفت باشد پس باید که  
زیادت در فرع و عمل باشد و اتفاق بر طاعت زیادت و نقصان را  
بود و مر حشایان را که برترین تشبیه می کنند این مشد بر دل دشوار  
آید که از حشایان گروهی طاعت را از جمله ایمان گویند و باز گروهی  
ایمان را بجز قول از جمله ایمان گویند و این هر دو در علم اوصاف باشد و  
در جمله ایمان بجز حقیقت استعراق کل اوصاف بنده باشد اند طلب حق  
تعالی و همه گردیدگان در این اتفاق باید که که فیه سلطان معرفت  
ظاهر اوصاف کثرت بود آنها که ایمان بود ابواب کثرت ازین معنی باشد  
که گفته اند اذا طلع الصباح بطل المصباح چون صبح منتشر شد جمال

ص ۳۹۹





خود را در این اثبات طبری نمود و اثبات غیر فائق آید و بعد از آن توفیر  
 هر چند که یک ذره تا آن کلمات مشایخ برسد دیده مریدان کرده اند که  
 اندر محل کمال آن عجب کرم ممکن بوده است از آنچه هر چه غیر بود نیت  
 آن آفت بود و ادان بود که از بدید گفت لغات عاشقین انقض من  
 اخلاص المویذین لغات دیدگان بخت از اغلاص طایمان یعنی آنچه مرید را مقام  
 باشد کامل را حجاب باشد مرید را هست آن بود که کرامت باید و کمال را  
 هست آن بود که محرم باید و در جمیع کرامات مر اهل حق را در لغات  
 نماید و آنچه آن معایر غیر باشد چنان پس آفت دوستان طایف  
 جمیع است بودن از معصیت و آفت اهل معصیت نجات جمیع اهل  
 خلالت بود از خلالت که اگر کاذبان بمانند که معصیت ایشان در ص ۳۰۳  
 پسندند و در خلالت است چنانکه فاسیان می دانند جمیع از کفر بر خیزد و اگر  
 بمانند که جمیع اصلاط ایشان معنی ملت است چنانکه دوستان دانند جمیع از  
 معصیت نجات بمانند و از این همین کلمات ظاهر شریفی پس باید که طاعت که  
 ظاهر موانع طاعت است و معنی بود یعنی چون دست بشوید باید که دل را از  
 دلتی غیر باطن نجات دهید و چون آب دهان بکشد باید که دهان و دهان  
 از ذکر غیر خالی کند و چون استنشاق کند باید که شعوت باطن خود  
 حرام کند و چون روی بشوید باید که از مزاج باطن یکبار اراض کند و  
 بشوئ قال کند و چون دست صاب بشوید باید که دست را از عصبهای خود  
 منقطع کند و چون مسح سر کند باید که امور خود بحق تسلیم کند و چون  
 پای بشوید باید که جز دست فراتر ندارد نیت نیت کند تا هر دو طاعت  
 در آن حاصل آید که جمیع این شریعی ظاهر باطن پیوسته است چنانکه اندر  
 ادان اول ثان ظاهر و تصدیق باطن و احکام طاعت در شریعت پیوسته است  
 در نیت باطن پس طریق طاعت دل تمرکز و تکرار بود و آفت دنیا

ص ۳۰۳

و دیدن آنکه دنیا برای فزادست و عقل تا دل ادان خالی کند و این  
 به نجاهد باید حاصل گردد و محتمل ترین جاهدتها حفظ آداب ظاهر بود و طاعت  
 بران اندر همه احوال از ابراهیم خاقانی رضی الله عنه می آید که گفت مرا  
 از خداوند امر ای ای داند دنیا تا همه حق اندر نعمت دنیا مشغول گردند و  
 حق را فراموش کنند و من اندر بالای دنیا بحفظ آداب شریعت یکبار کنم  
 و حق را یاد دهم گوئی آید که در طاعت حق در ص ۳۰۴ رضی الله عنه  
 چهل سال بکشد و بعد از آن که طاعت کند و بعد از آن که طاعت کند و بعد از آن  
 هم بیرون آید و گفتی زنی را که حق تعالی بخود اضافت کرده است  
 من کرامت دادم که آب متصل من بدان ریخت و از ابراهیم خاقانی رضی  
 الله عنه می آید که از آنکه بعد از طاعت ری بسطون بود اندر یک شبانه روز  
 شست غسل کرده بود آخر وقتش اندر میان آب بود و از علی رودای  
 رضی الله عنه یک چه گاه بجای و سوس اندر طاعت بجا بود گفت روزی  
 بهر گاه بدیدم تا وقت بر آمدن آفتاب بازم اندام میان  
 در دل بدم گفتم با خدا و العاقبة العاقبة حاتمی از دنیا آفتاب داد که  
 العاقبة فی العلم از میان نوری رضی الله عنه می آید که روز مرگ مر  
 یک نماز را شست با طاعت کرد اندر بیاری در حال بیرون رفتن از  
 دنیا گفت چون فراتر اندر آید من برای طاهر باشم گویند شبی چه اندر  
 علیه روزی طاعت کرد بقصد آنکه بعد از آن از حاتمی بشنود که ظاهر  
 را شستی صفای باطن کجا است با گشتن و همه ملک و میزبان داد و  
 یک سال بجز بدان مقدار چهار روز بماند روزی پنجمی آن گاه  
 بزویک بنید آمد رضی الله عنه را گفت یا ای بکر این نیت سودمند  
 طاعتی بود که تو کردی خدای تعالی مرا پیوسته طاهر دارد و گشت از پس  
 آن هرگز بی طاعت نبود تا حدی که چون از دنیا بخواست شد طاعتش انقض

ص ۳۰۴





توبه بجله اندیزین مودع است از آنچه یک شرط توبه است بر مخالفت  
 و دیگر اندر حال ترک ذلت و بیوم عزم سعادت تا کردن بمعصیت و  
 این هر سه شرط اندر ندامت است که چو ندامت حاصل نشد اندر  
 دل این دو شرط دیگر نتایج ندامت را در هر سبب باشد  
 در ۱۴۰۷ چنانکه توبه را سه شرط یکی چون خوف عقوبت بر دل سلطان  
 شود و اندوه کوه صاعقه بر دل صورت گیرد ندامت حاصل آید و دیگر ارادت  
 نسبت به دل متولی گردد و معلوم شود که فضل بر او بی غفائی آن  
 بنابر از به پیشانی شود و سه دیگر شرم خداوند شاهد وی شود و از  
 مخالفت پیشانی گردد پس ازین هر سه یکی تائب بود و یکی مینب و  
 یکی اواب و توبه را نیز سه مقام است توبه و دیگر انابت و  
 دیگر اوبه پس توبه خوف عقاب را بود و انابت طلب ثواب را و  
 اوبه استعانت و فرمان در آنچه توبه مقام سهام و نماند و در آن  
 کبر بود چنانکه گفت خدای عز و جل *يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ*  
*الْأَكْبَرِ وَانَابُوا إِلَى اللَّهِ* و انابت مقام اولیا و مقربان چنانکه خداوند گفت عز و جل  
*مَنْ تَوْبَ إِلَى اللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يَجْعَلْ لَكَ نُزُلًا مِّنْ سَمَوَاتٍ*  
*وَأُخْرَىٰ تَوْبًا مِّنْ سَمَوَاتٍ* و اوبه مقام اولیا و مقربان چنانکه خداوند گفت عز و جل  
*وَمَنْ تَوْبَ إِلَى اللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يَجْعَلْ لَكَ نُزُلًا مِّنْ سَمَوَاتٍ*  
 و اوبه از کما به بطاعت و انابت رجوع از صفای نجات و اوبه رجوع  
 از خود بخداوند فرق است میان آنکه از فراش با دامن رجوع کند و اذان  
 آنکه از لحم و اندیشه ناسد نجات رجوع کند و میان آنکه از غودی خود  
 بحق رجوع کند و اصل توبه از نیت و خیرات حق تعالی باشد و خیرات حق تعالی  
 از نیت و خیرات حق تعالی است و میان این دو تفاوت نظر کرده اند که بعضی  
 احوال و نیت و خیرات حق تعالی و اذان و نیت و خیرات حق تعالی و اذان و نیت و خیرات حق تعالی  
 اصل گردانند و بعضی از نیت و خیرات حق تعالی و اذان و نیت و خیرات حق تعالی و اذان و نیت و خیرات حق تعالی

ص ۲۰۷

ص ۲۰۸

و اعتشاش بر سرانده و در آن باشد که بزرگوار اهل معرفت و جماعت و در هر شایخ  
 معرفت که کسی از یکس گناه توبه نکند و گناهان دیگر را بکند خدای تعالی  
 بدو آنچه دوی و اذان و یکس گناه بگذرد و دست او دران ثواب دهد و باشد که  
 برکت آن از گناهان دیگرش بگذرد و ثواب چنانکه یک می بخوار باشد و درانی  
 از توبه که توبه کند و در هر می خوردن معتر می باشد توبه دوی یکس گناه  
 درست باشد با از گناهانش بدین گناه دیگر و تخفیان از معتر که گیرند که اسم  
 توبه درست است و ایضا چنانکه کسی که از گناهان بکشد و ثواب بکشد و این قول  
 حال است از آنچه بر هر معاصی که بنده بکند وی را بدان عقوبت نکند و  
 چون ترک یک نوع از معاصی بگیرد بنده از عقوبت آن این شود لا  
 محاله بدان تائب بود و نیز کسی اگر بعضی از قریب نکند و از بعضی  
 دست باز دارد الا محاله و آنچه می بکند از ثواب باشد چنانکه بدو آنچه نمی  
 کند عقاب و اگر کسی در آن است بمعصیت میورد باشد او اسیب آن بیجا  
 و اذان و توبه که توبه باشد از آنچه توبه کند یکس گناه ندامت بود  
 وی طلب جان و توبه بر گذشته ندامت حاصل آید و اندر حال اذان  
 جنس معصیت تعرض است و عزم دارد که اگر آلت موجود گردد و  
 سبب حاصل من هرگز پس عرض این بمعصیت بیاید و هرگز پس متناهی ننگند  
 اندر و معصیت توبه و معصیت آن در سبب این و بعد از آنکه باشد طهر با معاصی  
 برانداخته که التوبه این در توبه و توبه آن در توبه و توبه آن در توبه و توبه آن در توبه  
 را فراوانی کنی و او بپوشد و اندر توبه و توبه آن در توبه و توبه آن در توبه و توبه آن در توبه  
 بدان موجب گردی از آنچه حسرت بر کفایت به مقدم بود بر اعمال صالح  
 و هرگز این کسی موجب نه شود که گناه فراوانی کند و باز بنده با معاصی  
 برانداخته که التوبه این در توبه و توبه آن در توبه و توبه آن در توبه و توبه آن در توبه  
 تائب است و توبه این در توبه و توبه آن در توبه و توبه آن در توبه و توبه آن در توبه

ص ۲۰۹



چند گناه یا عیب بود باز چند نگاه با ذکر بقا خود وفا از وفا محاب باشد  
و در روح این غلات اندر غلات مجاهده و مشاهده است است و ذکر  
کنان اندر مذهب سخیانی نباید محبت آنکه تائب و لا جرم تائیم گوید لیکن  
دنب او را غفلت داند و اگر بحق تائیم گوید ذکر توب او را شرک  
تایید و نه اگر تائب باقی ایستاده بقدرت اسرار آفرایش عمل گشته باشد  
و اگر تائب ایستاده باشد ذکر و محبت خود را دوست نایب موسی گفت علیه  
السلام ثبت لیکن خود حال بقای صفت و رسول گفت من الله علیه و سلم لا  
احصى ثناده علیه و الله حال بقای صفت او در ذکر و محبت و اخلاص حق  
توب و محبت باشد و تائیم را باید که از خودی خود یا از نیاید از گناهش  
چگونه یاد آید و محققیت یاد گناه خود گناه بود از آنچه عمل احوال است  
و چنانکه گناه عمل احوال است ذکر آن هم عمل احوال است و ذکر  
غیر آن چنان و ذکر بوم بوم باشد لیکن بوم هم بوم باشد از آنچه تعلق  
ذکر و لیکن هر دو توب باشد و بگوید رضی الله عنده گفت بکتاب و بیاید

بر خوانم از هیچ چیز را چندان در ۱۴۱۰ فایده بود که المیزان بیت

لَا تَلُكْ مَا أَهْبَكَ قَالَتْ مُبِجَّةٌ رَضِيَتْ بِهَا

حیاتك ذنب ولا يناس به ذنبك

چون دود دوست اندر حضرت دوستی بخایت بود مشتاق را چه قیمت ماند  
و فی الجمله توبه تائید و تائید و تائید و تائید و تائید و تائید و تائید و تائید  
محاممت اندر آید چنانچه حق هیچ نکلت نباشد که محاممت دل و دفع نکند  
چون بعد از توبه فعل و دی محاممت دفع توبه نمود چون بنیاد اندر محاممت  
نیز محاممت حافظ توبه نباشد و خداوند گفت عز و جل تَنَابَّ عَلَيَّ إِنَّكَ  
هُوَ التَّنَابُّ الرَّحْمَةُ و مر این را اندر نقل کتاب نظایر بسیار است تا حدی  
که از ضرورتی نباشد کردن حاجت بنیاید پس توبه بر بعد گود باشد لیکن از

ص ۳۱۰

خطا بصواب و دیگر از صواب با صواب و بیوم از خودی خود بحق تعالی آنکه  
از خطا بصواب بود آنست که خدا گفت عز و جل وَ الْيَتِيمَ إِذَا كَانَ كَانِشَةً  
أَوْ خَلَلْنَا أَلْسِنَهُمْ وَ كَرَّمْنَا اللَّهُ فَاسْتَفْتَيْنَا بِالْأَمْرِ الْأَيُّهُ وَ از صواب با صواب  
تر آنکه موسی گفت تَبَّتْ إِلَيْكَ و از خود بحق آنکه پیغمبر گفت من الله علیه  
و سلم و انه لیکن من قلبی و انی حکمت لاستغفر الله فی کل یوم سبعین مرة  
و از کتب خطا درشت است و مذوم و دهرع از خطا بصواب توب و نمود  
این توبه عاقبت است و حکم این عاقبت است و تا صواب باشد با صواب قرار  
گرفتن وقت است و محاب و روح از صواب با صواب اندر درجه اعلی است  
ستود باشد و این توبه خاص باشد و حال باشد که خواص از معصیت توبه  
کنند ندیدی که هر عالم اندر صحت توبت خداوند اندر ص ۱۴۱۱ و موسی  
اندان توبه کند از آنچه توبت اختیار خواست و اندر دوستی اختیار است بود  
ترک است اختیار و ای امر حق و تا توبت بود و دهرع از خود  
بحق در درجه محبت است یا چنانکه از آفت بتمام اعلی از وقت بر تمام  
عالی توبه کرد و از دیه مقامات و احوال نیز توبه کند چنانکه مقامات  
مصطفی علیه السلام هر دم با توبتی بود چون بتمام بزمی برسد از تمام  
فرد تر استغفار می کرد و ای توبه ای که تمام توبه بجا می آید و از آنکه  
اعلم یا بصواب

ص ۱۴۱

### فصل

برادر توبه را شرط تائید نیست از آنکه بوم بر روح نکند کردن  
معصیت درست باشد و اگر توبی را توبتی بینه که باز معصیت یاد گردد بعد  
از صحت بوم اندران ایتم گذشته حکم توبه یافته باشد و از بتدیان  
تدیان این تائید داده اند که توبه کرده اند باز توبتی بینه است نشان





علیه وسلم الصلوة فیها ملک الیمانکون فی نماز معنی نکر و انقیاد باشد از  
 بدی است و آنکه بعد از نماز عبادات و تقاضای عبادتی مخصوص است بدین احکام  
 که بعد از وقت نماز آن از حق تعالی بزرگ است که پنج نماز بعد از پنج  
 وقت بگذرد و قبل و بعد آن هر آن که بخواهد بپوشد یکی از این طهارت  
 است بظاهر و نه نه است و در میان آن شصت و دو دیگر طهارت در ۱۴۱  
 نماز بظاهر از پنج و در میان آنکه از طهارت باشد و دیگر طهارت  
 های بظاهر از عبادت و آنکه از طهارت و از طهارت و معصیت و مجامع  
 استقبال قبل و قبل بظاهر که در قبل باطن عرض و اندک ستر شده  
 و پنجم قیام ظاهر اندک طهارت و قیام باطن اندک بوده است و قربت  
 بشو و دل و آن بظاهر شریعت و دوام وقت اندک در حقیقت و  
 ششم غلوس نیست باقیال حضرت و هفتم بگیری اندک مقام بیعت قیام  
 اندک محل و طهارت و عزالت و عزالت و در کمالی بخشود و بودی  
 بتذلل و تقصیری و حاجت و سلامی باقیال حضرت و اندک عبادت و است  
 کان البقی صل الله علیه وسلم یصلی و فی جوفه انوار کانیذ السرجیل پوی  
 پیغامبر صلی الله علیه وسلم نماز گذاردی در دلش جوشی بودی چون جوش  
 دیگر بودی که اندر نبرد آن آتش افروخته باشد و چون امیر المؤمنین  
 علی کرم الله وجهه قصد نماز کردی مویهای وی از جامه سر بیرون  
 کردی و از روی او آفتابی و آفتابی که آمد وقت گذاردی و آفتابی  
 که آسمان ها و زمین ها از علل آن عاجز شدند یکی گوید از مشایخ  
 که داریم از حاتم اعم که تا نماز بگذر کنی گفت چون وقت اندک  
 آید یک وضوی ظاهری و یک وضوی باطنی بکنم ظاهری بآب و  
 باطنی بتوبه آنگاه مسجد اندر آمیم و مسجد طهر را شاهد کنم و مقام  
 ایمان را شاهد بیاورم و بعد از وضو و نماز و بعد از نماز و بعد از نماز و بعد از نماز

ص ۳۶۲

دائم در دوزخ باشد و بپوشد خود را و در صراط باشد و در خودی و در  
 ملک الموت را در ۱۴۱ پس پشت خود آنگاه بگیری گویم با تعظیم  
 و ایامی حضرت و عزالت و عزالت و عزالت و عزالت و عزالت و عزالت  
 جزئی بکم و ذکر و سلامی بکنم و یا شد از تزیین و الله اعلم بالصواب

فصل

برای نماز عبادتی است که از ابتدا تا انتها را در حق عزیزان و اندران  
 پاینده و مقامات نشان اندران بکشف بگردد چنانکه طهارت و عزالت و عزالت  
 توبه و تعلق پیری کردن و بکای اصابت توبه و قیام بکای مجاهد نفس  
 و عزالت بکای ذکر بر دوام رکوع برای تواضع و بود بکای مجاهد نفس  
 و تقصیر بکای این دو بلام برای تواضع و تواضع و تواضع و تواضع و تواضع  
 مقامات و از آن بود که رسول علیه الصلوة و السلام از کت شارب  
 منقطع شدی اندک عمل کمال حیرت طالب شوق می گشتی و تعلق به  
 مشرب کردی آنگاه گفتی در حقا یا بیک بالصلوة یا بیک یا را بناد  
 و بیک نماز ختم گردان و مشایخ ما رضی الله عنهم اندین سخن است  
 و هر یک ما درجه ایست و گردمی گیرند که نماز آن حضور است  
 و گردمی آن است بقیست بگویند و گردمی که غلب بود و اندک نماز  
 حاضر باشد و اندک است گردمی که حاضر بود و اندک نماز غیبت باشد و  
 چنانکه اندران و جهان اندین عمل به معرفت و گردمی که خداوند را ببینند  
 غایب باشد حاضر شوند و گردمی که حاضر باشد غایب شوند و  
 من می گویم که علی بن عثمان الجعفی ام رضی الله تعالی عنه که نماز هر  
 روز ۱۴۱ است حضور است و آنکه غیبت از آنچه هر شیخ  
 را آنکه گردد که علت حضور و غیبت بود و علت غیبت هم

ص ۳۶۵

ص ۳۶۶

میں قیمت و امر خداوند تعالیٰ هیچ سبب متعلق نیست که اگر نماز وقت  
 و آن وقت حضور بادی بایستی که بوقت نماز حاضر گردی و اگر وقت نیست  
 بادی بایستی غایب بترک آن حاضر شوی و چون حاضر و غایب با یاد  
 آن بترک آن قلم نیست آن خود الله نفس خود سلطان است الله قیمت  
 و حضور بیه نیست پس اهل فاعله و اهل استقامت بیشتر کنند و  
 فرایند چنانکه شایخ مریدان با آنکه در شبان روزی چهار صد رکعت  
 نماز فرایند و هر عادت آن با آنکه عبادت است مستقیم و آویز کند بسیار  
 گفته مر شکر قبول نماز الله حضرت با آنکه اینها ارباب احوال و ایشان  
 بر آنکه گویا باشد گویا که آن که نمازهای شان آنکه کمال مشرب  
 بای مقام جمع بود بدان مجتمع شوند و گویا آن که نمازهای  
 شان الله انقطاع مشرب بای مقام تفرقه بود بدان متفرق شوند و  
 آن که آنکه نماز مجتمع باشند و تفرقه باشد آنکه نماز باشند و تفرقه  
 و متفرق نماز بفرایند کنند و آن که متفرق باشند و تفرقه و تفرقه  
 نماز کمتر کنند و رسول صل الله علیه وسلم گفت جملت قرة عینی فی  
 الصلوة و شانی چشم من الله نماز حاضر و الله یعنی هر راحت من  
 الله نماز است از آنچه مشرب اهل استقامت بایست نماز بود و آن  
 چنان بود که چون رسول صل الله علیه وسلم در سن ۱۶۱۷ مروج بودند  
 و بجلل قرب نمایند پس نفس از بند کون گشت شد بدان و در  
 دید که دلش بود و نفس بفرموده دل فرموده دل و درجه بدان  
 و آن بجلل بفرموده و در آنکه در عبادت کافی شد و از مقامات و نحو  
 گشت و از نشانی حای نشان گشت و الله مشاهده از مشاهده غایب

ص ۳۱۶

عنه الله اهل کتاب و در آن ص ۳۱۶ آمده است

شد و از طریق بر میسر شرف انباشت و متلاشی شد و نمازین در وقت  
 بلیغ نیست گشت شراعت ربانی الله ولایت خود بجان گشت از خود بخود  
 ماند معنی بستی برید و الله گشت بلیغ بپند شد بانی اعتبار خود بای  
 سر شوق اعتبار کرده و گفت با آنکه خدا را بدان سرای طایر و  
 و بد طبع و هوا میگویند زمان آمد که حکم با چنین است که باز  
 گوی و دنیا بر اقامت شمع با آنکه آنجا آنچه داده ایم آن جا  
 بریم چون برتیا باز آمد هر گاه که دلش مشتاق آن مقام مستأ شدی  
 گشتی است یا بطلان بالصلوة پس هر نمازی او را سرای بادی و  
 تفرقی و اهل حق و اهل باطن و نماز ویدی و بایست و بایست و بایست و بایست  
 بادی و دلش بایست و بایست و بایست و بایست و بایست و بایست و بایست  
 تفرقه ایمنی دی نماز شدی و تفرقه ایمنی ملک بود و بایست و بایست و بایست  
 تفرقه ایمنی و بایست و بایست و بایست و بایست و بایست و بایست و بایست  
 رضی الله عنه که علامه الصلوة ان یکون له تابع من الحق لذا مثل  
 وقت الصلوة بیست و بیست و بیست و بیست و بیست و بیست و بیست و بیست  
 خدای عز و جل در آنکه بایست و بایست و بایست و بایست و بایست و بایست  
 آنکه بایست و بایست و بایست و بایست و بایست و بایست و بایست و بایست  
 گردانش و این اثر الله سئل رص ۱۶۱۷ بن عبد الله ظاهر الله از آنچه  
 دی پیر زنی گشت بود چون وقت نماز شدی تن درست گشتی چون  
 نماز بکوی بر های بماندی یکی گوی از شایخ رعت الله علیه بحتاج  
 الصلوة الى انیة اشهد ان لا اله الا الله و محمد بن عبد الله الطیغ و صفاء الصلوة  
 کمال المشاهدة و بایست و بایست و بایست و بایست و بایست و بایست و بایست  
 جمع همت نباشد چون همت مجتمع شود ولایت نفس برید از آنچه بود دی  
 از تفرقه است الله تحت جملة جمع بایست و بایست و بایست و بایست و بایست





باب المحبة وما يتعلق بها

خداوند عز و جل گفت: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَكُنْ مِنْكُمْ صَدَقَ  
 لِسَانُهُ يَبَاقُ اللَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ وَيُحِبُّهُ وَ يَحِبُّهُ وَ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ كَذِبًا  
 وَ كُفْرًا اللَّهُ يَكْفُرُ عَنْهُ وَ يَكْفُرُ عَنْهُ اللَّهُ وَ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ  
 كَرِيمًا وَ جَمِيلًا شَرَفَهُ اللَّهُ وَ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ جَبَلًا وَ جَبَلًا  
 كَرِيمًا فَتَقَدَّرَ بِدَرَجَتِهِ بِالْحَقِّ وَ مَا تَوَدَّ اللَّهُ فِي شَيْءٍ كَتَوَدَّ فِي قَبْلِ نَفْسٍ عِبْدِي  
 الْوَحِيدِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَ الْكَرْبَ مَسْلُوكًا وَ لَا يَمْلِكُ لَهُ شَيْءٌ وَ مَا تَقَرَّبَ إِلَى عِبْدِي  
 بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَعَادٍ مَا اقْتَضَتْ عَلَيْهِ وَ لَا يَذَلُّ عِبْدِي بِتَقَرُّبٍ إِلَيَّ شَيْءًا  
 إِلَّا خَافَ حَقِّي وَ أَحَبَّهُ خَافًا وَجِبَتْهُ كَفَرًا وَ مَنْ ۱۴۲۰ لَهُ سَمْعًا وَ بَصِيرَةً وَ  
 يَدًا وَ مِزَانًا (المحذيث) وَ نَزَحَ كَفَرًا مِنْ أَحَبِّ لِقَاءِ اللَّهِ أَحَبُّ لِقَاءِ اللَّهِ لِقَاءُهُ  
 وَ مَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ وَ نَزَحَ كَفَرًا مِنْ أَحَبِّ لِقَاءِ اللَّهِ أَحَبُّ لِقَاءِ اللَّهِ لِقَاءُهُ  
 الْعَبْدُ قَالَ لِيَجْعَلَ اللَّهُ لِي جَبْرِيْلَ أَوْ أَحَبَّ فَلَا تَأْتِيهِ فَاسِقَةٌ فَجَبْرِيْلُ ثُمَّ  
 يَقُولُ جَبْرِيْلُ أَهْلُ السَّمَاءِ إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَبَّ فَاجْتَنِبْهُ فِي حَبِيْبَتِهِ  
 أَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يَصْبَحُ رَجُلٌ الْقَبُولِ فِي الْأَرْضِ فَيَقْبَلُهُ أَهْلُ الْأَرْضِ وَ قَدْ  
 الْبُخْصُ مِثْلُ ذَلِكَ بَرَاكَ حُجَّتُ خَدَاوَنَ مَرَّ بِنَدَا وَ دَجَّتْ بِنَدَا مَرَّ  
 خَدَاوَنَ بِرَا دَرَسَتْ مَت وَ كِتَاب وَ سُنَّتْ بِرَيْن طَالِقْ اسْت وَ اَمْت  
 بِرَيْن مَجْتَمَع وَ خَدَاوَنَ تَنَالِي بِصَفَتِي اَمْت كَر دُوسْتَان اَو وِرَا دُوسْت

ص ۴۲۰

دانه دی و دستان خود را دوست دارد و با حق گفت گویند که محبت را با حق  
 ست از چه بگرما و آن ستم بجای نهد که اندر محراب درین محراب  
 پس حُب را حُب نام کردند ازین اصل حیات ابدان است چنانکه اصل  
 نبات اند حُب چنانکه تخم را در محراب جان پدید آورد خاک پنهان شود  
 بارانها بران می آید آفتابها بران می تابند و سر و گرا بران می گذرد  
 و آن تغییر ازین تغییر نکرده چون وقت دی فرا رسید بدینسان و آن گل  
 بر آمد و ثمره دهد و هم چنین حُب اند دل چون مسکن گیرد بخاطر د  
 طبیعت د بلا و محبت د لذت و فراق و وصال تغییر نکرده و اندین معنی  
 گویند یکی از اشعار شاعر

یا من مقام جفوت استقامت عاشقه طریب را

سبح المودة فاستوى عندي حسن و المنيب

و نیز می گویند که اخوة است از محبتی که اندر دی کتاب سبب است  
 بد گشته در ۱۴۱۰ باشد چشم ها را اندان مسمی باشد و از دارنده  
 آن شده باشد هم چنین دوستی را دوستی دل طالب میگویند شود و دل را  
 با مثل گردانده بخود دوست دوست را دوست دل را دوستی دل را دوستی  
 چون خداوند تعالی خلیل را خلعت خلعت کرم گردانید و خلیل مر خدمت حق  
 را مجزو شد عالم و عالمیان عجب می شدند و دی بدوستی حق دشمن  
 عجب گشت آن گاه از حال او را خبر داد و کُفَرْتُمْ خَدَّوَنَ لِي إِلَّا سَرِبَتْ  
 الْبَالُكِيْنَ وَ اَمْرَيْنِ مَعْنَى شَيْءٍ گوید رحمة الله علیه که ستمت المحبة محبة  
 لِقَاءُ تَقْوَى مِنَ الْقَلْبِ بِهَا مَوَدَّةُ الْمَحْبُوبِ وَ نَزَحَ گوید که حُب تمام کن  
 چهار چوب باشد اندر هم ساخته که کوزه آب را بران نهند پس حُب  
 را نیز حُب خوانند ازین جهت حُب حُب و حُب حُب و حُب حُب و حُب حُب و حُب حُب  
 و بجای دوست را حُب میگویند که آن حُب دی سبب است از آنکه کارش

ص ۴۲۱



آن بود چنانکه باز آن پیرها کشیدند باز بود پس ترکیب و خلقت در کشیدن  
باز دوست ما بود و اندرین معنی گوید شعر

ان شئت جودی و ان شئت فامتنی

اجلاهما متلفه غنوب الی الکور

و اینگونه گویند که نافه هست از عجب آن هیچ حجتی دل را بود هم نافه  
دل محل لطیف است و قوام دلایه بدان و اقامت محبت هم بدان پس  
محبت با حجت هم محل آن نام کرده باشد از آنجه گزارش شده بجهت دوست  
و غریب نام گردانیده چیزی است با هم موضع آن دوستی گویند که نافه  
ست از جاب الماء و قیاد عند المطر تشبیه آن قلیان آبی بود اندر  
مال ابدان عظیم پس محبت مانند محبت هم که در ۱۲۶۲ لایحه طلیان  
القلب عند الاشتیاق الی لقاء المحبوب پیوسته دل دوست اشتیاق رویت  
دوست مضطرب باشد و بی قرار چنانکه اجسام بارواج مشتاق باشد و  
چنانکه قیام جسم بروح بود قیام دل بجهت بود و اقامت محبت بر رویت  
و در دل محبوب از اندرین معنی گوید شعر

لما لم یتمق القاس کدحاً و داحه

لما لم یتمق ان القات یبیا غرکا حایبا

و اینگونه گویند که محبت و امی است در صفای صفات ما از آنجه شربنا در  
صفای بیاض چشم انسان را حجت انسان خواند چنانکه صفای سرمدی دل را  
حجت القلب پس این یکی محل محبت است و آن یکی محل رویت ازین  
معنی بود که اول و دایره از افق دوستی و انظار بود و در اندرین معنی گوید  
شعر

القلب یحسد عینی لذة النظر

و العین تحسد قلبی لذة الفکر

۳۳۴

فصل

در بیان محبت از جهت اشتغال لفظ علی بر وجهت یکی یعنی ارادت بود محبوب  
لی سکون نفس و میل به صواب و تقوی قلب و پختن استیلا و تقوی این  
بر تعلیم بود باشد و این همه صفاتی مخلوقات را باشد با یکدیگر و  
اجناس را و در متالی هست خداوند ازین جمله خلق کبیرا و دیگر معنی همان  
باشد و تخصیص بنده که در ذات ما پیدا گردید درجه کمال ولایت رساند و  
برگذاشتن کما تمناش مخصوص کند و در دیگر معنی شای جمیل باشد و بنده  
و گویی از حاکمان گویند که محبت حق و خداوند از جمله صفات  
سمی است چون در ۱۲۶۳ و در استوار که اگر کتاب و سبقت  
بلک تعلق بودی وجود آن امر حق تعالی دل از بدی عقل مستقبل بودی  
پس محبت اثبات کنیم و بگویم بدان تا اندر تصرف کردن آن  
توقت کنیم و مرد این دایره بالذات این لفظ امر حق تعالی را در  
این جمله افاضل است که از او گوئیم که حق تعالی حقیقت این بیان کنیم  
انشاء الله تعالی

ص ۳۳۳

بنا بر محبت حق تعالی بر بنده و ارادت غیر او باشد و در محبت  
کردن به وی از محبت اسمی است از اسمای ارادت چون بفرمان  
خطبه در محبت او رأفت بود آنچه بدین نامد جل این اسمی بود ارادت  
حق تشبیه کرد و ارادت معنی است تعلیم و هدایت که بدان صفات و اخلاص  
از انظار خود را پس از اندر حکم بمالفت و انظار فعل یعنی ازین صفات  
انفس یعنی است در حق و انوار محبت خداوند بر بنده و ارادت که با  
وی تعلق بیاید فرماید و وی را تا آمد دنیا و حق تعالی در او و در آن  
عمل مخلوقات این گردانند و وی را در محبت معصوم و در احوال رفیع

و مقامات معنی دوی را کرامت کند و شرفش را از اوقات پایدار بگسند و  
 عنایت ازل را به او بیونداند تا از کل مجزئ شود و مر طلب رضای دوی  
 را معزوف شود و چون حق تعالی بیده را بدین معانی مخصوص گرداند آن تخصیص  
 اوقات دوی را تمام محبت نمند و این اوصاف حادث محاسبی و عینیه و جماعتی  
 از مشایخ است و مسلک فقهای فریقین و مشکوکان صفت بیشتر هم برین اند  
 و اگر گوید که محبت حق معنی شای جمیل است بر بیده شای دوی در ص  
 ۳۳۳ کلام دوی را در کلاش تمام حقوق است و اگر گوید معنی احسان است  
 در احسان دوی فعل دوی است و حکم معنی متعارف است این تقابیل را در حکم  
 بلا وجود اما حکم محبت بیده مر غفاده را عینیه و صفتی است که  
 اندر دل معنی مطیع پیدا آید معنی تسلیم و تکبیر تا رضای محبوب را  
 طلبند که در اندر طلب مذکور دوی بی صبر گردد و اندر آردی قربت  
 دوی بی قرار گردد و بدون آردی کسی قرار نمایدش و غوی با فکر دوی  
 کند و از آردن فکر دوی اجزا کند اگر هم بود دوی حرام شود و قرار از حق  
 نبرد گردد و از محله اوقات در مشاغل متعلق شود و از محله اوقات بگذرد  
 سلطان دوی اقبال کند و هر حکم دوی را گدازد و نبوت کمال مر حق  
 تعالی را بشناسد و در اوقات باشد که محبت خلق بر او را از محبت حق  
 باشد غیر از یکدیگر و در این میل بود با عاطفه و ادراک محبوب و این  
 صفت اجسام بود پس همان حق تعالی مستحکمان قرب دوی باشد و طایبان کیفیت  
 دوی از انچه طالب بود و تقایم بود اندر دوی و مستحکمان محبوب تقایم بود و درین  
 همان اندر هر که گاه محبت مستحکمان و مقدمات از انچه محدث را بقدیم جز  
 بقدر تقییم توکل نباشد و هر که محبت را در معلوم کند اجماع برین بود  
 و شصت غافل پس محبت برین بود که باشد یکی محبت جنس و یکی د آن  
 میل و در تقویین جنس باشد و طلب اوقات محبوب از راه کرامت و ملاقات

ص ۳۳۳

و دیگر جنس با جنس و این طلب استفاده کند با صفتی در ۳۳۵ از اوقات  
 محبوب بیاداند و شای گدازد چون شنیدن بی کلام و بی دین بی دین  
 گردیدگان اندر محبت حق در دو قسم اند یکی اگر عالم و احسان حق بود  
 بیده در مشیت عالم از احسان محبت تمام معنی تقاضا کند و دیگر اگر کل  
 تمام را از قلب دوی اندر محل محاب نمند و راه شان از بدویت نعم  
 نعم بود و این عالمی در دست غفاده علم با عوالب

فصل

در بیان محبت از آنکه میان همه اوقات خلق معرفت است و بعضی از آنها  
 مشهور و بعضی از آنها متداول و بعضی صفت از اوقات بعد آن را بر خود  
 نتواند پوشید و از مشایخ این طایفه سمون الحبت رضی الله عنه اندر محبت  
 دوی در مشایخ و دلدل و مخصوص و گوید که محبت اصل قاصده را در حق  
 تعالیست و در احوال او مقامات متعارف و اندر هر محلی که طالب به اندران  
 باشد کمال بدان ملاحظه بر او اندر محلی محبت که هیچ حال نوال بدان  
 عطا نباشد و اطمینان تمام باشد بود و مشایخ دیگر جمله اندرین معنی را  
 دوی مراقت کرده اند اما حکم اگر این اسم قائم بود و ظاهر خواستند  
 که حکم این معنی اندر میان خلق پورشد و اسم را بدل کنند اندر تحقیق  
 دعو معنی پس آن معنای محبت را در صفت نام کردند و محبت را معنی  
 خوانند و اگر معنی از آنکه اختیار محبت را با اندر اثبات و اختیار محبت فقر  
 خوانند و محبت را با اختیار نام کردند و از انچه کمترین و درجه اندر محبت مراقت  
 است و مراقت از عیب غیر مخالفت بود و معنی اندر ابتدای کتاب  
 حکم فقر و فقر است را در کشف گردانیده اسم و اندرین معنی آن را به  
 بر گزار گردید در ۳۳۹ و از آنکه طایفه الحبت و جملة الزهاد و من الاجتهاد و محبت

ص ۳۳۵





بدان دوستی کرده اند که اندر خطاب هر یکمانند پس حق تعالی بذات ملک و دوستی  
 نیست و خلق خدا را دوستی عشق دوست آید چون بعضیات و افعال حسن  
 و مکرم اعلیٰ هستند پس محبت دوست آید ندیدی اگر چون یعقوب بن ابی حمزه  
 یوسف مستغرق گردانید اندر حال فراق چون برای پیوستن یافت چشم حاش بینا  
 شد و چون درینجا با عشق یوسف مستغرق گردانید تا وصلت دی یافت  
 چشم باز یافت و این فراقی پس محبت نیست که یکی را صواب بدهد و دیگری  
 را گذارد و نیز گفته اند که عشق را فدا نیست باید آن را بر سر دی  
 دعا باشد و اندرین فصول لطیف بسیار است آید اما مرثیوت قبول را  
 این مقدار کفایت کردم و الله اعلم بالصواب

## فصل

و مشایخ این طایفه را اندر تحقیق دوستی و موز بیش ادا است که هر  
 آن را احصا توان کرد و من فقی از آن گفته ایشان پیام اندرین  
 کتب تا در بزرگ بجای آورده باشم انشاء الله عز و جل انشاء الله القاسم  
 قشیری گویند رحمه الله علیه علیه الصلوة و السلام در ۱۲۲۹ بصقاته و اثبات  
 المحبوب و عدلته محبت آن بود که محبت کل اوصاف خود را اندر حق طلب  
 محبوب خود نفی کند و اثبات ذات حق را یعنی چون محبوب باقی ماند  
 محبت باقی برای غیرت دوستی باقی محبوب را بدینی خود مطلق کند  
 تا طایفه مطلق دی بجا بگردد و فای محبت محبت جو بیانات و اثبات  
 محبت نباشد و دعا نباشد که محبت بعفت خود قایل بود که اگر دوست  
 بعفت خود قایل بودی ان شاء الله محبت بی نیاز بودی چون می داند  
 که چنانچه بحال محبت است طالب نفی اوصاف خود نباشد بصورت زانچه  
 معلوم نیست که بعفت خود از محبت محبت نیست پس از دوستی

ص ۳۲۱

دوست دشمن خود گذشته است و معروف است که چون حسین بن محبوب را  
 بنی الله عز و جل و از کردند آخرین سخنانش این بود حسب الواجب الزاد الواحد  
 و محبت را آن پند داشت که هستی او را با دوستی پاک گردد  
 ولایت نفس اندر دهد و برسد و تلاشی گردد و از یزید بسلامی گیرد  
 و الله عز و جل الصلوة استقلال الکثیر من نفسه و استکثاره القلیل من حیثیات  
 محبت آن بود که میان خود را از آنک که دانی و آنک که دوست است و این  
 مساوت حق است و بدو که از محبت دینا و آنچه در دنیا است خداوند است  
 به بدو و آنک خوانده و گفت قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ لَّكُمْ يَا عَمَّه که متاع  
 دنیا آنک است آنچه بشما داده ام آن گاه اندرین عمر آنک و های  
 آنک و متاع آنک و فکر آنک ایشان را بسیار گفت و الله اعلم بالصواب  
 و الله اعلم بالصواب و من فقی از آن گفته ایشان پیام اندرین  
 و این صفت مرفق را دوست نیاید زانچه از حق به بدو هیچ چیز آنک  
 نیست و از آن خلق هم آنک بود و شیخ سمل بن جده الله التستری گویند  
 رحمه الله علیه المحبة معاملة الطامع او معاملة المخالفات محبت نیست که را  
 طامعات محبوب دست در آغوش کنی و از مخالفت وی اعراض کنی زانچه هرگاه  
 دوستی باشد آن قوی تر بود از آن دوست بدو دوستی آن را بدو تو این را بدو  
 آن گروه است که از جمله مودعه باشند گویند که بدو اندر دوستی بدو رسد که  
 طاعت از آوی بندد بخود و این قوت محض باشد زانچه محال بود که الله  
 مال صفت عقل حکم حکمیت از بدو ساقط شود زانچه اجماع است که  
 شریعت محمد صلی الله علیه و سلم هرگز فسخ نشود و چون از یک کس  
 بر عاصی حکمیت بدو باشد و الله عز و جل محض عقل پس از بدو طاعت  
 باشد و این زنده محض باشد و با مشوب و مستور را حکمی دیگر است  
 و عذری دیگر تا روا باشد که بدو را خداوند تعالی اندر دوستی خود

ص ۳۲۰





شکری بی کرانه و بگذارد و آن شکر بی کرانه گدازد نعمت بی کرانه بود و در هر  
 ذکوة نعمت دنیا و دوزخیک است و طاعت محض نباشد از آنچه بخل برود تا چنانچه باشد  
 بخی تمام باید که تا به بیت دوم رسد کسی که در هر یک سال صدقه دهد تحت  
 تعریف خود محسوب گردد و در آنجا پنج درجه است و در هر یک درجه یک پیکان در آن طریق  
 قبل از آن باشد و سیرت مخلوت پس ذکوة از یک واجب شود و در هر یک پیکان  
 که یکی از طایع عامر بر حکم تجزیه در شریعت ما رفته الله علیه بهرید از ذکوة که  
 چه می باید داد گفت چون بخل بود و مال حاصل از حدیث دوم پنج درجه  
 باید داد و در هر بیت و بیاید نیم دنیا بهر یک درجه و در هر یک درجه یک پیکان  
 باید که تا از شش ذکوة رفته باشد گفت اطمینان از این مسئله کیمت گفت  
 ای بکر صدیق رضی الله عنه که هر چه داشت اهدا و در هر یک پیکان صدقه و در هر یک  
 دین ما گفت ما اختلاف نمائیم گفت الله و رسول و از امیر المؤمنین علی رضی  
 الله عنه روایت کردند که گفت الله قعیده شریفه و در هر یک پیکان

بیتها و سیرت محض ذکوة سالان و در هر یک پیکان صدقه و در هر یک پیکان صدقه  
 پس مال کرمان مبدول باشد و در آن شان صدقه و در هر یک پیکان صدقه و در هر یک پیکان صدقه  
 خصوصیت از آنچه ایشان را ملک نباشد تا اگر کسی در بخل را از کتاب که در ۱۳۲۳  
 و گوید چون ما مال نیست از علم ذکوة مستثنی است این علم بود از آنچه آموختن  
 علم فرض عین است و اشتغال نمودن از علم کفر محض بود و از تقصای زیاد  
 یک نیست که در میان صلاح و فقر بخل علم را ترک می کنند و قتی جماعتی  
 از محققان ما که بتدی بودند معتقد گوید بفرمان جلاله تعالی که در هر یک پیکان صدقه و در هر یک پیکان صدقه  
 من باب مدققة الابل می گفتم و حکم نیست برون و نیست حاضر و حاض  
 ما ظاهر می کردم آن مرکب بخل را دل از شنبهت این سخن تنگ  
 شد و بر خاست و گفت مرا اشترا نیست تا علم نیست برون بکار یکدم  
 گفتم ای هذا هم چه که مرا دادن ذکوة را علم باید مرا متدن آنرا

۳۳۳

نیز باید اگر کسی نیست برون فرا تر دهد و بتانی بهنگام ترک علم نیست برون  
 هم نشاید گفت و اگر کسی را مال باشد و بایست مال نیز نباشدش هم فرض  
 علم از وی بیفتد فتوحه باشد من اهل

فصل

از مشایخ متقدم بوده اند که ذکوة بسته اند و کسی بوده است که  
 نترسد آن را که فقر باغیتر بوده است بسته که چون مال جمع کنی ذکوة  
 نیز نباید داد و از ارباب دنیا نتایم تا به شان عیا نبود و ادان با سخی  
 و اگر اندر فقر مضطر بوده اند بسته اند به مر بایست خود را بلکه بدان  
 آن خواسته اند که فریفته از گردن برادر مسلمانی بر دارند چون نیست این  
 بود به عیا این باشد که آن دهنده اگر دست دهنده عیا بودی دست  
 ستانده سخی باطل بودی این معنی لاله تعالی و یا أخذ الصدقات بایستی تا ذکوة  
 دهنده فاضلتر آمدی از ستانده در ۱۳۳۵ و این افتقاد عین غلات بود و  
 عیا آن باشد که چیزی حکم واجب آن از برادر مسلمان بسته تا پار آن  
 از گردن دی بیفتد و در ایشان دنیا می یابد بلکه ایشان عقباتی اند و  
 اگر عقباتی بار از گردن دنیائی بر گیرد حکم فریفته بر دی لازم شد و بقیامت  
 پانی با خود شد پس حق تعالی مرا عقباتی ما بپایگی سسل احقان کو تا دنیائیان  
 آن بار فریفته را از گردن خود توانستند گزارد و لا محاله به عیا به قرا  
 بود که بر موافقت حق شرع خود ستانده است اذاکه حق خدای  
 بتادک و تعالی بر مردی واجب بود و اگر به ستانده به سخی  
 بودی چنانکه گروهی از اهل حشر می گویند و پیشران بایستی که  
 سخی بودی که ایشان حق خدای تعالی می بکنند و بشرط بصورت می  
 رسانیدند و بر خط اند و می نمایند که با بر شده اند و از پس

۳۳۵



پیغمبران الهی و این هم درین بوده اند که حق بیست و هفت سال از  
و بر قطب است اگر چه شنیده را سفل گریه و بد و حنده با علیا  
داند و این هر دو اصل قوی است و انچه لغوت بود مضمون این عقل  
باب الحود و الحاد و من طرفی بدین پیوسته و یا شد التوفیق و  
(الصفحة)

## باب الحود و الحاد

پیغمبر گفت علی الله علیه وسلم یعنی قریب من الجنة و بعد من النار و  
یعنی قریب من النار و بعد من الجنة و نزدیک عالم بود و سخاوت هر دو بیک  
معنی باشد الله صفات خلق را مر حق تعالی را بواجب خوانند و سخن در ۱۵۲۷ ص ۱۵۲۷  
خوانند هر دو توفیق را که یکی خود را بدین نام خوانده است و یکی از  
علی الله علیه وسلم یو خبری نیامده است و باجماع اهل سنت و جماعت روا  
نیست که کسی خداوند متعالی و تعالی را نامی کند و مقتضای عقل و حقیقت  
تا کتاب و سنت بدان تعلق نباشد چنانکه خداوند تعالی عالم است و باجماع ائمت  
او را عالم شاید تا فاضل و فقیه شاید خواند اگر چه این هر سه بیک معنی  
بود نام عالمی بر وی اطلاق کردند بر صفت توفیق را و ازین دو نام احتراز  
کردند بر هم توفیق را هم چنان نام بواجب وی را اطلاق کردند بر صفت  
توفیق را و از سخن احتراز کردند بر هم توفیق را و مردمان فرقی کرده  
اند میان خود و بخار و گفته اند سخن آن بود که الله خود تمیز کنند و  
آن چه که موصوفی و غرضی باشد و این مقام اقتضا کرده الله خود بر  
جواب اگر تمیز کنند و بگوید علی غرضی بود و فاضل و فقیه و این حال  
دو پیغمبر بود صلوات الله علیهما یکی خلیل و دیگر حبیب و الله اخبار صحاح  
آورده است که ابراهیم علیه السلام چیزی نخوردی تا زمانی توفیق سه روز  
بود تا کسی نیامده گیری بر ده سزای وی بیاید وی را گفت تو چه مردی











باشد و ملا سعل بن حمد الله التستری روایت کند که هر پانزده روزه یک بار  
طعام نخوردی و چون به ماه مبارک رمضان بودی تا به چید چیزی نخوردی و هر  
شب چهار روزه رکعت نماز کردی پس از آن اکل و شرب و لذت و هیولت و هر  
بشرب الهی این توان کرد و این شایسته باشد که بین آن غذای بی گردد  
یکی را غذا طعام دنیا بود یکی را غذا تقوی و سعادت است (ص ۳۵۹)  
ان شیخ ابو نصر مترجم طائوس القزالی صاحب طبع رحمة الله علیه که در  
رمضان نه روز غذا نخورد و نه آب آشامید و نه از لذت و هیولت و نه از  
امای و دوشی باقی نماند و گوشت و میوه و حبوبات و ماهی خورد و نه از  
بج ختم کرد و هر شب خادمی قریبی را که در خانه او بود و دای چون  
روز جمعه شد روی برداشت و خادم را گفت که هر سی قریبی را که دای و  
علی بن یحیی رحمة الله علیه روایت کند که حضرت عیسی را دیدم که در ماه  
رمضان نه روز پانزدهم روز چیزی نخورد و نه از لذت و هیولت و نه از  
امای خورد که در ماه رمضان از ابتدای آن تا انتهای چیزی نخورد و نه از  
د و هر روز نه روزی یکبار می کردی و او آنچه می خوردی به ایشان میدادی و  
هر شب غذا را که می خوردی به او میداد و داشتند بخورند و نه از لذت و  
ان شیخ ابو حمد الله ابن خلیف می گوید که روزه الله علیه که چون از دنیا  
برود شد چهل چهل و بیانی بداشت و نه از لذت و هیولت و نه از  
پیوسته هر سال در چهل و بیانی بداشت و نه از لذت و هیولت و نه از  
چون از دنیا برود شد چهل و بیانی بداشت و نه از لذت و هیولت و نه از  
چیز نخورد و نه از لذت و هیولت و نه از امای و دوشی و نه از  
که مشا و شایع بود و شیخ چیزی نخورد و نه از لذت و هیولت و نه از  
رفت الله علیه که هر روز یکی مسنون تمام بود یکی شیخ را که علی بن  
الله مسنون روزه الله علیه که در کس از شاد و ص ۳۶۰ که این روایتی تا چند

ص ۳۶۰

ص ۳۶۰

یا تا چهل روز نشینیم که هیچ چیز نخوریم و علی گفت یا تا هر روزه  
شان چیزی نخوریم و چهل روز به یک طاعت باشیم و اشکال این مسئله  
هنوز به هایت جمال برین تعلق کند که وصال روا باشد و البته من این  
مسئ را انکار کنم و من بیان این تمامی بگیریم تا اشکال حل شود بدانکه  
وصال کردن بی اذکار خلل اندر فرائض ندارد باشد آید کرامت بود و کرامت  
عمل خصوص است و عمل عموم و چون حکم آن عام نباشد امر بدان درست  
نیاید و اگر اعمار کرامت عام بودی ایمان ببر شدی و معرفت طارقی را  
ثواب بودی چون رسول ملی الله علیه و سلم صاحب معجزه بود وصال با شکار کرد  
و هر اهل کرامت را با اعمار آن که کرامت است شرط نباشد و معجزه  
را کشف و این فرق واضح است میان معجزه و کرامت و این مقدار کفایت  
بود آن را که حدایت بود و اصل چیده ایشان تعلق بحال موسی دارد صلوات  
الله و سلام علیه و راجع به حالت شام و کمال و درستی آن که چون خواست که کلام  
نموده بر سر بشوند چهل روز گرسنه باشد و چون سی روز بگذرد مسواک  
کند و نه از لذت و هیولت و نه از امای و دوشی و نه از امای و دوشی و نه از  
گوید از آنچه هر روز می خوردی به او میداد و نه از لذت و هیولت و نه از  
پس شایسته کلام حق با بقای طبع روا نباشد و چهار طبع را چهل  
روز نفی بشود و غذا را باید تمام مقصور کرد و نه از لذت و هیولت و نه از  
محنت و طاعت و روح را باید شوی و نه از لذت و هیولت و نه از  
حقیقت آن را که کثرت گردنیم تا معلوم شود حقیقت انشاء الله تعالی

# باب الجوع و ما يتعلق بها

خداوند گفت عز و جل وَ تَتَّبِعُوا نَفْسَكُمْ يَوْمَ الْجُوعِ وَ تَتَّبِعُوا نَفْسَكُمْ يَوْمَ الْجُوعِ  
 الْفُتُولِ وَ الْأَنْفُسِ وَ الشَّهَادَةِ وَ يَتَّبِعُوا نَفْسَكُمْ يَوْمَ الْجُوعِ وَ تَتَّبِعُوا نَفْسَكُمْ يَوْمَ الْجُوعِ  
 احب الي الله من سبعين عابدا غافلا و اما گرسنگی را شرف بزرگ است بزرگ  
 بزرگتر از آن و اصل ستودن است از آن چه آنکه روحی ظاهر گرسنگی را ظاهر تیز تر بود  
 و قریب دی معتدب گردانیده باشد لذا الجوع نفس خضوع و للقلب خشوع جالب  
 را تن خاضع بود و دل خاشع از آن چه وقت نفسانی بکمر ناچیز گردد و رسول گفت  
 من الله عليه وسلم ابجسوا بطونكم و ادعوا اجسادكم و اعظموا اكبادكم بعلكم قلوبكم  
 تنفی الله عبادا فی الدنيا حكم ما را گرسنه دارید و بگر ما را تشنه دارید و تن ما  
 را برهنه دارید تا اگر خداوند تعالی ما را به پیشانی بدل در دنیا اگرچ تن را از  
 گرسنگی بلا بود و دل ما بدان چنان بود که جان ما معنا نمود و مشر ما قفا بود  
 و چون ستر نهادیم و ستهان نهادیم و دل را چنان چنان گرسنگی را چنان چنان  
 خوردگی ما بس غلری نیست که اگر خطری بودی ستودن ما سیر گردانیدی که میر  
 خوردگی کار ستودن بود و گرسنگی علاج بیدار و نیز گرسنگی عمارت املن و  
 سیر خوردگی عمارت املن یکی عمر الله عمارت املن کند تا آخر حق را مقدر  
 شود و از علاجی بمرود شود و چگونه برادر بود با آنکه عمر الله عمارت  
 بدن کند و خدمت صوای تن کند یکی را عالم از برای خوردن باید و

یکی را خوردن در (۱۳۸۸) از برای عبادت کردن بسیار فرق باشد میان این  
 دو گن و التفتد من و ما کون و لعلنا و انتم تتبعون لتاجلوا فتقانون از برای  
 زیستن می خوردن و زیستن شما از برای خوردن الجوع طاهر الصدقین و مسك  
 السیدین و قید الشیاطین بیرون افتادن آدم از بهشت و دور گشتن وی از  
 جوار حق تعالی بعد قتل او از برای بنای و تخریب بود و بحقیقت اگر از برای جوع مضطر  
 بود جالب نباشد و از آن چه طالب اکل خود اکل بود و در اوج جوع بود و تارک اکل  
 بود و از آن اکل مجبور بود و اگر اکل مجبور بود و اگر اکل مجبور بود و اگر اکل مجبور بود  
 و رنج گرسنگی بکش دی جالب باشد و قید شیطان و بس صوای نفس بجز  
 گرسنگی نباشد و کثاتی روزه الله علیه گوید من حکم المیزان ان یکفه فيه ثلاثة  
 اشياء نومه خلة و علامه خمدمة فی ابعاده بقاثة اشرط برهه اكل و لعلنا و انتم  
 دی سه چیز مورد بود یکی خواب وی بجز غلبه نباشد و سخنش بجز بروت  
 و در خوردن بجز بقاثة و لعلنا و انتم تتبعون و شیان روز بود و  
 بزرگیک بعضی روزه شیان بود بزرگیک بعضی روزه رفته بود بزرگیک بعضی  
 پچمل روز از آن چه مختلن برانند که جوع صادق پچمل شیان روزه یکبار بود و  
 آن حال در وی سلاخ بود و در آن میان آنچه پدیدار آید و آن شمر بود و طرد  
 طبع بود و چنان حاکم بر آن که عروق اهل معرفت جدا بر جان برادر بخانه  
 ست و در دل و حای شیان بوضع نظر تعالی است و آن در کمال بود  
 معبود شیان جدا جدا است و عقل خود معبود و درگاه ایشان نشسته  
 املت روحی ۱۳۸۹ مدخ بر عقل و مدخ می که از نفس مرده صلا و  
 مدوی بود هر چند که املان را آدمی بافندی پرورش نباشد باید نفس دوی به  
 شود و صلا تربیت بیشتر باید و در صلا باید و در صلا باید و در صلا باید  
 شود و در صلا هر عرق الله عروق دروم جالبی دیگر گوید پدیدار آید و در صلا  
 طالب بافندی از نفس باید گیرد و صلا تربیت ترادی شود و عقل دوی تر



می گردد و توفیق حق این عروق گسترده می شود و اسرار و مفاصل وی ظاهر تر  
 می گردد و چون نفس از حركات خود فرو افتد و در جوار خود قانی شود  
 اندک باطل را در اندام خود نمی بیند و در شرف انکسار کل مراد حاصل شود و باز  
 از انقباض تصالب می آید که ناگفته با طاعت و جمعیت این امر در گذشته  
 بعد از استیلا چون بیکم نتایج همه معاصی الله خود نیامد و چون دست از آن  
 بدارم اصل همه طاعت از خود بیکم اما گرگی را تر و مشاهده بود که مجاهده  
 تأیید آنست پس سیری با مشاهدت بجز از گرگی با مجاهدت اندانچه مشاهدت  
 سرکه گاه مردان است و مجاهدت طاعت میان تالشیح بشاهدت الحق استخیر من  
 الموع بشاهد الخلق و اندرین معنی بسیار است اما من برین اختصار کردم  
 چنانچه خود در تلوین کتاب را در باب طاعت التوفیق

کشف الحجاب الثامن فی الحج

خداوند تعالی گفت جل جلاله و یلله علی الناس سوچی البیت من استطاع الیه  
 سبیلا و از فرائض این بر بنده یکی حج باشد اندک حال صحت عقل و بلوغ  
 و اسلام و در جمیع اینها و استطاعت و کافی احوال بود طاعت و وقت آنکه  
 عوقت و طواف زیارت و ایستادن و بافتن و استی و میان حلقه و در اندام و بی  
 احوال اندر مردم نشاید رفت و رسم را بدان مردم خوانند که اندر وی تمام ابراهیم  
 است و در حلقه و این پس از ابراهیم علیه السلام و در مقام است و یکی مقام  
 تن و دیگر مقام دلش مقام تن که در مقام دل غفلت هر که قصد مقام  
 تن را می کند از هر شصت و دو نواصی اعراض می کند و در مقام پاینده بود  
 و از کفن الله بدوید و دست از حید طالع باید برداشته و در هر دوای  
 و طایفه بنده کرد و در طاعت حاضر شده و از آنجا خود را و در مشرق احوال رفت و  
 سنگ بر گرفت و در آن کعبه طاعت کرد و در آن کعبه و از آنجا سر بردارد

ص ۳۵۰

برود و سنگا بشرط بیاحت و آنرا روی باز کرد و قرآن کرد و جامعا احمد  
 پوشید و باز چون کسی قصد مقام دل می کند از مافات اعراض باید کرد  
 و ترک لذات و ریاضات بگفت و از ذکر انچه معرفت شد اندانچه انقباض وی  
 بکون مخلوق باشد انگاه برزات معرفت قیام کرد و از آنجا قصد مزدلفه رفت کرد  
 و از آنجا سر را بطواف حرم تنزیه حق فرستاد و سنگ صا صا را و خاطرهای  
 قاسد را منای انان بیاحت و نفس را اندک مخرگاه مجاهدت قرآن کرد تا  
 بتکم غلت رسد پس دخول مقام تن انان باشد از دشمن و شمشیر ایشان و  
 دخول مقام دل انان بود از قنیت و اخوات آن و رسول گفت علی الله علیه وسلم  
 الحاج ملک الله یطیعهم ما سألوا و یستجیب لهم ما دعوا حاج و قد خوانند باشد  
 بعد شان آنچه خواهند و اجابت کرد در ۱۶۵۱ بدانچه دعا کنند و تسلیم کند بدانچه  
 خواهند و پاسخ کند و گره دیگر براه خواهند و این گره دیگر نه بخواهند و نه دعا کنند چنانکه  
 ابراهیم پیغمبر صلوات الله و سلامه علیه کرد و قَالَ لَهُ رَبِّكَ أَنتَ سَمِعْتَ  
 رَدِّتَ الْعَالَمِينَ و چون ابراهیم علیه السلام بمقام غفلت رسید از طاعت رو شد  
 و دل از غیر بگست حق تعالی خواست تا وی را بر سر خلاق ببرد که  
 فرود را بگذاشت تا میان وی و میان مادر و پدرش جدائی آنگند و آتش  
 بر افروخت آیین بیاید و منجیق برافشاد وی را اندک غایم گاه بدقتند و اندر  
 پدر منجیق خوانند جبرئیل علیه السلام بیاید و پدر منجیق گرفت و گفت هل لك  
 حاجه ابراهیم علیه السلام گفت اما اليك فلا گفت پس بخدای هم حاجت  
 نداری گفت حسی من سوال جمله بحالی گفت مرا خود آن پندیده باشد که  
 او می داند که مرا از برای او در آتش می افکند علم او می نیان مرا  
 از سوال منقطع کرده است و محمد بن فضل گوید رفته الله علیه بطلب از آن  
 دارم که در دنیا فایده ای طلبند چرا نه اندر دل مشاهده وی طلبند و  
 خاد وقت باشد که باشد و وقت باشد که نباشد و در دل مشاهده لاحاله

ص ۳۵۱

باشد اگر زیارت سنگی که اندر سالی بود نظری باشد فریضه بود و ولی که  
 شهادتی بود سی صد و شصت نظر بود زیارت او اولی تر باشد اما اهل  
 تحقیق را اندر هر قدم از راه که نشانی است و چون محرم رسد از هر یکی  
 غسلی یابند و در این روز بگویند رحمة الله علیه در ۱۲۵۲ هر کس که ثواب و جزای  
 جهالت بغوا افتاد خود هر روز او عبادت کند که ثواب هر نفسی از جهالت و مجاهدت  
 اندر حال حاصل است و هر گوید که به نیتنی حج من جو خاند هیچیز ندیم و  
 دوم بار هم خاند دیدیم و هم خداوند خاند و بیوم بار خداوند خاند را دیدیم و  
 هیچ خاند را ندیم و در جمیع آنها بود که مشاهده تنظیم بود آن را که کل  
 عالم میباد گاه قنوت و خلوت گاه انس نباشد وی را از دوستی هنوز چیز باشد  
 و چون بنده مکاشفت بود عالم جمیع حرم وی بود و چون محجوب باشد حرم  
 در اعظم عالم بود معراج اظلم الاشیاء دار المحجوب بلا حبیب پس قیمت مشاهده دنیا  
 را ست اندر عمل غفلت که خداوند بسبب آن معنی دیدار کعبه را گردانیده  
 است و قیمت کعبه را ست اما بسبب را بر سبب تعلل می باید  
 کرد تا حرارت حق تعالی از کدام کین گاه روی نماید و از کجا پیدا  
 شود و مرد طالب از کجا روی نماید پس مراد مردان اندر تعلق مفازات و  
 بردای نه غیر حرم بوده است که دوست را روییت حرم حرام بود که مراد  
 مجاهد بوده است اندر شوق متعلق و به آرزوی گذاری اندر محبت و انیم  
 و یکی نزدیک بنید آمد او را گفت از کجا می آئی گفت حجج بوده ام  
 بنید رحمة الله علیه گفت حج کردی گفت بل گفت از ابتدا که از خاند  
 رفتی و از وطن رحلت کردی از هر ماسی رحلت کردی گفت نه پس گفت  
 رحلت نکردی گفت چون از خاند رفتی اندر هر منزلی بشب مقام کردی مقامی  
 از طریق حق اندران مقام در ۱۲۵۲ قطع کردی گفت نه گفت پس منزل  
 و بهیوی گفت چون محرم شدی بینمات از صفات بشریت جدا شدی چنانکه

ص ۳۵۱

ص ۳۵۲

از چهار و عادات گفت نه گفت پس محرم نشدی گفت چون بجزات واقف شدی  
 اندر کشف مشاهده وقت پدید آمد یا نه گفت نه گفت پس بجزات واقف شدی  
 گفت چون بجزات شدی و مرادت حاصل شد هر ملاحظاتی نفسانی را ترک کردی  
 گفت نه گفت پس بجزات نشدی گفت چون خاند را طواف کردی بیدار سر  
 اندر عمل تنزیه لطایف حضرت جمال حق را دیدی گفت نه گفت پس طواف  
 کردی گفت چون سسی کردی در بیان صفا و مروه مقام صفا و درجه مروت را ادراک  
 کردی گفت نه گفت هنوز سسی نکردی گفت چون بنا آمدی بینمات تو از تو  
 ساقط شد گفت نه گفت هنوز بنا زنی گفت چون بمحگاه آمدی و تران  
 کردی خواستای نفسانی را قرانی کردی گفت نه گفت پس قران نکردی  
 گفت چون سنگ انداختی هر چه با تو صحبت داشت از صافی نفسانی  
 همه بیداختی گفت نه گفت پس هنوز سنگ بیداختی و حج کردی باز گرد  
 و بدین صفت حج بکن تا بنقام ابراهیم برسی شنیدم که یکی از بزرگان  
 اندر مقابله کعبه نشسته بود و می گوشت و این آیات را بر زبان می

راغب شعوب  
 و احصیت يوم القدر والعید  
 و کان سجدی المحادی بنا وهو مجهل  
 اسایل عن سیدی فمیل من محفله  
 فان له علیها بها این محفل  
 لقد اشدت حبی و نسکی و عمرقی در ۱۲۵۲  
 و فی السری مشغل عن الحج مشغل  
 سارجع من حاجی لمحبته قابل  
 فان الذی قد کان لا یتقبل  
 فقیل بن یحیی رحمة الله علیه بوفای دیدیم اندر وقت خاموش اتاده و

ص ۳۵۳



سر قو انگه هم خلق اند دعا بودند و می خاموش می بود گفت ای  
 جوان چرا تو نیز دعائی و ایسالی نکنی گفت مرا وحشی افتاده است  
 و وقتی که داشتم از من فوت شده هیچ معنی دعا کردن ندارم گفتم  
 دعا کن تا خداوند تعالی ببرکات دعای این جمع بر ما بفرستد تو رساند  
 گفت خواست که دست بر آورد و دعا کند فرمود اندوختند و  
 هائش با آن فرمود برآمد و فرمود اکنون مصری گوید رحمة الله علیه جوانی دیم  
 بنا را کن نوشته بود و هر خلق بقرآنی حاضر مشغول من اند و بیگاه  
 می کردم تا چه کند و گفتم جوان گفت بار خدایا هر خلق بقرآنی حاضر  
 شوند من نیز می خواهم که نفس خود را قرآن کنم اند حضرت تو از  
 من بپذیر این گفتم و باگشت سبایه بگو خود اشارت کرد و بینداد و  
 چون نگاه کردم مدح از وی جدا شده بود رحمة الله علیه پس چنانچه  
 دو گونه بود یکی اعمد غیبت و دیگر اند حضور آنگاه اند چهار مرتبه در  
 غیبت باشد چنان بود که اند غایب خود اند غیبت بوده باشد لقا  
 غیبت از غیبتی اعلی تر باشد و آنگاه اند غایب خود حاضر باشد چنان  
 بود که بگو حاضر باشد حضرتی از حضرتی اعلی تر باشد پس چنانچه  
 جهادتی است در کشف مشاهدات را و جهادتی علت مشاهدات است  
 بکه سبب رس ۱۴۵۵ است و سبب را اند حقیقت صفائی میثیری بیشتر  
 باشد پس مقصود از چنان دیدار غایب باشد که مقصود کشف مشاهدات  
 باشد اکنون بانی که متعلق این معنی باشد بیایم تا مقصود مقصود تو  
 متعرب باشد و الله اعلم بالصواب

ص ۳۵۵

## باب المشاهدة

پیامبر گفت صلی الله علیه وسلم اجبعا بطوبکم دعوا المحرم و اعروا  
 اجسادکم قهقرا الامل و اضمأوا اصحابکم دعوا الدنیا نعلکم تروا  
 الله بقلوبکم و نیز گفت اند حال سوال جویش علیه السلام از احسان اعبدوا  
 الله کانتک تراه فان لم تکن تراه فانه یراک و وی فرستاد برآورد علیه السلام  
 یا حادد آتندی ما للمعرفة قال لا قال هی سیعة القلب فی مشاهدتی و مراد  
 این طایفه از جهاد مشاهدت دیدار دل است که بدل حق تعالی را می بیند  
 اندر ملاطفت چون میگوید و الله الباس بن عطا گوید اندر قول خدای عز و جل یون  
 الذین قالوا ربنا الله بالجاهدة ثم استقاموا علی ساط المشاهدة و حقیقت  
 مشاهدت بر دو گونه باشد یکی از صحت یقین و دیگر از غلبه محبت که  
 دوست در غلبه محبت بدرجه برسد که بگفت وی هر حدیث دوست  
 گردد بر وی را نه بیند و محمد بن واسع گوید رحمة الله علیه ما رأیت شیئا  
 قط الا و رأیت الله فیه ای بصحة الیقین مدیم میخیز الا که خدای تعالی  
 را اندر آن بریم و یکی از مشایخ گوید رحمة الله علیه ما رأیت شیئا الا و  
 رأیت الله قبله و این دیدار بود از حق بخل و شکی گوید رحمة الله علیه  
 رس ۱۴۵۶ ما رأیت شیئا قط الا الله یعنی بقلوب المحبة و غلبان المشاهدة  
 پس یکی خص بیند و یکم سر و دران نظر فاعل بیند یکم سر و باز

ص ۳۵۶

یکی را محبت فاعل از کنی برآید تا خود هم فاعل بیند پس طریق این است  
 بود و اذن سر او جهانی و معنی این آن بود که یکی مشتعل بود تا اثبات  
 دلائل حقایق بر وی جای گردد و یکی مجنون و برده شوق حق باشد یعنی  
 دلائل و حقایق را در محاب که لایق من عورت شایسته لا یعلم غیره و من  
 است شایسته لا یصارت و لا یطالع غیره *استلزام الشارعة معه و الاعتراض*  
 علیه فی الحکامه و افعاله اگر بشناسد یا غیر نیاند و اگر دوست دارد غیر نداند  
 پس بر فعل منازعت نکند تا منازع نباشد و بر گردش اعتراض نکند تا متصرف  
 نباشد و خداوند تعالی از رسول صلی الله علیه و سلم و معراج وی با را خبر داد  
 و گفت *مَا تَنَازَعَ الْبَصَرُ وَ مَا حَلَفَ مِنْ اَشَدِّ شَوْقٍ اِلَى اللّٰهِ چشتم بچشم*  
 از گرد تا آنچه بجایست بدل برید هرگاه که نعت چشم از موجودات فزاد  
 که لا محاله بدل موجد را بیند و غذای مرق و جل گفت *لَقَدْ دَلَى مِنْ اَلْيَاسِ*  
*يَتْلُو الْكُتُبُ و نیز گفت قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَنْتَظِرُونَ اَلْبَصَارَ هِي اَبْصَارُ*  
*الْبَصَرِ مِنَ الشَّجَرَاتِ و البصائر القلوب عن المخلوقات* پس هر که بخواهد  
 چشم سر را از شجرات بخواند لا محاله حق را بچشم سر بیند ضمن کان  
 اخلاص *بجاهدیه کان اصدق ملاحظة* پس مشاهده باطن متقون مجاهده ظاهر  
 در ۳۵۷ بود و فصل بن عبد الله تبری رحمه الله علیه گوید من عشق  
 بصرة عن الله طرفه عین لا یستدی طول عمه هر که بصیر بصیرت بیک  
 طرفه عین از حق فزاد کند هرگز راه نیابد از آنچه القات غیر باز گشتن بود  
 نیز هر کجا بنیر باز گذاشته هلاک شد پس اهل مشاهدت عمر آن بود که  
 الله مشاهدت بود و آنچه الله مخابیه بود آن را از عمر نشترند که آن به  
 حقیقت مر ایشان را مرگ بود چنانکه از یزید را رحمه الله علیه پریدند که  
 هر تو چند ست گفت چهار سال هست گفتند این چگونه بود گفت هفتاد  
 سال ست تا اندر محاب دنیا ام اما چهار سال ست تا وی را ی یزید

ص ۳۵۷

رونگار محاب از عمر نباشد و شبلی گوید رحمه الله علیه الله حال دعا اللهم  
 اجعل الجنة و النار فی خایا عینک حق تمیید بغیر واسطه باز قدایا بمشت و  
 در رخ را الله خزان غیب خود بخان کن و یاد آن ای حل خلق قراوش کن  
 ۳ تا از برای آن پرتند چون در بمشت طبع را لعیب ست امروز بحکم  
 یقین فاعل عبادت از برای آن ی کند چون دل را از محبت لعیب نیست  
 فاعل لا محاله از مشاهدت محب باشد و رسول صلی الله علیه و سلم معراج  
 هایش را خبر داد که حق را ندیم و این جاس دعایت کرد که رسول صلی الله  
 علیه و سلم مرا گفت که حق را بدیم پس حق با این اخلاص یامند و آنچه بمنتر  
 بایست محب از بیان برود اما آنچه گفت به دیدش عبادت از چشم سر کرد  
 و آنچه گفت ندیم بیان از چشم سر کرد یکی ازین دو از اهل باطن بوده  
 ص ۳۵۸ و یکی از اهل ظاهر و سخن با هر یک باندازه تفهم وی گفت  
 پس چون بچشم سر دید اگر واسطه چشم نباشد چه زبان و بیند گوید رحمه  
 الله علیه اگر خداوند مرا گوید که مرا بیند گویم بنیم که چشم اندر دوستی  
 غیر بود و بیگانه و غیرت غیرت مرا از دیدار می باز دارد که الله  
 دنیا بی واسطه چشم بعین دیدش پس در عینی واسطه چه کنم *شعر*  
*اَللّٰهُ لَاحِظٌ فَاطْرٌ عَلِیْكَ*  
*فَاخْضُ طَرْفِیْ اِذَا نَظَرْتَ اِلَیْكَ*

ص ۳۵۸

دست از دیده خود در رخ دارد که دیده اش بیگانه باشد پیری را گفتند  
 خواهی تا خداوند را به بینی گفتند گفت موی خواست  
 نمید و محمد صلی الله علیه و السلام خواست بدید پس خواست با محاب  
 انظم ما بود از دیدار حق تعالی از آنچه وجود ارادت الله دوستی مخالفت  
 بود و مخالفت محاب باشد و چون ارادت الله دنیا سپری شده مشاهده  
 حاصل آمد و چون مشاهدت ثبات یافت دنیا چون عقی بود و عقی



چون دنیا و دار نیزه گیرد رحمت الله علیه ان الله جبالا و سجبوا عن الله في الدنيا و الاخرة لا يتعدا فداوند تعالی را پندگاند که اگر در دنیا و عقبی بطرف ایستی از وی محجوب گردند مرتد شوند یعنی پیوسته مر ایشان را بدوام مشاهده می پدیدد و نیکوئے محبت شان زنده می دارد و لامحال پلانی مکاشف محجوب گردد معلوم گردد و قد انون مصری رحمت الله علیه گیرد مدعی اندر مصر می رفتم کوهکان را دیدم که سنگ اند بجای می انداخته گفتم از دی چه می خواهید گفتند این مرد دیوانه است گفتم بچه علامت جزو بر وی پدید می آید گفتند می گوید در ۱۰۰۰ که من فداوند را می بینم گفتم ای جوان مرد این تو می گویی یا بر تو می گویند گفتا بلی من می گویم که اگر من یک لفظ حق را بشنوم محجوب باشم و طاعت نداهم اما اینجا تو می با قلبی افتاده است از اهل این قصه و می پندارند که رؤیت قلوب و مشاهده آن صورتی بود که اندر دل دهم مر آن را اثبات کند اندر حالت ذکر و یا فکر و این تشبیه محقق و ضلالت حریدا بود از انچه فداوند تعالی را افلاک نیست تا اندر دل دهم اندازد توان کرد و یا عقل بر کیفیت وی مطلع شود و هر چه بوهوم باشد آن هم از جنس دهم باشد و هر چه معتدل باشد از جنس عقل حق تعالی جهانس اجناس نیست و لطایف و کثایف بعد جنس یکدیگرند اندر حالی مضاده ایشان مر یکدیگر را جنس باشد از انچه اندر تحقیق توحید ضد جنس بود اندر جنب قدیم که اعداد محدث اند و حوادث یک جنس اند تعالی عن ذلك و عتا یصفه الملاحدة علوا کبیرا پس مشاوه اندر دنیا چون رویت بود اندر حقی چون اتفاق و اتحاد جزاء صواب اندر حقی رویت بود پس مشاهدت اندر دنیا نیز بود پس فرق نباشد میان خبری که از مشاهدت حقی خبر دهد و میان خبری که از مشاهدت دنیا خبر دهد و هر که خبر دهد ازین حدستی باجازه از مشاهده خبر دهد نه

بدی یعنی گوید که دیدار از مشاهدت جدا بود اما گوید که مرا مشاهده بود است و ۳۰ اکنون هست از انچه مشاهدت صفت سر بود و خبر دادن هجرت نشان و چون نشان ۱۰۰ متر غیر بود ۳۰ هجرت کند این مشاهدت نباشد که دوی بود از انچه چیزی که حقیقت آن اندر عقل در ۱۰۰۰ ثبت بناید زبان پگرده ۲۰۰ از ان هجرت تواند کرد و خبر یعنی هاد لائق للمشاهدة قصور اللسان بخصوص لجهنم پس ازین مسی سکوت تا درجه برتر از نطق باشد از انچه سکوت علامت مشاهدت بود و نطق نشان اشعادت و بسیار فرق باشد بمان اشعادت و خبر چیزی و میان مشاهدت چیزی و از ان بود که پیغامبر صلی الله علیه و سلم اندر درجه قرب و محل اهل که حق تعالی وی را بدان مخصوص گردانیده بود گفت لا احصى ثنانه حلیك من شای ترا احصا توانم کرد از انچه اندر مشاهده بود و مشاهده اندر درجه کمال دوستی یگانی بود آنگاه گفت انت کما اثنیت علی نفسك لا آتی که خبر غول شایا گفته یعنی اینجا گفته تو گفته من باشد و شای تو شای من و من مر زمان را احلیت آن مخاطم که از اهل من هجرت کند و نیز میان ما مستحق آن می بینم که حال مرا ظاهر کند و در ۱۰۰۰ مستحق گوید شعر

تمیثک من اهلوی فخلما و ائمته

ایضاً قلتم املک لساعاً و لا طرفة

ایست احکام مشاهده تمامی در سبیل اختصار با الله التوفیق

### کشف المحجوب التاسع فی الصحیحة مع آدابها و احکامها

فداوند تبارک و تعالی گفت یا ایها الذین آمنوا کونوا انفسکم و اهلیکم فان ای اولیهم و رسول صلی الله علیه و سلم حسن الادب عن الایمان و نیز گفت ای ذین اذین تأویجی پس بیاکت ذینت و زیب هم امور

دنیائی و دینی در آن متعلق با آداب است و هر مقامی که از تعالیات امتات  
 عقلی ابدی است و متعلق اند کافر و مسلمان و فاجر و ستمگر و ستمی و  
 مبتدع بر آنکه حسن آداب اند و معالقات نیکو است و هیچ رستم اند عالم  
 بی استعمال آداب ثابت نگردد و آداب اند و روح حفظ مروت بود و اند  
 دین حفظ سنت و اند محبت حفظ حرمت و این هر سه یکدیگر پیوسته است  
 از آنچه هر کس مروت نباشد متابعت سنت نباشد و هر کس حفظ سنت نباشد  
 رعایت حرمت نباشد و حفظ آداب اند و معالقات از تعظیم مطلوب حاصل  
 آید اند دل و تعظیم حق و شایسته ای از تقوی بود و هر که به  
 بی سستی تعظیم شهادت حق را بپذیرد پای کرده ای و اند طریق تعزوت  
 هیچ نصیبی نباشد و هیچ حال سکر و غیر مر طالب را از حفظ آداب  
 منع نکند از آنچه آداب مراد ایشان را بداند و عادت فریاد طبیعت  
 بود و شرکت طهای از جوان اند و حال تعزوت ندارد که تا حیات  
 بر ما سستی سکوت آن حال باشد پس تا شخص انسان بر مایه است  
 اند کل احوال آداب متابعت بر ایشان باری است انسان را با است گاه  
 بتکلف و گاه بی تکلف شرط آداب نگاه می دارند و چون حال شایع  
 بود ایشان بتکلف حفظ آداب می کنند و چون حال شان سکر بود حق  
 تعالی آداب بر ایشان نگاه دارد و هیچ صفت تبارک آداب دل نباشد  
 لان المودة عند الآداب و حسن الآداب صفة الاحباب و هر کس حق  
 تعالی کرامتی دهد دلیل آن بود که حکم آداب دین را بر وی در (۳۷۱)  
 نگاه دارد و معالقات گرد می آید از آنکه اند که گویند که چون بنده  
 اند محبت مطلوب شود حکم متابعت از وی ساقط شود و این  
 معنی بهای دیگر مبتنی بر این است که اند که آداب را بر سه قسم  
 است یکی اند که ترجیح با حق جل و جلاله و آنی چنان که اند

ص ۳۷۱

غلامان خود را از بی سستی نگاه دارد و متابعت چنان کند که اند مشاهده  
 عوکل کنند و اند اجارها معراج است که روزی پیغمبر صلی الله علیه و سلم  
 گرد پای نشسته بود جبرئیل آمد و گفت یا محمد اجلس جلسة البهجة بنده  
 چون بندگان نشین اند حضرت خداوند گویند عارث محاسنی چهل سالی پشت  
 بر دیوار باز افتاده و بنده دانا نشست از وی پرسیدند که خود را  
 چرا زنج می داری گفت شرم دارم که اند حضرت مشاهدت حق بود بنده  
 دار بشنیدم و من که علی بن عثمان ابوالبابی ام رضی الله عنه در دیار خراسان  
 بر می رسیدم که آن را کندی می گفتند و در آن ها مروی بود معروف که وی  
 را آداب کندی خوانند و فضل تمام داشت این نو بیت سال پای  
 رفته بود بنده بتشدد نماز نشستی از وی علت آن پرسیدم گفت مرا  
 هنوز در آن آن نیست که اند مشاهده حق بشنیدم و از او پرسید  
 رحمة الله علیه پرسیدند که بیم صحبت آنها و بحدی قال بحسن العصبية  
 مع الله عز وجل بچه یافتی آنچه یافتی گفت با آنکه با حق تعالی  
 صحبت نیکو و با آداب کرم و اندر خلا همچنان بودم که اندر غلامان  
 را باید که حفظ آداب اند مشاهده معبود از دنیا آموزند که چون با  
 یوسف در (۳۷۲) خلوت کرد و از یوسف فرمان خود را بجاست خواست ص ۳۷۳  
 نخست روی بت غوث پیغمبری پوشید و یوسف صلوات الله و سلامه  
 علیه گفت چه می کنی گفت روی معبود خود می پوشم که تا وی  
 مرا با خود بدین بی سستی نه بیند که آن شرط آداب نباشد چون یوسف  
 علیه السلام بمعقوب علیه السلام رسید و خداوند تعالی وی را وصال یوسف داد  
 کرامت کرد و دنیا را بجان کرد و باسلام راه نمود و یوسف داد  
 دوست قصد وی کرد و دنیا از وی می گریخت گفت ای دنیا من  
 این دل برای تو ام از من چرا می گریزی مگر دوستی من از دولت



پاک شده است گفت لا و الله که بدی زیادت است تا من پیوسته کدوب  
 حضرت مهجود خود نگاه داشته ام آن سوز که با تو خلوت کردم مهجود من  
 تنی بخود و با آنکه دی را چشم خود چیزی بر آن پوشیدم تا قیمت بی ادبی  
 از من بفرزد اکنون من مهجود دلم که بپایاست بی منت و در آلت  
 و بر صفت که باشم موی بپوشد و من تو را که تا آنکه آداب باشم  
 و چون رسول یا صلی الله علیه وسلم مراجع بود از حفظ آداب که من  
 نگریست تا خداوند تعالی گفت مَا دَاغَ الْبَصَرُ مَا دَاغَ مَا دَاغَ الْبَصَرُ  
 ای بصیرت دنیا و ما خلقی بصیرة العقبی و دیگر قیمت آداب را بود  
 اندر سلامت است و آن چنان باشد که اندر همه احوال مروت یا  
 رعایت کند یا نفس خود را آنچه اندر صحبت خلق و حق بی ادبی  
 باشد اندر صحبت خود استعمال نکند و مثال این آن بود که بزرگوار است  
 نگریه و آن چنان بود که آنچه خود بر خلاف آن بود بر زبان  
 راند که آن بی مروتی باشد و دیگر آنکه کم خود تا بطاعت گاه  
 در ۱۲۷۵ کتر باید شد و سدیگر آنکه اندر چیزی نگردد اذان خود  
 که بجز او را کسی دیگری نشاید نگریت که از امیر المؤمنین علی کرم الله  
 وجهه می آید که هرگز حورت خود را نمیده بود و از وی پرسیدند  
 گفت من شرم دارم از خود که اندر چیزی بگویم که نظر باجناس آن  
 حرام بود و دیگر قیمت آداب با خلق بود و بزرگترین آداب صحبت  
 خلق آن است که اندر سفر و حضر با ایشان بحسن سلامت و  
 حفظ سنت باشی و این هر سه ذریع آداب را از یکدیگر جدا توان  
 کرد و اکنون نیز مقدار امکان را این را ترتیب دهم تا به تو در  
 خوانندگان طریق آن معلوم گردد انشاء الله تعالی

ص ۱۲۷۳

### باب الصحبة وما يتعلق بها

خداوند گفت عز و جل إِنَّ الدِّينَ أَمْنًا وَ عَمَلُوا الصَّالِحَاتِ سَهْلًا  
 لِّعَمَّ الرَّحْمَنُ قَدْ آي بحسن رعایتهم الاخوان مومنان که کردار ایشان نیکو  
 بود خداوند عز و جل ایشان را دوست گیرد و دوست گرداند اندر دل ها  
 و اگر دل ها نگاه دارند و حق ها برادران بگزارد و فضل ایشان بر خود  
 به بیند و رسول گفت صلی الله علیه وسلم ثَلَاثُ تَصَلِّينَ لَكَ وَدَّ الْجَنَّةَ  
 أَنْ تَقْلَمَ عَلَيْهِ لَنْ تَقْبَلَهُ وَ تَوْسِعَ لَهُ فِي الْمَجْلِسِ وَ تَقْلَعُوا بِأَحَبِّ أَسْمَاءَهُ  
 آن چه وی فرمود صلی الله علیه وسلم از حسن رعایت و حفظ حرمت بود  
 گفت دوستی برادر مسلمان را سه چیز معصفا کند یکی چون بینی او را  
 سلام کنی اندر راه ها و دیگر جای بر وی فراخ گردانی اندر مجلس ها  
 و سوم آنکه او را بنامی خوانی که آن نزدیک وی دوستترین نام ها بود  
 در ۱۲۷۵ و نیز خداوند عز و جل گفت إِنَّ الدِّينَ أَمْنًا وَ عَمَلُوا الصَّالِحَاتِ سَهْلًا  
 فرمود میان دو برادر مسلمان تا دل های شان با یکدیگر خرابیده نباشد و  
 رسول صلی الله علیه وسلم گفت الْإِنْفَاءُ مِنَ الْإِخْوَانِ نَاقٌ بِهَيْكَلٍ حَقِّ كَيْفٍ يَسْتَقِي  
 ان یحذّب عبداً بین اخوته یحذر القیقة برادران باید بگیرد بخلق آداب  
 و سلامت نیکو با ایشان نگاه دارند که خداوند تعالی حق بگویم رعایت  
 بشم کرم خود شده بار اندر میان برادران عذاب نه کند و در قیامت

در ۱۲۷۵

تا باید که صحبت از برای خداوند باشد و از برای صواب نفس و حصول  
مراد و غرض را تا بحد اوج آن بنده مشغول گردد و مالک بن دینار  
گفت سر داماد خود را مقبره بن شیر را محل اخ و صاحب امر مستند  
منه فی حینک خیرا فانه عنک صحبتی حتی بقسط هر برادر برادری و یاری  
که وی ترا اند صحبت دی قایده آن که نصائی نباشد یا دی صحبت کن  
که صحبت آن کس بر تو حرام بود و معنی این آن بود که صحبت  
یا نه از خود دار یا با که از خود اگر با مر از خود صحبت داری  
ترا از دی قایده باشد و اگر با که از خود صحبت داری ترا قایده  
دی آن بود که از تو چیزی آموزد هر آنچه هر روز قایده دینی  
عاصل آید و اگر تو از دی چیزی آموزی هم چنان از اذن خدا که  
پیغمبر صلی الله علیه و سلم گفت ان من تمام التقوی تعلیم من لم یعلم  
کمال بدینکاری آموختن علم بود و هر کسی را که از او چیزی آموختن بنی مباد  
داری می آید رضی الله عنه که گفت بیش الصدیق دس ۱۲۶۶ صدیق  
تحتاج ان تقول له انکونی فی جماعتک و بیش للصديق صدیق محتاج  
ان تعیش معه بالصلوة و بیش الصديق صدیق یطیعک ال الاخذة  
فی ذلک کانت منک به یاری بود و آنکه در این حدیث باید که هر که حق  
صحبت یکتا را معنی دعا پیوسته نباشد و به یاری بود که بادی زندگانی  
بدا باید کرد که سرای صحبت ابرار است خود بود و یاری  
بود آنکه وی گناهی که بر تو روا باشد از دی قایده باید  
خواست از آنچه عقد شرط بیگانگان بود و اند صحبت بیگانگی بها بود و  
رسول گفت صلی الله علیه و سلم اللہ علی دینی حلیله فیینظرو احدکم  
من یحیی منہ آن دین دارد و آن طریق که دوست دی نگاه کن  
تا دوستی و صحبت به که دارد اگر صحبت با نیکان داری وی اگر چه

ص ۳۷۶

ست نیک ست از آنچه آن صحبت بود و را نیک گفتند و اگر صحبت  
با بدان دارد وی گرچه نیک ست بدست از آنچه وی با او آنچه ایشان  
است رضا ست چون بد را منی باشد اگرچه دی نیک باشد بد باشد و  
اند حکایات است که روی گرد که طواف می کرد و می گفت اللهم  
اصلم اخوانی یا رب تو برادران مرا نیک گردان دی را گفتند چون باین  
مقام شریف رسیده چرا خود را دعا می کنی که همه برادران را دعا  
می کنی گفت ان فی استجایهم فان صلحا صلحت معهم و ان فسدوا  
فسدت معهم مرا برادرانی اند چون بایشان باز گردم اگر ایشان را در صلاح  
بایم من یصلح ایشان صالح شوم و اگر در فساد شان بایم فساد شان  
دس ۱۲۶۷ منفرد گردم و چون قاعده صلاح من بر صحبت مصلحان بود  
من برادران خود را دعا کنم تا مقصود من و اذن ایشان بر آید و ارسا  
این جمله آنست که نفس را سکون یا باران بود و در میان هر گروه  
که باشد عادت و فعل ایشان گیرد از آنچه همه معاملات و عادات حق  
و باطل اندر مرکب است آنچه بیند از معاملات و عادات فاسد باشد باید  
و قلب گیرد بر عادات دیگران و صحبت ما تاثیر عظیم است اندر طبع  
و عادت را مولی مسبب است تا بحدی که باز بصورت آدمی عالم می  
شود و مولی بتسلیم ناطق می شود و اسب نیز بر ریاضت از حد  
عادت بمیمی عادت آدمی می آید و مانند این جمله اندر ایشان تاثیر  
صحبت است که عادت را عریزی شان مغلوب گشته است و مشایخ  
این قصه را رضی الله عنهم نخت از یک دیگر حق صحبت طلبند و  
میران را بدان تحریض فرمایند تا بحدی که صحبت اندر میان ایشان چون  
فریفته گشته است و پیش ازین مشایخ اندر آداب صحبت این گروه کتب  
مشرح ساخته اند چنانکه بنید رضی الله عنه کتابی کرد نام آن تصحیح الاماره





دی برید دی را یافت که خوشین بینی و سکر در سر دی جا گرفته طل از  
 دی پرید دی جمله با بنید گفت بنید گفت چون اشپ بدان موضع  
 بری یاد آمد تا سر بار بگو لا حول و لا قوة الا بالله العلی العظیم  
 چون شب اندر آمد دی را می بودند و دی بر بنید رفته اند علیه السلام  
 انکار می کرد و چون دانی بر آمد می نمودند و با هم کلام لا حول و لا قوة  
 ان جمله بخود شنیدند و رفتند و دی یافت خود را اندر مریه نشسته و لغتی  
 اتزان صای مردار اندر گرد دی خود بر خطای خود دقت شد و تعلق توبه  
 کرد و بصحبت پیوست و مرد را می گفت آفت چون تنهایی نباشد و شرط  
 صحت ایشان آنست که هر کسی را اندر و برود نمی باشد تا با او پیوست  
 بودن و با همنان بهشت زیستن و با کدگان بهشت در دیدن و با پیران  
 حرمت نگاه داشتن چنانکه پیران را اندر درجه پدران بداند و هم پیران را  
 اندر درجه پدران و کدگان خدا را اندر محل فرزندان و از حق تبار که  
 و از حد بهر فرود و کینه اراض کند و بصحبت از هیچ کس دریغ ندارد  
 و معارف نیست و اندر صحبت یکدیگر را غیبت کردن و بیعت و در میان و نازل  
 و نعل یکدیگر را انکار کردن از آنچه چون صحبت از برای خداوند بود بشلی  
 با اتقوا که این بنده ظاهر شده بریده گردد و صفت اگر چه می دان  
 شیخ شایخ ابوالقاسم گرگانی قدس سره پدیدم در ۱۳۷۰ که شرط صحبت پیوست  
 گفت آنکه حفظ خود بخوانی و اندر صحبت که هر که آفات صحبت از آنست که  
 هر کسی اذان حفظ نکرده و طلبه و طالب حفظ اذان تنهایی بهتر از صحبت است  
 چون حفظ خود فرو بگذارد و حفظ صاحب خود را رعایت کند و اندر صحبتش  
 معیوب باشد یکی گوید از درویشان که دینی از کوفه قصد کردم کهم ابراهیم  
 خواص را شنیدم رفته اند علیه السلام ماه و از دی صحبت خواستم گفت صحبت  
 ما امیری با این و فرزان مدداری چه خواهی کرد تا امیر تو باشی یا دی

ص ۲۷۰

گفتم امیر تو باش مرا گفت اکنون تو از فرزان امیر بیرون میا گفتم روا  
 باشد گفت چون بمنزلی رسیدم مرا گفت بنشین چنان کردم دی آب از چاه  
 بر کشید سرد بود حیزم فراهم کرد و آتش بر آذوقه و مرا گرم کرد  
 و بحر کار که من قصد کردم مرا می گفت که بنشین و شرط فرزان نگاه  
 دار چون شب اندر آمد بدان حکیم اندر گرفت دی مرقه خود را  
 بیرون کرد و با او پادشاه بیرون آمدند و پادشاه را پادشاه را پادشاه  
 ما اندکی داشت و من شرمه می بودم و بکم شرط هیچ سخن  
 توانستم گفت چون با ما شد گفتم ایها الشیخ امروز امیر من باشم  
 گفت صواب آید چون بمنزل رسیدیم دی همان خدمت بر دست گرفت  
 من گفتم از فرزان بیرون میا گفت از فرزان آن کس بیرون می آید  
 که امیر ما خدمت خود فراید تا بکده هم بدین صفت با من صحبت کرد  
 و چون بکده آیدم من از شرم بگو گفتم تا در مثنی مرا بدید و گفت  
 ای پسر از تو یاد کردی با درویشان چنان صحبت کنی که من با تو  
 کردم و از آن پس من مالک دینی اندر دین و رعایت کردی که من  
 گفت صحبت رسول الله صلی الله علیه و سلم و خدمته عشر سنین فوالله  
 ما قال لی لفت و لا ما قال لی بفتی فقلت فقلت حکما و لا شیء  
 له فقلت لیا لا فقلت حکما گفت ده سال رسول الله صلی الله علیه و سلم  
 خدمت کردم بخدای که هرگز مرا آت نگفت و هرگز هر کاری که کردم  
 چرا کردی و آنچه کردم هرگز مرا نگفت که فلان کار چرا نکردی پس بعد  
 درویشان دو قسم اند یکی میثاق و دیگر مسافران مشایخ را ملت آنست  
 که بایده مسافران میثاق میثاق را در خود فعلی نهند از آنچه ایشان اندر  
 نصیب خود نمی بردند و میثاق میثاق را در خود فعلی نهند از آنچه ایشان  
 علامت و طلب است و در اندر میثاق آنست که یافت پس فعلی باشد آن را

ص ۲۷۱



که یافتند و خود نشسته بر آفرین طبع و ایمان با هم میبایست که مسافران را  
بر خود فضل نموده ایشان را صاحب طلاق اندر خود مسافران را طلاق نمود و  
و مجرد اند و مسافران اندر طلبند اند و میبایست که وقت و بایست که  
پیران بر جوانان با بر خود فضل نموده که ایشان را پیشا قریب المصدا تر اند  
و گنجان ایشان کمتر است و جوانان نیز پیران را بر خود فضل نموده که  
ایشان اندر عبادت سابق اند و اندر خدمت مقدم و چون چنین باشد که یاد  
کریم هر دو گروه یکدیگر نجات یابند و الا هلاک گردند

### فصل در بیان احوال و صفات ادیبان

در حقیقت ادیب با جمیع خصال خیر باشد و ادیب از ادیب و مویه را  
از ادیب مویه خوانند که در وی هر چه بایستد ایستد باشد غلظتی به جمیع خصال  
المعروفه ادیب و اندر بهاری عادت کسی که علم لغت دارد و مروت (ص ۳۷۲)  
و نحو دارد و ادیب خوانند و بزرگ این طایفه ادیبان را لغت مع المستغنیات  
و منتهای این خصال الله فی الادب سؤا و علاقه و انفا کنند و کذب کنند ادیبان  
کنت اصحبا و ان لم تکن كذلك تکلف علی ضلالت ادیب و ان باشد بر کردار  
های متوجه گفتند معنی این چه بود گفت آنکه از خاندان معالمت و بادب  
کنی اندر ظاهر و باطن و چون ادیب با معالمت کامتد شود تا ادیب  
باشی اگرچه زبان نمی باشد که معالمت با اندر معالمت قیمتی باشد و  
اندر همه احوال عالمان بزرگوار تر از طالبان و یکی را از ایشان می  
اند و به پدید که شرط ادیب بهیست گفت می اندر سخن جواب  
تو بگیرم که قیقه اسم یعنی ادیب آن بود که اگر بگوئی گفتات صدق  
باشد و اگر معالمت کسی معالمت حق و گفتار صدق اگرچه بدوشت بود  
میخ بود و معالمت خوب اگرچه دشوار بود بگوئی بود پس چون

ص ۳۷۲

بگوید اندر گفت خود معیب باشد و چون خاموش باشد اندر خاموشی خود  
کفی و فرق بگو که است شیخ ابو نصر سراج صاحب لمع اندر کتاب خود  
همان ادیب که گفته است الناس فی الادب علی ثلاث طبقات اما اهل الدنیا  
فاکثر آدابهم فی الفصاحة و البلاغة و حفظ العلوم و اسرار الملوك و اشعار  
العرب و اما اهل الدین فاکثر آدابهم فی بياضة النفس و تلویب المحارح و  
و حفظ الحدود و ترك الشهوات و اما اهل الخصوصية (ص ۳۷۲) فاکثر  
آدابهم فی طهارة القلب و مراعاة الاسرار و الوفاء بالعهود و حفظ الوقت  
و قلة الالتفات الی المخاطر و احسن الادب فی موافقة الطلب و اذابة  
المحسوس و مقامات القرب مردان اندر آداب بر سه قسم اند یکی اهل دنیا  
که ادیب بنزدیک ایشان فصاحت و بلاغت و حفظ علوم و سرهای ملک و  
اشهر عرب است و دیگر اهل دین که ادیب بنزدیک بیاخت نفس  
و تادیب محارح و نگاه داشت حدود و ترک شهوات است و سوم  
اهل خصوصیت اند که ادیب بنزدیک ایشان طهارت دل و مواظبت بر حق  
و وفا کردن عهد و نگاه داشت وقت و کترین گویستن ظاهر پراگنده و  
یکو کرداری اندر عمل طلب و وقت حضور و مقام قرب و این سخن  
جامع است و تفصیل این اندرین کتاب پراگنده بیاید و الله ولی التوفیق

## باب آدابهم فی الصحبة فی الاقامة

چون در پیش اقامت اختیار کند بدون سفر شرط اولی آن بود که  
 چون مسافری بخواهد بمقام محترم بماند پیش روی باد آید و در دست  
 قبول کند و چنان داند که او یکی از انبیاء است علیه السلام از  
 کتب و یا دی آن کند که در احکام علیه السلام یا معانی خود یکدیگر بی شکست  
 آنچه بود فرا پیش آورد چنانکه خدای گفت عز و جل تمامه و جملی سوسین  
 و پسران که از کدام دینی آمدی و کجا کجای می روی و یا چه مقام  
 داری و هر حکم ادب را پس آمدن نشان از حق بید در ۱۵۷۶ و رتبه  
 شان بسوی حق و تبیین شان بعد از حق بنگاه نگاه کند تا راحت او اند  
 غلوت نبود با الله صحبت اگر اختیار وی غلوت بود و نهایی او را غای  
 کند و اگر اختیار وی صحبت بود بی شکست صحبت کند بحکم انس  
 و عشرت و چون مسافر شب سر بهالین بلا قصد باید تا میتم  
 دستی بر پای وی خند و اگر بگذارد و گوید که عادت تمام اند  
 یادزد تا دی گران باد گردد و دیگر بعد گریه بر وی عرض کند و  
 گریه پاکیزه ترین بردش و جامعی وی را از میرزهای گریه نگاه  
 دارد و بگذارد که خادم انبی دی را خدمت کند باید که هم جنس  
 او با خدمت کند با اعتقاد تا بپاک گردانیدن وی آن کس از همه

۲۷۳

آفات پاک شود و باید که تا پشت روی بخورد و در آن وقت پای  
 و دستش برآورد و بیشتر ازین شرط نیست و اگر این میتم را دست نش  
 آن باشد که او را جامه از سر او تقصیر کند و اگر باشد شکست کند  
 همان طوق او را از روی کند تا چون اند گریه بر آید آن اندر پوشد  
 و چون از گریه بپای خود باز آید و مدد دهد و سه دیگر باشد اگر  
 اندر شعر و پیری باشد و یا جماعتی و یا امامی از ائمه اسلام او را  
 گوید اگر صواب باشد بدین ایشان وی شوم اگر بیاید صواب و اگر گوید  
 دل آن تمام بر وی شکست و انکار کند از آنچه وقت باشد مر طلب  
 حق تعالی را که دل خود هم ندارند نمیدی که چون ابراهیم خواص را  
 گفتند که از عیال استغفار خود را با چیزی بگوی گفت جب تر آن بود  
 که حضرت علیه السلام در ۱۵۷۵ از من صحبت خواست اجابت کردم و دل وی  
 عاشق و اندران دست تو است که حق کس را نزدیک دلم خطر و مقدار باشد که  
 وی را رعایت باید کرد البته روا نباشد که میتم مر مسافر را بسلام گوی  
 اهل دنیا بود و یا معنای حا و قائم حا و بیانات حای ایشان و هر  
 میتمی را که از مسافران این طبع بود که ایشان را آلت گدائی صادر و  
 ازین عادت بدان غافل بود خدمت می کردند وی را ایشان را اولی تر  
 از آنکه آن دل بر تن ایشان رسانیدن و مرا که علی بن عثمان الجلالی  
 هم اندکان سفار خود هیچ مشقت و رنج صعب تر از آن نبود که  
 خدایان جاهل و متحان بی پاک گاه گاه مرا بداشتندی و از خاندان این  
 خواجه بخاندان آن دهقان می بردی و من بیایم با ایشان بکرامت ی  
 رفتی و بظاهر مراحتی می کردم و آنچه متحان با من کردند از  
 بی طبعی من تندر کردی که اگر من وقتی میتم شوم با مسافران این  
 کفر و از صحبت بی ادبانه نایده بیش ازین باشد که آنچه ترا خوش





ص ۳۷۸ یابی عود تر در ۱۳۷۸ از دل خود روا باشد که بفرستد آن دل دل  
خود را مشغول گدائی و آلا که دست ازان کار بردار که بندگان خدای  
را خدای پندیده باشد و اندر وقت مرا بدین سخن فراغتی پدیدار آید  
این است احکام میثاق اندر صحبت مسافران بر اختصار

## باب آداب مجتمعی السفر

و چون در پیش سفر اختیار کند بدون اقامت شود ادب وی آن بود  
که نخست برای سفر از برای خدا کند به متابعت هوا و چنانکه  
بظاهر سفر می کند بیاطمینان نیز از کسبای خود بگریزد و دوام بر طهارت  
باشد و اوراد خود را ضایع نکند و باید که بدان سفر مرادش حج باشد  
یا خودی یا زیارت مریضی و یا گرفتن قایده و یا طلب علمی و یا زیارت  
شیخی و بزرگی و ترقی و اگر در غفلتی باشد اندکان سفر وی را اندران  
سفر از مرتبه و سعاد و رکه و جلی و کفشی یا تعلیم یا عصائی  
چاره نه تا مرتبه عورت پوشد و بر سعاد و نماز بگذارد و بمرکه طهارت  
کند و بعضا آفت ها از خود دفع کند و او را اندران آداب دیگر  
بود و کفش اندر حال طهارت بپای کند تا بسیر سعاد آید که اگر  
کسی آلت بیشتر ازین دارد مر حفظ سکت را چون شام و تاخن بری  
و سوزن و مکه هم روا باشد و باز اگر کسی زیادت ازین آلت  
سازد خود را در بخل نگاه کنیم تا در چه مقام است اگر در مقام اعداد  
است آن هر یک روا بندی و بتی و سستی و بجای است بایه الطهارت  
نفس وی آن است و اگر در مقام تمکین و استقامت است وی را این  
و بیش ازین مسلم است و من از شیخ ابی مسلم قاری بن غالب القاری  
رضی الله عنه شنیدم رض ۱۳۷۹ که روزی من نزدیک شیخ ابی سید بن



ابی الحیر فضل الله بن محمد رضی الله عنه اندر آدم بقصد نیابت وی را یافتیم  
 بر تفتی اندر چهار بال شی خسته بود و پای حاکم یکدیگر نموده و دق مصری  
 پوشیده و من جامه داشتم از دوح چون عدال شده و حتی از رنج گمراه  
 و کوفه از مجاهدت زده شده از دیدار وی انکار ده دل من پدیدار آمد  
 گویم این درویش د من درویش من چهره مجاهده و دی اند چنین راحت  
 گفت دی در حال بر باطن من مشرف شد و نوح من بید مرا گفت  
 یا ای مسلم در کلام دیوانی یافتی که خود بین درویش باشد چون من همه حق  
 ما دیم حق تعالی گفت جو بر تحت نشانم و چون تو همه خود ما دیدی  
 گفت جو اند خاک تپیشی نصیب مشاهده آمد و نصیب تو مجاهده و این  
 هر دو مقام است از مقامات راه و حق تعالی ازین منزله و درویش از مقامات  
 فانی و از احوال رسته شوی بر مسلم گفت هوش از من باشد عالم بر من  
 بیا گفت چون بخود باز آدم توبه کردم و دی توبه من پذیرفت آن گاه  
 گفتم ایضا اشخ را دتوری باشد تا بروم که روزگار من رؤیت ترا تحمل  
 تواند کرد گفت صحت با ما مبدل آگاه بر وجه مثل این بیت برخواند شعر

آنچه گفتم توالت بشنیدن خجسته

هر چشم بجان یکسو دید آن بهر

پس مسافر را باید تا پیوسته حافظ سنت باشد و چون یقینی فرا رسد بحضرت  
 نزدیک او آمد آید و سلام گوید و نحت پای چپ از پای ترانه بیرون  
 کند که پیغمبر صلی الله علیه و سلم چنین کرد و چون اندر پوشد نحت پای راست  
 اندر پوشد آگاه پای دیگر و چون در ۱۲۸۰ پای شویید اول پای راست شویید  
 آگاه پای دیگر شویید و در رکعت بر حکم تکیه کند آگاه بر غایت حقوق و در بیان مشغول شود و نباید که  
 هیچ حال بر میان اعتراض کند و با هر کسی نیازی کند بمالقی و یا سخن سخنی حای سفر خود گوید و  
 یا علم و حکایت و دعايات گوید اندر میان جماعت که این همه اظهار عزت بود و  
 باید که در هیچ جمله بکشد و بار ایشان تحمل کند از برای خدای ما که اندران

ص ۳۸۸

برسات ببارد باشد و اگر میان و یا غام ایشان بود حکمی کند و دی را  
 سلام گویی و یا بزیارتی دعوت کند اگر تواند خلافت نکند تا بدل مراعات  
 اهل دنیا را عکس باشد و افعال آن برادران را عذری می کند و تادیبی  
 می کند و باید که هیچ گونه هیچ بایست حال خود بر دل ایشان نهد و  
 مر ایشان را بدرگاه سلطانین نکند بطلب راحت و بسوا خود و اعدا بخوا  
 احوال مسافر و میقم را اعدا صحبت طلب رضا شادان باید بود یکدیگر اعتقاد  
 یکدیگر باید داشت هر یکدیگر را اعدا برادر به نباید گفت و از پس غیبت  
 نباید کرد از آنچه شوم باشد بر طالب سخن خلق گفتن خامه بنا نوی ازان چه  
 عشقان اعدا رؤیت فعل فاعل بیند و بهی خلق بدان عنایت کند باشد ازان  
 خداوند در آفرید وی اگر چه محبوب و بی عیب و محبوب و کاشف خود  
 و خصومت بر فعل خصومت بهر فاعل باشد و چون چشم آدمیت اندر خلق  
 نگرد از همه کس باز برده بود باشد که بخواه خلق محبوب و مقصود و مغرب  
 و عاجز اند و هر کسی جو آن نتواند کرد در ۱۲۸۱ و جو آن نتواند  
 بود که خلقتش بر است و خلق ما اندر ملک او تصرف نیست و قدرت بر  
 تبدیل من بهی حق بهر مطلق نه در با الله و التوفیق

ص ۳۸۱

## باب آدابهم فی الاکل

بدانکه از روی حقانیت خدا چاره نیست که از این تالیف فایده جو علم  
و شرب قیمت آنرا بشود و وقت آنست که اهلان مخالفت نکنند و خورد و  
شرب را بهر چیزه لقمه مستغنی نگردانند و شامی را بی اشتهای گریه من  
کن همته تا به داخل جوده کانی قیمتته ما بیخروج شده سر مزه ماهی را  
شیخ بهر مقرر از خوردن بسیار نیست و پیش ازین اندین کتاب اندر  
باب البحر طریقی ازین معنی گفته ایم اما این جا این مضامین اندر خود  
باشد و اندر حکایات یافتیم که اگر از اینیز پریدند که تو صبح گرگی  
بسیار گوی گفت آری اگر زبون گرسنه بودی مرکز ننگی آنا زبکة الاعلی  
و اگر زبون گرسنه بودی باخی نشدی و شبیه سه گرسنه بود بحره زبانها  
متوده بود و پهلان سیر شد اتفاق ظاهر کرد و عذابه گفت اندر صفت  
کافر تهمیم یا کفر و یتمتعوا و یلبسهم لئلا یسوءک یلکونک و کلام تعالی و آلیین  
کفرنا یستشعرون و یا کفونک کما یا کفول الانکار و القاء مشوق لهم و سهل  
بن جد الله گوید که حکم پر از عمر دوست تر حاتم که پدر از علم طلال  
گفته چها گفت اندر چه چون حکم پر از عمر شد عقل با دی نیاماد و  
آتش شوقه میرود و خلق از دست و زبان وی لکی شوند اما چون  
بطلم طلال پیر شود فضولی آندو کند و شصوت قوت گیرد و نفس

بطلب لمیب معا خود سر بر آورد و گفته اند مشایخ ده صفت ایشان که اکلم  
رمن (۱۲۸۶) کاکل المرضی و نومهم کنوه الغری و کلامهم ککله الشکی خوردن  
شان چون خوردن بباران و خواب شان چون خواب غرق شدگان و سخن شان  
چون سخن بچه مرگانی پس شرط آداب اکل آنست که تنه نخورد و آنچه  
خوردن اختیار کند بیکدیگر که پیشتر صل الله علیه وسلم گفت شتر الناس من  
اکل بصداء و ضرب صداه و منع صداه و چون به سفره بنشیند خاموش  
باشد و ابتدا بنام خدای کند و چیزی نکند از طعام و برداشت که صاحب  
را اذنان کراهیتی باشد و لقمه اول بر لب زنده و مر رقیق خود را انصاف  
دهد و سهل بن جده الله پریدند از معنی این آیت که إِنَّ اللَّهَ بِشَرِّكُمْ  
لَعْدُولٍ و الانصاف گفت عدل آن بود که انصاف رفیق اندر لقمه دهد و  
احسان آن بود که او را بدان لقمه اولی تر از خود داند و شیخ من گفت  
عجب حاتم اذنان آدمی که گوید من ترک دنیا گرفته ام و اندر اندیشه  
لقمه باشد و نگاه باید که طعام دست راست خورد و بر اندر لقمه خود نگیرد  
و ده طعام خوردن آب اندک خورد گر اندر حال تشنگی و چون خورد اندک  
خورد چنانکه جر تر شود و لقمه بزرگ کند و خورد بجای و شتاب نکند  
که این ها بیم تخمه بود و مخالفت صفت و چون از طعام فارغ شود  
حمد گوید و دست بشوید و اگر از میان جماعت ده کس یا سه کس و  
یا بیشتر بنظر آن جماعت بدوئی شوند و چیزی بخورند بعضی از مشایخ گفته  
اند که آن سولم باشد و اندر محبت خیانت بود لعلک ما یا کفونک فی  
بطونهم إلا الشاء رمن (۱۲۸۲) و گوهی گفته که چون جماعتی باشد بر موافقت  
یکدیگر دعا باشد و گوهی گفته اند که اگر یک کس باشد هم دعا باشد که  
لو ما ع انصاف اندر حال رحمت می باید داد بل که اندر حال محبت  
می باید داد چون تنها باشد حکم محبت آن ساعت آنه می بر خورد و





تا تواند از پلید شدن نگاه دارد مدد تا خداوند تعالی بپرکات آن جامه دی  
را نگاه دارد بشب و بایه که برون جلاستی و یا یک و دویش یا کسی باشد  
از راه یا کسی بر آید و او را انتظار خود بفرماید و آهسته مدد و شتاب  
نکند که بر حق حریفان نماید و رسم دهد که بر حق شکری نماید و گام تمام  
نهد در ۱۳۸۵ و در حال باید که بر سر پیش طالب بدان صفت بود که اگر  
کسی گیرد او را که کسی روی بقلع تواند گفت این قاضی بی تقی  
نستودید و اگر برون این چنین باشد بر حق دی بر دی دال باشد از این صفت  
غلات از صفت غلات باشد پس هر که اندیشد از جمع باشد بر حق را  
اقدام دی متابع اندیشه دی باشد و از او بدید رعایت آورد که گفت  
بدش و دویش بی مراقبت نشان غفلت بود که خود هر چه هست اند و  
تمام حاصل آید که یکی بر لعیب های خود نمود و یکی بر فزاین جای حق  
این یک قدم را بر پای و آن دیگر را بر جای بدارد که پیش طالب  
علامت قلع مسافت بود و بر قرب حق مسافت نیست و چون قرب دی  
مستحق نباشد طالب همچو قلع پای جان اندر حق بکند چه باشد و  
الله ولی المومنین

ص ۳۸۵

## باب نهم فی السفر و المحضر

باینکه مشایخ را رضی الله عنهم اندرین معنی احتیاجات بیدار است بزرگیک  
گرمی مسلم نیست مرید را که بچند روز اندر حال خیر نوم آن نگاه که  
غواب را از خدا باز تواند داشت که پیاپی بر علی الله علیه وسلم گفت  
اندر این الموضع غواب برادر مرگ است پس زندگانی از خداوند تعالی نعمت  
بود و مرگ بلا و لا محاله نعمت آشوب بود از بلا و از شبلی می آید  
که گفت اطعم الخلق علی فقال من نام فقل ذ من غفل حجب و بزرگیک  
گرمی بنا باشد که مرید با اختیار بچند روز ۱۳۸۶ و اندر غواب تکلف کند از  
پس آنکه امر حق بجای آورده باشد که رسول گفت قل الله علیه وسلم تنفع  
القلوب من شغل عن الله تعالى یشتبه و علی المصلح سقوا یحتمل و غفلت المصروف  
حق یفقی و چون از خدمت قلم برداشته باشد تا آنگاه که بیدار گردد و غفلت  
از سبب او نباشد و او را اختیار از خودی گزاشده باشد و نفس او را  
از دنیای حاصل حصول شده باشد و کرامات کاتبین از روشنی بیایانده شود و نباشد از  
دروغی که گناه باشد و او را در حق و سعادت باز مشاهده و ادواتش از حجب و غلبه  
ببریزد لا یملکون لا تسبیحون ضعیفا و لا تقوا و لا یملکون موتا و لا حیات و لا تشعرون  
و از این خبر که ابن عباس را گوید رضی الله عنه لا تشعرون یعنی اهل ابلیس این  
نوع العاصی فاذا نال العاصی یقول حتی یشبهه و یقوم حتی یحیی الله و این

ص ۳۸۶





مولا بی جهان، اما در آن یک ساعت باشد و در آن وقت همیشه او را خواب نباشد  
 آید که هر شب یکبار آنکه آب میانی باشد پیش از خواب و چون خواب  
 غامضی شود میل از آنان شود و در آنوقت کشیدی و زنی که علی و ابی  
 الهادی اسم رضی الله عنه دیدم پیری را که چون از ادای نریش ندرخ  
 بختی و دیدم شیخ احمد سرمدی را که بخارا بود چهل سال بیوسته بشب  
 نخفته بود و بعد از آنکه بختی و روح این منته بدان باز کرد که چون  
 مرگ بنزدیک کسی دوست از زندگانی بود باید تا خواب دوست از بیداری بود  
 و چون زندگانی بنزدیک کسی دوست از مرگ بود باید تا بیداری بنزدیک وی دوست  
 از خواب بود پس قیمت در آن را بود که بختی بیدار باشد بلکه قیمت  
 آن را بود که بیدارش گرداند چنانکه رسول صلی الله علیه و سلم را خداوند  
 بر گوید و در آن اعلی رسانید و در آن خواب بختی کرد و اند بیداری  
 آن گاه قرآن آمد که تَبٰرَكَ الَّذِي لَا تَقْبِلُ اَنْفُسَهُ رِجْلُكَ اَوْ اَلْقَمُ رِجْلُكَ  
 تَقْبِلُكَ و نیز هم در آن ما قیمت بود که بختی بختی قیمت آن را  
 بود کش بربانند چنانکه خدای عز و جل اصحاب الکفایت را بر گوید و  
 بخت اعلی رسانید و لباس کفر از ایشان بر کشید ایشان را اند خواب  
 بخت کردند و اند بیداری تا حق تعالی بر ایشان بر گماشت و بی اختیار  
 ایشان امر ایشان را می رساند چنانکه گفت خدای عز و جل وَ تَحْسِبُهُمْ اِنْفَاقًا  
 وَ هُمْ رُكُوعٌ وَ تَحْسِبُهُمْ اَنْفَاقًا لِّلْبَيْتِ وَ ذَاكَ الْبَيْتُ وَ اِنْ هُمْ اَعْلٰی  
 بی اختیاری بود و چون بنده بدرستی رسد که اختیار وی برسد و بخت  
 بریده گردد و همتش از غیر اعراض کند و اگر بختی و یا بیدار باشد بدان  
 صفت که باشد حریف باشد پس شرط خواب مریدان را آنی باشد که اول خواب را  
 خود را چون آخر خدمت خود دانند و اند میانی بختی که در آن بختی و در آن بختی  
 کند و طهارت پاکیزه کند و بر دست راست روی سوی قبله بختی و کارهای

ص ۳۹۰

دینا راست گرداند و نعمت های اسلام را شکر کند و شرط کند که اگر بیدار گردد  
 بر سر معاصی شود پس هر که در بیداری کارهای خود ساخته باشد او را از  
 خواب یا از مرگ بختی باشد و اند حکایات شصدهست که آن پیر بنزدیک آن  
 امامی که اند رعایت جاه و کلاه و رعیت نفس اند مانده بود اند آمدی گفتی  
 یا فلان می باید بروی را از آن سخن بختی بختی آمدی که این مرد  
 گدای هر زمان با من این رس ۱۳۹۱ سخن می گوید روزی گفت من فردا ص ۳۹۱  
 ابتدا کنم دیگر روز آن پیر اند آمد این امام گفت یا فلان می باید  
 خودی ستاده بگسترانید و سر باز نهاد و گفت مردم اند حال هانش  
 بر آمد وی را از آن تنبیهی پیدا آمد دالست که آن پیر وی را می فرمود  
 که تمبیر مرگ کن چنین که من کرده ام و شیخ من رضی الله عنه مریدان  
 را بدان داشتی که جز اند حال قبله نوم نخبند و چون بیدار شوند نیز  
 نخبند که خواب شانی بر مریدان حق حرام باشد و بیکاری و انبیین معنی سخن  
 دهان آید و الله اعلم بالصواب

بسم الله الرحمن الرحیم



## باب آداب محرم فی الکلام و السکوت

خداوند گفت عز و جل وَ مَنْ أَسْنَفَ فُؤَادًا مَثَلًا إِنْ اللَّهَ وَ عَمَلٍ  
 مَالِهِ وَ نِزَافَتِ قَوْلٍ مُتَعَفِّفٍ وَ نِزَافَتِ قَوْلٍ مُتَعَفِّفٍ بِمَا كَرِهَ الْغَفَّارُ حَقِّ  
 بنده فرمان است چون اقرار بخداوندی و شایسته گفتی بر وی و نطق را  
 بدرگاه وی خواندی و خلق نعمتی بزرگ است از حق تعالی بنده و آدمی  
 باین میز است از چیزهای دیگر و خداوند گفت وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ  
 بِحَقِّ قَوْلِ مَعْرُوفٍ أَنْزَلْنَاهُ مِنْ بَيْنِ سَمْعٍ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ  
 نعمتی ظاهر است آفت آن نیز بزرگ است که بینا می گفت صلی الله علیه  
 و سلم اخبرنا ما اخبرنا عن ائمتنا السان و ده بعد گفتند چون عمر است که  
 خلق ما مست کند و مرد چون اندر شرب آن افتاد هرگز بیرون نتواند  
 آمد و خود را ادا بانه نتواند داشت و چون اهل طریقت ما مست  
 شد که گفتار آفت است سخن جو بعزبت در ۱۴۹۲ گفتند یعنی در  
 ابتدا و انتهای سخن خود نگاه کردند اگر بعد حق ما بوده است بگفتند  
 الله و الا که خاموش بوده اند ادا بانه معتقد بوده اند که خداوند عالم  
 عالم الاسرار است و درمورد آنکه حق تعالی ما بخیر این بشیر دانند  
 بقول خدای عز و جل أَمْ يَتَسَاءَلُونَكَ لِمَا لَا تَنْفَعُهُمْ وَ لَا تَضُرُّهُمْ بَلَى وَ  
 تَسَاءَلُونَكَ لِمَا لَا تَنْفَعُهُمْ تِلْكَ آيَاتُ الَّذِينَ هُمْ يَكْفُرُونَ

ص ۲۱۲

بلی می دانیم و ملایکه نیز بر ایشان می نازلند و من عالم اینست ام و رسول گفت  
 صلی الله علیه و سلم من سمعت نبیا آقا خاموش باشد بجا پس اندر خاموشی فایده  
 و فواید بسیار است و در گفتن آفت بسیار و گروهی از مشایخ رحمهم الله  
 سکوت را بر کلام فضل نموده و گروهی کلام را بر سکوت ادا بانه بنده  
 گفت رضی الله عنه که جهادات بعد از نماز دعاوی است و آنها که اثبات مسائل  
 بعد دعاوی نموده باشند و وقت باشد که بسقوط قتل اعدای حال اختیار و قدر  
 گردد یعنی اندر حال خوف یا وجود اختیار و قدرت بر قول خوف خداوند گفتن شود  
 و انکار قتلش در حقیقت معرفت را بر زبان نهد و هیچ وقت بنده بی سنی  
 بخورد دعوی مفیده نباشد و حکم آن حکم منافقان پس دعوی بی سنی نفاق است  
 و سنی بی دعوی اخلاص است پس ائمتنا علی بیان استغنی فیما بیننا  
 و بین دینیه من الانسان یعنی چون راه بر بنده گشوده شد از گفتار مستغنی  
 گشت ادا بانه گفتار بر اطمینان غیر را باشد و حق تعالی جل جلاله در ۱۴۹۲  
 بی نیاز است از تنبیه احوال و غیر وی خود کرای آن کند که بدیشان  
 مشغول باید شد و مکرر شود این بقول بنده رضی الله عنه که گفت من  
 عیت الله علی سانه اگر حق را بمل بشاعت را پیش از بیان ادا بانه  
 که اعدای جهان بیان حجاب نماید و ان شبلی می آید که اعدای مجلس بنده  
 رحمتا الله بر پای خواست و ادا بانه گفت با مرادی و اشارت باین  
 تعالی که بنده گفت یا ایا بکر اگر مرادت حق است این اشارت باین کوی  
 که دی این مستغنی است و اگر مرادت نه دی است غلات چرا گفتی  
 که حق بقول تو عظیم است شبلی عده الله علیه بر گفته خود استغفار کرد  
 و آن گروهی که کلام را بر سکوت فضل نموده گفتند که بیان احوال خود  
 را از حق ما امر است که دعوی بمنی تقایم بود و اگر کسی هر روز سال  
 بدل بر سر حالت می باشد و منورتی مانع وی نباشد تا اقرار بمعرفتش

ص ۲۱۲





## باب آدابهم فی السؤال و ترکہ

خداوند گفت: «وَجَلَّ جَلُّكَ يَا مَنْ لَا يَسْتَلُونَكَ إِلَّا بِالْإِذْنِ» سوال با امانت بکنند و چون کسی از ایشان سوال کند منع نکنند چنانکه خدای گفت مر پیغمبر را صلی الله علیه وسلم «وَمَا أَمَّا السَّائِلُ فَلَا تَنْهَهُ» و تا تواند سوال جز از حق تعالی نکنند و غیره می ما در محل سوال ننهند که سوال اعراف باشد از حق بپرسد و چون بپرسد از حق تعالی اعراف بپرسد باشد که بپرسد از حق تعالی اعراف بپرسد بگذارد یا قسم که یکی از اهل دنیا مر دایم مدینه را گفت یا دایم چیزی بخواد از می تا مرادت حاصل کنم را به گفت ای خدا من شرم دارم از خالق دنیا که از وی دنیا خواهم پس چون شرم ندارم که از چون خوشبختی چیزی خواهم از دنیای گویند که اندر وقت رو مسلم صاحب دولت در پیشی را بی گناه بتمت ددی بگرفتند و بپیکار طاق مر آرد ما باز داشتند چون شب اند آمد به مسلم رفته الله علیه پیغمبر صلی الله علیه وسلم «وَمَا يَسْأَلُكَ إِلَّا بِإِذْنِهِ» را گفت یا مسلم مرا خداوند تعالی بر فرستاده است که دوستی از دوستان من بی جوی اندر جهان قسمت بر غیر من می دهد و بیرون آمد به مسلم از خواب بخت و در مسود پای بر زمین بیدار زحان دید و فرمود تا دو دشمن را بکشند و دو آن در پیشی را بیرون آورند و از وی عذر خواست و گفت که حاجتی بخواد در پیش گفت و اما الامیر کسی که چنین خداوندی دارد که بنیم شب به مسلم را از بستر

بر میگیرند و بفرستد تا که با او از بلاها بفرماید بعد از آنکه از او بپرسد که از آن دیگران سوال بکنند و حاجت او مسلم علیه السلام بگویند شد و آن در پیشی از پیشی وی برفت و باز گردی دیگر گویند که دعا باشد در پیشی را که حق سوال کند که خداوند تعالی نمی گوید که لَا يَسْأَلُونَكَ إِلَّا بِإِذْنِهِ آیا می گوید سوال بکنند و دلتان امانت بکنند و رسول صلی الله علیه وسلم نیز سوال کرد مر ماضی کارهای واجب را و ما را نیز گفت که اطلبوا الحاجات عند حسن الوجه و مشایخ رحمهم الله تعالی بپرس عت سوال کردن دعا داشته اند یکی مر از وقت دل را لایق باشد و گفتند که ما دو کرده ما آن قیمت بنخیم که روز شب اندر اختیار آن گذاریم و چون او حاجتی بپاشد ما دعا بخواند و در حال اضطرار از آنچه میسر شود بپرسد چون شغل تمام و انتظار آن نیست و اذن داده که چون با بید مر مرید شقی را بپرسد که آن حال که بپرسد وی را کرده اند در حال شقی بپرسد گفتند که از خلق فارغ شد است و بر حکم زکی نشسته بر بید رفته الله گفت چون باز گردی بگوی مر ما بگو تا دیگر خدای را بپرسد که در نیازمانی چون گرسنگی گردی دو کوه از هم بفرمان خود بخواد و باز تمام توکل یکوی نه تا آن شمر و ولایت اند شوی مسالمت تو بر زمین فرو نشود و دیگر مر ریاضت نفس را سوال کرده اند تا وقتی آن بکشند و رنج اند دل خود دهند و قیمت خود بدانند که ایشان مر کسی را بپرسد از نعمت تا بکشد بکنند چیزی را که چون شبی رفته الله بپرسد و رفته الله در ۱۴۹۸ م که بنید گفت یا ابا بکر ترا نوبت آن اند مرست که من پیسر حاجب الحجاب بنید ام و امیر ستره از تو هیچ کاری نیاید تا بازار بیرون نشوی و از هر که پیشی سوال کنی تا قیمت خود بدانی چنان که مر دعا خدا بپاشی است ترا ددی که مر سال در هر بید که اند همه بپاشند گفت و کس چیزی ندانش باز آمد و با بنید بگفت بنید رفته الله علیه گفت یا ابا بکر اکنون قیمت خود بدان که خلق را هیچ چیزی نمی بینی دل اند





## باب آدابهم فی التزوُّج و التجرید

خدای عز و جل گفت جَنَّةُ یَنَّاں لَکُمْ وَ اَنَّتُمْ یَنَّاں لَکُمْ وَ رسول گفت  
 صلی الله علیه و سلم تناکوا تکثروا خانی اباهی بکرم الامم در ۱۵۰۰ یوم القیامة  
 و لا یالسط و نیز گفت ان اعظم النساء برکتة قلعت مونة و احسنهن  
 دجوها و اراخصهن مهوراً و این از صحاح اخبار است و در علم نکاح  
 مباح است بر همگی مردان و زنان و فریضه بر آنکه از حرام نتواند بهیترید و  
 سنت مر آن را که حق خیال تواند گوارد و از مشایخ این فقه گوی گفتند  
 که تزویج مردی در دفع شهوت را باید و کسب مرد زانفت دل را و گوی گفتند  
 مر اثبات نسل را باید تا فرزندی باشد و چون زوجه بود اگر پیش از پدر  
 از دنیا بشود شریع پدر باشد و اگر پدر پیش از وی شود دعا گوی مانند  
 و الله خبر است که عمر بن الخطاب رضی الله عنه مر اتم کلثوم را که  
 دختر فاطمه بنت محمد مصطفی صلی الله علیه و سلم و رضی عنها غلبه کرد از پدرش  
 علی بن ابی طالب رضی الله عنه و کرم الله وجهه علی گفت او پس خود است و  
 تر مردی پیری و مرا نیست آن است که او را بمراد داده خود تو احم داد  
 بعد الله بن جعفر عز کس فرستاد یا ابا الحسن الله بجان زنان بزرگ بپارند  
 و مراد من از ام کلثوم در دفع شهوت است که اثبات نسل است که  
 از پیغمبر صلی الله علیه و سلم شنیدم که کل نسب و حسب ینقطع بالموت الا

ص ۵۰۰

نسبی و حسی و یدوی کل نسب و نسب الا نسبی و نسبی اکثر من سبب  
 هست بایم که نسبت نیز باشد تا بعد از وفات متابعت وی حکم گردانند بهشم  
 علی رضی الله عنه ام کلثوم را بمراد داد و زید بن عمر از وی بیاید رضی  
 الله عنه در ۱۵۰۰ و پیغمبر گفت صلی الله علیه و سلم تنکم النساء علی اریمة علی ص ۵۰۱  
 المال و النسب و الحسن و الحسن فاعلیکم بهذات الدین فانه ما استغادر احدی  
 بعد الاسلام شیخا من توجه مؤمنة موافقة یسر بها اذا نظر الیهما قولین  
 و تعالین بمعتزین چیزها از پس اسلام زنی مؤمنه موافقه باشد تا بدو انس  
 گیرد مرد مؤمن و اند دین بصحبت وی قوتی باشد و اندر دنیا مولتی که هر  
 دشت ما اندر تنهایی است و عمر راحت ما اندر صحبت و رسول گفت صلی  
 الله علیه و سلم الشیطان مع الواحد و بحقیقت مرد یا زن پیرن تنها باشد قرین وی  
 شیطان بود که شهوت را اندر پیش دل وی می آساید و هیچ صحبت اندر کم  
 حرمست و آن چون زناشویی نباشد اگر نهالت و موافقت باشد و هیچ مشغولی  
 و اعتقادات چندان نه بود که چون زنی تا جلس باشد پیش و در پیش را  
 باید که نخت اندر کار خویش تامل کند و آفت حای تجرید و تزویج الله  
 پیش دل صورت کند تا دفع کدوم آفت بر دیش سسل تر بود نتایج آن  
 باشد و در جمله در تجرید دو آفت یکی نرک سلقی از سنن مصطفی صلی  
 الله علیه و سلم دیگر پروردن شهوت الله دل و خطر افتادن اندر حرام و تزویج  
 را نیز دو آفت یکی مشغولی دل بگیری و دیگر شغل تن از بدای حقه نفس  
 و اصل این مسئله عزلت و صحبت باز گردد آنکه صحبت اختیار کند با خلق  
 و تزویج شرط باشد و آنکه عزلت بوی از خلق در تجرید زینت بود و پیغمبر  
 گفت صلی الله علیه و سلم در ۱۵۰۰ سیدوا فقتد سبق امیردون یعنی بروید بر شما ص ۵۰۲  
 بقت گرفتند و حسن البصری گوید نجا المخطون و هلك المقتلون و از ابراهیم  
 خواص می گوید که گفت پیغمبر الله آدم بقصد زیارت بزرگی عمر آنها بود چون

بخانه دی برقم خانه دیم پاکیزه چنانکه مجدد اولیا بود و اندر دو نایب آن  
خانه در محراب ساخته اند یک عراب آن پیر نشسته و اندر دیگر بخونه پاکیزه  
و روشن نشسته و هر دو ضعیف گشته از جرات بسیار آمدن من ثنای بسیار  
کردند و سه روز آنها بودم چون باز خواهم گشت پریشان آن پیر که این عقیقه  
تراچه باشد گفت از جانب دختر غم و از دیگر جانب حال گفتن اندین دو  
سه روز سخت بیگانه دار دیم نان اندر صحت گفت آری شصت و پنج  
سال است تا چنان ست گفتیم قلت این مرا بگو تا بجا ست گفت بلکه  
ما در کودکی داشتن یکدیگر بودیم و پدر دی او را بمن نمی داد که دوستی  
ما را یکدیگر با سلام دی گشته بود مدتی رنج آن یکیشیم تا پسر دی وفات  
یافت پدر من غم می بود که ما من داد چون آن شب ابتدای یکدیگر  
پریشان دی مرا گفت دانی که خدای تعالی با ما چه نعمت کرم کرده است  
که ما را یکدیگر رسانید و دل ما را از آفت و خوف فارغ کرد  
گفتم بی گفتا پس ما ایش خود را از صوای نفس باز داریم و مراد  
خود را نیز پای آیم و مر خدای را عبادت کنم شکر این نعمت را گفتم  
صواب آید دیگر شب همان گفت شمی بیوم گفتیم اکنون دو شب (ص ۵۰۲)  
از برای تو شکر بگوایم امشب از برای من نیز عبادت کنیم اکنون شصت  
و پنج سال است که ما یکدیگر را ندیده ایم بحکم غلامت و هر عمر اندر  
شکر نعمت می گوایم پس چون درویشی صحت اختیار کند باید تا ثلث آن  
مستوره از حلال کند و معرش از حلال گزارد و تا از حقوق خدادادی  
و از امان دی چیزی باقی نماند باشد بحفظ نفس خود مشغول نشود و چون  
اوراد خود بخواند قصد قرائت دی کند و صوم و مراد خود را اندر خود  
بگذارد و با خداوند تعالی به وجه مناجات بگوید یا خدا یا تو شصت اندر خاک  
آیم شرقی مر آبادانی عالم را و اندر ظم خود خواستی که مرا این صحت باشد

ص ۵۰۳

با رب این صحت من نه چیز را گردان یکی مر صحن حرام ما بحال دیگر  
فرزند دی رضی مو ارزانی دارد فرزند دی که دل من از تو مشغول کند  
و از سهل بن بعد الله تشری می آید که او را پسر بیام هرگاه که  
ببودگی از مادر لحام خواستی مادر گفتی از خدای خواه اندر عراب شوی و صبره  
کردی مادرش آن مراد اندر همان بود دادی بی آنکه دی دانستی که آن  
مادر داده است تا غوی بدرگاه حق کرد مددی اندر دیرستان اندر آمد و  
مادرش حاضر نبود سر ببرد خدای تعالی آنچه بایست او بود پدید  
آورد مادر اندر آمد و آن پیر گفت ای پسر این از کجا ست  
گفت اذان ها که هر بار بود و چون ذکر صلوات الله و سلامه  
علیه نزدیک میم خدای تعالی اندر آمدی بتابستان میوه زمستانی دیدی  
و زمستان (ص ۵۰۴) میوه تابستانی دیدی بر وجه تعجب پرسیدی که آئی  
کوی هذا دی گفتی من و چند الله پس باید که باستعمال شتی مر درویش  
ما اندر طلب دنیا حرام و شغل دل نیکنند که حلاک درویش اندر خرابی  
دل دی بود چنانکه خرابی تراگر اندر خرابی سرای و طاق و آن پس آنچه  
تراگر را خراب شود آن با عوض بود و آنچه درویش را خراب شود  
آن را عوض نباشد و اندر زمان ما ممکن گردد که کسی را زنی موافقه  
باشد بی مدد بایست زیادت و نقول و طلب حال و اذان بود که  
گروهی تجویز و تخفیف اختیار کردند و رعایت آن چیز بر دست گرفتند  
که پیغمبر گفت علی الله علیه وسلم خیر الناس فی الشر الزمان خفیف الحساد  
قیل یا رسول الله ما خفیف الحساد قال الذی لا اهل له ولا ولد له  
و نیز گفت سیدنا سبقت المردودین مدید که مفردان بر شما سبقت گرفتند  
و مجتمع اندر مشایخ این طریقت بر آنکه بهترین اهل طریقت  
مفردانند و مجردان اگر دلی نشان از آفت خالی باشد و طبع نشان از

ص ۵۰۵



از اوست از کتاب مسامی و شصت موعظ و حوام در کتاب شصت خبر موعظ که  
پیامبر گفت صل الله علیه و سلم محبت الی من دنیا که ثلاث لطیف و اللطیف و  
جعلت قرة عینی فی الصلوة حجت سازد و گویند چون زنان محب وی باشد  
باید تا تزویج نمانند تا باشد گویند که پیامبر صلی الله علیه و سلم گفت لی حلفتان  
الفقر و الجهاد پس چرا دست از حرقش می دارید م ۵۰۵ اگر آن محب  
دست این همه زلفت است پس بگویم اگر عوا تان را بدان میل بیشتر است  
مر عوای خود را محب پیامبر خواندن حال باشد و کسی که پناه سال  
متابع عوای خود بوده باشد پندارد که متابع سنت است و در خط عظیم  
باشد و در عهد نخستین فتنه که بر سر آدم علیه السلام پیدا آمد سبب  
آن زن بود اندر بهشت و نخستین فتنه که اندر دنیا پدیدار آمد هم بسبب  
آن زن بود یعنی فتنه حابیل و قابیل و چون خداوند تعالی دو فرشته را  
خواست که عذاب کند هم سبب آن زن گردانید و دل یوتا هم ارباب  
فتن عای دینی و دنیائی زنانه و پیامبر گفت صلی الله علیه و سلم ما قوتت  
بحدی فتنه اضرة عن التجهل من النساء هیچ فتنه نگذاشتیم پس از خود زبان که  
حر بر مردان از زنان پس فتنه ایشان اندر ظاهر چهرین است اندر باطن  
خود تا چند باشد و من که علی بن عثمان الجلابی ام رضی الله عنه از پس  
آنکه مرا حق تعالی مرا پانزده سال از آنست تزویج نگاه داشته بود هم  
تقدیر وی بقتله اندر اقدام و ظاهر و باطن اسیر صفتی شد که با من  
کردن می آنگاه رؤیت بوده بود و یک سال مستغرق بودم چنانکه نزدیک بود  
که دین بر من تنه شود تا حق تعالی بکمال لطف و تهاشم فضل خود عصمت  
را با استقبال دل بیچاره من فرستاد و برکت خلاصی ارزانی داشت و الحمد  
لله علی جزیل نعماته و در عهد قاضیه این طریقت بر تجربه نموده اند چون  
تزویج آمد حال دیگرگون شده و هیچ عسر نیست از عا که شصت آلا که

م ۵۰۵

م ۵۰۶ از آن شصت آن را با جهاد بتوان نشاند از آنچه آنفی که از تو میزد آنست  
دفع آن هم با تو باشد خبری بنده تا آن صفت از تو زایل شود و زوال  
شصت بدو چیز باشد یکی آنکه اندر تحت تکلف در آید و دیگر آنکه از دایره  
کسب و محامدت بیرون باشد اما آنچه اندر تحت تکلف آدمی است آن گرسنگی  
باشد و آنچه از تکلف بیرون است یا غنی مقفل است و یا حب صادق  
که بتقابلی هم جمع شود و محبت سلطان خود اندر اجزای جسد پراگند و  
جود حواس را از دست حواس معزول کند و کل بنده را بتدگرداند و هرگز  
را از وی فانی گرداند و احمد جدی مرغی باداد انصر رفت و آنها  
می بود وی را گفتند ترا تزویج حاجت بود وی گفت نه گفتند چرا  
گفت و آنچه می اندر روزگار خود با غایب باشم از خود یا حاضر بود  
چون غایب باشم خود از کونین بادم نیاید و چون حاضر باشم نفس خود  
را چنان دارم که چون فانی بیاید پندارد که هزار درد یافته است  
پس شغل دل عظیم کاری باشد بمر چه خواهی که باش و گرومی  
دیگر گفتند که ما نیز اختیار خود از هر دو حال منتقل کنیم تا از حکم  
و تقدیر و پرده غیب چه ظاهر شود اگر تجربه لیبب ما آید  
اندران بعفت کوشیم و اگر تزویج بود متابع سنت باشم و بفرار  
دل کوشم که چون داشت حق با بنده باشد در تجربه بنده چون آن  
روست بود در پای زیلجا رضی الله عنها که اندر حال قدست بر مراد  
خود از مراد خود روی برگردانید و از مراد بی مراد گشت و بقصر حوا  
و رؤیت م ۵۰۷ محب نفس خود مشغول باشد و اندران وقت که  
زیلجا با وی خلوت کرد و اندر تزویج هم اگر داشت حق تعالی بود چون  
تزویج ادا هم علیه السلام بود و از غایت اعتمادی که وی را  
بر حق تعالی بود شغل اهل را شغل او نداشت تا چون سده رنگ

م ۵۰۷

پیدا کرد و تلقین بغيرت کرد و ما را به گرفت و بدای غیر ذی ذرع  
 بود و بخواند سپرد و بدی از ایشان بگردانید تا حق تعالی بداشت خود مر ایشان  
 را ببرد و چنانکه خواست پس هلاک بند و الله تودیع و تجرد است که  
 برای او الله اثبات اختیار و متابعت صوابی خود است و شرط آداب مثال  
 آن است که او را بدای از او با وی قوت نشود و حال خارج نگردد  
 و اوقات را تمام نکند و با اهل خود تلقین باشد و نفقه کل سال سازدش و  
 از برای او رعایت خلل و سلاطین نکند تا اگر فرزندی باشد بشرط باشد و  
 اندک حکایات معروف است که احمد بن حنبل بنی شامی رحمه الله علیه مدعی با  
 جماعت از رؤسای و سادات کشاکش که اسلام او آمده بودند نشسته بود که  
 آن پسر شراب خوارش است و سرود گویان الله آمد و برایشان گذاشت  
 به بی نوبتی و از کسی نپنداشید آن جمله معنی شد احمد آن تغییر  
 اندر ایشان دید گفت شما را چه بود که تغییری پدید آمد هر یک گفتند  
 به گذشته آن پسر برین حال به تو شرم زده شدیم و دی از تو  
 نپنداشید احمد گفت دی معذور است از آنچه شی با ما از عادت همای

خودنی آورده من و یحیی از آن بخوریم آن شب ما را صحبت بود یک  
 جا در ۵۰۸ این فرزند از آن پیوست و خواب بر ما افتاد و او را  
 ما بشد چون بامداد بعد از تسبیح حالی خود کردیم و بدان همای باز گشیم تا  
 آنچه فرستاده بعد از که بعد گفت از عوی آورده بودند تا ما چون نگاه  
 کردیم از عادت سلفانی بود و شرط آداب همزه است که چشم را از ناشایست  
 باز دارد و نگاه دارد و تا دیدنی بیند و تا انبیشینی نپنداشد و در پیش  
 شصت برگشتی بنشاند و دل از دنیا و مشغولی حوادث نگاه دارد و مر صوابی  
 نص ما علم و الحام نگوید و به ابھی شیطان را تاویل نرزد تا در طریق  
 متحول باشد این است اختصار آداب و معانی چنانکه آنک بر بسیار دلیل

ص ۵۰۸

باشد و الله اعلم

کشف الحجاب العاشر فی بیان منطقهم و حدود الفاعلهم و حقایق معانیها

بدان اسدک الله تعالی که اهل امر منتهی را و آداب هر معانی را  
 با یکدیگر اندر جریان اسرار خود بهارات است و کلماتی که بجز ایشان معنی  
 آن ندارند و مراد از وضع آن عبارات دو چیز باشد یکی حق تعظیم و تسبیل  
 خواص ما تا بفهم مرید نزدیک تر باشد و دیگر کلمات سراسر از کسانی  
 که اهل آن علم نباشند و دلیل آن واضح است چنانکه اهل سنت مخصوص  
 اند بهارات موضوع خود چون فعل ماضی و فعل مستقبل و معج و متعل و  
 افعال و نیت و ناقص و آنچه بدان ماند و اهل فخر مخصوص اند بهارات  
 در ۵۰۹ موضوع خود چون رفع و ضم و نصب و فتح و خف و کسر  
 و جسم و مجرد و منفعت و تا منفعت و آنچه بدین ماند و اهل عرف  
 مخصوص اند بهارات موضوع خود چون بحر و ذرایع و سبب و قیاس و جمله  
 و آنچه بدین و طایبان مخصوص اند بهارات موضوع خود چون قیاس و قیاس  
 ضرب و جمع و کسب و جند و اضافات و تفسیف و تفسیف و جمع و تفریق و  
 آنچه بدین ماند و نفقا مخصوص اند بهارات موضوع خود چون علت و معلول و  
 قیاس و اجتماع و دفع و الزام و آنچه بدین ماند حدیثان نیز مخصوصند بهارات  
 موضوع خود چون منه و مرسل و آحاد و مؤخر و جرح و تحویل و آنچه بدین  
 ماند و حکمتان مخصوصند بهارات موضوع خود چون عرض و جوهر و کل و جزء  
 و جسم و حدث و تحیز و تولی و آنچه بدین ماند پس این علایقه را  
 نیز الفاظ موضوع است هر کون و تصور سخن خود یا تا الله طریقت خود بدان  
 تصرف کنند و آن ما که خواهند مقصود خود دریابند و ادانکه خواهند بیروشند  
 پس من بعضی از آن کلمات را بیانی مشرح بیام و فرق کنم میان هر دو

ص ۵۰۹



کلامی که مراد شایان از آن چه پیروز باشد را و خوانندگان این کتاب را قایده  
حاصل شود و مراد حقایق است حاصل آیه الله تعالی

فمن ذلک الحال والوقت والفرق بینهما

وقت اندر میان آن غایب نمودن است و مشایخ ما اندرین سخن بسیار گفتند  
و مراد من اثبات تحقیق است نه تطویل بیان پس وقت آن بود که بماند  
بدان از ماضی و مستقبل فارغ شود من ۱۰۱۰ چنانکه داری از حق بدل  
او پیروند و ستر وی را بدان مجتمع گرداند چنانکه اندر کشف آن وقت  
نه از گذشته یاد آید و نه از تا آمده پس هر خلق را اندرین دست  
فرستاده اند که سابق را بر چه وقت و عاقبت بر چه خواهد بود  
خداوندان وقت را که گویند علم امر عاقبت و سابق را ادراک خواهند  
کرد ما را اندر وقت با حق تعالی خوش است که اگر بخواه مشغول گردیم  
و یا اندیشه وی بر دل گزینیم از وقت محجوب شویم و محاب پراگنده گی  
عظیم باشد پس هر چه دست بدان زدند اندیشه آن حال باشد چنانکه از  
سبب عزاداری گویند رحمة الله علیه که وقت غریب خود را بجز بجزترین  
چیز ها مشغول کن و غریب ترین چیزهای بنده مشغول باشد بین الماضی و  
المستقبل و رسول گفت صلی الله علیه و سلم لا مع الله وقت لا یسعی فیه ملک  
مستحب و ۳ بقا مرسد مرا با خدای تعالی وقتی است که اندر آن وقت عزاداری  
عزاد عالم را بر دل می گذرد باشد و در چشم من خطر نه و از آن بود  
که چون شب معراج دینت ملک زمین و آسمان را بر وی عرضه کردند هیچ  
چیز باز نگرفت تا خداوند تعالی گفت ما ذاع المصود ما طئی زانچه عزیز  
بود و غریب را بجز بجز مشغول نگذاشت پس اوقات نوبت دو وقت باشد یکی  
اندک حلقه و دیگر اندک حال حدیثی یکی در محل وصل و یکی در محل

ص ۱۰

فراق اندر هر دو وقت بود متعین باشد زانچه در محل وصل و محل بیعت بود  
فصل فصل بیعت بود و اختیار و کتاب دینی اندکان چهارده ثبات در محل نیاید ص ۱۱  
تا به ما و بعضی بتواند کرد و چون سلامت اختیار بنده از بودگار وی بریده  
شود آنچه که در جبهه در وقت باشد از این چنینی نشود و اندک عذر می نماید  
که گفتند در پیشی را دیدم با وی و در جبهه بیعتی نشد و اندک عذر می  
و با مشقت گفتیم ای برادر مرا چه چیز رخا نشاند رست بپوش زناکی اندرین  
های بدین می گفت بداند مرا وقتی بود این ها خارج شده است اکنون  
بدین حال نشسته و در اندوه می گزیدم و گفتم چه گفته است تا این جای گفت  
دوازده سال است که در شغل هستی و در کار می کنی تا باشد که برادر خود  
برسم و آن وقت خود را به پایم بنشیند و من الله عذره گفت ای برادر تو چه کردی  
و زانو نهاد دعا کردم که اجابت شد و دی اندر او بود و بعد چون باز آمدم  
وی را یافتیم همانها نشسته گفتم ای برادر من کون وقت از یافتی چرا  
این جای فرا تر نشوی گفت رضا اشج های گاهی را لازم است کهم که  
محل وحشت بود و میرای اینجا که بگم کرده بدم بعد باشد که اکنون در جانی  
ما که سرایه اینجا باز یافتیم و محل انس می گشت بگذرم شنج سلامت بود  
که خاک خوشین را با خاک این جایگاه برهم غواهم آیمخت تا بقیامت  
هر باین خاک برهم آمم که محل انس و سور سلامت شید

فصل امری یونی الجلیل محبت

و کل مکان اثبت العز طیب

پس چیزی که حکم آن اندر تحت کسب آدمی نیاید تا بتکلف حاصل کند  
در عبادت نغوشد تا جهان بهوش آن قصد و وی بدار اندک جلب و  
دفع آن اوقات نمود هر دو طوطی دینی اندر رعایت آن تسادی بود و  
اختیار بنده اندر تحقیق آن باطل و مشایخ گفته اند اوقات سیف قطع

کشف المحجوب





تحت و از آن به غیر از این اصل و از اسلام ذکر هر چه که در این باب باشد هر  
 عمل شرعی بود آخر رجوع شدن باز به آن مقام اصلی خود بودی و این است  
 در صلب حاشیای طرفی باز مقامات بیان کرده ایم و در بیان حال در مقام فرقی کرده  
 ایم اما این حالتی چنانچه نیست و بداند که راه خدای عز و جل  
 است یکی حال و دیگری مقام و در بیستم تمکین و در دوازدهم سوره و در بیست و یکم  
 نبی و اما از سبب بیان کردن اینها خود فرستاده تا حکم مقامات بیان  
 کنند و بعد از بیست و یکم چهار هزار و نه و سی و هفت و سی و هشت  
 با عدد و بیست و یک چهار هزار و نه و سی و هفت و سی و هشت و بیست و یک  
 اهل هر مقامی را که عالی پدید آید و در بیان اینها بیست و یک کتب نقل  
 از آن منتفع بود تا در این تمام شد بر خلق و نعمت بشارت و در بیست و یک  
 خداوند گفت و در بیست و یکم گفت و در بیست و یکم گفت و در بیست و یکم گفت  
 یعنی و یقیناً لکن الاسلام دنیا آن گاه تمکین حکمتان پدید آید و اگر  
 خواهم که احوال بعد از شرم و مقامات شرح دهم از مراد باز نام  
 آن تمکین جرات است از آن مقامات و تحقیق آن در کمال بود درجه اعلی  
 پس اهل مقامات را از مقامات گذر ممکن بود و از تمکین گذر محال  
 باشد از بیست و یکم درجه و بیست و یکم است و تمکین قرار گاه غنیان از آن  
 برایت و نعمایت گذر باشد و از آن نهایت گذشتن روی ندارد از آنچه  
 منازل راه باشد و تمکین قرار در پیشگاه و در تن حق اند راه غایب  
 باشد و از آن منازل بیگانه بر سر ایشان و در حضرت بود و در حضرت است  
 است و از ادوات قیبت و علقه و اندک جا نیست بشعرا امر محمد جان خود  
 را در هیچ محضت کردنی و تا چند گاه در پیامدی شجر را از او نگردنی  
 چنانکه چون شاعر می حضرت محمدی بر رسیدی شمشیری بکشیدی و پای و نور  
 شدنی و شمشیر بکستی و مراد از آن بودی که در این مقامی بدان

ص ۵۱۵

حق با است و مسافت حضرت تو بدان تصور دهم و شمشیر بدان تا حدودی خود را  
 که هر از خدمت آنو نایب گردانده خود باز دادم آنکس که بتو رسیدم است  
 مسافت و چه کار کرد منور را کشتم که در هر حال از تو بود و در شمشیر شکستم  
 که قطع از درگاه تو در طول منجم که چون چند روزی از آن گاه  
 شعر را خواندی و در حق تعالی موسی را صلوات الله علیه و همین فرمود که  
 چون قطع حلال و گذشتن مقامات محل تمکین رسیدی اجاب من ۱۴۱۴ تا این از تو  
 ساقط شد و حق تعالی فرمودش فَاَخْلَعْ ثَمَّيْكَ وَ اَلْجِ عَصَاكَ لَئِنْ اَنْزَلْتُ  
 کُن و عصا بیگن که آن است مسافت است اندر حضرت و ملت و حشت  
 است مسافت حال باشد پس ابتدای دوستی طلب کردن بود و انتهای قرار  
 گرفتن آب تا اندر رود باشد روان بود چون پدید آید رود قرار گیرد و  
 چون قرار گرفت طعم بگرداند تا هر که را آب بیاورد بصورت خدای میل  
 کند و بصورت می آن کس میل کند که در او خواهر باید باشد و بزرگ  
 جان بگوید و شعله طلب بر پای بندد و در گوناگون پدید آید شود و در هر  
 صوبه و در هر مکان و در هر وقت و در هر جای ملک خود شود و تا کند و یکی گوید  
 از شایخ به جمیع الله و تمکین رفیع و تمکین رفیع و تمکین رفیع و تمکین رفیع  
 از عبارات این تا غایب شد چون حال و مقام و با یکدیگر معنی شود و یک  
 اند و مراد از آن تمکین تغییر و گذشتن از حال حال خواهند و مراد از این  
 که در آن تمکین متروک باشد و در شمس و یکتا حضرت آمده باشد و  
 اندیش غیر از اول متروک و در مقامی درود آورد که حکم ظاهرش بدل کند و  
 در حال باشد که حکم باطلش تغییر کرده و پدید آمدن صلوات الله علیه و علی  
 نبیند تمکین بود حق تعالی یک نظر کرده بود تمکین که در حوش است از می باشد  
 چنانکه خدای عز و جل گفت و کثر مؤمنی حقیقاً و رسول صل الله علیه و سلم  
 حکمت از کثر تا بقاب توسل در عین تمکین بود از حال شکست و تمیز

ص ۵۱۶

در شبهه ای که در حقیقت اعلیٰ بود و در عالم پس تنگی نداشت و گویا باشد  
یکی آنکه نسبت آن به شاهد و پس ۱۵۱۸ قیاس باشد و یکی آنکه اضافت آن  
به شاهد بود باشد آن را که نسبت به تنگی بودی که شاهد خود بود و باقی  
اصغر بود باشد و آن را که در عالم شاهدی بودی قانی و اصغر باشد  
و امر قانی اصغر را شاهد بود و حق و در قانی بنا بود و در  
درم دوست و بنای ادا که قیامت از این اضافت و موصوفت باید و چون موصوفت  
متفرق باشد و حکم قیامت و حقیقت از روی سلف و تفریق و انواری معنی حق  
باید است و حق برین اعتقاد که مکتوب باشد از حق

و من ذلک المحاضرة والمكاشفة والفرق بينهما

بدانکه محاضرة بر حضور و دل آفتاب اندک لطیف بیان و مکاشفة بر حضور تیز سر  
افتد اندک حلیفه و بیان و پس محاضرة اندک شهادت آیتها باشد و مکاشفة اندک  
شهادت آیتها و در علامت محاضرة و علم فکر باشد آیتها و آیت بود علامت  
مکاشفة دوام تیز اندک که عقلت فرق میان آنکه اندک افعال بنظر شود  
و بنظر اندک بیان آنکه اندک بیان تیز بودی که در این دو یکی از دل و  
عقل بود و یکی از تیز قریب به حقیقت ندیدی که چون غلبه حقیقت باشد علی  
بنیان و در اندک بگوشت آسمان ها نگاه کرد و از انوار حقیقت وجود آن  
سائل و بنظر کرد که در دلش بیان که حاضر شد و بر رویت فعلی طالب فاعل گشت  
۳ حضور روی فعلی را که تیز و بل فاعل و گردانید تمام دور کمان بنظر شد  
گفت اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهَیَّ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِیْفًا وَ مِیْبَ  
۵۸ را چون حکمت بود چشم رس ۵۱۸ از رویت کل فرا کرد فعل ندید  
و لا غلظت ندیدی و خود را ندیدیم ندیدیم تا فاعل و مکاشف بنظر شد پس  
اندک کشف و شوق بر شوقش و میفرمود و رقتش بهلذا حق فریاده شد

ص ۵۱۷

ص ۵۱۸

طلب رؤیت کرد و در دنیا بودی ندیدی رای تفریق کرد و قریب و ممکن نشد  
و قصد دولت و کز دولت و صورت نیست و هر چه شد که در اول حکم  
تفریق صورت ظاهر بود شد و تفریق زیادتی شد و تفریق را عرض بود  
و در امکان آجال و تمیز شد پس آنجا که غلبت بودی کفر بود  
و آنجا که غلبت بودی دولت فکر کرد و در صورت و تفریق شد از انوار و  
غلت و تفریق اندک هستی بود و آن فکر که باشد و در صورت و تفریق  
پروگی و این تفریق باشد و ازین معنی بود که پیرایه شبلی گفتی بر تفریق  
یا دلیل المتحدین نماند تفریق از انوار تفریق تفریق باشد شادمانی و زیادتی  
درین باشد و اندک معنی گویند و در حکایت مشهور است که چون  
مید فراداد رحمت الله علیه با ابراهیم سید انوری در محضر باشد و در آن  
دوست بخای و در اندک تفریق پیرایه اندک و تفریق که در آن تفریق است  
گفت ده سخن است یکی راه حرام و دیگر راه حلال گفتند که این  
ما شرح کن گفت راه حرام آنست که تو بدانی که بعلی تفریق کنی  
و بعلی ندانی و در میان حرام آنکه ایشان متعلق است بنظر و در غلت شود  
حقیقت این حکایات بشرح گذشته است و در آنجا بود این نیست و باشد  
و تفریق

و من ذلک القبض والبسط والفرق بينهما

بدانکه قبض و بسط و اوقات اندک از احوالی که در حکمت باشد و ازین معنی ۵۱۹  
ساقط است چنانکه آمدش یکمی باشد و رقتش یکمی نه بود و دادند  
گفت عَزَّ وَ جَلَّ اَوَّلُ مَا وَجَّهْتُ وَجْهَیَّ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِیْفًا وَ مِیْبَ  
قبض و تفریق اندک حالت و حجاب و بسط و تفریق است و از بسط و تفریق اندک  
حالت گفت و در این هر دو اندک حق نیست و تفریق و قبض اندک و در

ص ۵۱۹





دی باشد از آنچه آن از صفت بندگی باشد و آرام با طیر از صفت محبت کذب  
 و دوی و پنداشت بود و باز هیبت از مشاهده عظمت باشد و عظمت  
 صفت حق بود بسیار فرق باشد میان بندگی که کارش از خود بخود باشد  
 و میان بندگی که کارش از قنای خود بقنای حق بود و از شیخ شیخ  
 رحمة الله علیه حکایت آید که گفت من چندین گاه پنداشتم که طلب الهی  
 محبت حق می کنم و انس با مشاهده دی می گویم اکنون دانستم که  
 انس بجز با نفس نباشد و باز گردی گفتند که هیبت عزیزه فراق و  
 عقوبت بود و انس نیزه و وصل و رحمت باید تا دوستان را در ۲۲ باب  
 از اخوات هیبت محظوظ باشد و با انس قرین که لا محاله انس محبت  
 اقتضا کند و چنانکه محبت با محالست محالست مر انس را هم  
 حال باشد و شیخ من گفتی رحمة الله علیه طلب دارم از آنکه گوید  
 انس با حق تعالی ممکن نشود از آنکه گفته است و إِذَا سَأَلْتَهُ بِحَدِيثِ  
 عَقِّي قَائِلِي كَيْفَ يَأْتِي بِحَدِيثِي لَا يَخُوتُ عَلَيْكَ الْيَوْمَ وَلَا أَنْتُمْ تَحْذَرُونَ  
 و لا محاله چون بندگی این فعل بندگی را تیرد و چون دوست  
 گرفت انس گیرد از آنچه از دوست هیبت بیگانه بود و انس بیگانه و  
 صفت ادنی نیست که با منعم انس گیرد و از حق با چندین نعمت  
 و با ما بود معرفت محال باشد که با حدیث هیبت کنیم و من  
 که علی بن عثمان الهذلی اسم کرده اند در اندرین معییب آید  
 با اختلاط شان از آنچه سلطان هیبت با نفس باشد و خواهی آن و  
 قان گردانیدن بشریبت اذعان و سلطان انس با ستر بود و پودر در معرفت  
 در ستر پنهان حق تعالی بقی جان نفس دوستان را نانی کند و بجهتی  
 محال ستر نشان را باقی گرداند پس آنکه اهل ثناء بودند هیبت را مقدم  
 گفتند و آنکه در باب ثناء بودند انس را تفصیل نمادند و پیش ازین باب

ص ۵۲۲

اگر چه گفته اند و بقی شرح آن داده شده

ومن ذلک القهر واللفظ والفرق بینهما

این دو جهات است در این طایفه را که اندر روزگار خود بیان کنند و  
 مرادشان از قهر تنبیه حق باشد بقضا کردن مرادها و باز داشتن نفس از  
 کردها با آنکه ایشان را اندران مراد باشد و مراد از لفظ تنبیه  
 حق باشد بقنای ستر و مقام مشاهده این پیوسته و قرار جلال الهی در  
 انتقامات تا حدی که گردی گفتند که کرامت از حق تعالی حصول مراد  
 است و این اهل لطف بودند و گردی گفتند اند که کرامت نیست که  
 حق تعالی بندگی را برادر خود از مراد وی باند دارد و به بی مرادش مقصور  
 گرداند چنانکه اگر بدینا شود در حال تشنگی دریا خشک شود گویند اندر بشارت  
 در دودش بودند از دشمنان قهر یکی صاحب قهر و یکی صاحب لطف و پیوست  
 با یکدیگر رفتار بودند و هر یکی مرادگار خود را مزیت نهادی بر دیگر  
 صاحب خود یکی می گفتی لطف از حق بندگی اشرف اشیا است از آنچه گفته  
 است الله لطیف بعباده و دیگری گفتی قهر از حق بندگی اشیا است  
 از آنچه گفته است و هذه القاهره کونی بعباده و این سخن همچنان ایشان دراز شد  
 تا وقتی این صاحب لطف قضا کرد و بادی فرو شد و بگو درید سالها  
 خبر دی لکس نیافت تا وقتی یکی از که بشارت می آمد بر او را دید بر سر  
 راه بان گفت ای ابو چون براق شوی آن رفیق مرا اندر کرخ بگو که  
 اگر خواهی تا بادی را با مشقت آن چرخ بگردانم بادی بی با مجایب  
 آن گویا که این که بادی اندر حق پس چرخ بشارت است همین که  
 این دودش بکرخ بشارت رسید دی را دید و پیغام بگذاشت رفیق را و گفت  
 چون باز گردی لا یشا گوی که اندران شرفی نباشد که بادی با مشقت

ص ۵۲۳



ما اندر حق تو بجای کرخ بغداد گردانیدم از آن هنگام که گریزی شرف دین باشد  
 که کرخ بغداد را با نفعت از آنجا که آن را با بدید گردانیدم ۱۵۲۲  
 با ششفت و با اندر آن ختم باشم و از ششفتی می آید که گفت اندر  
 مناجات خود ای امام خدا را اگر از آن ملک الهی من گردانی و زمین را  
 پای بند من گردانی و عالم را جمله بجز من نشد گردانی می از  
 تو نه کردم و شیخ من گفتی که سالی را ایضا خداوند را اجتماعی  
 بود اندران بیان باد و پیر من صریح بجهت علی را با خود آنها  
 بود گردمی با دیدم هر یک بر تاخت می آمدند و گردمی را بر  
 تاخت می نمودند و گردمی می پدیدند و هر یک می آمدند این جنس  
 صریح برت آمد علی بهر شان التفات نکرد تا جوانی دیدم که می آمد  
 ملین گشت و عصای شکسته و پای از کلاه برهنه سر برهنه و اذام  
 سوزنده و در حقیقت کجیف شده بدون پدیدار آمد صریح بهر جهت  
 و پیش از شد و وی را بدرجه بلند بنشاند من متعجب شدم  
 از پس آن از شیخ پرسیدم گفت او ولی است از اولیای خداوند  
 که نتائج ولایت نیست که ولایت خود نتائج وی است و کلمات شیخی  
 التفات نکند و در جمله آنچه با خود را اختیار کنیم بلای ما بود و من  
 جزو آن نخواهم که حق را اندران آفت نگاه دارد و از شتر نسیم باز  
 رها کند اگر مرا اندر قعر طاره تفتی لطف کنم و اگر اندر لطف دارد  
 ابد است و تمام کرم را طایفه از آن اختیار می کند

و من ذلک النقی والاثبات والفرق بینهما

مشایخ این طریقت رقی الله عنهم و صحبت آدمیت خدا با اثبات سبب حق  
 تعالی نفی و اثبات خوانده اند و نفی نفی صفت بشریت خواسته اند و

ص ۵۲۳

اثبات اثبات سلطان حقیقت از آنچه هر دعاب کل بود و نفی کل بود ۱۵۲۵  
 بر صفات نیست از آنچه بر ذات در حال بقای یکت نفی صفت گیرد  
 پس باید که تا نفی صفات دوم باشد باثبات حصال محمود یعنی نفی وی  
 بود اندر دوستی حق تعالی باثبات معنی از آنچه دوستی از دلزات نفس  
 باشد و اندر بویان طوط ایشان چون حکم اوصاف مقصور سلطان حق  
 گردد گویند که نفی صفات بشریت است باثبات بقای حق و اندرین  
 معنی پیش ازین اند باب فقر و فقر و فقر و فقر و فقر و فقر است  
 و برای اختیار کردم و نیز گویند که مواد بدین نفی اختیار بنده باشد  
 باثبات اختیار حق و ازان بود که آن موافق گفت اختیار الحق باشد  
 مع علمه خیر مع اختیار عباده لنفسه مع جمله برتبه از آنچه دوستی  
 نفی اختیار محبت باشد باثبات اختیار محبوب و این مقدر است بخوبیک هر  
 و اندر بحکایت باقم که در پیشی اندر دریای عواق غرق می شد یکی گفت  
 ای ای غواشی تا بر می گفت و گفت پس غواشی تا غرق شوی گفت  
 نه گفت بحسب کاری نه حلاک اختیار کنی و نه نجات گفت مرا با اختیار  
 چه کار باشد که من اختیار کنیم اختیار من آنست که حق مرا اختیار کند  
 و مشایخ گفته که کترین درجه اندر دوستی نفی اختیار خود است پس اثبات  
 حق الی است نفی آن ممکن نکرد و اختیار بنده عرضی بود نفی بدلت روا  
 بود باید تا دوست اختیار عرضی را به زیر پای آورد تا اختیار ازلی بقا باید  
 چنانکه موسی علیه السلام چون به کوه منهد شد تا از حق تفتی رویت کرد  
 و باثبات اختیار خود کشید با حق گفت نیت آموختی حق گفت کن شکرانی

گفت از خداوند و حق و من مستحق منع آن ۱۵۲۶ چرا فزون آمد  
 که دیوار حق است تا با اختیار اندر لطف حق باطل است اندرین معنی نمی  
 بیاورد آید تا مراد من پیش ازین نه بود تا بجای که مقصود قوم ازین

ص ۵۲۴

مبادرت چه چیز نیست و با آنکه التوفیق از جانب خداوند است و در تفرقه و تفرق  
 و بقا و بقیت و حضور گذشته است و از اینها مستفاد است که اینها سبب ذکر  
 مورد و سکر و اشکال است این معانی آنها باید طلبید از آنچه های بیانی  
 بعد این ها باید آنگاه که لایق آن ها بیادوردم تا در صوب هر کسی بیان  
 مشروح شود

### و من ذلك المسامرة والمحادثة والفرق بينهما

این دو عبارت است از دو حال از احوال کمالان طریقت حق و تحقیقت  
 و آن حدیث ستر باشد مقول بکوت زبان یعنی محادثه و حیثیت مسامره  
 و علم دریا و بحر و ستر بظاهر معنی بر آنکه مسامره دقتی بود بنده را  
 با حق و شب و حادثه دقتی بود بر روزی که از آنکه در سوال سزاوارت باشد  
 ظاهری مدتی با حق در آن رست که مناجات شب و یا منام و خواب و غیره  
 بعد از آن محادثه پس حال دقت یعنی در آن کشت و آنکه شب و یا  
 ستر و یا در حدیثی مسامره کامل تر باشد از محادثه و تحقیق مسامره و محال  
 پیغمبر است علی الله علیه و سلم پس چون حق تعالی خواست تا وی را  
 دقتی باشد از بی جبرئیل را علیه السلام با ملائکه و نوکیلی وی در نزد حق  
 دالت بشهادت از آنکه در بقایه و توحید و یگانگی و در آن حدیث گفت که از وی  
 سخن بشنید و چون جماعت رسید زبانش از کشت جمال لال گشت  
 و دلت از آنکه که حکمت (ص ۲۵۷) متحیر و طش از ادراک باز ماند  
 و زبانش از عبارات عاجز شد گفت لا احمی شعله حلیک و در تعلق محادثه  
 بحال موسی است که چون وی را خواست از حق تعالی را که حق و توحید باشد  
 را از پس چهل روز نماز و دعا و اختلاط حدود و بطور آمد سخن نمودند  
 تعالی شهادت از آنکه در سوال و رویت کرد که از آنکه مراد از آنکه در حدیث

ص ۵۲۷

از شایسته باشد چون بطورش باز آمد گفت گفت ایلیک ۲۰ (۲۰) ظاهر شد بیان آنکه  
 آورده باشد شهادت الکی آشیای پدید و در بیان آنکه آشیای باشد و آنکه شهادت  
 بپیشانی پس شب وقت طلعت و در آن وقت بود و در آن وقت بود و در آن  
 چون بنده از حد محدود آمد گذرد که را زبهر گفت باز دوست را حد باشد  
 آنکه گوشتن آن مستوجب سلامت شود که هر چه دوست کند بود پاسبان

دو وقت باشد و در آن وقت  
 در آن وقت باشد و در آن وقت

### و من ذلك علم اليقين و بين اليقين و حق اليقين و الفرق بينهما

بنا بر حکم اصول این دو عبارت از علم بود و علم بی یقین و صحت با  
 معلوم بود علم باشد و چنانچه علم حاصل آمد فجب از آن بیان باشد از آنچه  
 فردا برسانی که سر حق را نه بدینهم هم برین صفت بیند که امروز می دانند  
 و اگر به غلات آن بیند یا رؤیت مسح باشد فردا و یا علم در دست نیاید  
 امروز این هر دو طرط غلات لرزید باشد از آنچه امروز علم غنی بود و درست  
 باشد و فردا رؤیت نشان درست پس علم یقین چون بین یقین باشد و حق  
 یقین چون علم یقین و بعضی گفته اند در ۱۵۱۸ که بین یقین اشتراق علم  
 بود در رؤیت و آن حال است از آنچه رؤیت هر حصول علم را آتی است  
 چون سماع و مانند این چون اشتراق علم از سماع حال بود اندر رؤیت نیز  
 حال بود پس مراد این باید علم یقین علم مساوات و یقین است و احکم و  
 ادومر و از میان یقین علم حال نزاع و دقت بیرون رفتن از دنیا و از  
 حق یقین علم بکشف رؤیت امر بخت و کیفیت اعمال آن معاینه پس  
 علم یقین و در آن حکم استقامت نشان بر احکام احد و بین یقین  
 مقام عارفان است حکم استعداد نشان مرگ تا و حق یقین نگاه دوتای  
 است حکم اراض نشان از حق مبرودات پس علم یقین تمام است بود

ص ۵۲۸



و بین ایتین برانست و حق ایتین مشاهدت بود و این یکی ممت است  
و در دیگر غایب و بیوم غایب القاص

### ومن ذلک العلم والمعرفة والفرق بینهما

علمی اصول فرق نگرداند میان علم و معرفت بود هر دو یکی گفته  
اند بجز آنکه گفته اند شاید که حق را عالم خوانند و نشاید که حالت  
خوانند و مردم ترفیق را تا مشایخ این طریقت می انداختند علم را  
که مقدران معانی و حال باشد و عالم آن چهارست از حال خود که آن  
را معرفت خوانند و هر عالم آن را حالت و هر علمی ما که از معنی  
بجود بود و از معانی غالی آن را علم خوانند و هر علم آن را عالم  
پس آنکه بسنی چیزی و حقیقت آن عالم بود و ما حالت خوانند و آنکه عبارت  
بجود و حفظ آن بی حفظ معنی علم بود و ما عالم خوانند و انان معنی  
است که چون در ۱۵۱۹ خوانند آن طایفه به اتران خود استخفاف کنند و  
ما دانند خوانند و مرعوم ما این فکر آید و مراد شان نه کوشش دی  
است حصول علم بلکه مراد شان کوشش دی است بزرگ معانی بآن المساله  
قائم بنعمه و الحاف ظاهر بوقیه و اندرین معنی سخن برده است اندر کشف  
محجب المعرفه و این حال این مقدمه کلاکت باشد

ص ۴۲۹

### ومن ذلک الشریعۃ والحقیقه والفرق بینهما

این دو جدت است برین قوم را که یکی از صحت حال ظاهر گفته  
و یکی از اقامت حال باطن و در گرده اندرین معنی بنویسند یکی علمای ظاهر  
که گویند فرق نکنیم از آنچه شریعت خود حقیقت است و حقیقت شریعت و  
یک گرده از آنکه هر یک ازین بی دیگری روا دارند و

گویند که چون حال حقیقت کشف گشت شریعت بر نبرد و این سخن قرامط  
است و ازان ثبوت و ازان موسسان ایشان و دلیل بر آنکه شریعت اهد  
حکم از حقیقت جدا است آنکه تصدیق از قول جدا است امان و  
دلیل بر آنکه اهد اصل یکی است آنکه تصدیق بی قول امان نباشد و قول  
بی تصدیق کوشش نه و فرق ظاهر است میان قول و تصدیق پس حقیقت  
جدت است از معنی کونج بران روا باشد و از اهد کم تا نای عالم  
علم آن متضادی بود چون معرفت یعنی و صحت معانی خود مخصوص نیست  
و شریعت جدت است از معنی کونج و تبدیل بران روا بود و پهلان  
احکام و اواخر پس شریعت فعل بنده بود و حقیقت داشت خداوند ص ۴۳۰  
و حفظ و عصمت وی پس اقامت شریعت بی وجود حفظ حقیقت حال  
باشد و اقامت حقیقت بی شریعت هم حال و قتل این بهیچ شخصی  
باشد زنده بماند چون از وی جدا شود آن شخص مرداری شود  
و پهلان چون بدی که قوت شان مفارقت بگیرد است هم چنین شریعت بی حقیقت  
برائی بود و حقیقت بی شریعت نفاقی و خداوند تعالی گفت و الکیون جاهدوا  
فشاناً لثقیبهم لیکن جاهد شریعت آمد و هدایت حقیقت آن یکی حفظ  
بنده باشد هر حکام ظاهر را بر خود و آن دیگر حفظ حق بود هر  
احوال باطن را بر بنده پس شریعت از مکاسب بود و حقیقت از  
مواهب نوع آخر این حدود هماق است که استقامت پذیرد اندر کلام  
ایشان و تفصیل و شرح حکم آن شکل تر شود و می به اختصار بیان  
این نوع حکم الله تعالی الحق مراد شان از حق خداوند باشد  
چون و علی از آنچه این نامی است از نام معانی حق چنانکه گفت ذلک  
بأن الله هو الحق الحقیقه مراد شان برین لفظ اقامت بنده باشد اند  
محل وصل خداوند و وقوت سر وی بر محل تنزیه المخلوقات آنچه بر دل

گردد از احکام تنزیق و طغیان آنچه در سر متولیان بود از معانی الهی بطمس نفی  
یعنی باشد که اثر آن بماند و نفس یعنی باشد با اثر آن از دل المتعلق  
آیهایی که طایبان تعلق با آن کنند و از آن مراد با آن واسطه آیهایی که بتعلق  
کردن از آن مراد آن مراد رنده لغات زیادة اقرار باشد القوائد ادراک ستر مر  
لا اله الا الله اعتماد دل بمحصل مراد آن المعنی غلام یافتن دل از غل  
آفت الکلیته اشتقاق ادوات آدمیت بحیثیت الدائم ثبات مراد با دود نفی آن  
الوامع اعمار نور بر دل با بقای قیام آن اصطلاح طالع اقرار صارت بر دل  
الطوبیق دادی بدل بشارت یا برزخ اندر مشاهدات شب اللطیفه اشارتی از دنیای  
حال السیر تصفیه احوال دوستی انبیاء تحقق آفات از اطلاع غیر الاشفاة اجزاء غیر  
از مراد بی جرات دامن الایمان ترویج خطاب بی اشارت و جرات الواسعة حلول  
معانی بدل الاشتباه دعال غفلت از دل الاشتباه اشغال حال اندر دو طرف  
حکم حق و باطل القیاس دعال تردد از حقیقت حال الاندحاج توکل دل بود  
اندر حال دهر ایست معنی بعضی از الفاظ ایشان شد اختصار نزع اکثر این حدود  
افعالی است که اندر توجیه حق تعالی استعمال کنند و اندر بیان اعتماد نشان  
اندر خلقت بی استعانت و آن بحر یکی تخت العالم جرات مست از محکومات  
خداوند تعالی و گویند که هرزه هزار عالم و پنجاه هزار عالم و فلاسف گویند  
در عالم یکی عالم علوی و دیگر سفلی و معانی اصول گویند از عرش ۳ ثری  
هر چه هست عالم است و در عالم اجتماع مختلفات بود و اهل این  
مرتبت نیز عالم ارواح و عالم نفوس گویند و علو نشان نه آن بود که مراد  
فلاسف است از ۵۳۲ که مراد نشان بیان اجتماع ارواح و نفوس باشد  
المستحکم متاخر اندر وجود حق برده و پس بوده القیاسه سالی اندر وجود  
د همیشه آنکه هستی وی سالی بود بر همه هستی ها و این بحر  
خداوند تعالی نیست لکن آنچه مر آن را اول نیست لکن آنچه مر آنرا

ص ۵۳۱

ص ۵۳۳

آخر نیست الذات هستی چیز و حقیقت آن الصفه آنکه نعمت به پدید آید از آنچه بود  
تایم نیست الاسم غیر مستی التسمیه خبر از مستی النبی آنکه عدم منفی  
تقصا کند الاشیات آنکه وجود مثبت اقتضا کند الشیون آنکه وجود یکی دیگری  
دعا بود الضد آنکه دعا نبود وجود یکی با بقای وجود دیگر اندر یک حال  
ایقان آنکه وجود هر یک لغوی دیگری دعا بود الجوهر اصل چیزی آنکه بود تأیید بود  
العرض آنکه بجز تأیید بود الجسم آنکه مؤلف بود از اجزای پراکنده السؤال  
طلب کردن حقیقتی بود الجواب خبر دادن از مضمون سوال الحتم آنکه موافق امر  
بود القیاس آنکه خلاف امر بود السعه ترک امر بود الطبع نهادن چیزی  
بهای که نه اندر نور آن آن بود العدل نهادن هر چیزی بهای خود العلقه  
آنکه بدان اعتراض نتوان کرد که او کند ایست آن حدود که طالب را  
ازین چاره نباشد بر سبیل اعتقاد نزع آخر این جهات مست که بشرح  
جامعتر باشد و اندر بیان متقوله متداول مست و مقصود نشان از این جهات  
نه آن باشد که اهل سان را مسلم گردد از ظاهر لفظ المخاطب از عالم  
جسول مستی خواهند اندر دل با سرعت دعال آن خاطری دیگر و قدرت صاحب  
ظاهر بود بر دفع کردن آن از دل و اهل خواطر متابع خاطر اقل باشد  
اندر اموری از ۵۳۳ که آن از حق تعالی باشد به بنده بی علت  
و گویند که غیر نتایج رحمت الله علیه را خاطری پدید آمد که بنید رحمت الله  
علیه بر دست آن خاطر را خواست که از خود دفع کند خاطر دیگر  
بد آن آمد هم دفع آن مشغول شد بر دیگر خاطر بیرون آمد بنید  
با رحمت الله علیه دید بر در ایستاد گفت یا خیر اگر خاطر اقل را  
تابع بودی و سیرت مشایخ بهای آوریدی مرا چنین بر در بنایستی ایستاد  
و مشایخ گفته اند اگر آن خاطر بود که خیر را اشارت افتاد انان بنید  
چه بود گفتند که چون بنید پیر خیر بود و به محاله پیر بر کمال احوال

ص ۵۳۲



مرید خشن باشد و واقع را واقع و معنی آن را خواهد که الله دل پدید آید و  
 بنا بر این بملکات عالم و هیچ مال و ملک را طلب و آلت و مع کردن آن باشد چنانکه  
 گویند خطره اهل قلبی و دفع فی قلبی پس دل صاحب محفل غواظ بود تا قانع  
 بود بر دل صورت بگیرد که حشر آن جزو حدیث حق باشد و اذانت که  
 چون مرید را الله راه حق تعالی بدی پیدا آید آن را تید گویند و گویند  
 در واقع اشیاء و اهل عالم را از طریق اشکال و طرائق و اشیاء و اشیاء و اشیاء  
 کسی آن را عجب گویند و اشکال بر دارد و گویند واقع حل شد اما اهل  
 تحقیق گویند که واقع آن بود که حل آن روا باشد و آنچه حل شود  
 خاطر بود و واقعی که بعد اهل تحقیق اند چیزی خیر نباشد که هر زمان  
 حکم آن بدل شود و از حال بگردد و الله اعلم بالصواب الاختصار آن  
 خواهد که اختیار آن ظاهر در اختیار حق را اختیار خود یعنی بدانچه حق  
 تعالی ایشان را در حق خود اختیار کرده است و از هر چه شر پندیده که الله  
 اختیار کردن بدو را اختیار حق تعالی را هم اختیار حق بود که اگر  
 آن بدی که حق تعالی او را بی اختیار اختیار کردی وی هرگز اختیار خود  
 فرد گذاشتی و از او بدید رحمت الله علیه پدید آمدن که باشد گفت اگر  
 او را اختیار داده باشد و اختیار حق که از او اختیار گرفته باشد و او بدید رحمت  
 الله علیه می آید که وقتی که را نب آمد گفت بار خدایا مرا فایده به برش  
 داد آمد که کیستی که از او یک سخن می گویی و اختیار کنی من بخواهم  
 که خود بخواهم از او یکی بخواهم که اختیار من اختیار کنی نه خود را  
 اختیار خود پدید آورد و الله اعلم بالامتنان و این نقطه امتحان دل اولیا خواهند  
 که از حق تعالی گوناگون با ما بدل ایشان در چون خوف و حزن و قبض  
 و حبس و مانند این چنانکه خداوند تعالی گفت اُولَئِكَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ  
 فَكَرَّمْنَاهُمْ لِنَفْسٍ لِّمَنْ مَّغْفِرَةٌ وَ أَجْرٌ عَظِيمٌ و این درج باشد و الله اعلم

ص ۲۲۶

با الصواب البلاد بجا امتحان و امتحان خواهد بود گونه مشتت ها و بیاری ها و  
 رنجها و هر چند که با بر بدو وقت بیشتر پیدا می کند قوت زیاده می شود  
 و با حق که با باس او پیاست گامواره اصغیا و خدای انبیا نمیدی که  
 پیغامبر گفت صلی الله علیه و سلم نحن معاشر الانبیاء اشد الناس بلاء و نیز  
 گفت اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الانبیاء ثم الاعمال فالامثل و در علم با  
 ام رنجی باشد که بر دل و تن بدو در ۵۲۵ مومن پیدا آید که حقیقت  
 آن نعمت بود و حکم آن که ستر آن شد پوشیده باشد باقتضای کردن  
 اکلام آن او را ثواب باشد و باز آنچه بر کافران باشد که آن نه  
 بود که آن شتافته بود و هرگز مر کافر را از شقا شفا نباشد  
 پس مرتبه با بزرگتر از مرتبه امتحان بود که تاثیر امتحان بر دل بود  
 و تاثیر بر هم بر دل و هم بر تن و این قوی تر بود و الله  
 اعلم بالصواب الحق تعالی تشبیه باشد بقم سزوده بقل و علی و پیغمبر گفت  
 صلی الله علیه و سلم یس الیمن باحق و التمس لیکن ما یقدر فی القلوب  
 و صلته العمل پس مانند کردن خود با گمراهی بی حقیقت معاملات تعالی  
 بود و آنکه بنایند و باشند بود فیض شوند و باز نشان اشکبارا شود  
 هر چند که نزدیک اهل تحقیق ایشان نصیحت شوند و باز شان اشکبارا الهی  
 تعالی تاثیر افاد حق باشد حکم اهل بدل مقلان که بدان تبحر شایسته آن  
 شوند که بدل مر حق را تعالی ببینند و فرق میان این رؤیت و رؤیت  
 اهل آن بود که تحقیقی اگر خواهد ببیند و اگر خواهد نه بیند یا وقتی  
 بیند و وقتی نه بیند با اهل اهل آسمان الله بخت اگر خواهد که خود ببیند  
 تواند که نه بیند که بر تحقیقی ستر جایز بود و بر رؤیت عجب روا  
 باشد و الله اعلم الحق تعالی اعراض باشد از اشتغال باشد مر بدو را  
 از خداوند و یکی اذان دنیا بست که دست اذان عالی کند و دیگر اذانت

ص ۲۲۵

مستحق که در دل نهادن خالی کند و در دنیا دیگر تلاطم حاصل که کسیر اندام مانی  
 کند و بهارم صحت خلق که خود را بای خالی مادی در ۱۵۲۷ و دل از  
 اندیشه ایشان پروازند التماس مستی شرف طلب غلام باشد الا نکات او محب  
 و بیقراری ایشان که در طلب باشد محاب اقد پس میل طلبت نماید  
 کشت محاب و اسفار ایشان و نقل ایشان را از هر چیز بشود خوانند و  
 هر که در ابتدای طلب بیقرار تر باشد اندام او ملکی تر گردد قصد  
 مواد ثبات در قصد صحت و صحت باشد بهر طلب و تقصیر این طایفه  
 اندام حرکت و سکون است نیست اداچه دوست اندام دوستی اگر چه ساکن بود  
 قاصد بود و این خلاف حادث است اداچه قصد قاصد را با او ظاهر نشان  
 از قصد تاثیر می بخشد و باطن نشان نشان می بخشد و در بیان طلب  
 کند و بی حرکت خود قاصد باشد و هر صفت نشان خود قصد بود که قصد  
 تاثیر کند چون دوستی حاصل بود هر قصد بود الاصطلاح برین سخن آن  
 ظاهر است که بنده را خداوند تعالی مستحب اگر داند انهای بخواهد نصیب بهای دی و  
 زوال بهای حلقه های نفس و اوصاف نفس دی را اندام دی مهمل کند تا  
 بدوال ثبات و تزلزل اوصاف نفسانی از خود بیخود بخورد و مخصوص به او بدین  
 درجهت پیغامبران و گروهی از مشایخ این معنی هم به اولیا روا دارند و الله  
 اعلم یا بصواب الاصطفاة اصفا آن بود که حق تعالی دل بنده را بر صورت  
 خود نما ظاهر نگرداند تا صورت بوی عطای خود اندام دل را بگستراند و  
 اندام بدین بهر خاص و عام و در میان هر یکی از این مصلحت و مصلحت  
 بی چنانکه خداوند در ۱۵۲۷ تعالی گفت عوا و بل ثم ادرت انکرت الودع  
 اصطفتنا من جلالنا فمضت طایفه لثیم و مضت مقتصد و مضت سیرت  
 بالحقیرات الاصطلاح اصطلاح تجلیات حق بود بلیتند بنده را مقصود خود گرداند  
 باهمان لطف اندام نفی را و کش و قلب متحرک و قلب معطوف هر دو یک

۵۳۷ ص

معنی باشد جز آن که اصطلاح خلق و ارتق امتحان است اندام جویان عبارات  
 ابل طریقت را و الله اعلم بالصواب الودع مانی بود بر دل که کشت آن بود  
 بایان نمود و آن محاب کز و خلالت است چنانکه خدای گفت حق و جل و  
 دل کنار را بدان صفت کرد کلاً بل کلاً علی فکریهم یا کلاً بکلیتک و  
 گروهی گفته که برین آن بود که زوال آن خود ممکن نشود هیچ صفت اداچه  
 دل کافر اسلام پذیر نباشد و آنچه از ایشان اسلام آورد اندام علم خدای حق و  
 جل مومن بود باشد الفی فین مانی بنده بر دل که باستانه بهر چیز و کن  
 بر دو گونه باشد یکی خفیف و دیگر فیلز مر اهل غفلت و کباب را بود  
 و خفیف را با باشد هیچ مانی و هیچ نبی فریدی که پیغمبر صلی الله علیه  
 وسلم گفت الله یفان علی تعبی و اتی لاستعصر الله فی کل یوم مائة مرة  
 پس مر فین فیلز را توبه بشرط یای و خفیف را ربوی صادق حق و توبه  
 باز گشتن بود از معصیت بطاعت و ربوح باز گشتن بود از خود بخواند  
 پس توبه از جرم کند و جرم بندگان مخالف امر بود و اذان و اذان ۱۵۲۸ ص  
 مخالفت امانت پس جرم بندگان معصیت بود و اذان و اذان رؤیت دهد خود  
 اگر کسی از خطا بصواب باز گردد گویند تائب است و اگر از صواب  
 باصوب باز گردد گویند آئیب است و این جمله اندام باب توبه گفته ام  
 التلبیس فردن چیزی را بخلاف آن بخلق تلبیس خوانند چنانکه خداوند تعالی گفت  
 و لکننا خلینهم ما یلبسون و جز حق تعالی را این صفت حال باشد اداچه  
 کافر را بصفت عین می نماید و مومن را بصفت کافر تا وقت انظار حکم دی  
 باشد اندام هر کسی و چون یکی ازین طایفه خدای محمده را بپوشاند بصفت ازین  
 گویند که تلبیس می کند و جز این با این عبارت اشغال کنند و اتفاق و  
 ربا را تلبیس خوانند هر چند که اندام اهل تلبیس باشد اداچه تلبیس بود اندام  
 امانت فعل تلبیس مستعمل باشد الشیطان خلوات طاعت و تلبیس که امانت تلبیس

۵۳۸ ص





می دانیم که رویت خداوند جایز بود مومن را اندر بهشت که اندر بهشت  
 رحمت بختل محاب آن از کشت اعلی تر نباشد از آنچه تا بهر و استیم که مؤمنان  
 را بکشت گرداند و محاب از پیش چشم ایشان برگیرد تا خدای را عود علی  
 به پیشند پس مسیح فاضل بود که از بهر ما نیز جو احکام تشریفات است مسیح  
 معنی است که اگر مسیح نبودی ثبوت آن حال بودی و نیز انچه عظیم السلام  
 که آمدند تحت بگفتند تا آنکه مسیح بودند برگزیده آگاه مجرب نمودند و اندر  
 دید مجرب تاکید آن هم مسیح بود و دلایل هر که سماع در آگاه کند  
 به کثرت شریعت را آگاه کرده باشد و حکم آن بر خود پوشیده و اکنون می  
 مستولی حکم این ظاهر کنم انشاء الله عز و جل

## باب سماع القرآن و ما يتعلق بها

اعلی ترین مسووعات مرد دل را در بهشت و در بهشت و گوش و  
 بلذت کلام خداوند عز و جل است و ما در بهشت هر مؤمنان و ملک و  
 کاذبان از آدمی و پدی بشنیدن کلام ایزدی و از معجزات قرآن یکی آن  
 ست که طبع آن خواندن و شنیدن آن حول نگردد از آنچه اندران در وقت  
 غنیمت ست تا حدی که کفار قریش شب ها بیامدی اندر خدای و پیغامبر  
 صلی الله علیه و سلم اند تا از اودی ایشان می شنیدند آنچه می خواندی  
 و تعجب می نمودند چون نضری المارش که افسح ایشان بود و قند  
 رجب که به خلافت سوری نمود در ۱۵۲۲ و به جعل بن هشام که بخطب  
 در مدینه و به پیغمبر می نمود و مانند ایشان تا حدی که پیغامبر صلی الله علیه و سلم  
 شی سینه می خواند و قند از خوش باشد با بهر جعل گفت مرا معلوم گشت  
 که این در سخن معجزات نیست و خداوند تعالی پدیدان را برتر از آنچه  
 بیامد و سخن خدای تعالی بشنیدن چنانکه خدای تعالی گفت فَقَالُوا يَا حِشَاةُ ثَرَا  
 بِنَا آهَاهُ مَا هَذَا قَوْلُ بَرٍّ اِنْ كُنَّا لَنَرِيكَ تَرَاهُ مَا هَذَا قَوْلُ بَرٍّ اِنْ كُنَّا لَنَرِيكَ تَرَاهُ  
 را بدین جواب و گفت يَهْدِي إِلَى الرَّشْدِ فَاَمَّا يَا ذَا لِي تُشْرِكُ رَبِّيَا لَسْنَا  
 پس آنچه کن بیکوتی ست از همه آنچه ما را لفظش موجود است از لفظها و  
 امرش بلیف تر از همه امرها و نبییش قاجر تر از همه نبیها و درودش









الحمد لله که در اتمت من گروهی آفرید که مرا بفروخت تا آنکه در محبت ایشان مهر کنم آنگاه اندر میان ما نشست چون یکی از ما آنرا خواست با ما بداد کرد پس حلقه کردند این گروه و کس اندر میان آن حلقه پیغمبر را نه علی الله علیه و سلم می شناخت آنگاه امر ایشان را گفت بشارت هر شهادت ای دوستان معاشرین به فیروزی تمام تر اندر روز قیامت که بعد آید در بهشت پیش از تو انگران به نمرود و آن پانصد سال باشد و این خبر را بچند روایت مختلف بیارند اما اختلاف اندر بشارت هست معنی هر دوست است

فصل

و الله اعلم بنی آدمی که در میان او دشمنان الله علیه و سلم از یمن و مدائن استی کردی آیتی به خواند و در حلقه اندر میان بداد و در یمن از بزرگان تابعین بود و صالح بن مرثی رحمه الله علیه آیتی بر وی خواند شمس اندر وی نهاد شد بعد از او و شمس از دست او جدا شد و در ۴۳۸ هجری قمری در مدینه در روایت آورد که اندر وی آن در محاسن کوفه می رفتیم پس زنی را دیدیم در نماز و استاد بود آثار خیر و عبادت ظاهر دیدیم تا در بون خان فارغ شد حکم تیرگی می نهاد سلام کردم بر او گفت قرآن دانی گفت بل گفت آیتی بر او خواند بر او خواندیم دی باکی نکرد و جان با استقبال رویت فرستاد رحمه الله و در آنجا بنی امی الحارثی رحمه الله روایت آورد که اندر بادیه مدائن دیدیم و با ما مرقد شمس بود و سرور پاهای ایشان را دیدیم مرا گفت تا آنکه بوقتی آمدی که مرا صالح می باید کرد تا جان به هم آیتی بر او خواند گفت خداوند تعالی بر ما و الحام داد تا آنکه بر خواندم که ان الله یحب الیها الذین یحکمون بآثاره

بشر استقامت گفت یا احمد بخدای آسمان و زمین که همان بر خواندی که اندرین ساعت بر من فرشته بر می خواند و در حال جان باد و اگر جو کلیاتی که بدین معنی متصل است بیارم از مراد خود باز می نامم و با خدا اتفریق

در بیان شهادت ائمه

و الله اعلم بنی آدمی که در میان او دشمنان الله علیه و سلم از یمن و مدائن استی کردی آیتی به خواند و در حلقه اندر میان بداد و در یمن از بزرگان تابعین بود و صالح بن مرثی رحمه الله علیه آیتی بر وی خواند شمس اندر وی نهاد شد بعد از او و شمس از دست او جدا شد و در ۴۳۸ هجری قمری در مدینه در روایت آورد که اندر وی آن در محاسن کوفه می رفتیم پس زنی را دیدیم در نماز و استاد بود آثار خیر و عبادت ظاهر دیدیم تا در بون خان فارغ شد حکم تیرگی می نهاد سلام کردم بر او گفت قرآن دانی گفت بل گفت آیتی بر او خواند بر او خواندیم دی باکی نکرد و جان با استقبال رویت فرستاد رحمه الله و در آنجا بنی امی الحارثی رحمه الله روایت آورد که اندر بادیه مدائن دیدیم و با ما مرقد شمس بود و سرور پاهای ایشان را دیدیم مرا گفت تا آنکه بوقتی آمدی که مرا صالح می باید کرد تا جان به هم آیتی بر او خواند گفت خداوند تعالی بر ما و الحام داد تا آنکه بر خواندم که ان الله یحب الیها الذین یحکمون بآثاره

باب سماع الشجر و ما يتعلق به

و در حد ثنیدن شجر جراح است و پیغامبر صلی الله علیه و سلم  
است و صحابه رضی الله عنهم گفته اند و شنیده و از وی می آید  
ملوات الله و سلم علیه که گفت ان من الشجر لحکمة و نیز گفت الحکمة  
خاتمة المؤمنین حیث وجدوها فو اسحق بها از شجر شریعت که حکمت باشد  
و حکمت خاتمة مؤمنین بود که از وی غایب است بلکه بیاید اولی تر باشد  
و نیز پیغامبر گفت صلی الله علیه و سلم اصدق کلمة قالها العرب قول لیسید  
راست ترین کلمه که عرب گفته است شجر

الا کلت شئی ما خلا الله باطل و ص ۵۵۱ و حکم نهم ۷ احواله ذایل  
و عمرو بن الشرحب روایت کند از پدرش رضی الله عنهم قال استشدنی  
رسول الله صلی الله علیه و سلم هل تروى من شجر امیة بن ابی الصلت  
شیئا فانشدته مائة فانیة فجلت کلها مریة عن بیت قال هیة فقال  
رسول الله صلی الله علیه و سلم کاد ان یسلم فی شجرة منج مداتی کند از  
اشد امیة ابی الصلت گفتیم بی صد بیت روایت کردم و اندر آخر هر  
بیت که می گفتیم او می گفت هی یعنی دیگر بگوی و ناصر این روایات  
بیاید آمده است از وی صلی الله علیه و سلم و از صحابه رضی الله عنهم  
و عمر رضی الله عنه گفت موان را اندرین خط ها افتاده است گردی

ثنیدن جمله اشعار حرام گویند و رفت و شب نیت مسلمان می گیرند و گردی  
بجز آن حلال دارند و در وقت قول کفر مفت اندی و زلفت و جافان  
شوند و اندرین معنی بر یکدیگر هیچ آورند و مراد من اثبات و نفی و گفت و  
شوند ایشان آلت ما مشایخ متعوض را رضی الله عنهم اندرین باب مرق آن  
ست که از پیغامبر صلی الله علیه و سلم پرسیدند از شجر وی گفت کلام حسنه  
حسن و قبیحه تمیز معنی است که یکو آن یکو بود و درشت آن درشت  
یعنی هر چه ثنیدن آن حرام است چون عیب و بختی و فاحش و فتم  
کسی و کفر کفر بنشر و بنظم هر حرام باشد و هر چه ثنیدن آن بشر حلال  
است چون حکمت و مواظ و استدلال ائمه آیات خداوند و نظر اندر شواهد  
ص ۵۵۰ حق بنظم هم حلال باشد و در جمله هم چنانکه نظر اندر حلال  
که محل گفت بود حرام و محذور است ثنیدن آن نیز بنظم و نشر حرام  
و محذور بود و ثنیدن مفت آن بران وجه نیز حرام بود و اگر این  
معنی را سلف حلال گوید نظر و بسودن را نیز حلال باید گفت آن گاه  
آن کفر و زندقه باشد و اگر گوید که من اندر زلف و پنجم و قد  
و خال هر حق می شنوم و حق می بلسم پس واجب کند تا دیگر اندر  
نگردد و حد و خال او ببیند و گوید که من همه حق می بنهم و حق  
می بلسم از آنچه پنجم و گوش مثل عبرت ست و منیع علم پس واجب  
کند که تا دیگری گوید من می بسامم مر شخصی را که آن یکی ثنیدن مفت  
آن مدای دارد و آن دیگر دیدن مدای دارد و گوید من هم  
انندان حق می بلسم و گوید که حواسی از حواسی اولی تر باشد مر ادراک  
معنی ما آنگاه کثرت شریعت باطل شود و رسول گفت صلی الله علیه و سلم  
المیثاق الذینان هم حکم این نیز خیزد و هم طاعت بسودن تا حرام منتقل  
شود و حدود شرعی را فط گردد و این خلاصه ظاهر بود و چون محذور



متصوره مسترقان متهمان را دیدند که ساج می کردند بحال ایشان چنانستند که نفس  
می انداختند چون ایشان را دیدند گفتند که حال راسته اگر حال نیستی ایشان  
گفتی بدان قلبه کردند تا هر چه کردند و باطن نگذاشتند تا خود هلاک  
شدند و زخمی شد و هلاک کردند و این وقت آنوقت زمانه است و بجای  
خود شرح تمامی بگیریم انشاء الله تعالی

... ۱۰۰۰ ۲۰۰۰ ۳۰۰۰ ۴۰۰۰ ۵۰۰۰ ۶۰۰۰ ۷۰۰۰ ۸۰۰۰ ۹۰۰۰ ۱۰۰۰۰

باب سماع الاصوات بهمزة والالحان

پیغمبر گفت صلی الله علیه وسلم زیتونا اصواتکم بالقرآن بیاراید آوازهای  
خود ما بفرکان خواندن و دادند تبارک گفت یَزِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ  
مفسران گفتند که این صوت حسن باشد پیغمبر گفت صلی الله علیه وسلم  
من اسمع ان يسمع صوت دادند فليسمع صوت ابن موسی الاشعری هر که  
خواهد که صوت دادند بشنود هر که موت بد موسی اشعری بشنود و اندر  
اخبار مشهور است که اندر بهشت مر اهل بهشت را سماع باشد و  
آن پشان حد که از هر مدتی موتی و لمنی مختلف می آید چون آن  
اصواتی که با یکدیگر مختلف بودند متوقف شوند طایع با اندران لذت عظیم  
باشد و این نوع سماع ماقم است اندر میان خلق از آدمی و غیر  
آن که زنده اند بکلمه آنکه روح لطیف است و اندر اصوات لطافتی  
است چون بشنود جنس جنس یابی شود و این قول گروهی است که گفتیم  
و الجا ما و آنان که دوی تحقیق کنند از اهل خبرت اندین سخن بسیار  
ست و اندین متالیف الحان کتب ساخته اند و مر آن را عظم داده  
و امروز آثام صنعت ایشان ظاهر است اندر مزامیر که آن را مرقب  
کرده اند بر قوت هوا و طلب صعب و خود را بکلمه موافقت با شیطان  
تا جودی که گویند اسحاق موصی اندر باغی خدای کرد و هزار دستانی

می سراید از لذت خای دی خاموش شد و له ساج می کرد تا از دخت  
 اندر افتاد و مرد و ازین جنس حکایت بسیار شنیده ام اما مراد من بجز این  
 این نیست که ایشان گویند (ص ۱۵۵۱) هر ماله‌دان را تا پانزده سال از سالیست  
 و ترکیب اصوات بلد و اهلان و ایدیم خواص رضی الله عنه گوید که دینی  
 بجای از ایجای عرب رسیدم و بلاه ضیف ایری از امر نودول کردم بیامی  
 دیم مظل و مسل بر در غمر گفده اندر آفتاب شفق می آمد و دلم پدید آمد  
 و قصد کردم تا به ما شفاعت بخواهم از امیر چون حمام پیش آورده مرا کرام  
 ضیف آمد امیر بیاد آمد با من موافقت کرد چون دینی قصد حمام نمود که من  
 با کردم و بر عرب هیچ سخت تر از انان نیاید که کسی حمام ایشان نخورد مرا  
 گفت ای بوافر چه چیز ترا از حمام خودی باز می دارد گفتیم اییدی که  
 بر کم تو دادم گفت همه اهلک من ترا و تو حمام من بخره گفتم مرا  
 بک که حاجت منست این حمام ترا اندر کار من کن گفت خلعت از  
 پوشش پیرس آگاه بند از دی بر گیر که ترا بر همه اهلک من حکم است  
 تا در ضیافت مانی گفتم بگو تا جوش چه چیز است گفت بد آنکه این غای  
 است عادی و صورتی جوش دارد من این را بیضاع خود فرستادم با اشتری  
 چند تا مرا بفرستاد و دین بدرفت و در دو روز اشتری بر لعل اشتری نهاد  
 و اندر راه عادی می کرد و اشتران می شناسند تا بدنی قریب ایجا  
 آمد به دو چندان آمد که فرموده بدم چون بار اشتران فرود گرفت اشتران  
 یگان و دوگان همه هلاک شدند ایدیم رضی الله عنه گفت مرا سخت  
 آمد گفتم ایجا الانیر مشرف تر ترا بجز راست گفتن بفرماید اما مرا  
 برین قول برحانی باید تا دینی سخن (ص ۱۵۵۲) بدم اشتر چند از  
 بادیه به راه افتاد آمدند تا آب و در راه امیر رسید بچه دوزخ است که تا  
 این اشتران آب نوردند اندر گفتند همه نوردند باین غلام مرا نرود تا

ص ۵۵۱

ص ۵۵۲

بندی صوت بر کشاد اشتران اندر صوت دی و شنیدن آن مشغول شدند و هیچ  
 دکان آب نکرده تا ناگاه یک یک در رسیدند و در بادی بدگفته شدند و آن  
 غلام را بکشاد و بمن بخشید و با بعضی ازین اندر مشاهده می بینم که چون  
 اشتران در خربزه ترقم می کنند اندر راه اشتر و غر را طری پدیدار می آید  
 و اندر غراسان و حلق مادی است که میدان که بشب آمو گیرند مشتق بزنند  
 تا آمو گداز آن بشنود بر های بایستد ایشان مراد را بگیرند و مشهور  
 است که در دشت دستان گود می آید که بهشت بیرون می آید و در آن  
 می کنند و من می گرداند اصوات آن بشنود قصد ایشان کنند ایشان گرد می گردند و غای می کنند تا  
 از لذت آن چشم فرو گیرند و بچند نشان مراد را بگیرند و اندر کنگان خود این حکم ظاهرست که چون بگریه اندر گواوه  
 کسی فانی بزند خاموش شوند و مر آن فانی را بشنوند و اهلآ مر این  
 کودک را بگویند که حق دی درست است و بزرگی زیک باشد و اذان  
 بود که یکی از ملک بجم را وفات آمد از دی پسر دو ساله ماند  
 و در آن گفتند این را به تخت ملک باید خواند با بوزر جهر تعبیر کردند  
 دی گفت جواب این را تا آید آید تا آید تا آید و درست است که  
 دو امیدی توان داشت گفتند تعبیر این چیست بفرمود تا متنبهان بر سر  
 دی نهادند و اندر آن میان ملک آمد و دست در میان نهاد و در پای  
 زدن گرفت بفرمود همین گفتند این بایستی است ملک در اصوات را تا بشنود  
 ظاهر اذان است نزدیک علقا که یا علقا برحان دی حجت آید و هر  
 که گوید مرا اهلان و اصوات و مزایر خوش نیست او را بدوخ گردید و یا  
 نفاق کند و یا حق ندارد و از جمله طبع مردمان و متولدان بیرون باشد و منع  
 گردی بآن اذان است که رعایت امر خداوند کند و فقها حقیق اند که چون  
 ادوات طامی نباشد و اندر دل بشنیدن آن لمن فتنی پدیدار نیاید شنیدن آن  
 مباح است و برین اخبار و آثار بسیار مست پنداکه حائضه رضی الله عنها

ص ۵۵۳



روایت آورد: قالت عندی جاریة تغرق غاسقاؤن عظمی لعلنا نستکفه فترت فلما دخل جبر  
 تبسم رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال له عمر ما اضحکک یا رسول الله فقل  
 کانت عندنا جاریة تغرق قدامی سمعت صوتک فترت فقال عیسی لا یوح بعسی  
 اسبح ما کان سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم قد دعا رسول الله صلی الله  
 علیه وسلم الجاریة فاضلعت تغرق و رسول الله صلی الله علیه وسلم یستمع له و  
 یبکی انه صلی الله علیه وسلم الله عظمی الله این روایت کرده اند و شیخ ابوالحسن  
 السبکی این جمله را جمع کرده است اندر کتاب السماع و بااحتیاج آن قطع  
 کرده و مراد مشایخ متقدمه ازین سماع بهر اذان است اذ انچه اندر اعمال فرایه باید  
 بااحتیاج طبعین کار عاتم باشد و بر عمل مباح نتوانند بندگان تکلف را باید  
 تا از کردار قلیله طلبند وقتی من بمرد بدم یکی از این اهل حدیث اگر  
 معروف ترین ایشان بود (ص ۵۵۵) حوا گفت که من اندر بااحتیاج سماع  
 کتابی کرم گفتم بزرگ مصیبتی که اندر دین پدید آمد که خواهر امام لوی را  
 که اصل همه فتنه ها است حلال کرد مرا گفت پس اگر حلال نمی توانی تو  
 چرا می کنی گفتم حکم این بر دجومت بر یک چیز قطع نتوان کرد اگر  
 تاثیر آن باشد دل حلال بود سماع آن حلال بود و اگر حرام بود حرام بود  
 اگر مباح بود مباح چیزی که حکم ظاهر حکمش فسق است و اندر باطن  
 مالت و دلش بر دجوت است اطلاق آن بیک چیز حال باشد باشد اعظم

ص ۵۵۵

## باب احکام السماع

بدانکه سماع ما اندر بلای حکم های مختلف است هم چنانکه ارادت  
 اند دل ها مختلف است و شتم باشد که کسی مر آن را بر یک  
 حکم قطع کند و در بعد مستان بر دو گروه اند یکی آنکه معنی شوند و دیگر  
 آنکه صوت شوند و اندر این هر دو اصل فرایه است است اذ انچه  
 شنیدن اصوات غرض غیای آن معنی باشد که اندر موم مرکب بود اگر  
 حق حق بود اگر باطل باطل کسی را که باطل بطبع فراد بود آنچه بشنود  
 هر فساد باشد و چنانکه این معنی باشد حکایت داد و صلوات باشد علی  
 بنیاد علیه بیاید که چون حق تعالی او را خلیفه خود گردانید و را صوت نوش  
 داد و خلق را به او رسانید گردانید و به کوه ها را باطل بر وی گردانید تا بعدی  
 که دوش بر وی بود که داشت و سماع آموزادی بیاموزدی و کاسب  
 از رقی را اتادی و رفیق را ای صوابی اندوزدی و باشد آنکه است که یک  
 ماه آن خلق انسان صرا شیخ بهر خوردندی و اطفال گریهندی و شیر  
 نواهندی و هر گاه خلق (ص ۵۵۶) از آنها باز گشتندی بسیار موم از لذت  
 کلام و صوت و سخن وی روه بودند تا حدی که گویند یک بار هفت صد  
 کینزک هذا بشمار بر آورده بود که موه با دوزخ و دوزخه هزارت پیچ نیز مرده  
 بودند و آنکه چون حق خواست که مستمع صوت و نتایج طبع را بپا کند

ص ۵۵۷

از اهل حق و مستحق حقیقت ایس را اضطراب ملی کثرت گرفت و ارباب  
 و سراسر انسان در دل وی پدید آمد و توحیدی خواست باطله چل خود با ایشان  
 و توحیدی یافت بیامد و نای و طبع بر ساخت و اندر برادر سماع داد و صلوات الله  
 علی بنیتا و طبع ملی فرو گسترند تا آنکه که صوت داد و صلوات الله علی  
 بنیتا و طبع ملی شنیدند برده گشته یکی اهل شغفوت بودند و دیگر اهل  
 سبوت آنکه اهل شغفوت بودند ملازمین ایس بیل شدند و آنکه اهل سبوت بودند  
 با صوت داد و با نوازند و باز آنکه اهل سبوت بودند صوت داد و غیر آن صلوات  
 الله علی بنیتا و طبع ملی اندر پیش دل شان بود و ادایچه هر حق را شنیدند  
 که سزاوار دی شنیدند اندکان فتره از حق دیدی و اگر صوت داد و شنیدند  
 اندکان خلافت از حق دانستند تا آنکه کل پادشاهان شدند و از تعلقات احوال  
 کردند و هر که گشته و چنانکه بود بدین صوبه را بهایی و خا و خا و خا و  
 آن را که سماع بدین صفت بود هر چه بشنود هر حال باشدش و گویی  
 گفتند از دیجان که با ما سماع بر غلات آن می افتد که هست (ص ۳۵۷)  
 و این حال باشد ادایچه کمال ولایت آن بود که هر چیزی را که بینی  
 بدان بینی که خلعت داده است باشد و اگر غلات آن بینی دیدار  
 درست نیاید میدی که پیغامبر صل الله علیه وسلم گفت اللهم انما الانبیاء  
 کما هی بار خدایا ثانی ما را هر چیزی را چنانکه هست و چون دیدی  
 درست هر چیزی را که آن بشنود که بینی پادشاه صفت هر آن را که  
 هست بایستی که سماع نیز درست آن بود که بشنوی هر چیزی را  
 چنانکه هست آن پیر احمد است که حکم می آید که ملازمین متوی شوند و  
 بموا و شصت متون شوند و از آنست که می غلات آن می شوند که هست  
 اگر بر فراغت حکم آن سماع کنیدی از هر آنات برهنیدی که  
 اهل غلات کلام خدای تعالی بشنود و اندکان خلوات نشان خلوات بر خلوات

ص ۳۵۷

زیاده شد چنانکه نصرت این الحادیت هذا اساطیر الاولین گفت و عید شد برین سم دی  
 الی شرح که کتاب وی بود گفت فستبارک الله احسن المخلوقین و گویی که  
 تبارک الله لا یبصر لا دلیل نفی مثبت ساقط و گویی که تبارک الله لا یبصر  
 را اثبات مکان و جهت گفت و گویی که تبارک الله لا یبصر صفا صفا را دلیل  
 می گفتند چون دل شان محل صلوات بود شنیدند کلام خداوند ایشان را هیچ  
 سود نداشت و باز نوسید چون اندر شر شاعر نظر کردند آفریده طبع بود را بهی  
 و آفریده خاطرش را اندکان اقتدر فل کد را بر فاعل دلیل کرد تا آن  
 گره اهد حق را گم کردند و این گره اندر اهل راه یافتند و انکار این  
 صافی (ص ۳۵۸) بلکه میماند باشد و الله اعلم بالصواب

ص ۳۵۸

فصل

و شایع را رضی الله عنهم اندرین معنی کلمات لطیف است بیش از آنکه  
 بجای آن را این کتاب حل کند تا آنچه ممکن شود من اندرین فصل  
 ثبوت کنم تا قایده تمام تر باشد و الله اعلم فی التوفیق مصری  
 رضی الله عنه گوید للمسمع ولله الحق یدرج القلوب الی الحق فمن اصغى  
 الیه بحق یتحقق و من اصغى الیه بنفسه تنفذ الی سماع و اورد حق است  
 که دل را با پادشاه برانگیزد و بر طلب وی حویس کند هر که آن  
 را بحق شنود بحق راه یابد و هر که بغض شنود اندر زندقه افتد  
 و عداوت آن پیران است که زایه سماع خلعت و صلی حق  
 باشد بلکه ملود آنست که مستمع باید تا معنی بحق شنود و صوت بخرد  
 و دل وی محل داد حق باشد پس چون آن معنی بل رسید دل  
 را برانگیزد آنکه اندر سماع متابع حق باشد کاشف شود و آنکه صافی  
 و متابع نفس بود محبوب گردد که تعلق بتبایل کند بهنگام ثمره آن





## باب اختلاف فهم فی السماع

اختلاف است میان شایخ و متفان اندر سماع گردی گفته که سماع آلت  
 نیست است دلیل آوردند که اندر مشاهده سماع محال باشد که دوست اندر  
 محل وصل دوست اندر محل نظر دوست مستغرق بود از سماع و آنچه سماع غیر  
 ما بود و غیر اندر محل جان دودی و حجاب و مشغول باشد پس سماع آلت  
 مستترین باشد تا از پراگندگی های غفلت جان بجمع شود اگر بجمع بود و عالم  
 جان پراگنده گردد و گردی گفته که سماع آلت حقیقه است از آنچه جهت یکت  
 خواهد تا کل عجب محبوب مستغرق نشود و اندر جهت ناقص باشد پس چنانکه  
 دل ما اندر محل وصل نصیب جنت است و سر را مشاهده و مدح ما  
 وصلت و تن را خدمت باید تا گوش نیز در نصیب بود چنانکه چشم را  
 است از رؤیت سخت نیکو گفت آن شاعر اندر محل حزل که دوی دوستی  
 فر کرد شعر

لا فاستقی غمضا و قتل لی فی الحضر

و لا تمسک بسوا أذا أمکن الجهر

یعنی به آب ای دوست مرا تا چشم ببیند و دستم بجاود و کام  
 بنشد و دوی برید اگر یک ماست بی نصیب می ماند و آن گوش است  
 پس بگو این شعر است تا گوش نیز نصیب یابد تا هر حواس ما اندر

بند آن شود از آن لذت یابد و گویند که سماع آلت حضور است که  
 غیب خود غایب است و غیب مکر بود و مکر اهل آن بود پس  
 سماع بر مد گرد باشد یکی ماسله و دیگری بی ماسله آنچه از تباری  
 شود آلت غیب باشد آنچه از تباری محال شود آلت حضور و از آن بود  
 که آن پیر گفت می مخلوقات را در آن محل غنیمت که سخن ایشان بشنوم  
 یا حدیث ایشان گویم بگو خامکان حق و الله اعلم بالصواب



## باب مرآتجهم فی حقیقه السماع

و اما هر یکی را از ایشان اندک سماع مرتبه است که مشرب و ذوق دی  
ادان بر مقدار مرتبه دی باشد چنانکه کتاب هر چه شود و ما به حد صحت  
و علامت بود و مشتاق را ما به شوق و محبت و ذوق را تاکید یقین و مراد  
ما تحقیق بیان و محبت ما باعث افتخار و علاقه و فخر ما اساس نویدی از  
کل و مثال اصل سماع چون آفتاب باشد یکی را می شود که بر همه چیزها  
بتاب و با هر چیزی را بر مقدار مرتبه دی از آن ذوق در ۵۶۲ و مشرب  
باشد یکی را می شود و یکی را می شود و یکی را می شود و یکی  
را می گنجد و این همه طوایف که گنیم اندر تحقیق آن بر سه مرتبه  
اند یکی از آن بندگان و دیگر از مستکان و بیوم سالان و می اند شمع حال  
هر یک اند سماع فصل بیام تا بنهم که قریب تر باشد انشاء الله تعالی

ص ۵۶۲

### فصل

چنانکه سماع ظاهر و حق است و تزکیه نفس از هر دو و هر دو و هیچ  
حال طبع بتدی قابل حدیث حق نباشد و از دود آن صفت ربانی مرغی  
را اثری باشد بوقت و قمر چنانکه گوی اند سماع همیشه شوند و گردی  
چاک گردند و هیچ کس نباشد الا که طبع او از حد اعتدال بیرون شود

و این را بحال ظاهر است و معروف است که اندک دوم چیزی سماع اند  
اند بپارستانی سخت بحسب که آن را بپایان خوانند و اندک هر چیزی که بحسب  
بسیار باشد آن را بپایانی بیان نام خوانند آن را چنانکه صحت را بپایان  
خوانند آن را دفع مانی را و اندک این و مراد این در اظهار حکم است و آن  
مثال بودی است از دود حای و اندک هفتاد و دود چنانکه را از آنجا باشد  
و دهن گیرند بر مقدار طقت آن بیمار را آواز آن بشنوند هنگام او را  
از آنجا بیرون آید و چون خواهند که کسی را هلاک کنند زمانی بیشتر آنجا  
چنانکه تا هلاک شود و بحقیقت آجال کتب است اما مرگ را اسباب باشد  
و اما الباقی و دیگران پیوسته آن می شوند و اندک ایشان هیچ اثر نکند  
از آنجی موافق نیست آن با طبع (ص ۵۶۳) ایشان و در این است بطبع این  
مبتدیان و اندک هندستان [دیدیم] که اندک زهر قاتل کرمی پدید آمده بود و  
زندگی و [پایان زهر بود] از آنجی بکثرت او هم آن بود و اندک ترکستان  
دیدیم [بشماری بسرد] اسلام که آتش اندک کرمی افتاده بود و می سوخت و  
[از تنگ حای آن] زشاره بیرون می جوشید و اندران آتش موشی بود  
[چون از آتش] بیرون آمدی هلاک شدی و مراد بجز اجمیت غرض آن است  
که هر که اضطراب مبتدیان اندر طول دارد حق تعالی اذعان می باشد که بشر  
ایشان را آن را مخالف است چون آن متواتر شود بتدی اندرون ساکن  
شود فردی که چون بهر میل علیه السلام در ابتدا بیاید پیغمبر صلی الله علیه  
و سلم طاقت رؤیت دی نداشت و چون بصحابت رسید اگر یک ساعت یامی  
شکل خدی و این را خواهد بسیار است و این حکایت هم دلیل اضطراب  
مبتدیان است و هم برهان سکون منتیان اندر سماع و معروف است که  
چند را زود الله علیه مریدی [بود است] که اندک سماع اضطراب بسیار  
کرد و حدیثی بسیار مشغول [شدندی پیش شیخ] شکایت کردند او را

ص ۵۶۳

گفت اگر بعد ازین اندر سماع [اضطراب کنی نیز من با تو] صحبت کنم و به  
محمد مجیدی گوید احمد سماع من [اندکی] نگاه می کردم لب پر هم نموده بود  
و خاموش بود تا از هر سوئی چیزی از اندام وی بکشد و حوش از وی بشد  
و [یک روز] بیخوش بود پس من به انتم وی اندر سماع دست دادم ۵۶۳ و  
بعد با سمیت پیر به دلش توی تر بود و گویند که مودی اندر سماع فرو بود پیر  
وی را گفت خاموش باش وی سر بر زانو نهاد و چون نگاه کردند موده بود  
و از شیخ بر مسلم قاری بن غالب القدوسی شنیدم گفت مدتی اندر سماع اضطراب  
می کرد یکی دست بر سر وی نهاد که بنشین نشستی می بود و رفته از دنیا  
و بنیاد رفته اند طبع می گوید دیدم هوشی را که اندر سماع جان داده  
و توئی روایت آمد از دناج که گفت می با این اثری به کثرت و جلد می  
رفتم میان بصره و ابله بکوشی فرا رسیدم مودی دیدم بر بام کوهک نشسته و  
کبوتری در پیش وی نشای کرد و این بیت می گفت شعر

لی سبیل الله دنا کان سقى لك اقبل

حکل يومه تتکلف خیر هذا بهی اجل

و برانی ما اندر دیدم آن کوهک ایستاده با ابروی و مرتبه گفت ای  
کبوترک نظای به تو که این بیت باز گوی که از زندگانی من یک  
نفس بیش نمانده است تا باری با سماع این برآید کبوترک دیگر باره بخانک آن  
سلووت کرد آن جوان فرو برد و جان از وی جدا شد خلوت کبوترک  
[با گفت که تو] آزادی و خود فرو آمد و به تمییز [وی مشغول شد و  
هم] ابل بصره بر وی نهد کرد پس آن [مرد به پای خواست و گفت]  
یا ابل بصره من که فلان بن فلامم هم [اگر خود سبیل کردم] و ملایک  
ما آزاد کردم هم از آنجا برت [و کس خبر آن مرد نیافت] ۵۶۴ و فایده  
این حکایت آن است که مرید را اندر غلبه سماع حال چنین بیاید که سماع

ص ۵۶۳

ص ۵۶۵

دی فاستان را از قنق نهات دود و [آندین] زمانه گد می گم شدگان بهماع  
فاستان حاضر شوند و گویند ما سماع از حق می کنیم و فاستان مر ایشان را  
اندر آن موافقت کنند بر سماع کردن و به حق و خود حقیقی تر شوند تا خود  
را و ایشان را حاکم کنند و از پیچیده رفته اند طبع پدیدند که اگر ما به دود  
اعتد اندر بکلیا شوم روا بود و اذان مراد ما هر آن باشد تا دل کز  
ایشان به بینیم و بر نعمت اسلام شکر کنیم دی گفت اگر بکلیا در توانید  
شد چنانکه چون شاه بیرون گویند می چند از ایشان با خود بدرگاه توانند  
کرد برود و اگر در تشریف پس اهل صومعه اگر بهزیارت شود عزایات صومعه  
دی شود و عزایاتی چون بصومعه شود صومعه عزایات دی شود یکی گوید از  
مشایخ کهار که من بهفاد می رفتم با مدیعی آواز منقش شنیدم میخواند شعر

مئی ان تکی حقاً تکی احسن المئی

و الا فتنه جشدا بها زماناً زهداً

آن مدیعی نمره بود و از دنیا برفت و مانده این به علی مدیعی گوید  
رحمة الله علیه که مدیعی [را دیدم] که آواز منقش مشغول گشته بود من نیز  
گوش نهادم بلام تا دی چه می گوید آن کس بصوت مزین می گفت شعر  
آمد کفی بالخصوص الی الذی جاد بالعنبر

آنکه آن مدیعی باکی ببرد و بهفاد ۵۶۷ چون نزدیک به شدم به را  
مده یافتیم یکی گوید با ابراهیم خواص برامی می رفتم اندر که طری اندر  
دلم پیچید آمد و بر خواصم شعر

صبر عند الناس لی عاشق خیر ان کرمهنا عشق لمن

مالین فی الاصلان شی حسن لا و احسن منه صوت حسن

ما گفت یا ابراهیم باز گویی این بیت را باز گفتیم وی بگم تا بعد قدی چند  
به زمین زد چون نگاه کردم آن اقدام وی چون در موم بران سنگ

ص ۵۶۶



فرو می رفت آنگاه بپوش پیخاد چون بپوش آمد مرا گفت اندر رومنه  
بمشت دوم تو بپیدی و زین جنس کجایات بیش ازان است که این کتاب  
آن را متعل باشد و من معاینه اندر دوشی دیدم که اندر جبال آذر یجان  
ی رفت شکر و بانودی گفت این بیت ما را بشاب شعر

و الله ما طلعت شمس ولا غربت

الا و انت هنی قلی و وسواس

و لا جلیست الی قوم اجدلهم

الا و انت حدیثی بین جلیس

لما ذکرتک محزونیا و لا طویا

الا و جیک مقبرون پانفاس

و لا همت بشراب الماء من عطش

الا بایات خیال منک فی الکام

فلو قدرت علی الایان لزیتکم

محبیا علی الوجه و مشیا علی الواس

از سماع این تغیر شد زبانی نهشت و پشت علی باز نهاد و جان برادر  
الله علیه

### فصل

و گردی از مشایخ این طایفه شنیدن قصاید و اشعار خواندن قرآن باطمان  
چنانکه صورت اندر پیرون برند کراهیست داشته اند و مرطبان ما حله فرموده  
در سن ۱۵۹۷ و خود برپیر کرده اند و اندران غم نموده و ایشان چند گوهند  
و هر یکی را اندران علت دیگر است گردی ازان آمانند که اندر تحمیل آن روایات  
یافته اند و اندران متابع ملت صالح شده و بریشان تقلید کرده چنانکه زجر

۵۶۷

کردن پیغمبر صلی الله علیه و سلم مر فیرون کینرک حقایق بن ثابت را از غنا کردن  
و دزدان کردن مر رضی الله عنه مران مصابی را که غنا می کرد و انکار کردن علی  
کم الله وجهه بر معاویه بدانچه کینرکان خنیده داشت و منع کردن وی مر حسن  
رضی الله عنه را [از نظاره آن زن صفت] که غنا می کرد و گفتی که او  
قوی شیطان است و مانند این و نیز گویند دلیل بزرگ ترین ما بر کراهیست  
داشت غنا اجماع است و مانند این و اندر زیاد ما و پیش از  
ما بر آنکه آن کراهیست است با آنکه گردی سوام مطلق می گویند و اندرین  
معنی از ابو الهثم بنانی دعایت کنند که من اندر صلح کردن بهر دوم  
شبی یکی بصومعه من آمد گفت جماعتی از طلب درگاه خداوند نقل بجمع اند و بیدار نشاندند

خبر اگر فصل [کینر] و دیگر شود گفت [پیرون آمد] و بر اثر وی  
می رفتم پس برآ نیامد که گردی رسیدم که حلقه زده بودند و پیری اندر  
بین ایشان بود مرا کراهی کرده فق اقایه و آن پیر گفت اگر زبانی تا  
بچی بر خوانند من اهازت کردم دو کس باطمان خوش ابیات خواندن گرفتند  
ابیاتی که شرا و زان گفته بودند و ایشان جمله توحید و خاشعند و زرق  
صای خوش می زدند و اشعارت صای رس ۱۵۹۸ لطیف می کردند و من  
تجرب مال ایشان مانده بودم و خوشی [وقت ایشان] بود تا صبح نزدیک  
آمد آنگاه آن پیر مرا گفت ایسا اشخ [شیخ پرسی مرا] که تو کیستی و  
این گروه کیانند گفتم حشمت تو مرا از سوال باز می دارد وی گفت و  
خود عذایل بده است اکنون ازین داین جمله فرزندان وی اند و اندرین نشستن  
و خا کردن ده فایده است یکی آنکه مصیبت فراق خود مدام و ایام  
دولت را یاد کنم و دیگر آنکه پارسا مردان را از راه ببرم و اندر غلط  
انگرم و گفت ارادت سماع ازان گاه از دل من نفی شد و من که  
علی بن عثمان الکلابی اسم رضی الله عنه از شیخ الاسلام ابو ابیاس الاشنانی

ص ۵۶۸

شیدم رضی الله عنه که گفت مدعی در محمی مردم گدشی سماع می کردند و ازان بیرون  
 برنده اند و ازان ایشانی پای بازی می کردند و اندک ایشانی می دیدند و ایشانی  
 گرم شدند و [گرمی] دیگرند که از خوت و غلر مریدان تا اندک بلا ماطلت  
 نیفتند و ایشانی تسلیم کنند و از سر توبه [با سر مسخیت از نیاید و صفا  
 اند] ایشانی توبه گیرند و موس مرعوبیت [صالح ایشانی تا فتح کنند] اگر  
 آن معروض بلا و فتنه است سماع کردند و اندک ایشانی و نشسته و از  
 جید رضی الله عنه می آید که مریدی ما گفت اندک حال ابتدای توبه او که اگر  
 سلامت دین می خواهی و رعایت توبه کنی اندک سماع صوفیان که کنند مگر شو  
 و خود ما از اهل آنی و ازان [بحالی و پهلوی پیر] شدی رضی الله عنه و اهل  
 را بر خود بود کار کن گدشی دیگر گفتند که اهل سماع [اگره اند  
 یکی آهنگ که لاهی باشد و دیگر آهنگ که لاهی باشد لاهی در میان فتنه باشند و  
 اذان ترند لاهی بر اوقات و مجاهدات و بافتلار دل از مخلوقات و اراض تر  
 از مخلوقات فتنه از خود دور کرده باشند و اذان این شده چون ما  
 این گدشی باشیم و اذان گدشی ترک کن ما بهتر است و  
 مشغول شدن چیزی مگر مراقب وقت است اولی توبه گدشی دیگر  
 گفتند چون غلام ما اندک سماع فتنه است و از شیدک ما اعتقاد  
 مردمان مشغول می شود و از درجت ما اندکان بگردند و ما بآن کاری  
 شود پس غلام را شفقت کنم و خاص را نصیحت کنم و برزیت غیرت دست  
 اذان بداریم و این طریق پندیده است و گدشی گفتند که پیغامبر صلی الله  
 علیه و آله گفت من حسن اسلام السموة تنوك ما یضیحه دست از چیزی  
 بداریم که اذان گریز است از آنچه با لا یعنی مشغول شدن تعینج وقت  
 است [و وقت دوستان] با دوستان عویض حاج نباید کرد و گدشی دیگر  
 از خواص گفتند که سماع بجز دست و توبه ای یافت مراد از این

ص ۳۷۱

کودکان باشد که اندک میان خبر را بچه مقدار بود پس کار مشاهده دارد  
 این است احکام سماع که یاد کردیم بر وجه اختصار اکنون اندک دهد و  
 دهد و قاضی ایشانی بانی مرتب گردانم توفیق الله تعالی

بسم الله الرحمن الرحیم

بسم الله الرحمن الرحیم

بسم الله الرحمن الرحیم

بسم الله الرحمن الرحیم



## باب الوجود والوجود والتواجد والمراتبه (ص ۵۷۰)

ص ۵۷۰

چنانکه دهد و وجود مصدر اندکی بمعنی آمده و دیگری بمعنی یافتن و قابل  
هر دو بودن یکی باشد و بر فرق نتوان کرد میان آنی چنانکه گوید وجود  
یعنی وجوداً و وجداناً چون بیافت وجود وجوداً و چون اندر گین شد و  
نیز وجود یعنی حدوثاً چون توأکر شد و وجود یعنی موجودتاً چون در  
شتم شد و فرق این با معاصره باشد و باضال و مراد این ظاهر از  
دهد و درود اثبات در حال باشد که مریشان را پدیدار آید اندر سابع  
یکی مقرون آمده باشد و دیگر موصول یافت مراد و حقیقت آمده فقد  
موجب و شی مراد باشد و حقیقت یافت حصول مراد و فرق میان حزن  
و دهد آن بود که چون نام اندمی بود که اندر نصیب خود باشد  
و دهد نام اندمی باشد که اندر نصیب غیر باشد و در محنت و این  
تغییرات جمله صفت طالب است و الحق لا یتغییر و کیفیت دهد اندر  
تحت عبارت یناید از آنچه آن علم است اندر معاینه و علم یا بظلم بیان  
توان کرد پس دهد شری باشد میان طالب و مطلوب که بیان اندر کشف  
آن فیت بود و کیفیت دهد نشان و اشارت درست یناید از آنچه این  
طلب است اندر مشاهدت و طلب را بطلب اندر نتوان یافت پس دهد  
مفصل باشد از محبوب و محبت که اشارت از حقیقت آن موصول بود و

بزرگیک من وجود اصابت الهی باشد مراد از ینا از قرح یا از طرح یا از  
کسب یا از طلب وجود اذات [یعنی تادیل و مصلحت] مراد آن و صفت  
واید از حرکت بود اندر غلیان [شوق اندر حال] در ص ۵۷۱ و ۵۷۲ حجاب و ینا  
مکون اندر حال مشاهدت اندر حال کشف و ینا تغیر و ینا تغیر تا حین و  
تا اثنان تا پیش از آن پیش از آن کرب و آزار طلب و مشفق مشایخ تا دهد  
تمام تر یا وجود گردمی گویند که وجود صفت مرید است و دهد صفت عارفان  
و چون درجه قدرت از مرید بلند تر باشد باید که وصف از آن روی کمالات  
بود از آنچه هر چیزی که اندر تحت یافت اندر آمد [محدک] شد و بند  
آن صفت جنس است زیرا که در ادراک صفت از تقاضا گذشت و خداوند تعالی  
بی حد است پس آنچه باشد یافت بهر مشربل بند و آنچه ینا طالب  
او اندران منقطع شد و از طلب آن عاجز باشد حقیقت باشد و گردمی  
گویند که دهد حرقت مریدان بود و دهد تحضر بجهان صیقل تر از مریدان باید  
تا آرام با تحضر تلم تر باشد از حرقت اندر طلب و این معنی کشف  
نگردد بجز اندر حکایتی و آن آنست که بعد از شکی رحمت الله علیه اندر [غلیان  
حال خود بزرگیک] بنده رحمت الله علیه آمد وی را یافت آمده [گین] گفت  
ایضا اشخ به درود است بنده رحمت الله علیه گفت من طلب و بعد شیلی  
رحمت الله علیه گفت لا بل من وجد طلب آنگاه مشایخ اندرین سخن گفتند  
از آنچه یکی نشان از دهد داد و آن دیگر اشارت بود که و بزرگیک  
من معتبر قل بنده است رحمت الله علیه از آنچه چون بنده بخواست که مرید  
او از پس او نیست آمده وی دراز در ۵۷۲ گوید در اندرین معنی سخن گفته  
است اندرین کتاب و مشفق مشایخ رضی الله عنهم که سلطان علم توی تر باید  
از سلطان دهد از آنچه چون قوت مر سلطان دهد را باشد واده به عمل بخل بود  
و چون قوت مر سلطان علم را بود علم در علم و مراد از آن آنست که

ص ۵۷۲





## باب الرقص وما يتعلق به

بدانکه امد شریعت و طریقت هر رقص را هیچ اصلی نیست از آنچه آن لم  
بود باتفاق هر حلقا چون بجهت باشد و لغوی چون بحزل بود و هیچ کسی  
از مشایخ این را نسته اند و اندران (ص ۵۷۳) فلو کرده اند و هر  
اثر که اهل سحر اندران بیارند آن هر باطل بود و چون حرکات دهری و  
مسائلات اهل توادد بدان مانده بعد مست گردی از اهل هول بدان  
تقلید کردند و اندران غالی شده و اذان مذهبی ساخته اند و من دیدم  
از عوام گردی که می پنداشتند اند غضب تعویف بجو این فیت آن  
بر دست گرفته و گردی اصل آن را مکر شده اند و در  
جمل پای بازی شرما و حلقا داشت باشد از جمله مردان و عا  
باشد که فضل مردان آن کشف آما چون فتنی در دل ما پدید  
آمد و خفتانی بر سر سلطان شد وقت وقت گرفت حال اضطراب خود  
پیدا کرد و ترتیب و رسوم بر عادت آن اضطراب کی پدید آید نه  
رقص باشد و بازی بود و دلیج پدیدون که آن جای گداختن بود  
و سخت بود افتد آن کس از طریق صواب که آن را رقص خوانند  
و این حالی است که بخلق این ما با کس بیان نتوان کرد من  
نه ییذق لا ییدری

ص ۵۷۳

## النظر فی الاحداث

و امد بکار نظاره کردن امد احداث و صحبت با ایشان محظورست و بجز  
این کلمه باشد و هر اثر که اندرین آرد بحالت و بحالت و من دیدم  
از عاقل گردی تحت آن با اهل این طریقت مکر شده و دیدم که  
ازین مذهبی ساخته اند و مشایخ رحمهم الله بر این ما آفت دانسته اند  
و این اثر از سولایان مانده است نسیم امد اندر بیان دلایلی خدای تعالی  
و متصور و امد اعظم بالصواب (ص ۵۷۵)

ص ۵۷۵

## باب الخرق

بدانکه خرق کردن جامه اندر میان این طایفه معتاد است و اندر محج حای  
 بزرگ که مشایخ بزرگ حاضر بوده اند این کرده اند و من از ظاهر گوی  
 ویم که بدان فکر نموده و گفته که ما باشد جامه درست را پاره کردن  
 و آن فساد بود و این حال باشد که فساد که مراد اذان صلاح بود  
 صلاح باشد و هر کس جامه درست را برید و پاره کند و [بدوزد] چنانکه  
 آستین و تنه و تریز و جیب از یکدیگر جدا کند و باز اصلاح کند و  
 هیچ فرق نباشد میان آنکه جامه را بعد پاره کند و برهم بدوزد و میان  
 کسی که تیغ پاره کند و برهم بدوزد یا آنکه اندر هر پاره حاجت دل مؤمنی  
 است و قضای حاجتی اذان دی که بر مرقه بدوزد و هر چند که جامه خرق  
 کردن اندر طریقت اصلی نیست و البته اندر صلاح آن را اندر حال صحت  
 نشاید کرد که آن جز اسرار نباشد اما اگر مستح را غلبه پدیدار آید  
 چنانکه خطاب از وی بر میرو و بی خبر گردد و [مذکور باشد] یا چون یکی را  
 جان اند اگر حاجتی بر موافقت [دی خرق کند] ما باشد و بعد خرق آل  
 این طریقت بر سر گردد باشد یکی آنکه در پیش خود خرق کند و آن اندر  
 حال صلاح بود بکلمه عقبه و دوم آنکه جماعت و اصحاب بکلمه پیری و  
 مقتضای جامه دی را خرق کند یکی اندر حال اشتغال از سوی دیگر اندر

حال سکر اندر دهدی و شکل ترین این هر خرقه ساهی باشد و آن بر دو گونه رس ۵۷۷ ص  
 باشد یکی عجوج و دیگر درست و جامه عجوج را شرط دو چیز باشد یا بدوزند و یا  
 باز دهند این جماعت و یا به درویش دیگر بشار کنند و یا مرتبک را پاره پاره  
 کنند و قسمت کنند اما چون درست باشد بگیم تا مراد آن درویش مستحق که جامه  
 بپوشد چه بود اگر مراد قبول بود دی را باشد و اگر مراد جماعت بود ایشان  
 را و اگر بی مراد افتاد بکلمه پیر باشد تا چه فزونی دهد که جماعت را بپوشد  
 تا خرقه کنند و یا یکی از ایشان اذنانی بپوشد داشت و یا بقول بپوشد داد پس  
 اگر قال ما باشد مراد درویش موافقت اصحاب شرط نبود اندانچه آن جامه و  
 اصل می شود و آن درویش یا بپوشد داده باشد یا با مضطر دیگران را اندر  
 هیچ موافقت نیست پس اگر مراد جماعت خرقه جامه شده است یا بی مراد ایشان  
 موافقت شرط باشد و چون در جامه انگشتان موافقت کردند پیر ما  
 قضیه که بقول دهد جامه درویشان آما ما بود اگر جمعی اذان خویش ایشان  
 چیزی نخواهد و جامه حال درویشان باز دهد و یا هر خرقه کند و قسمت  
 کند و اگر جامه اندر حال سکونی افتاده است مشایخ رحمهم الله انبیین مختلفه  
 بیشتر گویند که قوال را باشد بر موافقت خبر پیامبر صلی الله علیه و سلم که گفت  
 من قتل قتیلا مله مسلمه جامه متوکل قتال را بود و اگر بقول محمد از  
 شرط طریقت بیرون آیند و گروهی گویند و اختیار نیست که چنانکه آنها بپوشد  
 یعنی از فقها جز اذان رس ۵۷۷ امام جامه متوکل قتال را نهند اینجا ۵۷۷ ص  
 نیز جز از زمان پیر این جامه بقول محمد آما اگر خواهد که پیر محمد کس  
 را بپوشد و باشد و الله اعلم بالصواب



## باب آداب السماع

بدانکه شرط آداب سماع آن باشد که تا نیاید گفتی و مر آن را عادت  
 نسازی [در پیر گفتی] تا تقطیع آن از دل نبشود و باید که تا چون  
 سماع [گفتی پیری آنها حاضر] بود و جای سماع از حوام غالی باشد و قوال  
 بوقت [و دل از اشتغال غالی] و طبع از لحد لغو و تکلف از میان برداشته  
 [و تا وقت سماع] پیدا نیاید شرط باشد که اندران باانت گفتی [چون وقت گرفت]  
 شرط باشد که از خود دفع کنی و وقت را متابع باشی به آنچه آتفا [کنند اگر  
 بجهانند] یعنی و اگر ساکن دارد ساکن باشی و فرق قوالی کرد میان وقت طبع و  
 وقت دمج و باید که مستمع را بچندان دینار باشد که دارد حق را قتل تواند  
 کرد و عادت آن بفرمان داد و چون سلطان آن بر دل پیدا آید بختک آن  
 از خود دفع نکند و چون وقت آن گستر شود بختک بپذیرد و باید  
 که اندر حال حرکت از کس مساعد چشم ندارد و چون کسی مساعد نماید  
 منع نکند و اندر سماع کس دخل نکند و وقت وی بشود اندر اندر مددگر  
 او تعصرت نکند و مر او را ببال بخت او نشود که اندران پراگندگی و  
 بی حرکتی پیدا باشد آذینده را و باید که قوال اگر خوش خواند وی را  
 گوید که خوشی خوانی و اگر ناخوش خواند و یا شر نامزدن گوید که طبع  
 بداند گرداند گوید که بمنز خوان و بدل یا وی خصومت نکند و در ۱۵۶۸ و

وی را اندر میانه بنید و اول  
 سماع گرفته باشد وی را اذان نصیب نموده باشد شرط نیست که بصو خود اندر  
 سکر ایشان کند باید که بوقت آراییده باشد و مر سلطان وقت را تعیین کند  
 تا بکات او بدد و من که علی بن عثمان الجلالی ام رشی الله عز آن دوست  
 دارم که بتیان را بسامع نگذاشته تا طبع ایشان بشوید نشود که اندران خلوصای عظیم  
 است و آفت آن بزرگ است که زمان از پای و یا از های پندیشان ناظر باشد  
 اندر حال سماع ایشان را ازین مرستان را جاب های صب افند و با یکی از  
 اسرار الله میانه باشد از بد آنکه محال متصور این بود ما نصب ساخته اند  
 و صدق از میانه برافراخته و من استنظر کنم از آنچه رفت ست بر من از احواس  
 این آفت و استنانت غوام از عارذ قالی تا ظاهر و باطن را از آفت  
 نگاه دارد و دینیت می کنم ترا و خوانندگان این کتاب را برایت حقوق این کتاب  
 و فرزند را برهای حفظ این یاد دارند و باالله التوفیق و الحمد لله رب العالمین  
 و الصلوة و السلام علی رسولہ محمد و آله اجمعین وسلم تسلیما کثیرا کثیرا

و کتبه الحاج ابی حمزة الله المتین اشرف المساکین  
 محمداً الدین عکرم الله عنه و عن سایر المسلمين و  
 جمل یومه خیرا من امسه الی یوم الدین من امر  
 الله فی شعبه ۵۶۶۳

کاتب: محمد شعیب سکنای موضع هاراج کی متصل رسول نگر ضلع گرجا دار  
 نزیل لاهور دار کتابت چوک وال گران

محم المرام ۱۳۸۷  
 پریل ۱۹۶۷







عکس صفحه آخر که دالای مرصحات

